سیرت اہل بیت پر ایک تاریخی علمی اور فکری کتاب

تمنائے حسن خاتمہ از ذکرِ سیدۃ فاطمۃ رضی اللہ عنہا

خاتونِ جنت

حضرت سیدۃ فاطمۃ رضی اللہ عنہا

خاتونِ جنت حضرت سیدۃ فاطمۃ الزہراءؓ کی سیرت مطہرہ



ب۔ افادات

مفکر اسلام حضرت علامہ

ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم

تالیف

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب مدظلہ

مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر



باہتمام

مولانا حافظ محمد بلال مظاہری سلمہ صاحب

خلیفہ ارشد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

26 BLACKBURN STREET OLD TRAFFORD

MANCHESTER M16 9LJ ENGLAND

0161 232 9851 - 0771 315 5565

Scanned with CamScanner

سیرت اہل بیت پر ایک تاریخی علمی اور فکری کتاب

تمنائے حسن خاتمہ از: کریدہ فاطمہؓ

خاتون جنت

حضرت

سیدۃ فاطمۃ رضؓ

تالیف

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب

مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر

باہتمام..... مولانا حافظ محمد بلال صاحب مظاہری سلمہ

خلیفہ ارشد شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

IDARA ISHA`ATUL ISLAM

26 BLACKBURN STREET OLD TRAFFORD MANCHESTER M16 9LJ

Telephone : 00 44 161 232 9851

Scanned with CamScanner

☆ نام کتاب: تمنائے حسن خاتمہ از ذکر سیدہ فاطمہؓ

☆ مؤلف: مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب
(مدیر ماہنامہ الہلال مانچسٹر)

☆ ناشر: ادارہ اشاعت الاسلام

☆ تعداد: ۱۱۰۰

☆ صفحات: ۵۶۰

☆ کمپوزنگ: حافظ محمد اقبال صاحب

﴿ برطانیہ میں ملنے کے پتے ﴾

IDARA ISHA`ATUL ISLAM

26 BLACKBURN STREET OLD TRAFFORD

MANCHESTER M16 9LJ U.K

Tel : 0161 232 9851

MASJID KHIZRA

23,25 PARKER STREET BURY LANCASHIRE ,BL9 0RJ

Tel : 0161 763 6884

ISLAMIC ACADEMY OF MANCHESTER

118 SOUTH STREET LONGSIGHT MANCHESTER M12 4DT

TEL: 0161 273 2422

پاکستان میں ملنے کے پتے

صدیقی ٹرسٹ

المنظر اپارٹمنٹ ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

Scanned with CamScanner

☆..... اجمالی فہرست.....☆

☆..... ایمان کی دو آنکھیں۔ صحابہ عظام اور اہل بیت کرام	۹
☆..... کلمات بابرکات از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ	۹
☆..... مقدمہ	۱۱
☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ اور ان کا مبارک خاندان	۲۳
☆..... حضرت فاطمہؓ کے والد گرامی قدر۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر	۳۴
☆..... حضرت فاطمہؓ کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ	۴۰
☆..... حضرت فاطمہ کی بڑی بہن سیدہ زینب بنت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	۸۶
☆..... حضرت فاطمہ کی بڑی بہن سیدہ رقیہ بنت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	۱۱۲
☆..... حضرت فاطمہ کی بڑی بہن سیدہ ام کلثوم بنت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ	۱۲۹
☆..... حضرت فاطمہ کے بھائی حضرت عبداللہؓ	۱۳۹
☆..... حضرت فاطمہ کے سوتیلے بھائی حضرت ابراہیمؓ بن سیدنا محمد رسول اللہ	۱۴۰
☆..... سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی چار صاحبزادیاں	۱۰۷
☆..... مستشرقین اور روافض کے مغالطات پر ایک نظر	۱۴۷
☆..... بنات اربعہ پر محدثین مؤرخین کا اتفاق اور غیروں کا اعتراف	۱۶۰
☆..... خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا	۱۷۳
☆..... مفکر اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی)	۱۷۳
☆..... تذکرہ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا	۱۷۴
☆..... حضرت سیدہ فاطمہ کا حلیہ مبارک	۱۷۴

Scanned with CamScanner

☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نام اور ان کے القاب	۱۷۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا بچپن	۱۷۸
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ کا وصال	۱۸۰
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ہجرت مدینہ منورہ	۱۸۰
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نکاح مبارک	۱۸۱
☆ زوجین کے لئے حضرت خاتم النبیین ﷺ کی دعائیں	۱۹۲
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حضورؐ ﷺ کے قریب رہائش ملنا	۱۹۳
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا گھر	۱۹۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی گھریلو زندگی	۱۹۶
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی معاشی حالت	۱۹۸
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا زہد و ورع	۲۰۲
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا اپنے باغات وقف کر دینا	۲۰۴
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا انفاق فی سبیل اللہ	۲۰۷
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ایک کرامت	۲۱۳
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا خادمہ مانگنا اور تسبیحات ملنا	۲۱۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ میدان جہاد میں	۲۲۲
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کی محبوب ترین شہزادی	۲۲۳
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کی جان جگر	۲۲۹
☆ حضور ﷺ کا زوجین میں مصالحت کرانا	۲۴۰
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو عمل صالح کی تاکید کرنا	۲۴۱

Scanned with CamScanner

☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ پر حضور ﷺ کی رحلت کا اثر	۲۴۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہ کے فضائل و مناقب	۲۵۰
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کا میدان محشر میں مقام	۲۵۴
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی جنت میں شان	۲۵۶
☆ حضرت سیدہ فاطمہ کی وفات حسرت آیات	۲۵۷
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی نماز جنازہ	۲۶۱
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی قبر مبارک	۲۶۴
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی مرویات	۲۶۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہ کے اہل و عیال	۲۷۱
☆ آپ کے شوہر نامدار حضرت علی مرتضیٰؓ	۲۷۱
☆ حضرت سیدہ فاطمہ کی اولاد امجاد	۲۷۷
☆ سیدنا حضرت حسن بن علیؓ	۲۷۹
☆ سیدنا حضرت علیؓ خلفائے راشدین کے عہد میں	۲۸۸
☆ سیدنا حضرت حسن بن علیؓ کی خلافت	۲۹۵
☆ شہزادہ امن حضرت حسنؓ کی حضرت معاویہؓ سے صلح	۳۰۵
☆ سیدنا حضرت حسن بن علیؓ کے عمل سے عقیدہ امامت کی تردید	۳۱۵
☆ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے اخلاق و عادات	۳۱۶
☆ سیدنا حضرت حسنؓ سے حدیث کی روایت	۳۲۰
☆ سیدنا حسن بن علیؓ کا علم و فضل	۳۲۱
☆ سیدنا حضرت حسن بن علیؓ کا ذوق عبادت	۳۲۶

Scanned with CamScanner

سیدنا حسنؓ کا اتحاد بین المسلمین کی خاطر خلافت چھوڑ دینا	۳۳۸
سیدنا حسنؓ کو لسان نبوت سے سید کا خطاب ملنا	۳۴۰
حضرت حسنؓ کے اخلاص کی عنداللہ مقبولیت	۳۴۱
حضرت امام مہدی سیدنا حسنؓ کی اولاد میں ہوں گے	۳۴۲
حضرت حسنؓ کے امیر معاویہ سے خوشگوار تعلقات	۳۰۵
حضرت معاویہؓ کی جانب سے تحفے اور ہدیے ملنا	۳۵۰
حضرت حسن بن علیؓ کی شہادت	۳۵۵
حضرات خلفائے ثلاثہؓ حضرت حسنؓ کی نگاہ میں	۳۶۱
سیدنا حضرت حسینؓ بن علیؓ رضی اللہ عنہ	۳۶۴
حضرات حسنین کریمین نانا جان ﷺ کی نگاہ محبت میں	۳۶۸
حضرت حسینؓ شرف صحابیت سے مشرف ہیں	۳۷۴
سیدنا حضرت حسینؓ خلفائے راشدینؓ کے دور میں	۳۷۵
سیدنا حضرت حسینؓ امیر معاویہؓ کے دور میں	۳۸۰
سیدنا حضرت حسین بن علیؓ حضرت معاویہؓ کی فوج میں	۳۸۲
بنو ہاشم حضرت معاویہؓ کی نگاہ میں	۳۸۸
حضرت حسینؓ اجلہ صحابہ کی نگاہ میں	۳۹۰
سیدنا حضرت حسینؓ اور والی شام یزید	۳۹۲
صحابہ کا سیدنا حضرت حسینؓ کو کوفہ جانے سے روکنا	۳۹۳
سیدنا حضرت حسینؓ کی شہادت کے ذمہ دار کون؟	۳۹۵
حضرت حسینؓ شہید کر دیے گئے	۴۰۶

Scanned with CamScanner

☆ حضرت حسینؓ کی عبادات	۴۲۸
☆ حضرت حسینؓ کی ایک کرامت	۴۳۱
☆ حضرت حسینؓ کی تواضع	۴۳۲
☆ حضرت حسینؓ کی روایات	۴۳۳
☆ حضرت حسینؓ کو سیرت الرسول جاننے کا شوق	۴۳۶
☆ حضرت حسینؓ علم، فضل کے اونچے مقام پر	۴۳۷
☆ حضرت حسینؓ کے اہل و عیال	۴۳۸
☆ حضرت حسینؓ کے مناقب و فضائل	۴۴۴
☆ حصرت سیدہ فاطمہؓ کا صاحبزادہ حضرت محسن بن علیؓ	۴۵۲
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا	۴۵۳
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا	۴۵۵
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ حضرات شیخین کریمین کی نظر میں	۴۶۴
☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزہراؓ	۴۷۶
☆ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کے خلاف لگائے الزامات کا مدلل جائزہ	۴۸۲
☆ حضور اکرم ﷺ کی وراثت اور فدک کا معاملہ	۴۸۲
☆ فدک دور رسالت میں	۴۸۵
☆ فدک دور صدیقی میں	۴۸۸
☆ فدک دور فاروقی اور دور عثمانی میں	۴۹۳
☆ فدک دور علوی میں	۴۹۴
☆ معترضین کے فدک پر مختلف دعوے اور ان کے جوابات	۵۰۱
☆ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے گھر جلانے کا الزام کا جائزہ	۵۵۳

Scanned with CamScanner

ھدیہ عقیدت

خاتون جنت

سیدہ فاطمۃ الزھراءؓ

کے نام

☆..... جن کو خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ نے اپنی جان جگر فرمایا

☆..... جن کی خوشی کو اپنی خوشی اور جن کے دکھ کو اپنا غم بتایا

☆..... جن کے سیدۃ نساء اھل الجنۃ ہونے کی بشارت سنائی

☆..... جن کے صاحبزادوں کو دنیا کے مہکتے پھول اور جنت کے جوانوں کے سردار بتایا

اے اللہ

خاتون جنت سیدہ فاطمہ الزھراءؓ کو سب مسلمانوں کی طرف سے بہترین جزاء عطا فرما اور ان پر اپنی کروڑوں رحمتیں نازل فرما

اے اللہ ہماری اس محنت کو قبول فرما اور اس کا نفع عام اور تام فرما آمین

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ

Scanned with CamScanner

ایمان کی دو آنکھیں

صحابہ کرام اور اہل بیت عظام

افاضات..... حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ..... أما بعد

اہل بیت رسول اکرم ﷺ تو ہمارے حق میں چشم وچراغ ہیں ہمارے نزدیک اعتقاد اصحاب اور حب اہل بیت دونوں کے دونوں ایمان کے لئے بمنزلہ دو پر کے ہیں دونوں ہی سے کام چلے گا جیسے ایک پر سے طائر بلند پرواز نصف پرواز تو کیا ایک بالشت بھی نہیں اڑ سکتا ایسے ہی ایمان بھی بے ان دو پروں کے سہارے کے موجب فوز مقصود (جس کی طرف اولئك هم الفائزون یافاز فوزا عظیماوغیرہ میں اشارہ ہے) نہیں ہو سکتا بلکہ ایسا ایمان ایسا ہی ایمان ہے جس کا آیت لا ینفع نفسا إیمانها میں بیان ہے۔ ہاں اگر ہم قدم بقدم حضرات شیعہ ہوتے تو جیسے انہوں نے موافق مثل مشہور غیروں کی بد شگنی کے لئے اپنی ناک کاٹ لی سنیوں کی ضد میں اصحاب کرامؓ کو برا کہہ کے اپنے ایمان کا زیاں کیا ہم بھی شیعوں کی ضد میں نعوذ باللہ اہل بیت رسول اللہ ﷺ کو برا کہہ کر مثل خوارج ونواصب اپنے ایمان کو خراب کرتے لیکن ہم کو تو پابندی عقل و نقل سے ناچاری ہے شیعہ تو نہیں کہ مثل شتر بے مہار پراگندہ رفتار جائیں

Scanned with CamScanner

راو کی بات یہ ہے کہ ہم کو دونوں فریق (صحابہ کرام اور اہل بیت کرام) بمنزلہ دو آنکھوں کے ہیں کس کو پھوڑیں جس کو پھوڑیں اپنا ہی نقصان ہے بلکہ جیسے کوئی حسین متناسب الاعضاء ہو کہ اس کی آنکھ ناک سب کی سب مناسب اور متناسب ہوں اور پھر اس کی ایک آنکھ بیٹھ جائے تو دوسری آنکھ کی زیب بھی جاتی رہے گی اور اس پر اگر بیٹھی ہوئی آنکھ کے حصہ کی فراخی بھی دوسری ہی آنکھ میں آجائے اور اس میں بجائے سفیدی بھی سیاہی ہی چھاجائے بجائے حسن ایسا قبیح المنظر ہو جائے کہ دلدادگان قدیمی اور عاشقان صمیمی بھی اس کی صورت پر لاحول پڑھنے لگیں۔ خاص کر دوسری آنکھ جو باقی رہی ہے بہ سبب اس کے کہ اپنے اندازہ سے زیادہ فراخ اور کشادہ اور سفیدی کی بھی سیاہی ہی ہو گئی ہے ایسی بری اور بد شکل ہو جائے گی کہ کچھ نہ پوچھو بلکہ اگر چشم باقی ماندہ کو شعور اور اختیار ہو تو اپنی اسی حالت اصلی پر آجائے اور دوسری آنکھ کو بھی بدستور قائم کر دکھلائے کیونکہ اپنا حسن بھی اصلی کیفیت اور دوسری آنکھ کی معیت میں ہے

سو جیسا کہ یہ قصہ حضرات شیعہ کے ایمان کے ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے اعتقاد صحابہ اور حب اہل بیت جو بہ مقتضائے شہادت کلام اللہ اور عترت رسول اللہ ﷺ ایمان کے لئے بمنزلہ دو آنکھوں کے ہے ان میں سے شیعہ نے ایک آنکھ پھوڑ دی اور اس کے حصہ کی فراخی اور کشادگی بھی بلکہ اس سے بھی زیادہ دوسری آنکھ کو دے کر اس کو خراب کر دیا یعنی اعتقاد صحابہ کو جو بمنزلہ چشم ایمان ہے اپنے ہاتھوں کھو کر دوسری آنکھ یعنی حب اہل بیت کو اس قدر بڑھا دیا کہ صحابہؓ کے حصے کی محبت بھی انہیں کے لئے صرف کر دی پھر جیسے کہ آنکھ میں سفیدی کی جا بھی سیاہی آجائے ان حضرات بزرگوار فرقہ مسمی بشیعہ نے بھی ایسا ہی کیا..... (ھدایۃ الشیعہ ص ۲۲۵)

مقدمہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى..... امابعد

ایک غیر ملکی سفر سے واپسی کے دوران پانچ دسمبر ۲۰۰۹ء کو ابو ظہبی ایرپورٹ پر چند گھنٹے رکنا پڑا اور پانچ چھ گھنٹے گزارنے کے لئے ایرپورٹ کے نماز والے کمرہ کا رخ کیا اور وہاں جا بیٹھا مسافر نماز کے لئے آتے جاتے رہے جبکہ راقم وہیں بیٹھا اپنی ایک کتاب کی پروف ریڈنگ کرنے لگا اس دوران ایک صاحب اندر داخل ہوئے انہوں اپنے طریقہ پر نماز پڑھی سلام سے پہلے تین مرتبہ برات کا اظہار ہوا اور سلام کے بعد راقم کے قریب بیٹھ گئے سلام ومصافحہ اور مختصر سے تعارف پر پتہ چلا کہ جناب ہندوستان کے شہر مومبائی کے ایک شیعہ ذاکر ہیں جو محرم الحرام کی ماتمی مجالس سجانے اور نوحہ خوانی کے لئے امریکہ جارہے ہیں اس دوران انہوں نے راقم الحروف کے ہاتھ میں کتاب دیکھی تو نام سن کر چونک گئے کہنے لگے کہ ﴿ إزالة الضيق بسيرة أبي بكر الصديق ﴾ اچھا نام ہے آپ نے کوشش کی ہوگی کہ دلوں کی تنگی دور کردیں مگر ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے پوچھا کیوں ؟ جواب میں وہ پھٹ ہی پڑے کہ ہم یہ کیسے بھول جائیں کہ آپ کے خلیفہ اول جناب ابوبکرؓ نے خاتون جنت سیدہ فاطمہؓ سے اچھا سلوک نہ کیا انہیں ان کے حق میراث سے محروم کردیا اور ان کی عزت کا کوئی خیال جناب ابوبکرؓ کو نہ آیا جب حضرت خاتون جنت نے ان سے اپنے دل کا بوجھ ہلکا نہ کیا تو ہم کس طرح یہ تنگی دور کردیں اور آپ کیسے یہ تنگی دور کرسکیں گے۔ جب آپ

Scanned with CamScanner

کے اکابر خاتون جنت کی عزت و حرمت کے روادار نہ رہے تو آپ پر اس کے اثرات کیوں نہ آئیں گے اور آپ کے دلوں میں بھی ان کی عزت کیسے قائم ہو گی۔ وہ مسلسل بولے جا رہے تھے اور راقم ان کے کسی فل سٹاپ کا منتظر تھا جب وہ چپ ہوئے تو راقم نے عرض کیا کہ ہماری تو کوشش ہو گی کہ آپ کے دلوں کی تنگی دور ہو جائے اور یہ غلط فہمیاں ختم ہو جائیں تاہم اگر آپ اپنے دل کی تنگی دور نہ کر پائیں تو ہمیں افسوس ہو گا البتہ یہ گذارش ضرور ہے کہ اگر آپ اس تنگی کو ایک طرف رکھ کر حقائق پر غور کریں تو انشاء اللہ اس تنگی میں ضرور کمی آئے گی۔ آپ یقیناً اس دور میں نہ تھے آپ کے پاس علم کا جو سرمایہ ہے وہ غلط ہو یا صحیح لیکن یہ ہے تو وہ راویوں کی ہی پیداوار اور جو راوی تقیہ پر ہی ایمان رکھتے ہیں کیا معلوم کہ وہ بات کہاں کی کہاں لے جا رہے ہوں۔

جہاں تک خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ کی عظمت و حرمت اور آپ کے مناقب و فضائل کا تعلق ہے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے آپ ان کے گھر خود تشریف لے گئے ان کے بچوں سے پیار فرماتے اور تمام صحابہ کو اس گھرانے کی تعظیم اور خیال رکھنے کی خصوصی تاکید فرماتے تھے اسی طرح حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں بھی آپ کی بڑی قدر و منزلت تھی اور انہوں نے یہ بات خود حضرت سیدہ فاطمہؓ سے کہی تھی آپ ان کے بچوں کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ان حقائق کے ہوتے ہوئے یہ بات کیسے مانی جا سکتی ہے کہ حضرات شیخین کریمینؓ کے بارے میں آپ کے دل میں کوئی وجہ تھا جسے وہ سفر آخرت سے پہلے سے اتار نہ گئی تھیں (معاذ اللہ)

اس بات سے کوئی مسلمان ناواقف نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اہل بیت نبوت کی محبت و عظمت اور ان کے اکرام و احترام کی آواز سب سے پہلے کس نے سنی تو وہ

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کے خلیفہ سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی آواز تھی آپ نے حضور ﷺ کے عزیز واقارب کی عظمت کا جھنڈا کس طرح بلند کیا اسے دیکھئے آپ قسم کھا کر فرماتے ہیں

والذی نفسی بیده لقرابة رسول الله ﷺ احب إلی ان أصل من قرابتی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۶ و ج ۲ ص ۵۷۶)

آپ نے تمام لوگوں کو اہل بیت کا کی عزت و محبت کا دھیان رکھنے کی کس طرح تاکید فرمائی اسے بھی دیکھئے آپ نے فرمایا

ارقبوا محمداﷺ فی أهل بیته (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

اے لوگو۔ حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھا کرو

حضرت ابو بکر صدیقؓ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے گھر والوں کی عزت اور ان کی حفاظت کرنا سب مسلمانوں پر لازم ہے اہل بیت کا ادب واحترام اور ان کے حقوق کی حفاظت بھی تم سب پر ضروری ہے اور تمہیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی ہوگی کہ حضور ﷺ کے گھر والوں کو تمہاری زبان سے کوئی تکلیف پہنچے اور نہ ہی تمہارے کسی عمل سے ان کو کوئی دکھ ہو اس روئے زمین پر گھرانہ نبوت سے بڑھ کر مجھے اور کوئی عزیز نہیں ہے۔

۳..... شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ آپ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں اور میرے پاس جو کچھ بھی ہے آپ اس میں سے جو چاہیں لے لیں مجھے اس سے خوشی ہوگی آپ نے فرمایا

اموال واحوال خود را از تو مضائقه ندارم آنچه خواہی بگیر تو سیده امت پدر خودی وشجره طیبه از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد وحکم تو نافذ است

Scanned with CamScanner

درمال من أما در اموال مسلمانان مخالفت گفته پدر تو نمی توانم کرد (حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم)

میں اپنے حالات اور اپنے مالوں کو تم سے زیادہ اہم نہیں سمجھتا آپ اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں آپ اپنے والد کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے بچوں کے لئے شجرہ طیبہ کی طرح ہیں آپ کے فضل کا کوئی انکار نہیں کر سکتا میرے اپنے مالوں میں آپ کا حکم نافذ ہے تاہم مسلمانوں کے مالوں سے متعلق میں آپ کے والد گرامی قدر کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا

یہ حقائق بتاتے ہیں کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ اہل بیت کی محبت و حرمت اور ان کی خیر خواہی میں سب سے پہلے اٹھے آپ کی گھر والی حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا تمام تر وقت حضرت فاطمہؓ کے ساتھ گزرتا تھا اور آپ نے آخر وقت تک حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری کی اور اس کا حق ادا کر دیا حضرت فاطمہؓ آپ سے اس قدر خوش تھیں کہ آپ نے انہیں وصیت کی تھی کہ وہ انہیں غسل دیں اور ان کی تجہیز و تکفین کی سعادت پائیں کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ اور ان کا خاندان اہل بیت نبوت کے احترام اور ان کی خدمت میں پیچھے تھا؟

حضور اکرم ﷺ کے صحابہ میں حضرت جابر بن عبداللہؓ کے نام نامی اسم گرامی سے کون ناواقف ہو گا۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اگر میں نماز میں اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد..... الخ نہ پڑھوں تو میری یہ نماز عنداللہ قبول نہیں ہو گی

لو صلیت صلاۃ لم أصل فیھا علی محمد وعلی آل محمد مارأیت أنھا تقبل (الحسام المسلول علی منتقصی اصحاب الرسول ص ۱۱۷)

Scanned with CamScanner

یاأهل بیت رسول الله حبکم فرض من القرآن الله أنزله

کفاکم من عظیم الفخر أنکم من لم یصل علیکم لا صلوة له

معروف محقق علامہ محمد بن عمر بن مبارک حضرمیؒ (۹۳۰ھ) لکھتے ہیں کہ اہل سنت کے تمام سلف صالحین اور علماء کرام کے دل اہل بیت کی محبت اور ان کے احترام سے معمور تھے اور یہ حضرات ان کے حقوق کی بھی پوری پہچان رکھتے تھے حاصل یہ کہ جن لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی حضور اکرم ﷺ کی محبت و عظمت ہوگی وہ آنحضرت ﷺ سے منسوب تمام چیزوں (اہل بیت عظام صحابہ کرام وغیرہم) سے بھی محبت رکھے گا اور ان کا بھی ادب واحترام کرے گا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ محبوب سے تو محبت ہو اور محبوب جس سے محبت رکھے (بلکہ محبت رکھنے کی تاکید کرے) وہ اسے محبوب نہ رکھے۔ ایسا نہیں ہو سکتا

قد کانت قلوب السلف الاخیار والعلماء الأحبار مجبولة علی حبهم واحترامهم ومعرفة مایجب لهم طبعا وبالجملة کل من فی قلبه مثقال ذرة من تعظیم المصطفی ﷺ وحبه فمصداق ذلك تعظیم وحب کل من ینسب الیه بقربة أو قرابة أو صحبة أو اتباع سنة إذ کل ما ینسب الی لمحبوب محبوب (الحسام المسلول علی منتقصی اصحاب الرسول ص ۱۱۸)

راقم نے بات جاری رکھتے ہوئے کہا کہ آپ ہماری حدیث کی کتابیں دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ شاید ہی کوئی حدیث کی کتاب ملے جس میں حضرت علیؓ حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرات حسنین کریمینؓ کا ذکر خیر نہ ہو اہل سنت کے سب مرکزی محدثین نے جس طرح مناقب ابوبکرؓ و عمرؓ لکھے مناقب علیؓ بھی لکھے فضائل عائشہؓ کا باب باندھا تو مناقب فاطمہؓ کا

Scanned with CamScanner

باب بھی اس کے ساتھ ملے گا اگر کسی جگہ مناقب عبداللہ بن عمرؓ نظر آئے گا تو ساتھ ہی مناقب الحسنؓ اور مناقب الحسینؓ بھی نہایت اہتمام سے لکھا پائیں گے (پھر راقم نے اختصار کتب حدیث کے کچھ باب بتائے اور اہل بیت کی محبت و عقیدت کو ضروری قرار دینے پر کچھ عرض کیا۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے)

اہل سنت والجماعت کے مرکزی محدث حضرت امام احمد بن حنبلؒ (۲۴۱ھ) نے حضرت علی مرتضیٰؓ اور آپ کے دونوں شاہزادوں کے مناقب پر ایک مستقل رسالہ ﴿ فضائل علیؓ والحسنؓ والحسینؓ ﴾ تحریر فرمایا۔ اور اپنی مسند میں حضرت علیؓ حضرت سیدہ فاطمہؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور اہل البیتؓ سے روایات لی ہیں

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں باب مناقب فاطمہؓ (ج ۱ ص ۵۳۲) باب تزویج النبی خدیجةؓ وفضلها (ج ۱ ص ۵۳۸) باب مناقب علیؓ بن ابی طالب (ج ۱ ص ۵۲۵) باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ (ج ۱ ص ۵۳۰) باندھے ہیں۔

حضرت امام مسلمؒ (۲۶۱ھ) کی صحیح مسلم میں فضائل فاطمہؓ (ج ۲ ص ۲۹۰) فضائل خدیجہؓ (ج ۲ ص ۲۸۳) باب فضائل علیؓ بن ابی طالب (ج ۲ ص ۲۷۸) فضائل الحسنؓ والحسینؓ (ج ۲ ص ۲۸۲) کے ابواب موجود ہے۔

حضرت امام ترمذیؒ (۲۷۹ھ) نے اپنی جامع میں باب مناقب فاطمہؓ (ج ۲ ص ۲۲۷) باب مناقب علیؓ بن ابی طالب (ج ۲ ص ۲۱۲) باب مناقب أبی محمد الحسن والحسینؓ (ج ۲ ص ۲۱۸) باب فضل خدیجةؓ (ج ۲ ص ۲۲۸) باب مناقب أهل بیت النبیؐ (ج ۲ ص ۲۱۸) باندھے ہیں

حضرت امام نسائیؒ (۳۰۳ھ) نے سنن کبری میں ذکر الاخبار الماثورة بان فاطمه

Scanned with CamScanner

ابنة رسول الله سيدة نساء أهل الجنة(ج ۵ ص ۱۴۵)ذكر الاخبار الماثورة بان فاطمة بضعة من رسول الله ﷺ(ج ۵ ص ۱۵۷) فضائل على رضى الله عنه(ج ۵ ص ۴۳)ذكر خصائص أمير المؤمنين علىؓ بن ابى طالب(ج ۵ ص ۱۰۵) ذكر منزلة على بن ابى طالب(ج ۵ ص ۱۰۷)باب ذكر قول النبى ﷺ الحسنؓ والحسينؓ ابناى(۱۴۹) الحسنؓ والحسينؓ سيدا شباب أهل الجنة .. الحسن والحسين ريحانتى من هذه الدنيا .. فضائل الحسن والحسين(ج ۵ ص ۴۸) باب مناقب خديجةؓ بنت خويلد(ج ۵ ص ۹۴)باب مناقب فاطمةؓ بنت محمد(ج ۵ ص ۹۵) کے باب نہایت اہتمام سے باندھے ہیں علاوہ ازیں آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کے مناقب وخصائل پر ایک مستقل کتاب ﴿ الخصائل فى فضل على بن ابى طالب﴾ کے نام سے بھی لکھی۔ آپ نے رسالہ ﴿ فضائل الصحابة ﴾ میں خلفائے ثلاثہ کے فضائل کے ساتھ فضائل علیؓ. فضائل جعفر بن ابى طالبؓ. فضائل الحسن والحسينؓ .مناقب فاطمة بنت رسول الله ﷺ کے ابواب باندھے ہیں۔ امام محمد بن عبداللہ حاکم نیساپوریؒ(۴۰۵ھ) نے مستدرک میں ذکر مناقب فاطمه بنت رسول اللهؓ(ج ۳ ص ۱۶۴) مناقب أمير المؤمنين على بن ابى طالبؓ(ج ۳ ص ۱۱۶) مناقب الحسن والحسينؓ(ج ۳ ص ۱۷۹) مناقب خديجةؓ(ج ۳ ص ۲۰۰) کے ابواب باندھے اور اس کے تحت ان کے فضائل ومناقب روایت کئے آپ نے حضرت فاطمہؓ کے مناقب پر بھی ایک رسالہ فضائل فاطمه کے نام سے بھی لکھا ہے

علامہ ابوبکر محمد بن احمد بن حماد الدولابیؒ(۳۱۰ھ) نے ﴿ الذرية الطاهرة النبوية ﴾ لکھی۔ حافظ عبدالعزیز بن احضر الجنابذی بغدادی(۶۱۱ھ) نے ﴿ معالم العترة النبوية

ومعارف اهل البیت الفاطمیة ﴾ لکھی۔ محب الدین احمد بن عبداللہ طبری (۶۹۴ھ) کی ﴿ ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ﴾ حرم نبوی کے معروف محدث جمال الدین محمد بن یوسف الزرندی (۷۵۰ھ) کی ﴿ در السمین فی فضائل المصطفی والمرتضی والسبطین ﴾ شیخ ابوذر احمد بن ابراہیم حلبی (۸۸۴ھ) کی ﴿ قرة العینین فی فضائل الشیخین والصهرین والسبطین ﴾ اھل علم سے مخفی نہیں ہے اس کی تیرھویں فصل ذم الروافض ہے۔ پھر سید نور الدین ابوالحسن بن عبداللہ السمہودی (۹۱۱ھ) نے ﴿ جواهر العقدین فی فضل الشرفین شرف العلم الجلی والنسب العلی ﴾ لکھی اس کی دوسری فصل فضائل اہل بیت پر مشتمل ہے اسی دور میں امام جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے ﴿ احیاء المیت بفضائل أهل البیت ﴾ اور ﴿ الثغور الباسمة فی مناقب السیدة فاطمة ﴾ لکھی۔ امام رضی الدین اسماعیل بن یوسف قزوینی نے خاص حضرت علیؓ کے مناقب پر ﴿ الأربعین ﴾ لکھی ہے

شیخ زین الدین عمر بن احمد حلبی (۹۳۶ھ) نے ﴿ العذب الزلال فی مناقب الآل ﴾ تحریر فرمائی اسی دور میں امام عبدالوہاب شعرانیؒ (۹۷۳ھ) نے ﴿ فتح الوهاب فی فضائل الآل والاصحاب ﴾ لکھی محدث علامہ عبدالرؤف بن علی مناوی (۱۰۳۱ھ) نے نہایت اہتمام سے سیدہ فاطمۃ الزہراء کے مناقب وفضائل پر ﴿ اتحاف السائل بما لفاطمة من المناقب والفضائل ﴾ تحریر فرمائی شیخ ابو عبداللہ محمد بن یوسف الگنجی الشافعی نے ﴿ کفایت الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ﴾ اور حافظ زین العابدین محمد بن احمد عجمی (۱۰۵۵ھ) نے مناقب علیؓ تحریر فرمائی

سوا اسلام کا کوئی دور ایسا نہیں گزرا جس میں اہل سنت کے اکابر علماء اور محدثین نے اہل

Scanned with CamScanner

البیت کے فضائل و مناقب نہ لکھے ہوں ان کے ادب و احترام کی تاکید نہ کی ہو اور ان کی عزت و حرمت کے گرد پہرہ نہ دیا ہو اور ان کے مناقب و محامد بیان کرنے کو ذریعہ نجات اور ذخیرہ آخرت نہ جانا ہو۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابیں حضرت علی مرتضیٰؓ کے فضائل و مناقب سے بھری پڑیں ہیں اور اہل سنت تو ہمیشہ سے حضرت علی مرتضیٰؓ سے محبت و مؤدت رکھتے چلے آرہے ہیں اور اس بات کی گواہی دیتے چلے آئے ہیں کہ آپ خلفائے راشدین میں سے ہیں اور یہ حضرات ہمیشہ سے آپ کے معاندین و مخالفین کا رد کرتے رہے ہیں

واما علی رضی الله عنه فاهل السنة یحبونه ویتولونه ویشهدون بانه من الخلفاء الراشدین المهدیین وکتب اهل السنة من جمیع الطوائف مملوئة بذکر فضائله ومناقبه وبذم الذین یظلمونه من جمیع الفرق وهم ینکرون علی من سبه وکارهون لذلك (منهاج السنة ج ۳ ص ۱۳۴۔ ج ۲ ص ۲۲۶)

جہاں تک حضور اکرم ﷺ کے اہل بیت کے فضائل و محامد ان سے محبت و عقیدت اور ان کے حقوق و آداب کا تعلق ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے لے کر اب تک ہر دور میں اس کی گونج سنائی دیتی ہے اور وقت کے ممتاز اور جلیل القدر علماء اپنے اپنے زمانہ میں اس پر بیانات دے چکے ہیں اور یہ بات بہت کھلی ہے کہ حضور ﷺ کے گھرانے سے محبت رکھنا ان سے دوستی رکھنا ان کے حقوق کا دھیان رکھنا اور ان کے بے ادبی سے بچنا اہل سنت کے عقیدے اور ان کے اصول میں سے ہے اور یہ اس لئے کہ سرور دو عالم ﷺ نے خود اپنی زبان

Scanned with CamScanner

مبارک سے یہ ہدایت اور وصیت فرمائی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

من أصول أهل السنة والجماعة أنهم يحبون أهل بيت رسول الله ويتولونهم ويحفظون فيهم وصية رسول الله ﷺ حيث قال أذكركم الله في أهل بيتي أذكركم الله في اهل بيتي أذكركم الله في اهل بيتي (صحیح مسلم ج۲ص ۲۷۹۔ العقیدۃ الواسطیۃ ص ۱۵۷۔ کتاب الاعتقاد ص ۶۲ اللامام البیہقی)

مفسر شہیر حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) حضور اکرم ﷺ کی اہل بیت کے متعلق دی گئی وصیت پر لکھتے ہیں

ولا ننكر الوصاة باهل البيت والامر بالاحسان اليهم واحترامهم وإكرامهم فانهم من ذرية طاهرة من أشرف بيت وجد على وجه الارض فخرا وحسبا ونسبا ولا سيما إذا كانوا متبعين للسنة النبوية الصحيحة الواضحة الجلية كما كان عليهم سلفهم كا لعباس وبنيه وعلى وأهل بيته وذريته رضى الله عنهم اجمعين (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۱۳ طبع مصر)

ہم اہل بیت کے ساتھ خیر خواہی کرنے کے ہر گز منکر نہیں ہم تاکید کرتے ہیں کہ ان حضرات کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اور ان کے اکرام واحترام میں کمی کوتاہی نہ کی جائے اس روئے زمین پر ان سے زیادہ پاک صاف ستھرا گھرانا اور کوئی نہیں ہے۔ اہل بیت کرام حسب ونسب میں اور فخر ومباہات میں بلاشبہ سب سے اعلی ہیں بالخصوص ان میں وہ حضرات جو نبی کریم ﷺ کی سنت

کی پیروی میں سب سے آگے ہیں جیساکہ ان کے اسلاف کرام کا طریقہ رہا جیسے حضرت عباسؓ اور ان کی آل اولاد حضرت علیؓ اور ان کے اہل و عیال۔ اللہ ان سب سے راضی ہوں

یہ صرف ان دو بزرگوں کی تحریر نہیں علمائے امت نے فضائل اہل بیت پر بھی مستقل کتابیں لکھیں ہیں اور جن جن حضرات کے بارے میں پتہ چل گیا کہ وہ حضور ﷺ کے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں علماء اہل سنت نے ان کے فضائل و مناقب بیان کرنا ہمیشہ اپنا فریضہ جانا ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) نے اپنے دور میں جہاں خلفائے ثلاثہ کی عظمت کے جھنڈے بلند کیے وہیں اہل بیت کی عزت و حرمت کے گرد بھی پوری ہمت سے پہرہ دیا اور ان کے فضائل و مناقب اور ان کی سیرت و کردار کو پھر سے اجاگر کیا آپ نے ﴿ازالة الخفاء عن خلافة الخلفاء﴾ کی چوتھی جلد میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور مناقب اہل بیت نہایت عقیدت سے بیان فرمائے

آپ کے فرزند ارجمند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) نے اپنے دور میں ﴿مصباح الزيت فی مناقب أهل البيت﴾ لکھی اور ان لوگوں کی کوششوں پر پانی پھیر دیا جنہوں نے صحابہ اور اہل بیت کے درمیان عدوات و نفرت کی دیواریں کھڑی کی تھیں آپ نے پوری قوت سے روافض کی وہ عمارت گرادی۔ آپ کے بعد سے اب تک اہل سنت کے علماء عظام اہل بیت کی عزت و حرمت کے گرد پہرہ دیتے رہے ہیں اور ان کے مخالفین اور معاندین کا جگہ جگہ تعاقب کرنا اور ان کی حقیقتوں سے پردہ اٹھانا اور اہل سنت مسلمانوں کو باخبر رکھنا انہوں نے اپنے ایمان کا تقاضا جانا ہے۔

Scanned with CamScanner

پھر یہی نہیں کہ اہل سنت نے صرف ان کے فضائل نقل کر دئے بلکہ بتایا کہ اس امت پر آل محمد ﷺ کے کچھ وہ حقوق ہیں جن کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ ہونی چاہیئے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

لا ریب ان لآل محمد ﷺ حقا علی الامة لا یشر کھم فیه غیرھم ویستحقون من زیادة المحبة والموالاة مالایستحقه سائر بطون قریش (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۵۹۹)

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آل محمد ﷺ کے اس امت پر کچھ وہ حقوق ہیں جن میں دوسرے ان کے ساتھ شریک نہیں ہیں حضور ﷺ کی آل زیادہ محبت اور موالات کے مستحق ہیں جس محبت کے قریش کے دوسرے قبائل مستحق نہیں ہیں.....الخ

محدث کبیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی صاحبؒ (۱۳۹۴ھ) نے اسلامی عقائد کا ذکر کرتے ہوئے ان حضرات کی محبت و عقیدت اور حرمت و عزت کو عین اسلام بتلایا ہے

تمام اہل بیت نبوی اور ازواج مطہرات کی محبت اور عظمت اور حرمت عین ایمان اور اسلام ہے صحابہ کرام نجوم ہدایت ہیں اور اہل بیت نبوی کی محبت سفینہ نوح ہے الحمد للہ کہ اہل سنت سفینہ نوح میں سوار ہوئے اور نجوم ہدایت کی رہنمائی میں اپنا سفر طے کیا اور منزل مقصود کو پہنچ گئے (عقائد الاسلام ص ۲۱۰)

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی ایک مجلس میں فرماتے ہیں

عترت رسول ﷺ وہ مشترک سرمایہ ہے جس کے سہارے اہل سنت ہر اختلاف میں جیتے ہیں اہل سنت کی صفوں میں اگر کچھ ایسے لوگ ابھر آئیں جو ان حضرات

Scanned with CamScanner

کے بارے میں دل میں کوئی بوجھ رکھتے ہوں یا ان کی کسی بے ادبی کے مرتکب ہوں تو سمجھ لیجئے کہ وہ ہم اہل سنت میں سے نہیں ہیں۔ اہل سنت مسلمان جس طرح صحابہ کے بارے میں کسی بے ادبی کو برداشت نہیں کرتے، اہلِ بیت رسالت کے بارے میں بھی ان کا عقیدہ ہے کہ امہات المومنین ہوں یا آنحضرت ﷺ کی ذریت طاہرہ، کسی کی بے ادبی اور گستاخی سے کوئی شخص سنی نہیں رہ سکتا۔

جس کپڑے کو حضور اکرم ﷺ کے بدن نے چھولیا جس زمین کو حضور ﷺ کے قدموں نے چھویا جن انسانوں کو حضور ﷺ نے اپنے دامن قبولیت میں جگہ دی وہ امہات المومنین ہوں یا صحابہ یا آپ کی ذریت طیبہ سب کے سب لائقِ احترام ہیں اور کسی مومن کے لئے جائز نہیں کہ وہ ان میں سے کسی نسبت پر عیب کی انگلی رکھے نبی پاک ﷺ سے کسی پہلو سے بھی نسبت ہو یہ نسبتیں حضور اکرم ﷺ پر ہر مؤمن کے لئے حرز جان اور سرمایہ ایمان ہے

حضرت امام محمد بن ادریس الشافعیؒ (۲۰۴ھ) کے یہ ایمان افروز شعر ملاحظہ کیجئے

آل النبی ذریعتی وھم الیہ وسیلتی

أرجوا بھم أعطی غدا بید الیمین صحیفتی

حضور اکرم ﷺ کے آل کی محبت میرے لئے ذریعہ مغفرت ہے اور یہ اللہ کے ہاں میرا وسیلہ ہے میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ حضور ﷺ کی آل کی برکت سے روز قیامت میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا

نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرتا ہے جب استاذنا المحترم حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے صحابہ کرام اور اہل بیت کے باہمی رشتہ و محبت پر ایک پورا چارٹ شجرہ

Scanned with CamScanner

مؤدت کے نام سے تحریر فرمایا تھا جو اہل سنت کے مدارس و مساجد میں عام دیکھا جاسکتا ہے جس میں اہل بیت کرام اور صحابہ عظام میں باہمی ربط و محبت پر تاریخ کی کھلی شہادتیں دی گئی ہیں حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوریؒ کے خلیفہ مولانا محمد عمر آف بیربل شریف نے بھی اسے ضلع سرگودھا میں حضرت علامہ صاحب مدظلہ کے نام سے شائع کیا تھا

میری ان معروضات پر وہ ہندی شیعہ کہنے لگے کہ یہ صرف دکھانے کے لئے ہے آپ لوگ اندر سے عترت رسول کی عزت نہیں کرتے راقم نے عرض کیا کہ یہ مسئلہ ہمارا نہیں آپ کا ہے کہ اوپر سے کچھ ہوں اور اندر سے کچھ۔ تقیہ کی چادر عقیدتاً آپ کے ہاں بُنی جاتی ہے ہمارے ہاں نہیں۔ آپ کے مرکزی محدثین اور علماء جب اہل سنت اکابرین کا اہل بیت نبوی سے ذکر خیر پاتے ہیں تو ساتھ ہی لکھ دیتے ہیں ﴿محمول علی التقیۃ﴾ یہ بات تقیہ پر محمول ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہمارے دلوں میں کسی کے بارے میں کوئی بوجھ نہیں ہے ہم سب کا ادب و احترام کرتے ہیں اور اسے ضروری قرار دیتے ہیں ہم نے کبھی اہل بیت نبی اور اصحاب رسول میں بعد و فاصلہ نہیں رکھا اور نہ ہم اس کے کبھی قائل رہے ہیں جو لوگ اہل بیت نبوی کے متعلق ذرا سی بھی کج روی اختیار کریں ہم ان کو اسی طرح اپنے سے دور اور غلط سمجھتے ہیں جس طرح اصحاب رسول کو برا کہنے والوں کو صف اسلام میں سے نہیں سمجھتے

اہل سنت والجماعت حضور ﷺ سے جس طرح عقیدت و محبت رکھتے ہیں اسی نسبت سے وہ آپ کی اولاد کو بھی اپنا محبوب سمجھتے ہیں اور دل کی گہرائیوں سے ان کا ادب و احترام کرتے ہیں اگر کوئی شخص عترت رسول کے متعلق اس طرح کی محبت کے جذبات اپنے اندر نہ پائے تو اسے ہم کس طرح صف اسلام میں جگہ دیں مسلمان وہی ہے جو ان کی [illegible]

خوش ہو اور ان کے غم میں غمزدہ ہو جائے ان کی بے ادبی و توہین کرنا تو کجا صرف سننا بھی اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے اور کبھی جان سے گزرنا بھی پڑے تو وہ اس سے دریغ نہ کرے۔ اہل سنت میں ان شہدائے اسلام کی فہرست بھی کچھ کم طویل نہیں جو تاریخ کے مختلف ادوار میں محبت اہل بیت کے الزام میں شہید کر دئے گئے تاریخ اس باب میں حضرت امام نسائی کی عظمت و جرات کو سلام کرتی ہے

کیا آپ کو اب بھی ہماری باتوں پر کوئی شک ہے کہ ہم اوپر اوپر سے ان کی محبت کا دم بھرتے ہیں اندر سے نہیں ؟ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ان کی امریکہ جانے والی فلائٹ کا اعلان ہوا تو جاتے ہوئے کہنے لگے کہ اگر تکلیف نہ ہو تو میں آپ کی یہ کتاب ساتھ لے جاؤں کتاب کا مطالعہ ایک لمبے سفر کا بوجھ ہلکا کر دے گا راقم نے ہنستے ہوئے کہا کہ اگر آپ غیر جانبدار ہو کر اسے پڑھیں تو انشاء اللہ سفر کا نہیں آپ کے دل کا بوجھ بھی یقیناً ہلکا ہو جائے گا اور پھر وہ اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اور کچھ دیر بعد راقم بھی اپنے سفر پر چل پڑا۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہئیے کہ شیعہ روایات میں خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کی نہایت بے باکانہ اور ظالمانہ تصویر کھینچی گئی ہے اور ان کے متعلق یہ دعوی کرنے میں ان کے راویوں کو کوئی حیاء نہیں آئی کہ حضور ﷺ کے بعد بھی حضرت جبرئیل امین ان کے پاس آئندہ ہونے والے واقعات کے متعلق خدا کا پیغام لے کر اترتے رہے اور حضرت علیؓ پھر ان پیغامات کو تحریر میں لاتے رہے یہ گویا اس بات کا دعوی ہے کہ حضور ﷺ کے بعد بھی خدا کی وحی بذریعہ جبرئیل زمین پر اترتی رہی اور خدا نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کو اسی طرح اپنی وحی اور آئندہ ہونے والے واقعات کو بتانے کے لئے منتخب کیا جس طرح وہ پہلے پیغمبروں کو چنتا رہا اور انہیں ان واقعات کی خبر دیتا رہا..... ہو سکتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

بعض شیعہ دوست ہمارے اس بیان سے اتفاق نہ کریں مگر ہم کیا کریں یہ بیان شیعہ کے مرجع اعلی ایرانی سربراہ علامہ خمینی کا ہے جو انہوں نے ۲ مارچ ۱۹۸۶ء کو جماران امام میں خواتین کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے دیا تھا۔ علامہ خمینی نے جس روایت کی روشنی میں یہ عقیدہ بیان کیا ہے آپ پہلے روایت کا وہ حصہ ملاحظہ کریں جو امام جعفر صادقؒ کے نام سے بیان کیا گیا ہے

ان فاطمة مکثت بعد رسول الله ﷺ خمسة وسبعین یوما وکان دخلها حزن شدید علی أبیها وکان جبرئیل علیه السلام یأتیها فیحسن عزا نها علی أبیها ویطیب نفسها ویخبرها عن أبیها ومکانه ویخبرها بما یکون بعدها فی ذریتها وکان علی علیه السلام یکتب ذلك فهذا مصحف فاطمة علیها السلام (اصول کافی ج ۲ ص ۱۲۵ مع الشافی)

حضرت فاطمہؓ بعد وفات رسول ۷۵ دن زندہ رہیں اور ان پر باپ کا غم شدید تھا جبرئیل ان کے پاس آتے تھے اور تعزیت کرتے تھے اور ان کا دل بہلاتے تھے اور ان کے پدر بزرگوار کا حال سناتے تھے اور ان کی جگہ بتاتے اور وہ تمام واقعات بتاتے جو ان کو پیش آنے والے ہیں حضرت علیؓ ان واقعات کو لکھتے جاتے تھے پس یہ ہے مصحف فاطمہ۔

ایرانی سربراہ ثنا عشری ذاکر علامہ خمینی نے اس روایت کی روشنی میں حضرت فاطمہؓ کے متعلق جو عقیدہ کھلے عام بیان کیا ہے اسے دیکھئے

روایت سے واضح ہوتا ہے کہ ۷۵ ایام کے دوران حضرت جبرئیل آپ کے

پاس بار بار آتے تھے ہمارے علم کے مطابق اس طرح کی روایات انبیاء کے سوا اور کسی کے حق میں نہیں آئی ہیں اور حضرت علی ان تمام امور کو تحریر فرماتے جو حضرت فاطمہ کے پاس حضرت جبرئیل کے ذریعہ پہنچ رہے تھے اس بات کا بھی احتمال ہے کہ ایران سے متعلق بہت سے مسائل بھی ان کو بتادئے گئے ہوں یعنی حضرت علی جس طرح کاتب وحی رسول تھے اسی طرح کاتب وحی فاطمہ بھی تھے لہذا جبرئیل امین کا کسی بھی شخص کے پاس آنا کوئی آسان اور معمولی معاملہ نہیں ہے حضرت جبرئیل کا کسی بھی شخص کے پاس آنا ایسے ممکن نہیں ہے اس لئے کہ اس شخص کی روح جس کے پاس جبرئیل امین آرہے ہیں اس کے درمیان اور جبرئیل امین کی روح کے درمیان تناسب ضروری ہے اور یہ تناسب حضرت جبرئیل اور رسول اکرم حضرت عیسی حضرت موسی حضرت ابراہیم اور اس طرح کے برگزیدہ انبیاء کے درمیان موجود تھا ان کے علاوہ حضرت جبرئیل کا کسی اور پر نزول نہیں ہوا ہے یہاں تک کہ مجھے اس طرح کی کوئی روایت نہیں ملی جس سے اس بات کا اشارہ ملتا ہو کہ حضرت جبرئیل کا نزول ائمہ پر ہوتا ہو لہذا نبی کے بعد یہ مقام حضرت فاطمہ زہراء علیھا السلام کے علاوہ اور کسی کو نصیب نہیں ہوا اور یہ وہ فضائل ہیں جو حضرت فاطمہ الزہراء صدیقہ کے ساتھ مخصوص ہیں۔(ماخوذ از الخمینیة شذوذ فی العقائد وشذوذ فی المواقف. تالیف شیخ سعید حوی شامی ترجمہ ڈاکٹر عنایت اللہ وانی ندوی ص ۴۳ طبع ستمبر ۲۰۱۳ء)

شیعہ علماء نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے ایک مصحف بھی منسوب کر رکھا ہے ان کے

Scanned with CamScanner

عقیدے کے مطابق اس مصحف میں وہ باتیں ہیں جو خدا تعالی فرشتے کے ذریعہ حضرت فاطمہ کو بتاتا تھا اور اسے حضرت علی لکھ لیا کرتے تھے اور یہ قرآن کے علاوہ تھا قرآن کا ایک حرف بھی اس میں موجود نہ تھا یہ مصحف حضرت فاطمہؓ کے بعد ان کی اولاد میں منتقل ہوا اور اب یہ امام مہدی کے پاس ہے وہ جب آئیں گے اس مصحف کو لے کر آئیں گے امام جعفر صادق کے نام پر چلائی یہ روایت دیکھئے

وإن عندنا لمحف فاطمة ومايدريهم مامصحف فاطمة قال قلت ومامصحف فاطمة قال مصحف فيه مثل قرآنكم هذا ثلاث مرات والله مافيه من قرآنكم حرف واحد (اصول کافی ج ۲ ص ۱۲۲)

آپ نے کہا کہ ہمارے پاس مصحف فاطمہ بھی ہے لوگ کیا جانیں کہ وہ کیا ہے راوی نے کہا وہ کیا ہے فرمایا تمہارے اس قرآن سے وہ مصحف تین گنا زیادہ ہے واللہ اس میں تمہارے قرآن کا ایک حرف بھی نہیں

حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادیؒ لکھتے ہیں

افسوس کہ ان مقدس ائمہ اہل بیت پر رواۃ شیعہ نے کیا کیا الزام لگادئے جن سے وہ بزرگوار (بشمول خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ۔ ناقل) اہل سنت کے اعتقاد کے بموجب یقیناً مبرا تھے (نصیحة الشیعة ص ۳۹)

حضرت سیدہ فاطمہؓ کی سیرت وسوانح کے نام پر منعقد ہونے والی ٹی وی مجالس اور شیعہ محافل دیکھنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ ان کے علماء کھلے عام نہ صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ بلکہ تمام ائمہ کرام کو ملائکہ اور انبیاء ومرسلین سے بھی بالا اور افضل قرار دیتے ہیں اور یہ بات ان کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ ایرانی سربراہ علامہ خمینی کا یہ بیان دیکھئے

Scanned with CamScanner

وان من ضروریات مذھبنا ان لأئمتنا مقاما لایبلغه ملك مقرب ولا نبی مرسل (الولایۃ التکوینیۃ ص ۵۲)

اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا

معروف شیعہ عالم اور دانشور ڈاکٹر موسیٰ موسوی شیعہ عقائد کے غلو کی بحث میں لکھتے ہیں

شیعہ کے غلو میں اس طرح حد سے تجاوز کرنے کا سہرا ان کتب و روایات کے سر ہے جن کی تہذیب نہیں کی گئی نیز ان روایات کے متعلق شیعہ فقہاء کے موقف اور ان کی مشمولات کے ابطال نہ کرنے کے سر ہے ..... شیعہ فقہاء نے اس کو بنیاد بنالیا اور روایات کی معتبر کتابوں مثلاً اصول کافی وافی استبصار من لا یحضرہ الفقیہ اور وسائل شیعہ وغیرہ اہم ترین کتب شیعہ اور مراجع نے ان کا ذکر کیا ہے ان میں سے بہت سی روایات میں غلو ہے اور بہت سی روایات میں بالوسطہ طور پر ائمہ کی شان کم کی گئی ہے ..... ان علماء کی اکثریت نے الف سے یا تک غلو کا راستہ ہی اختیار کیا ہے (الشیعہ والتصحیح ص ۱۴۵ ص ۱۴۹ مترجم)

اس وقت ہم شیعہ کے بنیادی عقائد اور اس کے غلو پر بحث نہیں کر رہے ہیں صرف یہ بتا رہے ہیں کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کی محبوب صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے متعلق جس قسم کے عقائد اپنی کتابوں میں لکھے ہیں اور پھر اپنی مجلسوں میں اسے سناتے ہیں اسلام کا دامن ان عقائد سے کلیۃً پاک ہے۔

دوران سفر یہ بات بار بار دل میں آتی رہی کہ حضور اکرم سرور دو عالم ﷺ کی سب سے چہیتی

Scanned with CamScanner

اور پیاری شہزادی حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا کی سیرت و سوانح کے بارے میں کوئی ایسی تحریر ضرور لانی چاہیئے جس میں آپ کی سیرت مبارکہ کے بیان کے ساتھ آپ کے بارے میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بھی اجاگر کیا جائے اور جن لوگوں نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کے نام پر اکابر صحابہؓ کے بارے میں زبانیں دراز کر رکھی ہیں ان کی حقیقت بھی ساتھ ساتھ کھل جائے۔

اللہ رب العزت کا شکر و احسان ہے کہ اس نے راقم الحروف کے اس ارادہ کو محض تین ہفتے کی قلیل مدت میں عملی جامہ پہنانے کی سعادت دی اور اب یہ تحریر ایک خوبصورت کتاب کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش ہے

راقم الحروف استاذنا المحترم متکلم اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم وعمت فیوضھم کا صمیم قلب سے شکر گذار ہے کہ آپ نے اپنی بے پناہ علمی مصروفیات کے باوجود اس مسودہ پر نظر فرمائی اور اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور اپنے افادات سے مستفید فرمایا سچ یہ ہے کہ حضرت الاستاذ کی دعا اور توجہات ہمیشہ کی طرح راقم کے شامل حال رہی ہے اللہ رب العزت حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور آپ کا سایہ فیض تادیر ہم سب پر قائم رہے..... آمین ثم آمین

اے اللہ ہماری اس محنت کو شرف قبولیت عطا فرما اور اس مقدس خاندان کی محبت و عقیدت سب مسلمانوں کے دلوں میں پیدا فرما اور اسے میرے لئے میرے والدین اور میرے تمام اساتذہ و مشائخ کے لئے آخرت میں نجات اور بلندی درجات کا ذریعہ فرما اور ہمیں اس مقدس خاندان کا قرب نصیب فرما آمین

خدا یا بحق بنی فاطمہ

بر قول ایمان کنی خاتمہ

Scanned with CamScanner

اگر دعوتم رد کنی ور قبول من ودست دامان آل رسول

(نوٹ) یہاں اللہ پر حق جتانا مقصود نہیں۔ اسے علمی اصطلاح میں تشریف کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو اللہ کے ہاں جو شرف حاصل ہے ہم اسے اپنے لئے واسطہ بنا رہے ہیں

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد خاتم النبيين وعلى آله واصحابه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين

محمد اقبال رنگونی عفا اللہ عنہ

(۷ محرم الحرام ۱۴۳۱ھ)

Scanned with CamScanner

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ

کے والدین کریمین اور بھائی بھنوں کا ذکر مبارک

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ..... اما بعد

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزھرا سلام اللہ علیھا خاتم النبیین سرور دوعالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی ہیں آپ کی والدہ محترمہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں آپ کے دادا حضرت عبداللہؓ اور آپ کی دادی حضرت سیدہ آمنہؓ ہیں۔ آپ کی ولادت مکہ مکرمہ کے نہایت ہی مقدس و محترم گھرانے میں ہوئی ہے

☆.....خاتون جنت حضرت فاطمہؓ کے لئے اس سے بڑا شرف کیا ہوگا کہ آپ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور محبوب صاحبزادی ہیں جو آخر زندگی تک آپ کے ساتھ رہیں حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کے شوہر نامدار اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپ کے صاحبزادے اور جوانان جنت کے سردار ہیں حضور ﷺ آپ کو جی جان سے چاہتے انہیں اپنے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا بتلاتے اور ان کی ذرا سی تکلیف پر تڑپ جاتے تھے اور آپ نے یہ بات اپنے گھر والوں اور صحابہ کرام کو بھی بتادی تھی

☆.....اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ فاطمہ الزھراءؓ کو بڑے کمالات اور خصوصیات سے نوازا تھا اور علم و فضل میں آپ کا بڑا مقام تھا حضور ﷺ کے سب گھر والوں اور صحابہ کرام کے دلوں میں آپ کی عقیدت و محبت تھی اور اہل مدینہ آپ کے شرف و کرامت سے اچھی طرح واقف تھے اور حضور ﷺ کی عزیز ترین صاحبزادی ہونے کے ناتے سب آپ کی عزت

Scanned with CamScanner

کرتے تھے اور آپ کے عظمت کے آگے سر جھکا دیتے تھے

☆..... آپ خود بھی حضور ﷺ سے بہت محبت کرتی تھیں حضور ﷺ کی وفات کے وقت آپ ہی حضور ﷺ کی واحد اولاد تھیں حضور ﷺ کے وصال کا آپ پر اتنا اثر رہا کہ آپ کی زندگی بے رنگ ہو گئی اور تقریباً چھ ماہ گزرے تھے کہ آپ نے چھوٹی عمر میں اس جہان فانی سے آخرت کا رخت سفر باندھ لیا اور اپنے والد اقدس ﷺ کے پاس جا پہنچیں حضرت علیؓ اپنی وفاشعار اور خدمت گزار دیندار بیوی سے اور حضرات حسنینؓ اپنی شفیق والدہ مکرمہؓ سے محروم ہو گئے جبکہ اہل مدینہ سے خاتون جنت کا بابرکت سایہ ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا تھا

☆..... اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کو ہی یہ شرف عطا فرمایا کہ ان کے واسطے سے حضور ﷺ کی نسل آگے چلے آپ کے دوسرے نواسے حضرت زیدؓ اور علیؓ بچپن میں ہی راہی ملک بقاء ہو گئے تھے آپ نے شادی کے وقت حضرت فاطمہؓ کے لئے دعا بھی کی تھی سو آپ کا خاندان انہی دو واسطوں سے آگے بڑھا اور حضور ﷺ نے پیشگوئی فرمادی کہ آپ کی نسل قیامت تک باقی اور قائم رہے گی حضرت محمد مہدیؒ حضرت حسنؓ کی اولاد میں سے ہوں گے جن کا قرب قیامت ظہور ہو گا

☆..... خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے تذکرہ میں آپ کے والدین کریمین اور آپ کی دوسری تین بڑی بہنوں اور بھائیوں نیز آپ کے اہل و عیال کا ذکر لازمی تھا راقم الحروف ان سب کا ذکر مبارک بھی تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے جس طرح حضرت فاطمہؓ کا ذکر ذکر رسول ہے اسی طرح حضرت فاطمہؓ کے بھائیوں اور بہنوں کا تذکرہ بھی ذکر رسول ہی ہے

آیئے سب سے پہلے سرور دو عالم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مقدس سے اپنی اس کتاب کا آغاز کریں

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ فاطمہؓ کے والد گرامی قدر خاتم النبیین سید المرسلین

سید عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ..... اما بعد

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے والد گرامی قدر سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات ہیں آپ اللہ تعالی کے آخری رسول اور تمام پیغمبروں کے سردار وسر تاج ہیں آپ کی ولادت باسعادت مکہ مکرمہ میں واقعہ فیل کے پچاس یا پچپن دن بعد ۹ ربیع الاول کو ہوئی آپ کی پیدائش پر آپ کا گھر اور سارا جہاں منور ہو گیا اور آسمان کے ستارے از راہ عقیدت جھک گئے آپ کے والد حضرت عبداللہؓ آپ کی پیدائش سے قبل انتقال کر گئے تھے آپ کے دادا حضرت خواجہ عبدالمطلب نے آپ کا نام محمد (ﷺ) رکھا اور فرمایا کہ میں نے اس لئے یہ نام رکھا ہے کہ اللہ آسمان میں اور اس کی مخلوق زمین میں اس کی تعریف کرے آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کو کچھ روز دودھ پلایا پھر حضرت ثویبہؓ کو یہ سعادت ملی بعد ازاں یہ شرف حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے نصیب میں آیا پھر آپ حضرت خواجہ عبدالمطلب کی کفالت میں آئے ان کے انتقال کے بعد خواجہ ابو طالب نے آپ کی پرورش کی۔بارہ سال کی عمر میں آپ کا ملک شام جانا ہوا یہاں آپ کی ملاقات بحیرا راہب

Scanned with CamScanner

ہوئی جناب عیرا آپ کو دیکھتے ہی پکار اٹھے کہ آپ اللہ کے رسول اور جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

حضور ﷺ اس کے بعد بھی متعدد مرتبہ مال تجارت لے کر دوسرے علاقوں میں جاتے رہے اہل مکہ آپ کی شرافت و نجابت اور صداقت وامانت کے قائل تھے اور کبھی کسی نے آپ کی ذات والا صفات پر انگلی نہیں اٹھائی ہر ایک کی زبان پر آپ کے لئے تعریف کے کلمات ہی ہوتے تھے ۲۵ سال کی عمر میں آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے نکاح فرمایا اور انہی کے بطن سے آپ کی اولاد ہوئیں۔

عمر مبارک کا چالیسویں سال تھا خدا کا فرشتہ جبرئیل امین غار حرا میں آپ کے پاس آیا اور قرآن کی آیات لایا آپ پر اللہ رب العزت کی وحی اتری اور آپ نے اعلان نبوت فرمایا اللہ نے قرآن کریم آپ پر تدریجاً نازل فرمایا نبوت کے ۱۲ ویں سال آپ کو معراج کی نعمت سے نوازا گیا اور اللہ نے اس رات آپ کو اپنے قریب آنے کی سعادت عطا فرمائی اور آپ کو اپنی رحمتوں اور برکتوں کا مورد و منبع بنا دیا

نبوت کا چودھواں سال شروع ہوا تھا آپ نے حکم الٰہی کی رو سے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اس سفر ہجرت میں آپ کے گہرے اور مخلص دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے ساتھ تھے آپ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر یہ شہر مرکز اسلام بنا اور یہیں سے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے عروج بخشا اسلام دور دور تک پھیلا آپ نے اللہ کے دین کی حمایت و حفاظت کے لئے کئی معرکوں میں بنفس نفیس حصہ لیا ان معرکوں میں آپ کے ہاتھوں اللہ کے دشمنوں کو ہر جگہ ہزیمت اٹھانی پڑی حق سرخرو اور باطل سرنگوں ہوا اور اس کو سرنگوں ہونا ہی تھا

Scanned with CamScanner

سن ۲ ہجری میں غزوہ بدر..... ۳ ہجری میں غزوہ غطفان اور غزوہ احد..... ۴ ہجری میں غزوہ بنی نضیر..... ۵ ہجری میں غزوہ دومۃ الجندل غزوہ خندق..... ۶ ہجری میں غزوہ بنی لحیان اور غزوہ حدیبیہ..... ۷ ہجری میں غزوہ خیبر..... ۸ ہجری میں فتح مکہ غزوہ حنین غزوہ طائف .....اور ۹ ہجری میں غزوہ تبوک پیش آیا نیز ان ادوار میں آپ کی طرف سے کئی فوجیں اور جماعتیں مختلف محاذوں پر بھیجی گئیں۔ اور اللہ تعالی نے آپ کے لشکروں کو فتح سے ہمکنار کیا اور پرچم اسلام بڑا اونچا اور بڑی دور دور تک لہرایا

آپ مدینہ منورہ سے دس ہزار قدوسی صفات لوگوں کو لے کر مکہ مکرمہ کی طرف نکلے اللہ تعالی نے آپ کے ہاتھ پر مکہ مکرمہ فتح فرمادیا حق آیا اور باطل بھاگا کفار شکست فاش سے دوچار ہوئے اور ان کے بت پاش پاش ہو گئے خانہ خدا میں ایک خدا کی خدائی کا اعلان ہوا اور قیامت تک کے لئے مکہ مکرمہ شہر حرم وامن بن گیا آپ رحمۃ للعالمین بن کر ساری دنیا پر چھا گئے اور دنیا نے آپ سے اچھا آپ سے افضل اور آپ سا کبھی دیکھا اور نہ کبھی دیکھے گا حضور ﷺ نے ۶۳ سال کی عمر مبارک پائی اور ۱۲ ربیع الاول کو آپ نے اس دنیا کو خیر باد کہہ دیا اور رفیق اعلی سے جا ملے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارکہ میں ہمیشہ کے لئے محو استراحت ہو گئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنے کی سعادت پائی اور وہ سب مقام صحابیت پا گئے اور وہ آخرت کی سب نعمتیں لے اڑے..... وکلا وعد اللہ الحسنی

حضور اکرم ﷺ نے کئی شادیاں فرمائیں حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ آپ کی پہلی اہلیہ محترمہ ہیں آپ نے سب سے آخری شادی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمائی جو آپ کے دوست اور صحابی جلیل حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کی قبر مبارک مسجد نبوی میں

Scanned with CamScanner

حجرہ عائشہ میں ہے جہاں لاکھوں مسلمان روزانہ آپ کی خدمت میں صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں اور آپ ان کا سلام سنتے اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں آپ کی قبر مبارک سات آسمانوں عرش کعبہ سے بھی افضل ہے

ألا يا ضريحا ضم نفس زكية عليك سلام الله فى قلرب والبعد

اے وہ قبر انور جو اپنی آغوش میں ایک پاکیزہ ترین انسان کو لئے ہوئے ہے تجھ پر اللہ رب العزت کا سلام ہو نزدیک ودور سے

عليك سلام الله ماهبت الصبا وماناح قمرى على البان والرند

اے قبر انور جب تک ہوائیں چلتی رہیں۔ تجھ پر خدا کا سلام ہو اور جب تک قمریاں ثناخواں اور درختوں پر نغمہ سنج رہیں

وما سجعت ورق وغنت حمامة وما اشتاق ذو وجد ألى ساكنى نجد

تجھ پر سلام ہو تاوقتیکہ فاختائیں بولیں اور کبوتر نغمہ زن رہیں اور جب تک کہ عاشق نجد کے مرغزاروں کے لئے بے قرار رہیں

دار العلوم دیوبند کے تمام اکابرین کا بالاتفاق یہ عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے

فان البقعة الشريفة والرحبة المنيفة التى ضم أعضائه ﷺ أفضل مطلقا حتى من الكعبة ومن العرش والكرسى (المہند علی المفند ص ۳۵)

وہ حصہ زمین جو حضور اکرم ﷺ کے اعضائے مبارکہ کو مس کئے ہوئے علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ اور عرش وکرسی سے بھی افضل ہے

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

جس حصہ زمین سے حضور اقدس ﷺ کا جسد مبارک مس کئے ہوئے ہے وہ

Scanned with CamScanner

عرش سے افضل ہے (الافاضات ج ۹ ص ۲۸۱)

آپ فرماتے ہیں

حضور ﷺ کا جسد اطہر عرش و کعبہ سب سے افضل ہے (وعظ الرفع والوضع ص ۴۴)

حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحبؒ لکھتے ہیں

ان البقعة التی فیها جسد النبی ﷺ افضل من کل شئی حتی الکرسی والعرش ثم الکعبة ثم المسجد النبوی ثم المسجد الحرام ثم المدینة ثم مکة (معارف السنن ج ۳ ص ۳۲۳)

آپ کی قبر انور کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور اس کے ساتھ حضرت عمر فاروقؓ کی قبر ہے آپ کی ازواج اور چاروں صاحبزادیوں اور صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کی قبریں مدینہ منورہ کے معروف قبرستان جنت البقیع میں ہیں ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی قبر مکہ مکرمہ میں اور ام المؤمنین حضرت میمونہؓ کی قبر مبارک مکہ مکرمہ سے تقریباً ۲۸ کلو میٹر دور مدینہ منورہ کے راستہ پر ہے راقم الحروف کو عمرہ کے سفر میں بارہا آپ کی قبر کی حاضری اور زیارت کی سعادت ملی ہے .....فرضی اللہ تعالی عنهم اجمعین

یہ بات یاد رکھئے کہ اس جہاں میں جتنے کمالات واوصاف اور جتنی خوبیاں اور اچھائیاں ہیں وہ سب کی سب سرور دوعالم خاتم النبیین ﷺ کی اکیلی ذات مبارک میں جمع ہیں پوری کائنات میں آپ جیسا کوئی ہوا ہے اور نہ کبھی ہوگا حضور ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ فرماتے ہیں

واحسن منك لم تر قط عینی و اجمل منك لم تلد النساء
خلقت مبرء من کل عیب کانك قد خلقت کما تشاء

نہیں دیکھا مری آنکھوں نے تجھ جیسا حسین کوئی
نہیں ماں جن سکی دنیا میں تجھ سا مہ جبین کوئی
مبرا تجھ کو عیبوں سے جہاں میں سب کیا پیدا
بنایا تجھ کو ویسا ہی کہ چاہا تو نے خود جیسا

محمد سید الکونین والثقلین والفریقین من عرب ومن عجم

حضور ﷺ دونوں جہانوں کے اور تمام مخلوقات اور عرب وعجم کے دونوں گروہوں کے سردار ہیں

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں

دل ان کا جو ہے مخزن سر غیب مبرا خطا سے ہے بے شک وریب

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ فرماتے ہیں

تو فخر کون ومکان زبدہ زمین و زماں امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار

سارے جہاں کے کمالات ایک تجھ میں ہیں ترے کمال کسی میں نہیں مگر دوچار

سو حضور ﷺ اللہ تعالی کی تمام مخلوق میں سب سے بزرگ سب سے بہتر وبرتر سب سے اعلی وافضل ہیں سارے جہانوں کا علم وفضل اور کمالات و مقامات ایک جگہ جمع کردئے جائیں تو بھی وہ حضور ﷺ کے قدموں کی دھول کو نہیں پہنچ سکتے۔

لا یکن الثناء کما کان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یارب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلهم

اے اللہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر کروڑوں درود وسلام نازل فرما اور ہمیں آپ کی شفاعت نصیب فرما..... آمین

Scanned with CamScanner

ماامثل خدرك يا خديجةؓ رفعة طهرا وتشريفا ومجدا مفردا

حضرت سیدہ فاطمہؓ کی والدہ محترمہ

أم المؤمنين سيدة خديجة الكبرىؓ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى..... اما بعد

ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ عرب کے معروف خاندان قریش کے مشہور تاجر جناب خویلد کی صاحبزادی ہیں۔ آپ کا پورا نام ونسب یہ ہے

خديجه بنت خويلد بن اسد بن عبدالعزى بن قصى القريشية الاسدية زوج النبى ﷺ (الاستیعاب ج ۴ ۷۹۲ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۰)

آپ کے والد جناب خویلد بن اسد اشراف قریش میں سے تھے اور مکہ مکرمہ کے کامیاب اور دیانت دار تاجر تھے اور پورے علاقہ میں اپنی شرافت اور سچائی کے باعث بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے .....وكان أبوها ذا شرف فى قومه (طبقات ج ۸ ص ۱۱)

قصی حضرت خدیجہ کے پردادا تھے جبکہ حضور ﷺ کے وہ جد اعلیٰ تھے۔ حضرت خدیجہؓ باقی سب ازواج میں حضور ﷺ سے باعتبار نسب بہت قریب تھیں آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت پر حضور ﷺ سے جاملتا ہے

وهى اقرب إلى قصى من النبى ﷺ برجل (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۴ فتح الباری ج ۷ ص ۱۶۷)

Scanned with CamScanner

جناب خویلد قریش کی جانب سے یمن کے بادشاہ کی جانب بھیجے جانے والے اس وفد میں شامل تھے جن میں حضور ﷺ کے دادا خواجہ عبدالمطلب بھی تھے (اخبار مکہ ج ۱ ص ۱۴۹ للأرزقی)

حضرت خدیجہؓ کی والدہ محترمہ کا نام فاطمہ بنت زائدۃ بن الاصم ہے آپ لؤی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد میں سے تھیں تاریخ آپ کے تذکرہ سے خالی ہے

حضرت خدیجہؓ عام الفیل (ہاتھی والے واقعہ) سے تقریباً ۱۵ سال قبل پیدا ہوئیں (طبقات ج ۸ ص ۱۳) یہ گھر ہر اعتبار سے قابل تعریف گھر تھا اور ہر کوئی اس گھر کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا آپ بچپن ہی سے شریف اور نیک طبیعت کی مالک تھیں اور جب بڑی ہوئیں تو اعلیٰ اخلاق اور پاکیزگی میں اپنی مثال آپ بنیں دور جاہلیت میں جبکہ عورتوں کی قیمت لگتی تھی لوگ آپ کو طاہرہ یعنی پاکباز خاتون کے نام سے یاد کرتے تھے

كانت تدعى فى الجاهلية الطاهرة (استیعاب ج ۴ ص ۲۷۹ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۰)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کو سیدہ قریش یعنی قریش کی سردار کہا جاتا تھا (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۴۳۳)

آپ کے والد خویلد چاہتے تھے کہ ان کا نکاح ورقہ بن نوفل سے ہو جو ان کے چچازاد بھائی ہونے کے ساتھ تورات وانجیل کے بھی بڑے عالم تھے اور وہ شرافت اور اعلیٰ کردار کی بناء پر پورے مکہ میں قابل احترام تھے مگر ان کی یہ تمنا کسی وجہ سے پوری نہ ہو پائی (المنتظم لابن جوزی ج ۲ ص ۳۱۵) چنانچہ حضرت خدیجہ کا نکاح عتیق بن عائذ مخزومی سے کر دیا گیا ان سے عبداللہ نامی بچے کی ولادت ہوئی۔ عتیق بن عائذ کی جلد وفات ہو گئی

Scanned with CamScanner

بعد ازاں حضرت خدیجہؓ کا نکاح ابو ہالہ (بن نباش تمیمی) سے ہوا ابو ہالہ سے حضرت سیدہ خدیجہؓ کے ہاں دو لڑکے ہالہ۔ اور ہند۔ ہوئے حضرت خدیجہؓ کی کنیت ام ہند تھی جناب ابو ہالہ زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے ان کے دونوں بیٹے حضور ﷺ کے ساتھ رہے اور آپ کے گھر ان کی پرورش ہوتی رہی اور دونوں نے اسلام کی سعادت پائی اور انہیں حضور ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف بھی نصیب ہوا۔ علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۳۰ھ) آپ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

هو ربيب رسول الله ﷺ أمه خديجة بنت خويلد زوج النبى ﷺ واخواته لامه زينب ورقيه وأم كلثوم و فاطمة (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۳۹۰)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) نے الاصابہ میں ان کا ذکر اس طرح کیا ہے

هند بن ابى هالة التميمى ربيب النبى ﷺ أمه خديجة زوج النبى ﷺ روى عن النبى ﷺ روى عنه الحسن بن على صفة النبى ﷺ اخرجه الترمذى..... قال أبوعمرو كان فصيحا بليغا وصف النبى ﷺ فاحسن واتقن (الاصابہ ج ۳ ص ۶۱۲)

امام ترمذی نے شمائل ترمذی میں آپ سے ایک طویل روایت نقل کی ہے۔ ابن مندہ اور حافظ ابو نعیم نے بھی ان کی ایک روایت نقل کی ہے جس کا تعلق حکم بن مروان سے ہے

مر النبى ﷺ بالحكم بن مروان فجعل يغمز النبى ويشير باصبعه فالتفت النبى ﷺ قال اللهم اجعله وزغا قال فرجف مكانه .والوزغ . الارتعاش (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۳۹۱)

Scanned with CamScanner

آپ غزوہ بدر یا غزوہ احد میں شریک تھے اور جنگ جمل میں آپ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں آپ شہید ہوئے تھے

وقتل هند بن ابی هالة مع علی یوم الجمل (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۳۹۰)

جناب ھند کا ایک بیٹا بھی تھا جن کا نام بھی ھند تھا انہیں بھی اسلام کی سعادت نصیب ہوئی آپ کی وفات بصرہ میں طاعون کی بیماری میں ہوئی تھی آپ کا انتقال ہوا تو لوگوں نے کہا کہ آج حضور ﷺ کے لے پالک بیٹے ھند کے بیٹے کا انتقال ہوا ہے چنانچہ آپ کے جنازہ پر پورا شہر امنڈ آیا تھا اور لوگ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے اپنے اپنے جنازے تک چھوڑ آئے تھے

فازدحم الناس علی جنازته وترکوا جنائزهم وقالوا ابن ربیب رسول الله ﷺ (ایضاص ۳۹۲ الاصابہ ج ۳ ص ۶۱۲)

(حضرت خدیجہؓ اور) ابو ہالہ کے دوسرے بیٹے ہالہ بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور آپ کو بھی حضور ﷺ کے صحابی ہونے کی سعادت ملی علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں

امه خدیجة بنت خویلد زوج النبی ﷺ له صحبة (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۳۵۴)

ایک مرتبہ حضور ﷺ آرام فرما رہے تھے اتنے میں جناب ہالہ تشریف لے آئے حضور ﷺ کی آنکھ کھل گئی تو آپ نے انہیں ھالۃ ھالۃ کہہ کر گلے سے لگالیا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ کے لے پالک بیٹے جناب ہالہ سے بھی آپ بہت محبت کرتے تھے

حضرت سیدہ خدیجہؓ کے والد عرب کی مشہور جنگ حرب الفجار سے قبل فوت ہوگئے (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۱) والد اور شوہر کی وفات اور پے در پے صدمات کے بعد حضرت سیدہ خدیجہؓ تنہا رہنے لگیں ان کا زیادہ تر وقت خانہ کعبہ میں گزرتا اور بقیہ وقت آپ تجارت

Scanned with CamScanner

کے کاموں میں صرف کرتیں مگر اکیلی عورت ہونے کے باعث حضرت خدیجہؓ کو بہت وقت پیش آنے لگی آپ نے اپنے بعض عزیزوں کو اپنے ساتھ کام پر لگایا اور اپنا سلسلہ تجارت جاری رکھا آپ کا سامان تجارت دور دراز کے علاقوں میں جاتا اور اپنی نیک نیتی اور راست گوئی اور دیانت داری کی بناء پر آپ کی تجارت کو چار چاند لگ گئے اور اللہ نے ان کے مال میں بہت برکت ڈالی اور آپ مکہ کے دولت مند لوگوں میں سے ایک تھیں (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۴)

وکانت خدیجة ذات شرف ومال کثیر وتجارة تبعث الی الشام فیکون عیرها کعامة عیر قریش (طبقات ج ۸ ص ۱۲)

محمد ابن اسحاق کا بیان ہے کہ

کانت خدیجة بنت خویلد إمراة ذات شرف ومال تستاجر له الرجال أو تضاربهم بشئی تجعله لهم منه (دلائل النبوة ج ۲ ص ۶۶)

حضرت خدیجہؓ کا شمار مکہ کی شریف ترین معزز اور مالدار خواتین میں ہوتا تھا آپ مکہ کے دوسرے تاجروں کے ساتھ مل کر بطور مضاربت (منافع میں شرکت) تجارت کرتیں اور اپنا تجارتی مال مکہ سے باہر بھیجا کرتی تھیں (البدایہ ج ۲ ص ۵۹۵)

تجارت کے پھیلاؤ کے سبب حضرت خدیجہؓ نے ایک ایسے شخص کی ضرورت محسوس کی جو نہایت امین صادق القول اور اعلی کردار واخلاق کا حامل ہو تاکہ اب وہ اپنے تمام سامان تجارت اور ملازمین کو اس کی نگرانی میں دے کر مکہ سے باہر بھیجیں

حضور ﷺ کے چچا خواجہ ابو طالب مکہ مکرمہ کے اشراف داروں میں سے ایک تھے جن کی

شرافت سب کے ہاں مسلم تھی اور سب چھوٹے بڑے ان کا احترام کرتے تھے حضرت خدیجہؓ کے حالات خواجہ ابو طالب سے چھپے نہ تھے آپ کو حضرت خدیجہؓ کا گزر اور ان کا مشغلہ تجارت بخوبی معلوم تھا ایک موقع پر جب حضرت خدیجہؓ کا سامان تجارت مکہ سے باہر جانے کے لئے تیار تھا خواجہ ابو طالب نے اپنے بھتیجے خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ تم حضرت خدیجہؓ سے جا کر ملو ان کا سامان تجارت باہر جا رہا ہے اگر ہو سکے تو تم بھی اس قافلہ میں شامل ہو جاؤ اس وقت میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں کہ میں تمہارے لئے کوئی سامان تجارت فراہم کر سکوں ۔

حضرت خدیجہؓ کو جب یہ بات معلوم ہوئی کہ خواجہ ابو طالب نے حضور ﷺ سے اس قسم کی گفتگو کی ہے تو خود حضرت خدیجہؓ نے آپ کو اپنے پاس بلایا حضرت خدیجہؓ کو اچھی طرح معلوم تھا کہ حضور ﷺ بڑی خوبیوں اور اعلیٰ صفات کے مالک ہیں اور پورے مکہ میں آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارا جاتا ہے اور آپ کے بارے میں کبھی کسی نے کوئی غلط بات کہی اور نہ کہیں سنی گئی ہے

حضور اکرم ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے مابین یہ بات طے پائی کہ آپ ﷺ دو اونٹ کے بدلے دو سفر کریں گے پہلا سفر شروع ہوا یہ سفر حباشہ کے ایک بڑے بازار کی طرف تھا مزدور سامان تیار کر کے اونٹوں پر لادنے کی تیاری کرنے لگے حضرت سیدہ خدیجہؓ کا خیال تھا کہ حضور ﷺ آرام سے اپنی جگہ بیٹھے رہیں گے اور مزدوروں کے کام اور ترتیب سے فارغ ہونے کا انتظار کریں گے

لیکن وہ دیکھتی ہیں کہ حضور ﷺ مزدوروں کے ساتھ مل کر کام میں مصروف ہیں آپ اپنے ہاتھوں سے سامان اٹھا رہے ہیں اور اسے اپنی اپنی جگہ رکھ رہے ہیں کبھی کسی کا ہاتھ

Scanned with CamScanner

بٹاتے ہیں تو کبھی اونٹ کو تھپکی دیتے ہیں اور شفقت سے اس اونٹ پر ہاتھ پھیرتے ہیں جب سامان لاد کر تیار ہو چکا تو آپ ﷺ روانہ ہوئے۔ سوق حباشہ دور جاہلیت میں آٹھ روز کا بازار تھا جس میں اور علاقوں کے لوگ اپنا اپنا سامان تجارت لا کر فروخت کیا کرتے تھے یہ بازار تہامہ میں لگتا تھا (معجم ماستعجم ج ۲ ص ۴۱۸ للبکری)

حضرت خدیجہؓ نے آپ کے ہاتھ اپنا سامان تجارت دیا اور اپنا غلام میسرہ (۱) بھی آپ کے ساتھ کر دیا اور اس سے کہہ دیا کہ تو محمد ﷺ کی کسی بات میں نافرمانی نہیں کرے گا اور آپ کا جو بھی مشورہ اور رائے ہو تو ان کی مخالفت نہ کرنا

لا تعص له امرا ولا تخالف له رایا (سبل الھدی والرشاد ج ۲ ص ۲۱۵)

حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ کا سامان لے کر گئے اور اللہ نے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ سب سامان تجارت دوگنا منافع پر فروخت ہوا اور آپ نے ساری رقم لا کر حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دے دی

حضور ﷺ جس قافلہ کو لے کر گئے اس قافلہ کا ہر فرد آپ کا گرویدہ بن گیا اور ہر ایک آپ کی مدح میں رطب اللسان رہا حضرت خدیجہؓ کے غلام میسرہ سے جب سفر کے واقعات کی

(حاشیہ) حضور اکرم ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت جناب میسرہ حیات تھے یا فوت ہو چکے تھے تاریخ میں اس کا ذکر نہیں ملتا شیخ برہان الدین حلبیؒ (۷۵۳ھ) نے ﴿ نور النبراس علی سیرۃ ابن سید الناس ﴾ میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے وقت آپ حیات نہ تھے ورنہ وہ حضور ﷺ پر ایمان لے آتے اور ان کا ذکر ضرور ملتا۔ حافظ ابن حجر نے اصابہ میں لکھا ہے کہ کسی بھی صحیح روایت سے پتہ نہیں چلتا کہ جناب میسرہ اس وقت حیات تھے حافظ نے ان کا ذکر احتمالاً کیا ہے

Scanned with CamScanner

تفصیلات انہیں معلوم ہوئیں اور اپنے غلام سے حضور ﷺ کے عجیب حالات اور آپ کے اخلاق کریمہ اور شمائل رفیعہ سنے تو وہ بھی بہت حیران ہوئیں اور جس معاوضہ کا انہوں نے وعدہ کیا تھا اس سے زیادہ معاوضہ حضور ﷺ کو دیا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت خدیجہؓ سے بڑھ کر کسی کو اس طرح کا نہ پایا تھا کہ جب ہم سفر سے واپس لوٹتے تو حضرت خدیجہؓ ہمارے لئے کھانا وغیرہ بنا کر رکھا کرتی تھی

ماکنا نرجع أنا وصاحبی إلا وجدنا عندها تحفة من طعام تخبؤه لنا

(الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۲۸ للشیخ الدولابی)

عرب کے معروف عالم شیخ ابن زبالہ لکھتے ہیں کہ

جب اونٹوں کا قافلہ واپس لوٹا تو جناب میسرہ نے حضرت خدیجہؓ کو اشارہ کیا کہ وہ حضور ﷺ پر بادل کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کو دیکھیں جس نے آپ کا سایہ کیا ہوا تھا یہ منظر دیکھ کر حضرت خدیجہؓ حیران رہ گئیں اور آپ کی عظمت دل میں بیٹھ گئی چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے حکم دیا کہ حضور ﷺ کو ایک اور اونٹنی کا بچہ دیا جائے اس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں حضور ﷺ کی عزت و حرمت بیٹھ گئی کیونکہ اللہ نے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمالیا تھا۔

(منتخب ازواج النبی ﷺ ص ۲۴ لابن زبالۃ سبل الھدی والرشاد ج ۲ ص ۲۱۶)

جناب میسرہ نے اس سفر میں حضور ﷺ کے جو حیرت انگیز واقعات دیکھے اس کا ذکر حضرت خدیجہؓ سے کیا تو وہ مشہور راہب جناب ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور ان سے یہ سب باتیں کہیں۔ جناب ورقہ بن نوفل اہل کتاب کے بڑے عالم اور نیک خصلت بزرگ تھے انہوں نے تفصیل سن کر کہا اگر یہ بات درست ہے تو جان لو کہ محمد ﷺ اس امت کے

Scanned with CamScanner

نبی ہیں اور اس وقت دنیا کو جس نبی کا انتظار ہے وہ آپ ہی ہیں اور یہی ان کا زمانہ ہے

لئن کان حقا یا خدیجة ان محمد لنبی هذه الامة وقد عرفت انه کائن لهذه الامة نبی ینتظر هذا زمانه (مقدمہ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۹ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۱۳)

حضرت خدیجہؓ نے چاہا کہ حضور ﷺ ان کے لئے ایک اور سفر تجارت کریں یہ سفر شام کا تھا ان دنوں ملک شام میں تجارت میں بڑا نفع ہوتا تھا اور تاجر ان تمام چیزوں کو وہاں لے جاتے تھے جن کی طلب بہت زیادہ رہتی تھی چنانچہ آپ حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام کی جانب روانہ ہوئے آپ کی اعلیٰ ترین خوبیاں اور خرید و فروخت میں آپ کی ایمانداری اور شرافت سے وہاں کے تاجر اور دوسرے سب لوگ بہت متاثر ہوئے اس دوران ایک شخص سے آپ کا کسی بات پر اختلاف ہوا تو اس نے کہا کہ تو لات و عزیٰ کی قسم کھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے کبھی بھی ان کی قسم نہیں کھائی ہے میں جب بھی وہاں سے گزرتا ہوں تو ان سے اعراض ہی کر لیتا ہوں آپ کی یہ بات سن کر وہ کہنے لگا کہ تیرا قول ہی معتبر ہے تیری بات ہی صحیح ہے

حضور ﷺ کے طفیل اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کے مال میں بہت برکت اتاری اور لوگوں کے دلوں میں آپ کی عزت میں اور اضافہ ہوا مکہ مکرمہ میں رہنے والے رؤساء حضرت خدیجہؓ سے نکاح کی خواہش رکھنے لگے اور ان میں سے بہت سوں نے اس کا اظہار بھی کیا تھا

وکل قومها قد کان حریصا علی ذلك منها یقدر علی ذلك ﴿ دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۶۷۔ ۱ المنتظم لابن جوزی ج ۲ ص ۳۱۵ ﴾

مگر حضرت خدیجہؓ نے ان میں سے کسی کا پیغام قبول نہ کیا (البدایہ ج ۲ ص ۵۹۶)

تاہم جب سے انہوں نے حضور ﷺ کے حالات اور آپ کے اوصاف حمیدہ دیکھے سنے تو ان کے دل میں حضور ﷺ کی قدر و منزلت بہت بڑھ گئی اور انہیں وہ واقعہ یاد آیا جب ایک کہنے والے نے کہا تھا کہ عنقریب ایک نبی مبعوث ہونے والا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں

ایک مرتبہ خوشی کے موقع پر قریش کی عورتیں جمع تھیں اتنے میں وہاں سے ایک فرشتہ بشکل انسان کا گزر ہوا اس نے ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ عنقریب تم میں احمد نام کا نبی مبعوث ہوگا اس کے ساتھ شادی میں دیر مت کرنا حضرت خدیجہؓ کے سوا کسی نے اس کی بات پر دھیان نہ دیا (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲) اس کی بات حضرت خدیجہؓ کے دل میں بیٹھ گئی..... ووقر ذلك فی صدر خديجة (کتاب الاوائل ص ۱۷۳)

اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت خدیجہؓ نے خود جناب یعلی بن امیہ کے ذریعہ حضور ﷺ سے شادی کرنے کی خواہش کا پیغام دیا اور کہا

انی قد رغبت فيك لقرابتك منی وشرفك وأمانتك وحسن خلقك وصدق حديثك وعرضت عليه نفسها فخطبها وتزوجها على اثنتی عشرة أوقية ونش والأوقية أربعون درهما (اسد الغابہ ج ۱ ص ۱۲۴)

مجھے آپ کی خادمہ بننے کی آرزو ہے بوجہ اس قرابت کے جو آپ کو مجھ سے ہے اور بوجہ آپ کی شرافت اور امانت اور حسن خلق اور راست گوئی کے۔ اور یہ کہہ کر انہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا پس حضور ﷺ نے انہیں پیغام نکاح دیا اور آپ نے ان سے بارہ اوقیہ چاندی مہر

Scanned with CamScanner

مقرر کر کے نکاح فرمالیا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے

عبدالملک ابن ہشام حمیریؒ (۲۱۳ھ) لکھتے ہیں

حضرت خدیجہؓ عقلمند شریف اور عزم والی خاتون تھیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ آپ کی عظمت کے طفیل ان کے لئے بھی سر فرازیاں چاہتا تھا جب ان کے غلام میسرہ نے وہ عظیم الشان خبریں سنائیں (جو دوران سفر انہوں نے دیکھیں تھیں) تو حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس کہلا بھیجا کہ اے میرے چچا کے بیٹے آپ سے رشتہ داری اور قوم میں آپ کے شرف امانتداری حسن اخلاق اور سچائی کی وجہ سے آپ کی جانب میرا میلان خاطر ہے پھر انہوں نے آپ سے نکاح کی استدعا کی جناب خدیجہؓ ان دنوں قریش عورتوں میں نسب وشرف کے لحاظ سے افضل واعلیٰ اور دولت کے اعتبار سے تمام عورتوں میں بڑی مالدار تھیں قوم میں سے ہر ایک آرزو مند تھا کہ کاش اسے اس امر پر قدرت ہوتی کہ وہ ان سے نکاح کر پاتا (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۱۲۔ دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۶۶۔ المنتظم لابن جوزی ج ۲ ص ۳۱۵)

كم سيد قد جاء يخطب ودها لكنها قد رضيت محمد سيدا

حضور ﷺ کی شرافت ودیانت اور آپ کا اعلیٰ اخلاق وکردار حضرت خدیجہؓ کے سامنے تھا اور آپ کو یقین ہو چلا تھا کہ آپ ہی خدا کے نبی ہیں آپ نے یہ بات شادی کے بعد آپ سے کہہ دی تھی۔ شادی کے بعد ایک مرتبہ آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس تھے حضرت خدیجہؓ آپ کو دیکھتے ہی آپ سے لپٹ گئیں اور اور کہا

بأبي وأمي ..... والله ما افعل هذا بشئي ولكني أرجوا أن تكون أنت

النبی الذی ستبعث فان تکن هو فاعرف حقی ومنزلتی وأدع الاله الذی یبعثك لی (فتح الباری ج ۷ ص ۱۶۸)

میرے ماں باپ آپ پر قربان..... میں امید کرتی ہوں کہ آپ ہی وہ نبی ہوں جو عنقریب مبعوث ہونے والے ہیں پس اگر آپ ہی وہ نبی ہوئے تو بعثت کے بعد میرے حق اور تعلق کو یاد رکھیں اور اس الہ و معبود سے میرے لئے دعا کریں جو آپ کو بھیجے گا

حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی یہ بات سن کر فرمایا

والله لئن کنت انا هو قد اصطنعت عندی مالا اضیعه ابدا وان یکن غیری فان الاله الذی تضعین هذا الا جل لا یضیعك ابدا (فتح الباری ج ۷ ص ۲۰۱ منقول از سیرۃ المصطفی ج ۳ ص ۲۸۸ للشیخ الکاندھلویؒ)

اللہ کی قسم اگر وہ نبی میں ہی ہوا تو جان لے کہ تو نے میرے ساتھ وہ احسان کیا ہے کہ جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا اور اگر میرے سوا کوئی اور ہوا تو سمجھ لے کہ بیشک وہ الہ اور معبود جس کے لئے تو یہ عمل کر رہی ہے وہ کبھی تیرے عمل کو ضائع نہیں کرے گا (مقدمہ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۷۴ مترجم)

زبیر بن بکار راوی ہیں کہ حضرت خدیجہؓ بار بار جناب ورقہ بن نوفل کے پاس جاتیں اور آپ ﷺ کے بارے میں دریافت کرتیں اس کے جواب میں جناب ورقہ حضرت سیدہ خدیجہؓ سے یہ کہتے تھے

ما أراه الا نبی هذه الامة الذی بشر به موسی وعیسی علیهما السلام)

Scanned with CamScanner

میرا گمان ہے کہ یہ وہی نبی ہیں کہ جن کی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) نے بشارت دی ہے

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ نے جناب ورقہ سے جاکر جب آپ کا حال بیان کیا تو اس پر ورقہ بن نوفل نے ایک قصیدہ کہا جس کے بعض اشعار یہ ہیں

هذه خديجة تاتيني لاخبرها　　وما لنا بخفي الغيب من خبر

بان احمد ياتيه فيخبره　　جبرئيل انك مبعوث الى البشر

یہ خدیجہ بار بار میرے پاس آتی ہے کہ میں اس کو کچھ بتاؤں اور مجھ کو غیب کی خبر نہیں کہ جبرئیل آپ کے پاس اللہ کا پیغام لے کر آئیں گے کہ آپ لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں

فقلت على الذى ترجين ينجزه　　لك الا له فرجى الخير وانتظرى

اے خدیجہؓ عجب نہیں کہ جس کی تو امید کرتی ہے اللہ اس کو پورا کردے تو اللہ سے خیر کی امید لگائے رکھ اور اس کا انتظار کر (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۲۸۹ بحوالہ روض الانف ج ۱ ص ۱۲۵)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب فراست تین لوگ ہوئے ہیں (۱) صاحب مدین (یعنی حضرت شعیب علیہ السلام) کی صاحبزادی کہ جب اس نے اپنے والد محترم سے (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں) کہا

یا ابت استاجره ان خير من استاجرت القوى الامين (پ ۲۰ القصص ۲۶)

ابا جان آپ انہیں خادم رکھ لیں البتہ بہتر خادم جس کو آپ رکھنا چاہیں وہ ہے جو زور آور ہو امانتدار ہو (۲) حضرت سیدہ خدیجہؓ (جنہوں نے اپنی فراست سے حضور اکرم ﷺ کو

پہچان لیا تھا)(۳) حضرت ابو بکر صدیقؓ (جب آپ نے اپنے بعد حضرت عمرؓ کو اپنا جانشین بنایا تھا)

أفرس الناس ثلاثة ابنة صاحب مدين أذ قالت يا أبت استاجره إن خير من استاجرت القوى الامين وخديجة فى النبى ﷺ وأبوبكر حين استخلف عمر (منہاج السنہ ج ۶ ص ۵۴)

ایک دوسری روایت میں حضرت خدیجہؓ کے بجائے عزیز مصر کا نام آیا کہ انہوں نے اپنی فراست سے حضرت یوسف علیہ السلام کی صالحیت وصلاحیت کو بھانپ لیا تھا (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۹۰)

حضور ﷺ نے خواجہ ابو طالب سے حضرت خدیجہؓ کے ساتھ عقد کے متعلق مشورہ کیا اور آپ کے مشورہ پر حضور ﷺ نے یہ پیغام قبول فرمایا جب حضرت خدیجہؓ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ ان سے شادی کے لئے راضی ہیں تو انہوں نے اپنے چچا عمرو بن اسد کو بلایا اور ان کے ذریعہ سے دوسرے رشتہ داروں کو اس بات کی اطلاع دی حسب دستور مقررہ تاریخ پر حضور ﷺ کے چچا خواجہ ابو طالب حضرت حمزہؓ اور دوسرے رشتہ دار حضرت خدیجہؓ کے گھر جمع ہوئے حضرت خدیجہؓ نے اپنے عزیزوں کو بھی بلا لیا تھا جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو خواجہ ابو طالب نے کہا

أما بعد فان محمدا ممن لا يوزن به فتى من قريش الا رجح به شرفا ونبلا وفضلا وعقلا وان كان فى المال قل فان المال ظل زائل وعاريه مسترجعة وله فى خديجة بنت خويلد رغبة ولها فيه مثل ذلك ورضى عمرو وقال هو الفحل لا يقدع انفه (دلائل النبوة ج ۱ ص ۲۱)

Scanned with CamScanner

بیشک حضرت محمد ﷺ ان لوگوں میں سے ہے کہ قریش کے جس نوجوان کے ساتھ ان کو تولا جائے یہ اس پر بھاری ہوں گے شرافت کے اعتبار سے ذہانت کے اعتبار سے فضیلت وبزرگی کے اعتبار سے عقل وفراست کے اعتبار سے۔ اگرچہ آپ مالی اعتبار سے کمزور ہیں تو کوئی بات نہیں مال تو ڈھلنے والا سایہ ہے اس کو ادھار لینے والا بھی اس کو واپس کر دیتا ہے اور یہ دونوں راضی بھی ہیں چنانچہ حضرت خدیجہؓ کے چچا جناب عمرو راضی ہو گئے اور جواب میں کہا وہ (یعنی حضور ﷺ) ایسے شخص ہیں جن کی ناک کبھی نہیں کاٹی جائے گی یعنی حضور ﷺ ایسے آدمی ہیں جن کو خالی ہاتھ بھیج کر شرمندہ نہیں کیا جاسکتا (ج ا ص ۴۸ مترجم)

محمد بن عبدالله بن عبد المطلب يخطب خديجة بنت خويلد هذا الفحل لايقدع انفه (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸۱)

خواجہ ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا اور حضور ﷺ اور حضرت خدیجہؓ کے درمیان ایجاب وقبول کرایا حضرت خدیجہؓ کا مہر بیس جوان اونٹ (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۱۹۰) مقرر ہوئے۔ صحیح مسلم کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا مہر پانچ سو درہم تھا (صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۸)

امام احمد بن محمد قسطلانیؒ (۹۲۳ھ) نے خواجہ ابو طالب کا خطبہ نکاح اس طرح نقل کیا ہے

الحمد لله الذى جعلنا من ذرية ابراهيم وزرع اسماعيل وضئضى معد وعنصر مضر وجعلنا حضنة بيته وسواس حرمه وجعل لنا بيتا محجوجا وحرما آمنا وجعلنا الحكام على الناس ثم ابن اخى هذا

Scanned with CamScanner

محمد بن عبدالله لایوزن برجل الا رجح به فان کان فی المال فال فان المال ظل زائل وامر حائل ومحمد ممن قد عرفتم قرابته وقد خطب خدیجة بنت خویلد وبذل لها من الصداق ماآجله وعاجله من مالی کذا.وهو والله بعد هذا بنأ عظیم وخطر جلیل (مواہب اللدینہ ج ا ص ۱۰۱)

جمیع حمد ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے وہ اللہ کہ جس نے ہم کو حضرت ابراہیم کی ذریت سے پیدا کیا اور حضرت اسماعیل کی کھیتی سے بنایا اور معد کی اصل سے کیا اور مضر کے عنصر سے بنایا اور ہمیں اپنے گھر خانہ کعبہ کا خادم بنایا اور اپنے حرم پاک کا ہم کو مدبر کیا اور ہمارے لئے ایک ایسا مقدس گھر کہ وہ حج کے واسطے مقصود ہے اور ہمارے لئے وہ حرم کیا کہ دشمن کے شر سے ہم کو امن ہے اور ہم کو لوگوں پر حاکم بنایا کہ ان پر جس طرح چاہتے ہیں حکم کرتے ہیں

بعد حمد کے یہ امر ہے کہ میرے بھائی کا بیٹا محمد بن عبداللہ جو کسی کے برابر نہیں ہے (یعنی عزت وشرف فضیلت ومرتبہ اور عقل ودانائی امانت ودیانت ہر اعتبار سے سب پر فائق وافضل ہے) اگرچہ وہ مال ودولت نہیں رکھتا مگر سب جانتے ہیں کہ مال کچھ حقیقت نہیں رکھتا وہ ایک جلد زائل ہو جانے والا سایہ کی طرح ہے اور مال ایک امر حائل ہے کہ ایک کے پاس سے دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے اس کو بقا نہیں ہے اور محمد ﷺ ان لوگوں میں ہیں جن کی قرابت تم نے پہچان لی ہے کہ وہ ہاشمی ہیں اور محمد ﷺ خدیجہؓ کو مانگنے کے لئے آئے ہیں اور خدیجہؓ کو میرے مال میں سے وہ مال دیا جو اجل اور عاجل ہے واللہ میں نے محمد

ﷺ کے بارے میں جو کچھ کہا ان کی خبر عظیم ہے اور خطر جلیل ہے

نکاح کے فوراً بعد حضرت خدیجہؓ کے چچا عمرو بن اسد نے حضور ﷺ کے بارے میں کہا کہ یہ شریف انسان اس شریف خاتون کا شوہر بننے کے لائق ہے (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۱۴۰)

مجلس عقد میں جناب ورقہ بن نوفل اور آپ کے عزیز دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر رؤسائے مضر بھی موجود تھے (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۰۱)

حضور ﷺ نے اس خوشی کے موقع پر ولیمہ فرمایا اور ایک یا دو اونٹ آپ کے ولیمہ کے لئے ذبح کئے گئے

وهي أول وليمة أولمها ﷺ (دیکھئے السمط الثمين فی مناقب امهات المؤمنين ص ۳۱ لمحب الطبری)۔

حضور اکرم ﷺ اس وقت ۲۵ سال کے تھے جبکہ حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ چالیس سال کی تھیں حضور ﷺ نے اس کے پندرہ سال بعد جب آپ چالیس سال کے ہوئے اعلان نبوت فرمایا تھا

بیان کرتا کہ آیا کس طرح پیغام شادی کا — سبق دیتا جہاں شوق کو عالی نہادی کا
بیان کرتا کہ یہ شادی عرب کی خوش نصیبی تھی — محمد پاک شوہر تھا خدیجہ پاک بی بی تھی
بیان کرتا کہ گزری ازدواجی زندگی کیسی — نظر والوں کو ملتی روح کی تابندگی کیسی

(شاہنامہ اسلام ص ۱۴۵)

جس طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو یہ فخر ہے کہ حضور ﷺ نے ان کے سوا کسی اور کنواری عورت سے نکاح نہیں کیا ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو یہ امتیاز اور فخر حاصل ہے کہ حضور ﷺ کی پہلی شادی آپ سے ہوئی اور انہیں آپ ﷺ کی اولاد کی

Scanned with CamScanner

والدہ ماجدہ ہونے کا شرف ملا۔

حضور ﷺ حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد ان کے گھر منتقل ہو گئے اور حضرت خدیجہؓ کے گھر میں خوشیوں کی بہار آگئی ان کا مکان نیکی اور سعادت کا مرکز بنا حضور ﷺ کام کاج اور گھریلو اور تجارتی مصروفیات کے بعد اس گھر کے ایک خاص کمرے میں ذکر و فکر میں منہمک رہا کرتے تھے حضرت خدیجہؓ کو معلوم ہو گیا تھا کہ حضور اکرم ﷺ کھانے پینے کی کونسی چیز پسند کرتے ہیں اور کس قسم کے کپڑے آپ زیب تن فرماتے ہیں آپ اس طرح کا کھانا اور کپڑے کا پورا انتظام فرماتی تھی اور آپ کو جس چیز سے کراہت تھی حضرت خدیجہؓ ان کا خاص خیال رکھتی تھیں حضرت خدیجہؓ کی ہمیشہ سے خواہش اور کوشش رہی کہ حضور ﷺ کو کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہو آپ ہمیشہ خوش اور راحت سے رہیں اور آپ نے واقعی حضور ﷺ کی خوشی اور راحت کا پورا پورا حق ادا کر دیا تھا

تاہم آپ جب بھی مکہ مکرمہ میں ہوتے اکثر و بیشتر بیابان کی طرف نکل پڑتے اور کئی کئی دن تک اکیلے ذکر فکر میں مصروف رہتے آپ کا پسندیدہ مقام غار حرا تھا جہاں آپ کئی دن اور کئی راتیں ذکر الٰہی میں گزارا کرتے تھے آپ اپنے ساتھ کچھ توشہ لے جاتے پھر جب آپ واپس آتے تو حضرت خدیجہؓ پہلے کی طرح آپ کو توشہ تیار کر کے دے دیتی تھیں

ویتزود لذلك ثم یرجع الی خدیجة فیتزوده لمثلها (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲)

☆.....ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہؓ اسلام کی آغوش میں

حضور ﷺ جب غار حرا میں اکیلے تشریف لے جاتے تو حضرت خدیجہؓ آپ کی فکر میں بے

Scanned with CamScanner

چین رہتی اور کبھی کبھی کسی ایسے آدمی کو پیچھے روانہ کرتیں جو حضور ﷺ کے حالات سے انہیں باخبر رکھے

ایک دن آپ حسب معمول وہاں تشریف فرما تھے کہ اچانک اللہ کا فرشتہ حضرت جبرئیل امین آیا اور حضور ﷺ کو خوب زور سے گلے سے لگایا اور کہا پڑھئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھنا نہیں جانتا تین مرتبہ اسی طرح ہوا بعد ازاں حضرت جبرئیل امین نے سورہ اقرء کی ابتدائی آیات تلاوت کیں اور کہا اللہ نے آپ کو اپنی نبوت ورسالت کے لئے چن لیا ہے اور پھر آپ کو یہ بھی بتادیا گیا کہ آپ کے سر مبارک پر نبوت ہی نہیں ختم نبوت کا تاج سجادیا ہے آپ تمام انبیاء کرام کے سرتاج وسردار اور سالار نبوت کے سپہ سالار ہیں۔

آنحضرت ﷺ پر یہ اللہ کی پہلی وحی تھی اس حیرت انگیز واقعہ کا آپ پر اس قدر اثر ہوا کہ آپ گھبرا سے گئے آپ غار حرا سے سیدھے گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ الکبری سے کہا کہ مجھے چادر اڑھاؤ اور پھر آپ نے حضرت خدیجہؓ سے سارا واقعہ بیان فرمایا اور کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے حضرت خدیجہؓ نے آپ کو تسلی اور اطمینان دلایا اور کہا کہ آپ فکر نہ کریں آپ کی ذات شریف میں اللہ نے بے شمار مکارم اخلاق اور محاسن شمائل جمع کئے ہیں آپ کوئی اندیشہ نہ فرمائیں حضرت خدیجہؓ نے اس وقت حضور ﷺ سے کیا کہا اسے دیکھئے

فقالت خديجة كلا والله مايخزيك الله أبدا إنك لتصل الرحم وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق (صحیح بخاری ج ا ص ۳)

حضرت خدیجہؓ نے کہا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا بلاشبہ آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں اور ناتوانوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں آپ

Scanned with CamScanner

ناداروں کے لئے کماتے ہیں آپ مہمان نوازی کرتے ہیں اور آپ لوگوں کی ان حوادث پر مدد کرتے ہیں جو حق ہوتے ہیں

حضرت سیدہ خدیجہؓ نے پھر یہ واقعہ جناب ورقہ بن نوفل راہب کو بتایا اور ان سے حضرت جبرئیل امین کے بارے میں پوچھا اس نے کہا کہ وہ خدا کے فرشتے ہیں جو پیغمبروں کے پاس آتے ہیں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے پاس بھی وہی تشریف لائے تھے

هذا الناموس الذی نزل الله علی موسی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳)

یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا اور اب محمد ﷺ کے پاس آیا ہے حضرت خدیجہؓ یہ سن کر گھر آئیں اور پھر حضور ﷺ کو لے کر ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں ورقہ نے حضور ﷺ کی زبانی تمام واقعہ سن کر آپ کو بشارت اور مبارک باد دی اور کہا کہ اگر زندگی نے ساتھ دیا تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا

وان یدرکنی یومك أنصرك نصرا مؤزرا (ایضا)

جناب ورقہ بن نوفل کو زندگی نے مہلت نہ دی البتہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کو یقین ہو گیا کہ ان کے شوہر نامدار حضرت محمد اللہ کے نبی اور رسول ہیں (ﷺ) حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد جلیل القدر تابعی عمرو بن شرحبیلؒ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کے سب سے عزیز دوست حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ تم آپ ﷺ کو جناب ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر جاؤ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ کے دست مبارک تھامے جناب ورقہ بن نوفل کے پاس آئے اور پھر آپ نے انہیں سارا واقعہ سنایا

ان خدیجة قالت لابی بکر یا عتیق اذهب مع محمد إلی ورقة بن

نوفل فلما دخل رسول الله ﷺ أخذ أبوبكر بيده فقال انطلق بنا إلى ورقة فقال ومن أخبرك قال خديجة فانطلقا إليه فقصا عليه (دلائل النبوت ج ۲ ص ۱۵۸ ۔ مواہب لدینہ ج ۱ ص ۱۰۶)

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نبی اور رسول بنایا اور آپ نے جب حضرت سیدہ خدیجہؓ کو اس کی خبر دی تو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے اسے قبول کرنے میں ایک لحہ کی بھی تاخیر نہ کی آپ کی تصدیق کی فوراً اسلام قبول کر لیا اور اللہ کے ارشاد کہ حضور ﷺ کی ازواج امت کی مائیں ہیں ہونے کا عظیم الشان شرف سب سے پہلے آپ کا مقدر بنا اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ قوت یقین کمال عقل اور ارادہ کی سچائی کے کس اونچے مقام پر فائز تھیں

تصديقها للنبى ﷺ فى أول وهلة ومن ثباتها فى الامر مايدل على قوة يقينها ووفور عقلها وصحة عزمها (فتح الباری ج ۷ ص ۱۶۸)

حضرت خدیجہؓ کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی صاحبزادیوں نے بھی اسی وقت آپ کی نبوت و رسالت کو قبول کیا اور آپ پر ایمان لے آئیں حضرت خدیجہؓ وہ مقدس خاتون ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے اعلان نبوت سے بہت پہلے ہی بت پرستی چھوڑ دی تھی اعلان نبوت سے پہلے ایک مرتبہ جب حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ سے کہا کہ میں تو کبھی بھی لات و عزی کی پرستش نہ کروں گا

أى خديجة والله لا أعبد اللات أبدا والله لا أعبد العزى أبدا قال فتقول خديجة خل اللات خل العزى

حضرت خدیجہؓ نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ لات و عزی کو جانے دیجئے یعنی ان کا

Scanned with CamScanner

ذکرہ الحمی نہ یحبہ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۵۹)

حضرت سیدہ خدیجہؓ اسلام کی خاتون اول

حضرت سیدہ خدیجہؓ امت کی وہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے حضور ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لانے کی سعادت پائی تھی ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں

إن اول من اسلم خديجة (طبقات ج ۸ ص ۱۳)

محمد بن مسلم ابن شہاب زہریؒ (۱۲۴ھ) کہتے ہیں

وكانت خديجة أول من آمن بالله وصدق رسول الله ﷺ قبل أن تفرض الصلاة (دلائل النبوت ج ۲ ص ۱۴۳)

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) کہتے ہیں

هي اول من آمن بالله عزوجل ورسوله ﷺ وهذا قول قتادة والزهري وعبدالله بن محمد بن عقيل وابن اسحاق (الاستیعاب تحت الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲)

علامہ عزالدین ابن اثیر جزریؒ (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

وكانت خديجة أول من آمن بالله ورسوله وصدق بما جاء به (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۳ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۵)

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

ام اولاد رسول الله ﷺ وهي أول من آمن به وصدقه قبل كل أحد وثبتت جاشه ومضت به الى ابن عمها ورقة بن نوفل (سیر اعلام

Scanned with CamScanner

النبلاء ج ۱ ص ۱۱)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

آپ مکہ کی خواتین میں پہلی خاتون تھیں جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا (البدایہ ج ۲ ص ۵۹۷)

محدث علامہ احمد بن محمد قسطلانیؒ (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں

وكان من أول آمن بالله وصدق صديقة النساء خديجة فقامت باعباء الصديقية (مواہب لدینہ ج ۱ ص ۱۱۳)

سب سے پہلے جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی وہ صدیقہ حضرت خدیجہ ہیں اور وہ مشقتیں جن کا برداشت کرنا صدیقیت کے حقوق کی وفا کو طلب کرتا ہے حضرت خدیجہؓ ان کے لئے تیار ہو گئیں

(نوٹ) یہ بات پیش نظر رہے کہ حضور ﷺ کی رسالت پر مردوں میں سب سے پہلے اسلام لانے والے حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں..... عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ ایمان لائیں بچوں میں حضرت علی مرتضیٰؓ..... غلاموں میں حضرت بلال حبشیؓ .....اور موالی میں حضرت زیدؓ سب سے پہلے ایمان لائے۔ اس بیان سے تمام روایات اپنی اپنی جگہ درست ہو جاتی ہیں اور کسی میں کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ امام ابو حنیفہؒ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے سعید بن عبد العزیزؒ فرماتے ہیں

ماجائنا أبو حنيفة بشئى أعجب إلينا من هذا قال ان أول من آمن من النساء خديجة واول من اسلم من الرجال أبوبكر وأول من الغلمان علی بن ابی طالب رضی الله عنهم (الذرية الطاهرة النبوية ص ۳۹ للدولابی)

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی اسلام کے لئے قربانیاں

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کو آپ ﷺ سے بہت محبت تھی اور آپ نے اسلام اور پیغمبر اسلام کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر رکھا تھا آپ کی ذات سے اسلام کو بہت تقویت ملی تھی اور آپ نے ہر مشکل گھڑی میں حضور ﷺ کا بھرپور ساتھ دیا تھا

وکانت خدیجة وزیرة صدق علی الاسلام کان یسکن الیها (اسد الغابہ ج ۷ ص ۸۶۔ ابن ھشام ج ۱ ص ۴۲۶)

حضرت خدیجہؓ پیغمبر اسلام کی سچی مشیر کار تھیں اور ان کے اسلام سے آپ کو فی الجملہ تسکین ہوئی

اس وقت تک نماز کی فرضیت کا کوئی حکم نہ آیا تھا تاہم حضور ﷺ نوافل ادا فرماتے تھے حضرت خدیجہؓ ان نوافل میں آپ کے ساتھ شریک رہتی تھیں

مکث رسول الله ﷺ وخدیجة یصلیان سرا ماشاء الله (طبقات ص ۱۴)

حضور ﷺ اور حضرت خدیجہؓ ایک عرصہ تک خفیہ طور پر نماز پڑھتے رہے

عفیف کندی نے حضور ﷺ کے ساتھ حضرت خدیجہؓ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تھا اس وقت حضرت علیؓ بچے تھے اور وہ بھی وہاں آپ کے ساتھ تھے (مسند احمد ج ۱ ص ۳۴۵)

حضرت خدیجہؓ زندگی کی آخری سانسوں تک آپ کی رفیق غمگسار اور مددگار رہیں آپ نے اپنی جان اور اپنا مال آپ پر قربان کر دیا تھا اور اسلام کی دعوت و تبلیغ اور مسلمانوں کی نصرت وحمایت میں آپ کی مخلص ساتھی اور سچی مددگار تھیں حضور ﷺ جب لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے اور لوگ حضور ﷺ کی تکذیب کرتے اور آپ کی دعوت کو نہ مانتے تو آپ

Scanned with CamScanner

غمزدہ ہوتے اس وقت حضرت خدیجہؓ آپ کو تسلی دیتیں اور آپ کا رنج و غم دور کرنے کی کوشش کرتیں علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

فكان لايسمع من المشركين شيئامما يكرهه من رد عليه وتكذيب له فيحزنه ذلك الا فرج الله عنه بما تثبته بها إذا رجع اليها وتصدقه وتخفف عنه وتهون عليه امر الناس حتى ماتت رحمها الله تعالى (الذرية الطاهرة النبوية ص ۳۶ ۔ سیرت نبویہ ج ۲ ص ۲۲۴ لابن ہشام ۔الاستیعاب ج ۴ ص ۲۸۳)

حضور ﷺ کو جو کچھ مشرکوں کی جانب سے تردید یا تکذیب کی صورت میں دکھ ہوتا وہ حضرت خدیجہؓ کے پاس آکر دور ہو جاتا تھا کیونکہ وہ آپ کی باتوں کی تصدیق کرتی تھیں اور مشرکین کی ان باتوں کو حضور ﷺ کے سامنے ہلکا کر کے پیش کرتی تھیں

حافظ ابن قیم جوزی حنبلیؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

فخديجة كان تاثيرها فى أول الاسلام وكانت تسلى رسول وتثبته وتسكنه وتبذل دونه مالها فأدركت غرة الاسلام واحتملت الاذى فى الله تعالى وفى رسوله وكانت نصرتها للرسول ﷺ فى اعظم اوقات الحاجة قلها من النصرة والبذل ماليس لغيرها (جلاء الافهام ص ۳۴۷)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

وكانت له وزير صدق على الابتلاء يسكن اليها (البدایہ ج ۳ ص ۱۲۲)

Scanned with CamScanner

حضرت خدیجہؓ اپنی زندگی میں آپ ﷺ سے اظہار ہمدردی کے ساتھ ساتھ آپ کو تسلی بھی دیا کرتی تھیں (البدایہ ج ۳ ص ۱۷۶)

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے صرف جانی ہی نہیں مالی طور پر بھی حضور ﷺ کی نصرت میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا اپنا سارا مال حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور بچوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی خدمت اور آپ کی ہر طرح کی نصرت واعانت کو اپنا فرض جانا اور اپنا مال آپ پر خرچ کر کے ہمیشہ خوشی محسوس کی ور ہمیشہ آپ کی خوشی کو مقدم جانا اور ہر طرح آپ کو خوش رکھا ہے آپؓ نے کبھی کوئی ایسی بات کہی نہ کوئی ایسا کام کیا جس سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہو

كانت حريصة على رضاه بكل ممكن ولم يصدر منها مايغضبه قط

(فتح الباری ج ۷ ص ۱۳۸)

حضرت خدیجہؓ نے حضرت زید بن حارثہؓ کے بارے میں حضور ﷺ کی رغبت دیکھی تو آپ نے انہیں خرید لیا اور پھر انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا حضور ﷺ نے انہیں آزاد کر کے اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ شیخ حماد بن اسحاق بن اسماعیل (۲۶۷ھ) لکھتے ہیں

ان خديجة ملكت زيد بن حارثة فسأل رسول الله ﷺ خديجة ان تهب له زيدا وذلك بعد ان تزوجها فوهبته له فأعتقه رسول الله ﷺ (ترکۃ النبی ﷺ ص ۱۱۰)

علامہ شوکانی (۱۲۵۵ھ) قرآنی آیت ﴿ ووجدك عائلا فاغنى ﴾ (پ ۳۰ الضحیٰ) کی تفسیر بعض علماء سے اس طرح نقل کرتے ہیں

أغناك بمال خديجة بنت خويلد رضى الله عنها (فتح القدیر ج ۵ ص ۴۵۸)

Scanned with CamScanner

اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ کے مال کے ذریعہ آپ کو غنی کر دیا

ابو امامہ بن نقاش کہتے ہیں

ان سبق خديجة وتأثيرها فى الاسلام ومؤازرتها ونصرها وقيامها فى الدين لله بمالها ونفسها لم يشركها فيه أحد (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۴۰۴)

حضرت خدیجہ کی سبقت فی الاسلام اور ابتداء اسلام میں ان کی تاثیر اور ان کی جانی و مالی مدد و نصرت اور اللہ کے لئے ان کا قیام دین میں اپنے نفس اور مال کے ساتھ یہ جتنے امور ہیں ان میں حضرت خدیجہؓ کے ساتھ کوئی شریک نہیں

علامہ حافظ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

هى التى آزرته على النبوة وجاهدت معه وواسته بنفسها ومالها وأرسل الله اليها السلام مع جبرئيل وهذه خاصة لا تعرف لامرة سواها (زاد المعاد ج ۱ ص ٦٦)

حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ کی بہت مدد و نصرت کی آپ کے ساتھ مجاہدات برداشت کئے اور اپنے مال و جان کے ساتھ حضور ﷺ کی غمگسار رہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کے ساتھ ان پر سلام بھیجا اور یہ ایک ایسی فضیلت ہے جو ان کے سوا کسی دوسری عورت کو نہیں ملی۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کو شروع دنوں میں ضرورت کے مواقع پر جس طرح حضرت خدیجہؓ اور ان کے مال سے فائدہ پہنچا تھا اس کی تو بات ہی کچھ اور ہے

Scanned with CamScanner

ان خدیجة نفعته فی اول الاسلام نفعا لم یقم غیرها فیه مقامها فکانت خیر اله من هذا الوجه لکونها نفعته وقت الحاجة (منہاج السنۃ ج ۳ ص ۳۰۳)

آغاز اسلام میں حضرت خدیجہ کے ذریعہ آپ کو جو فائدہ پہنچا تھا وہ نفع کسی اور سے حاصل نہیں ہوا (المنتقی مترجم ص ۳۱۵)

امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں

وکانت تنفق علیه من مالها (منہاج السنۃ ج ۷ ص ۹۹ ۷۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۰)

کفار کی طرف سے حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے کا سلسلہ روز بروز بڑھتا رہا نبوت کے ساتویں سال ایک معاہدے کے ذریعہ حضور ﷺ اور آپ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا گیا اور آپ اپنے اہل خانہ کے ساتھ شعب (ابی طالب) میں جانے پر مجبور ہو گئے یہاں بھوک و پیاس سے لوگ تڑپتے رہے اور سوائے سوکھے پتوں کے اور کوئی چیز کھانے کو نہ تھی حضرت خدیجہؓ اپنا سب کچھ چھوڑ کر حضور ﷺ کے ساتھ اسی گھاٹی میں آگئیں اور دوسرے لوگوں کے ساتھ آپ نے بھی کفار کے ہاتھوں برپا کئے گئے اس ظلم کو برداشت کیا یہ سلسلہ تین سال چلتا رہا مگر حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کبھی اپنی زبان پر حرف شکایت نہ لائی مؤرخ علامہ ابن ہشام لکھتے ہیں

وهی عند رسول الله ﷺ ومعه فی الشعب (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۹۲)

انہی دنوں حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے مولود کعبہ حضرت حکیم بن حزامؓ اپنے غلام کے ساتھ شعب میں مقیم لوگوں کے لئے گندم لے کر جا رہے تھے ابو جہل نے ان کو جاتا ہوا دیکھا تو

Scanned with CamScanner

برا بھلا کہا اور دھمکی دی کہ اگر تو ان کے پاس یہ سامان لے کر گیا تو میں سب کے سامنے تمہیں مکہ میں رسوا کردوں گا وہاں حضرت حکیمؓ کے ایک دوست ابو البختری بھی موجود تھے اس نے ابو جہل سے کہا حکیم یہ کھانا اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کے لئے لے کر جارہا ہے اس پر ابو جہل نے اس کا رستہ چھوڑ دیا چنانچہ یہ کھانا شعب میں پہنچا یہ برکت تھی ام المؤمنین سیدہ حضرت خدیجہ کی کہ ان کے سبب شعب والوں کو کچھ گندم پہنچ گیا تھا

حضرت خدیجہؓ کے دل میں آپ ﷺ کی محبت کے ساتھ آپ کا بڑا احترام تھا اور آپ حضور ﷺ کی باتوں کی ہمیشہ تصدیق کرتی تھیں جب آپ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت خدیجہؓ نے فوراً اس کی تصدیق کی اور اس بارے میں کوئی پس وپیش نہیں کیا

انها مازالت تعظم النبی ﷺ وتصدق حدیثه قبل البعثة وبعدها (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲) ویبالغ فی تعظیمها (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۰)

آفتاب نبوت پر حضرت خدیجہؓ کی جانثاریوں کا صلہ اللہ تعالی کی طرف سے یہ عطا ہوا کہ اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل امین کے ذریعہ ان پر اپنا سلام بھیجا حضرت جبرئیل امین نے حضور ﷺ سے کہا کہ خداوندی سلام کے ساتھ میری طرف سے بھی حضرت خدیجہؓ کی خدمت میں سلام کہئے حضور ﷺ نے اللہ تعالی اور حضرت جبرئیل امین کا سلام حضرت خدیجہؓ کو پہنچایا انہوں نے اس سلام کا جواب دیا یہ جواب آپ کی وفور عقل اور کمال بلاغت کا بہترین نمونہ ہے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے کہا

الله هو السلام ومنه السلام وعليك السلام وعلى جبرئيل السلام وعلى كل من سمع السلام إلا الشيطان (بذل القوۃ ص ۲۰ الاستیعاب ج ۴ ص ۲۸۴۔ سنن کبری للنسائی ج ۵ ص ۹۴)

Scanned with CamScanner

اللہ پاک آپ خود ہی سلامتی والے ہیں سلامتی اللہ کی جانب سے ملتی ہے اے نبی آپ پر سلام جبرئیل پر سلام اور ہر اس شخص پر جو اس (واقعہ) کو سنے سلام مگر شیطان (اور اس کی ذریات) پر نہیں۔

اس سے حضرت خدیجہؓ کے فہم و فراست کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے جواباً اللہ تعالیٰ کو وعلیک السلام نہیں کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو سلام کا جواب نہیں دیا جاتا جس طرح مخلوق کو سلام کا جواب دیا جاتا ہے وہ تو خود اپنی ذات میں السلام ہیں اور السلام اسمائے حسنیٰ میں سے ہے حضرت خدیجہؓ نے جس وقت یہ جواب دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام وہیں موجود تھے اور انہوں نے آپ کا یہ جواب سن لیا تھا

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ آپ کے لئے کھانا لے کر آرہی تھیں اتنے میں حضرت جبرئیل تشریف لائے اور کہا کہ حضرت خدیجہؓ آرہی ہیں آپ ان کو پروردگار کا سلام پہنچا دیجئے اور میرا سلام بھی پہنچا دیجئے اور انہیں جنت میں بہترین محل کی بشارت دے دیجئے

فاقرء عليها السلام من ربها ومنى (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۴)

امام علی بن بلبان فاسیؒ (۷۳۹ھ) نے اس بشارت پر یہ باب باندھا ہے

ذكر البيان بان جبرئيل عليه السلام اقرى خديجة من ربها السلام (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۴۷)

حافظ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ

ان من خصائصها ان الله بعث اليها السلام مع جبرئيل عليه السلام وقال هذه لعمر الله خاصة لم تكن سواها (جلاء الافہام ص ۳۴۹)

حق تعالیٰ جل شانہ کا کسی کو سلام کہلا کر بھیجنا یہ وہ فضیلت و منقبت ہے کہ جس

Scanned with CamScanner

میں حضرت خدیجہؓ کا کوئی شریک و سہیم نہیں (سیرۃ المصطفی ج ۳ ص ۲۹۱ للشیخ الکاندھلویؒ)

اللہ تعالی نے ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کے مکان کو بھی عزت و شرف بخشا کیونکہ اس مکان میں کائنات کی سب سے مقدس ہستی کا قیام تھا یہ مکان رحمتوں اور برکتوں کا سرچشمہ اور مہبط وحی تھا اور اسے اسلام کا سب سے پہلا مکان ہونے کا شرف نصیب ہوا۔ علامہ محب طبریؒ (۶۹۴ھ) لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے محترم و مقدس اور افضل یہی مکان ہے

وهو أفضل موضع بمكة بعد المسجد الحرام (القرى لقاصدام القرى ص ۶۶۴۔ شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ج ۱ ص ۴۳۸)

هذه الدار أفضل الاماكن بعد المسجد الحرام (تاریخ مکۃ المشرفۃ ص ۱۸۷ امام ابی البقاء محمد بن ضیاء المکی ۸۴۵ھ)

ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کا یہ مکان مکہ مکرمہ کے درب الحجر میں واقع تھا۔ اس مکان کے آس پاس کبھی زیورات کی بکثرت دکانیں ہوا کرتی تھیں اور اس مکان میں بچے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ علامہ ارزقی لکھتے ہیں

وكان يسكنها رسول الله ﷺ مع خديجة رضى الله عنها وفيها تزوج رسول الله ﷺ بخديجة رضى الله عنهاوولدت للنبى ﷺ جميع أولادهاالذى منه ﷺ وهم فاطمة ورقية وأم كلثوم والقاسم وفها توفيت رضى الله عنها فلم يزل النبى ﷺ ساكنا فيها حتى خرج إلى المدينة مهاجرا فاخذها عقيل بن ابى طالب واشتراها

Scanned with CamScanner

معاوية بن ابی سفيان رضی الله عنه وهو خليفة وجعلها مسجدا يصلی فيه وبناها (الازرقی ج ۲ ص ۱۹۹ شفاء الغرام ج ۱ ص ۵۱۵ تحصیل المرام فی اخبار بیت الحرام ص ۵۴۷ تالیف محمد بن احمد المالکی المکی الصباغ (المتوفی ۱۳۲۱ھ)

وفيها كتاب يقرأ فيه الصبيان القران الشريف (افادة الانام بذكر أخبار بلد الله الحرام از محدث عبدالله غازی مکی حنفی ص ۷۸)

حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ نے ایک طویل عرصہ اس گھر میں قیام فرمایا اللہ کی وحی یہاں اترتی رہی حضور ﷺ کی اولاد سب کی سب یہیں پیدا ہوئیں دعوت و تبلیغ کا مرکز بھی یہی گھر تھا (احاشیہ)

اس مکان میں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں آپ اللہ کی عبادت میں مصروف رہتے تھے

---

(۱) جب ابن سعود نے حرمین شریفین کا اقتدار اپنے ہاتھ لیا تو افسوس کہ آپ توحید کی حمایت اور شرک وبدعت کی تردید میں حد اعتدال پر قائم نہ رہ سکے ان کے ہاتھوں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں انہدام مقابر کے ساتھ ساتھ بہت سے مآثر بھی محفوظ نہ رہ سکے ان مآثر میں حضرت خدیجہؓ کا مکان بھی تھا جس میں آنحضرت ﷺ نے کم وبیش اٹھائیس سال تک قیام فرمایا تھا رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے جناب علامہ اقبال مرحوم کے نام لکھے ایک خط میں اس پر سخت دکھ کا اظہار کیا آپ کو اس سے بھی زیادہ دکھ ایک اور بات سے بھی پہنچا تھا جس کا ذکر انہوں نے اسی خط میں کیا ہے آپ لکھتے ہیں "جب میں نے اس منہدم شدہ مکان کو دیکھا تو سخت صدمہ ہوا کیونکہ یہ کوڑا کرکٹ اور غلاظت کا مرکز بنادیا گیا تھا اس کا ذکر جب میں نے (معروف اہل حدیث عالم) مولانا اسماعیل غزنوی سے مکہ معظمہ میں کیا تو انہوں نے نہایت بے باکی سے کہہ دیا کہ " کیا ہوا..... اس مکان میں خدیجہ بھی تو پاخانہ پھرا کرتی تھی " اس جواب نے میرے دل کو اور بھی صدمہ پہنچایا اس وقت میں نے خیال کیا کہ نجدی قوم کی ان حماقتوں میں ہندوستان کے اہلحدیث (غیر مقلدین) پورے طور سے شریک ہیں

(ماہنامہ ملیہ فیصل آباد جنوری ۲۰۱۰ء ص ۱۳)

Scanned with CamScanner

حضرت خدیجہؓ کا انتقال بھی اسی گھر میں ہوا تھا حضور ﷺ نے ہجرت کے وقت یہ گھر خواجہ ابو طالب کے بیٹے عقیل کو دے دیا پھر حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور میں اسے خرید اور اسے مسجد بنا دیا تھا (تاریخ طبری ج ا ص ۵۲۲) اسے بعد میں مولد فاطمۃ الزہراء کے نام سے یاد کیا جانے لگا اور وہ مکہ مکرمہ کے مواضعات میں سے مسجد الحرام کے بعد افضل ترین مقام ہے

ویعرف الیوم بمولد فاطمة وهو افضل موضع بمكة بعد مسجد الحرام ﷺ (تاریخ الخمیس ص ۳۰۱)

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے گھر ایک خادمہ بھی تھی جو گھر کے کام کاج کے علاوہ گھر والوں کی کنگھی بھی کرتی تھی اللہ نے اسے بھی اسلام کی توفیق عطا فرمائی اور اسے حضور ﷺ کی صحابیہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔ حضرت عطاء ابن ابی رباح (۱۱۴ھ) کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں میں نے کہا جی ضرور دکھایئے۔ آپ نے فرمایا

هذه المرأة السوداء أتت النبی ﷺ فقالت إنی أصرع وإنی أتكشف فادع الله لی قال إن شئت صبرت ولك الجنة وإن شئت دعوت الله أن يعافيك فقالت إصبر فقالت انی اتكشف فادع الله لی ان لا اتكشف فدعا لها (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۴ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۹)

اس سیاہ فام خاتون کو دیکھو جو حضور ﷺ کے پاس آئی اور کہا کہ حضورؐ مجھے مرگی کا دورہ پڑ جاتا ہے جس سے میرا ستر کھل جاتا ہے آپ میرے لئے اللہ سے دعا کیجئے کہ ایسا نہ ہو آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو اس پر صبر کرو اور

تمہیں جنت مل جائے اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں وہ تمہیں صحت عطا فرمائے گا اس نے کہا میں صبر کرتی ہوں تاہم چونکہ میرا ستر کھل جاتا ہے اس لئے آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس سے محفوظ رکھے چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) محمد ابن سعد (۲۰۳ھ) اور علامہ عبدالغنی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ حضرت خدیجہؓ کی وہ خادمہ تھی جو ان کی کنگھی کیا کرتی تھی اور حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آیا کرتی تھیں

أن هذه المرأة هي ماشطة خديجة التي كانت تتعاهد النبي ﷺ بالزيارة (فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۴۲)

☆.....ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ کی نگاہ مقدس میں

حضور ﷺ کو اپنی رفیقہ حیات ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے بہت محبت تھی اور آپ حضرت خدیجہؓ کی جانی اور مالی قربانی کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اکثر و بیشتر انہیں یاد کر کے ان کے لئے دعا فرماتے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ جب بھی گھر سے باہر جاتے حضرت خدیجہؓ کو ضرور یاد کرتے ہوئے نکلتے اور ان کی تعریف فرماتے تھے (استیعاب ج ۴ ص ۲۸۶۔ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۶)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کو اس طرح یاد فرمایا کرتے تھے جیسے کوئی اپنے بچھڑے ہوئے نوجوان دوست کو یاد کرتا ہے (البدایہ ج ۳ ص ۱۸۲۔ اردو)

Scanned with CamScanner

آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ نے مجھے اپنا مال دیا جس کو میں نے اللہ کے راستہ میں صرف کر دیا حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد بھی آپ انہیں یاد کرتے اور مجمع میں ان کا ذکر خیر کرتے تھے اور جب کبھی گوشت کی سہولت میسر ہوتی تو حضور ﷺ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کے ہاں ضرور وہ گوشت بھجواتے تھے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں

ان کنا لنذبح الشاة فیبعث رسول الله ﷺ باعضائها الی صدائق خدیجة (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۹۔ استیعاب ج ۴ ص ۲۸۶)

حضرت انس کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز آتی تو آپ فرماتے کہ جاؤ فلاں خاتون کے گھر یہ دے آؤ وہ خدیجہؓ کی سہیلی ہیں حضرت امام بخاریؒ روایت کرتے ہیں

عن انس کان النبی ﷺ اذا اتی بشئی یقول اذهبوا به الی فلانة فانها کانت صدیقة خدیجة إذهبوا به الی بیت فلانة فانها کانت تحب خدیجة (الادب المفرد ص ۹۷)

حضور ﷺ کے پاس جب کوئی چیز لائی جاتی تھی تو آپ فرماتے تھے کہ یہ فلاں کے پاس لے جاؤ وہ خدیجہ کی دوست تھی یہ فلاں کے گھر دے آؤ وہ خدیجہ سے محبت کرتی تھی

ایک مرتبہ ان کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خدیجہؓ کی سہیلیوں کا خیال رہتا ہے (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۳)

حضرت خدیجہ کا کوئی رشتہ دار آپ کے پاس آتا تو آپ اس کی خاطر مدارات میں کوئی کمی کوتاہی نہ فرماتے تھے اسی طرح حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں سے کوئی آجاتیں تو آپ ﷺ ان کی بڑی خاطر مدارات فرماتے تھے کہ یہ حضرت خدیجہؓ کی سہیلی ہیں حضرت عائشہ

Scanned with CamScanner

ؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت ہمارے ہاں آئی حضور ﷺ نے ان کی اچھی طرح خاطر مدارات کی انہیں اچھی طرح بٹھایا ان کے لئے چادر بچھائی ان سے بات چیت فرمانے لگے مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا کہ یہ کون بوڑھی عورت ہے جس سے حضور ﷺ اس طرح کا معاملہ فرما رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ

انها كانت تاتينا زمان خديجة وان حسن العهد من الايمان (رواه البيهقي في الشعب)

یہ حضرت خدیجہ کے پاس آیا کرتی تھیں اور نیک عہد تو ایمان کا شعبہ ہے

امام علی بن بلبان فاسیؒ (۷۳۹ھ) لکھتے ہیں

ذكر تعاهد المصطفى ﷺ أصدقاء خديجة بالبر بعد وفاتها (الاحسان ج۹ ص ۷۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگرچہ میں نے حضرت سیدہ خدیجہؓ کو نہیں دیکھا مگر جتنا رشک مجھے حضرت خدیجہؓ پر تھا کسی دوسری بیوی پر نہ تھا کیونکہ حضور ﷺ ان کا ذکر خیر بہت فرماتے تھے

ماغرت على إمراة لرسول الله ﷺ كماغرت على خديجة لكثرة ذكر رسول الله ﷺ لها إياها وثنائه عليها (صحیح بخاری ج۲ ص ۷۸۷ اسد الغابۃ ج۷ ص ۸۵)

فربما قلت له كانه لم يكن فى الدنيا إمراة إلاخديجة فيقول إنها كانت وكانت وكان لى منها ولد (صحیح بخاری ج۱ ص ۵۳۹)

(ترجمہ) میں کبھی حضور ﷺ سے کہتی کہ شاید حضرت خدیجہؓ کے سوا اور دنیا

Scanned with CamScanner

میں کوئی عورت تھوڑی تھی اس پر آپ فرماتے کہ خدیجہؓ (کی کیا بات ہے وہ تو) ایسی اور ایسی تھیں (یعنی وہ بے شمار صفات کی مالک تھیں) اور میری اولاد انہی کے پیٹ سے ہے

ایک مرتبہ آپ حضرت خدیجہؓ کا ذکر کر رہے تھے حضرت عائشہؓ کو رشک ہوا اور کہا کہ آپ کب تک ایک بوڑھی عورت کو یاد کرتے رہیں گے آنحضرت ﷺ کو یہ سن کر دکھ ہوا اور فرمایا کہ خدا کی قسم مجھے اس سے بہتر بیوی نہیں ملی

قال ما أبدلنى الله خيرا منها لقد آمنت بى حين كفر بى الناس وصدقنى حين كذبنى الناس وأشركتنى فى مالها حين حرمنى الناس ورزقنى الله ولدها وحرمنى ولد غيرها (استیعاب ج ۴ ص ۲۸۷۔ البدایہ ج ۳ ص ۱۸۳)

خدیجہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کیا تھا حضرت خدیجہؓ نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی تھی حضرت خدیجہؓ نے مجھے اپنے مال کے ذریعہ مدد پہنچائی اور اللہ نے مجھے ان سے اولاد دی

اسی طرح کے ایک اور موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا نے مجھ کو ان کی محبت دی ہے

انى قد رزقت حبها (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۴)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کی بیان کردہ ان روایات سے ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہ طاہرہؓ کی عزت عظمت اور مقام و مرتبہ کا کچھ اندازہ کیجئے کہ حضور ﷺ کی تمام ازواج تو حضرت عائشہؓ پر رشک کریں اور خود حضرت عائشہؓ کا یہ حال تھا کہ وہ حضرت خدیجہؓ پر

Scanned with CamScanner

رشک کرتی تھیں

ایک مرتبہ حضرت خدیجہؓ کی بہن حضرت ہالہ آپ کے ہاں آئیں اور باہر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی حضرت ہالہؓ کی آواز حضرت خدیجہؓ سے بہت ملتی تھی حضور ﷺ چونک پڑے اور آپ کو حضرت خدیجہؓ کا اسی طرح اجازت مانگنا یاد آگیا پھر آپ نے فرمایا

اللهم هالة بنت خويلد (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۴)

ہائے اللہ یہ تو ہالہ ہیں

حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی حیات میں کبھی دوسرا نکاح نہیں کیا حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد آپ نے دوسرے نکاح کئے تھے۔ایک مرتبہ خولۃ بنت حکیمؓ نے حضور ﷺ سے کہا کہ میں آپ پر خدیجہؓ کی وجہ سے بہت زیادہ غم دیکھ رہی ہوں تو آپ نے فرمایا ہاں وہ میرے بچوں کی ماں اور میرے گھر کی ذمہ دار خاتون تھیں.....

قال أجل كانت أم العيال وربة البيت (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲)

☆.....فضائل سیدۃ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا

ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضرت خدیجہؓ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ خدیجہؓ ہیں جو آپ کے لئے کھانا پینا لے کر آرہی ہیں آپ ان سے کہیں کہ اللہ تعالی نے انہیں سلام بھیجا ہے اور میری جانب سے بھی انہیں سلام کہہ دیجئے (پھر کہا) کہ آپ انہیں اس بات کی بشارت دیجئے کہ اللہ نے ان کے لئے جنت میں ایک بڑا خوش نما اور پر سکون گھر بنایا ہے

Scanned with CamScanner

وقد أوحى إلى رسول الله ﷺ أن يبشرها ببيت لها فى الجنة من قصب (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۸۷ و ص ۵۳۸)

راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو ایسے مکان کی بشارت دی تھی انہوں نے کہا ہاں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۹ البدایہ ج ۳ ص ۱۳۲)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

سہیلی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں موتیوں والے محل کی بشارت سنائی تھی کیونکہ حضرت خدیجہؓ کے پاس ایمان لانے سے قبل بڑے موتی تھے اور وہ بے جوڑ سے تھے (اور انہوں نے وہ حضور ﷺ پر اور اسلام پر لٹادئے تھے) اور انہیں جنت میں پر سکون مکان کی بشارت اس لئے ملی کہ انہوں نے کبھی اپنی آواز کو حضور ﷺ کی آواز پر بلند نہیں کیا تھا (ہمیشہ اپنی آواز پست رکھی تھی) (البدایہ ج ۳ ص ۱۸۲)

لانها لم ترفع صوتها على النبى ﷺ ولم تتبعه يوما من الدهر فلم تصخب عليه يوما ولا آذته ابدا (البدایہ ج ۳ ص ۱۲۷)

ایک دن حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ ہماری والدہ کہاں ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یاقوت سے بنے ایک ایسے گھر میں ہیں جس میں نہ کوئی لغو ہے نہ ہی تھکاوٹ وہ مریم اور آسیہ کے درمیان والے علاقہ میں ہیں حضرت فاطمہؓ نے کہا کیا قصب کے گھر یعنی زکل بانس وغیرہ کے گھر میں؟ آپ نے فرمایا

لا بل من القصب المنظوم بالدر واللؤلؤ والياقوت (مجمع الزوائد ج ۹

Scanned with CamScanner

ص ۲۲۳)

نہیں۔بلکہ وہ ایک ایسے گھر میں ہیں جو ہیرے موتی اور یاقوت سے بنے ہوئے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے بارے میں فرمایا کہ میں نے انہیں جنت کے ایک نہر پر ایک خوبصورت پر سکون ہیرے موتی جڑے مکان میں دیکھا

رأيتها على نهر من انهار الجنة ..... الحديث (الاحاد والثانی ج ۵ ص ۳۸۱ للشیخ خثیمہ بن سلیمان طرابلسی (۳۴۳ھ)

ومبشرا بالبيت من قصب لها في قمة الفردوس ابى شيدا

حضور ﷺ نے حضرت خدیجۃ الکبری کو دنیا کی بہترین اور آخرت کی افضل ترین خاتون بتایا ہے خير نسائها خديجة (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۸) خير نساء العالمين (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۹ استیعاب ج ۴ ص ۲۸۴) أفضل نساء أهل الجنة خديجة بنت خويلد (استیعاب ج ۴ ص ۲۸۴۔ سنن کبری للنسائی ج ۵ ص ۹۳ عن ابن عباسؓ)

شارح صحیح مسلم حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ آپ کے مناقب بہت زیادہ ہیں

ولخديجة مناقب كثيرة في الصحيح (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۳۴۱)

حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

ومناقبها جمة وهي ممن كمل من النساء كانت عاقلة جليلة دينة مصونة كريمة من أهل الجنة وكان النبي ﷺ يثني عليها ويفضلها على بقية امهات المؤمنين ويبالغ في تعظيمها بحيث ان عائشة

Scanned with CamScanner

رضی اللہ تعالی کانت تقول ماغرت من إمراۃ ماغرت من خدیجۃ من کثرۃ ذکر النبی ﷺ لھا (سیر اعلام النبلاء ج ۱ ص ۱۱۰)

حضرت خدیجہؓ کے مناقب بہت زیادہ ہیں آپ دنیا کی کامل ترین خواتین میں سے تھیں آپ بڑی عقلمند باشعور بلند مرتبہ دیانتدار محافظ اور اہل جنت میں سے ہیں حضور ﷺ آپ کی بڑی تعریف فرماتے اور ان کی بے حد عزت کرتے تھے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت سے ایسی غیرت نہیں کھائی جتنی حضرت خدیجہؓ سے کہ حضور ﷺ ان کا ذکر بہت کثرت سے کیا کرتے تھے

روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے حضرت جبرئیل امین کو بشکل انسانی دیکھا تھا حافظ العصر شیخ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

ابن السنی نے اپنی سند سے حضرت خدیجہؓ کے حوالے سے لکھا ہے کہ وہ آپ ﷺ کا کھانا لے کر مکہ کے بالائی حصے میں آپ کو تلاش کر رہی تھیں کہ حضرت جبرئیل ایک مرد کی صورت میں ان سے ملے انہوں نے حضرت خدیجہؓ سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو حضرت خدیجہؓ کو اندیشہ ہوا کہ یہ آپ ﷺ کا کوئی دشمن ہی نہ ہو بعد میں جب حضرت خدیجہؓ نے یہ بات آپ ﷺ سے ذکر کی تو آپ ﷺ نے بتایا کہ تو نے جسے دیکھا تھا وہ جبرئیل تھے جو انسانی شکل میں تھے اور انہوں نے مجھے کہا کہ ان کا سلام تمہیں پہنچادوں حضور ﷺ نے پھر خوشخبری دی کہ اللہ نے تمہارے لئے جنت میں بڑا ہی شاندار اور پر سکون گھر بنا رکھا ہے

Scanned with CamScanner

هو جبرئیل وقد أمرنی أن أقرء علیك السلام وقد بشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه ولا نصب (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۳)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کو بہت سی چیزوں میں اولیت کا شرف ملا ہے

☆..... آپ سب سے پہلے حضور ﷺ کی دعوت کی تصدیق کرنے والی ہیں

☆..... حضور ﷺ نے سب سے پہلے ان سے شادی فرمائی

أول امراة تزوجت رسول الله ﷺ (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۲۴)

☆..... انہوں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی

☆..... حضور ﷺ کی اولاد سب سے پہلے ان سے ہوئی

☆..... حضور ﷺ کی ازواج میں سب سے پہلے انہیں جنت کی بشارت ملی

☆..... اللہ نے سب سے پہلے ان کو سلام بھیجا

☆..... آپ مؤمنات میں سے سے پہلی صدیقہ خاتون ہوئیں

☆..... حضور ﷺ کی ازواج میں آپ نے سب سے پہلے وفات پائی

☆..... حضور ﷺ سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کی قبر میں اترے تھے (الفصول ص ۹۷)

☆..... حضرت خدیجہ کا مکان سب سے پہلا دار الاسلام بنا۔

☆..... حضرت خدیجہ کی بیٹیوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا

حضور ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کو جنت کی بشارت دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مریم بنت عمران حضرت موسیٰ کی بہن کلثم اور فرعون کی بیوی آسیہ کو میری بیوی بنادے گا اور وہ تمہارے ساتھ ہوں گی (طبرانی ج ۲۲ ص ۴۵۱)

Scanned with CamScanner

☆.....ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات

حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ تقریباً ۲۵ سال گزارے اور ہجرت سے تین سال قبل ایک مختصر علالت کے بعد رمضان المبارک میں آپ نے وفات پائی۔ وفات کے وقت حضور ﷺ ان کے پاس موجود تھے اور آپ نے فرمایا کہ اس وقت تم جس کیفیت سے گزر رہی ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں پر اللہ رب العزت نے تمہارے لئے اس میں خیر رکھا ہے (اعلام النساء ج ۱ ص ۳۳۱)

حضرت ام ایمنؓ اور حضرت عباسؓ کی اہلیہ حضرت ام الفضلؓ نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنا کر آپ کو مکہ مکرمہ کے علاقہ حجون (جنت المعلی) میں نہایت احترام سے دفن کیا گیا۔ ابھی نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی (طبقات ج ۸ ص ۱۵) آنحضرت ﷺ خود ان کی قبر میں اترے اور اپنی غمگسار اور خدمت گذار رفیقہ حیات کو اپنے ہاتھوں سے سپرد خدا کیا حضرت خدیجہؓ نے ۶۵ سال کی عمر پائی تھی۔ فرضی اللہ تعالی عنہا

علامہ مرجانی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدہ خدیجۃ الکبری کی قبر ایک عرصہ تک غیر معروف رہی یہاں تک کہ اللہ کے بعض نیک بندوں پر خواب اور کشف میں یہ بات کھولی گئی کہ حضرت سیدہ کی قبر مبارک حضرت فضیل بن عیاضؓ کی قبر کے پاس ہے ۷۲۹ ہجری میں وہاں ایک پتھر پر یہ لکھا ہوا ملا کہ یہ حضرت سیدہ کی قبر ہے۔ (بھجۃ النفوس ج ۲ ص ۴۲۹ البحر العمیق ج ۱ ص ۲۰)

علامہ قطبی کہتے ہیں کہ آپ کی قبر پر لکڑی کا بنا ہوا ایک تابوت تھا پھر محمد بن سلیمان دفتدار نے ۹۵۰ھ میں آپ کی قبر پر قبہ بنایا اور اس پر ایک عمدہ اور قیمتی چادر ڈالی اور اس کی دیکھ

Scanned with CamScanner

بھال کے لئے وہاں ایک خادم مقرر کیا اور آل عثمان کی جانب سے اس کا خرچ دیا جاتا رہا (الاعلام ص ۴۴۴)

محمد بن عبداللہ غازی مکی حنفی کہتے ہیں کہ ۱۲۴۲ھ میں اس قبہ کو از سر نو بنایا گیا جبکہ ۱۳۴۳ھ میں آپ کی قبر پر بنا ہوا قبہ منہدم کر دیا گیا (إفادۃ الانام بذکر اخبار بلد اللہ الحرام للمحدث عبداللہ غازی مکی حنفی ص ۱۵۱)

ام المؤمنین حضرت سیدہ خدیجہؓ کی وفات کا حضور ﷺ پر بڑا گہرا اثر تھا ان کی وفات سے حضور ﷺ کے لئے ایک نیا دور شروع ہوا اور یہ دور اسلام کا سخت ترین دور تھا کیونکہ ان کے اور ان سے تین دن قبل (دلائل النبوت ج ۲ ص ۳۵۳) یا پانچ دن پہلے (البدایہ ج ۳ ص ۱۳۴) خواجہ ابو طالب کے انتقال کر جانے کے باعث کفار کو اب کسی کا لحاظ و پاس نہ رہا تھا اور وہ کھل کر حضور ﷺ اور مسلمانوں کو ستاتے تھے اسی دور میں آپ اہل مکہ سے ناامید ہو کر شہر طائف تشریف لے گئے تھے۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

> یہ دونوں (حضرت خدیجہؓ اور خواجہ ابو طالب) رسول اللہ ﷺ کے حد سے زیادہ مشفق تھے اگرچہ خواجہ ابو طالب اسلام نہیں لائے تھے اور حضرت خدیجہؓ مؤمنہ صدیقہ تھیں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ دونوں کی وفات ایک ہی سال ہوئی تھی اور یہ دونوں حضور ﷺ کے انتہائی ہمدرد و شفیق تھے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد آپ کو قریش کے ہاتھوں بہت سی تکالیف اٹھانا پڑیں تھیں وہ اپنی زندگی میں آپ سے اظہار ہمدردی کے ساتھ آپ کو تسلی بھی دیا کرتی تھیں جبکہ خواجہ ابو طالب قریش کے ظلم و ستم سے آپ کی حفاظت کیا کرتے تھے ان دونوں کی وفات خصوصاً خواجہ ابو طالب کی وفات کے بعد جو ہجرت

Scanned with CamScanner

سے تین سال قبل ہوئی تھی کفار قریش نے آپ کو ایذا رسانی کی حد کر دی تھی

(البدایہ ج ۳ ص ۱۷۶)

بو طالب سدھارے جانب ملک عدم آخر — اٹھا سر سے چچا کا سایہ لطف وکرم آخر
وہ ام المسلمین جو مادر گیتی کی عزت ہے — وہ ام المسلمین قدموں کے نیچے جنکے جنت ہے
وہ ام المسلمین جو مادر گیتی کی عزت ہے — شریک راحت واندوہ پابند رضا بی بی
خدیجہ طاہرہ یعنی نبی کی باوفا بی بی — گئیں دنیا سے آخر سوئے فردوس بریں وہ بھی
دیار جاودانی کی طرف راہی ہوئیں وہ بھی — یہ دونوں غمگساران قدیمی تھے محمد کے
یہ بی بی تھیں وہ ہمدرد یتیمی تھے محمد کے — محمد کی یہ تنہائی ہی تھی سامان یکتائی
مشیت کو مگر مد نظر تھی شان یکتائی

(شاہنامہ اسلام ص ۱۹۲)

☆.....ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی اولاد

ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ نے حضور ﷺ سے نکاح سے قبل ابو ہالہ اور عتیق سے شادیاں کیں تھیں ان کے پہلے خاوند ابو ہالہ سے ان کے ہاں دو لڑکے ہالہ اور ہند پیدا ہوئے ان کے دوسرے شوہر عتیق سے ان کے ہاں ایک بچی پیدا ہوئی جبکہ حضرت خدیجہؓ سے حضور ﷺ کی چھ اولادیں ہوئیں

دو صاحبزادے (۱) حضرت قاسم.....اور (۲) حضرت عبداللہ.....اور چار صاحبزادیاں (۳) حضرت زینب (۴) حضرت رقیہ (۵) حضرت ام کلثوم اور (۶) حضرت فاطمۃ الزہراء

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں

ولدت خديجة رضى الله عنها لرسول الله ﷺ غلامين وأربع

نسوة القاسم وعبدالله وفاطمة وأم كلثوم ورقيه وزينب (مستدرک ج ۳ ص ۱۷۶)

علامہ ابن اثیر جزریؒ (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

فولدت لرسول الله ﷺ ولده كلهم قبل أن ينزل عليه الوحى زينب وأم كلثوم وفاطمة ورقية والقاسم والطاهر والطيب فاما القاسم والطيب والطاهر فهلكوا قبل الاسلام وبالقاسم كان يكنى رسول الله ﷺ واما بناته فادركن الاسلام فهاجرن معه واتبعنه وآمن به (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۲)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ چاروں حضور ﷺ کی اپنی حقیقی بیٹیاں تھیں ان میں سے کوئی بھی کسی دوسرے کی نہ تھی اور اس نے یہ بات امام جعفر صادق سے معتبر سند کے ساتھ نقل کی ہے

باسند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ از برائے رسول خدا از خدیجہ متولد شد طاہر و قاسم و فاطمہ وام کلثوم ورقیہ وزینب (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۸)

بیان کرتا کہ قاسم طیب طاہر یہ تھے بیٹے کہ بچپن ہی میں جو آرام سے رحمت میں جا لیٹے
خدیجہ ہی سے حق نے آپکو سب بیٹیاں بھی دیں یہ زینب اور رقیہ ام کلثوم اور زہرا تھیں

آیئے ہم حضور ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی اور حضرت فاطمہؓ کی بڑی بہن حضرت سیدہ زینب کا ذکر خیر پڑھیں

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ زینب بنت محمد ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینب سلام اللہ علیہا ہیں حضور ﷺ کے نکاح کے پانچ سال بعد آپ کی ولادت ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی (طبقات ج ۸ ص ۲۵۔ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۱)

حضرت سیدہ زینبؓ ان خواتین میں تھیں جن کو اسلام کے ابتدائی دور میں ہی اپنی والدہ محترمہ کے ساتھ ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی اور حضور ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ انہیں مبایعات النبی ﷺ میں شمار کیا جاتا ہے (کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی ص ۴۰۶)

آپ جب بڑی ہوئیں تو حضرت خدیجہؓ کی خواہش ہوئی کہ ان کی شادی جناب ابو العاص لقیط بن ربیعؓ کے ساتھ کی جائے انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار حضور ﷺ سے کیا آنحضرت ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور اپنی پیاری صاحبزادی کا نکاح جناب ابو العاصؓ سے کر دیا جناب ابو العاصؓ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی حقیقی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے ہیں ور خاندان قریش سے ہیں ان کا نسب تیسری پشت میں عبد مناف بن قصی تک پہنچ کر حضور ﷺ سے مل جاتا ہے ان کا پورا نام ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی ہے آپ بچپن ہی سے عمدہ خصلت کے حامل تھے اور معاشرے میں انہیں احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا

Scanned with CamScanner

امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) حضرت زینبؓ کا تذکرہ اس طرح شروع کرتے ہیں

زینب بنت رسول اللہ ﷺ واکبر اخواتھا من المھاجرات السیدات

(سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۴۶) و کان النبی ﷺ یحبھا ویثنی علیھا

(ایضاً ج ۱ ص ۳۳۴)

حضرت زینب حضور ﷺ کی صاحبزادی ہیں اور آپ کی صاحبزادیوں میں سب سے بڑی ہیں آپ مہاجرات میں سے ہیں حضور ﷺ ان سے محبت فرماتے اور ان کی تعریف کرتے تھے

جب آنحضرت ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت سیدہ زینبؓ تقریباً دس سال کی تھیں اور آپ اپنی والدہ مکرمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ ہی حضور ﷺ کی نبوت و رسالت پر ایمان لائیں قریش مکہ حضور ﷺ کے اعلان نبوت پر سخت مضطرب تھے ان کی اسلام اور مسلمانوں بالخصوص حضور ﷺ سے عداوت اپنی انتہاء کو پہنچی ہوئی تھی ایک مرتبہ حضور ﷺ کہیں جارہے تھے کہ کفار نے آپ کے خلاف آوازیں کسیں اور وہ حضور ﷺ کے ساتھ گستاخی سے پیش آئے اور آپ کے چہرے پر مٹی پھینکی اتنے میں حضرت سیدہ زینبؓ کو پتہ چلا تو وہ بھاگی بھاگی آئیں آپ ﷺ کے لئے پانی لائیں اور اپنے ہاتھوں سے آپ کے چہرہ اقدس کو دھویا (الاصابہ ج ۳ ص ۴۶۵)

حضرت مغیب کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو زمانہ جاہلیت میں دیکھا تھا کہ آپ فرمارہے تھے اے لوگو لا الہ الا اللہ کہہ لو کامیاب ہو جاؤ گے اس دوران میں نے دیکھا کہ ان میں سے کوئی آپ کی طرف تھوک رہا ہے کوئی مٹی پھینک رہا ہے کوئی آپ کو برا بھلا کہہ رہا ہے یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا پھر ایک لڑکی پانی کا پیالہ لے کر آئی جس سے آپ نے اپنے چہرے

Scanned with CamScanner

اور دونوں ہاتھوں کو دھویا اور کہا اے میری بچی نہ تو اپنے باپ کے اچانک قتل ہونے کا خطرہ محسوس کر اور نہ کسی قسم کی ذلت کا۔ میں نے پوچھا یہ لڑکی کون ہے لوگوں نے یہ بتایا کہ حضور ﷺ کی بچی حضرت زینب ؓ ہیں وہ ایک بہت خوبصورت بچی تھی (رواہ الطبرانی حیات الصحابہ ج ا ص ۴۰۰)

آنحضرت ﷺ کا یہ حال دیکھ کر حضرت زینب ؓ کا دل بھر آیا اور رونے لگی آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو تسلی دی۔ اور فرمایا

لاتبکی یا بنیة فان اللہ مانع أباك (البدایہ ج ۳ ص ۱۲۲ ۔ وص ۱۳۴)

اے بیٹی..... نہ رو تو اپنے باپ کے مغلوب ہونے کا خوف مت کر

(سیرت المصطفیٰ ج ا ص ۲۰۳)

کفار قریش کی ہر ممکن کوشش ہوتی کہ کسی نہ کسی طرح حضور ﷺ کو معاذ اللہ تکلیف پہنچائی جائے چنانچہ انہوں نے حضرت سیدہ زینب ؓ کے شوہر جناب ابو العاص ؓ پر دباؤ ڈالا کہ وہ حضرت زینب ؓ کو طلاق دے دے تاکہ حضور ﷺ کو اس سے مزید تکلیف ہو انہوں نے ابو العاص ؓ سے یہاں تک کہا کہ اس طلاق کے بعد قریش کی جس لڑکی سے تم شادی کرنا چاہو گے ہم اس لڑکی سے تمہاری شادی کرادیں گے۔ جناب ابو العاص ؓ نے ابھی تک اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن بذات خود وہ شریف شخص تھے اور انہیں اپنی بیوی حضرت زینب ؓ سے بہت محبت تھی

وکان زوجها محبا فیها (الاستیعاب ج ۴ ص ۳۱۲)

قریش مکہ کے بار بار اصرار پر انہوں نے جواب دیا کہ میں نہ تو زینب کو طلاق دے کر اپنے سے جدا کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی اس کے بدلے قریش کی کسی لڑکی سے شادی کا خواہش مند

Scanned with CamScanner

ہوں انہوں نے صاف انکار کر دیا (البدایہ ج ۳ ص ۲۴۴ سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۷۲)

لا واللہ لا افارق صاحبتی وما یسرنی ان لی بامراتی افضل إمراۃ من قریش (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۴۶ للدولابی۔ ذخائر العقبی ص ۱۵۷ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۱۴)

حضور ﷺ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ کے دل میں ابو العاصؓ کی قدر اور زیادہ ہوئی کہ انہوں نے حضور ﷺ کی قرابت کو کسی طرح مجروح نہ ہونے دیا اور قریش مکہ کے اصرار اور دباؤ کے باوجود پورے استقلال کے ساتھ اپنے موقف پر کھڑے رہے اور آپ کی صاحبزادی کو اپنے سے جدا کرنا منظور نہ کیا۔ حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

وکان ﷺ قد شکر مصاھرۃ واثنی خیرا حین أبی أن یطلق زینب لما سألتہ قریش ذلک (البدایہ ج ۳ ص ۳۱۲)

آنحضرت ﷺ کو پتہ چلا تو آپ نے اس پر ابو العاص کا شکریہ ادا کیا اور ان کے حق میں کلمہ خیر فرمایا (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۷۲)

حضور ﷺ جب اپنے گھر والوں کے ساتھ شعب میں چلے گئے تو باوجود اس کے کہ ابو العاص اسلام نہ لائے تھے انہوں نے حضور ﷺ کے لئے خوراک پہنچانے کا پورا اہتمام کیا تھا تاکہ حضور ﷺ اور آپ کے گھر والوں اور ساتھیوں کو تکلیف نہ ہو۔ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے

وابو العاص بن ربیع کہ داماد حضرت رسول بود شتراں بر در شعب مے آورد کہ گندم دروازے بار کردہ بود و صد امیزد آں شتراں کہ داخل درہ مے شدید و برمی گشت لہذا حضرت فرمود کہ ابو العاص حق دامادی مارا نیکو رعایت کرد (حیات

القلوب ج ۲ ص ۳۱۱)

قال رسول الله ﷺ لقد صاهرنا أبو العاص فاحمدنا صهرة (بحار الانوار ج ۱۹ ص ۳۔ باب دخولہ الشعب۔ ناسخ التواریخ ج ۲ ص ۵۱۸)

ابو العاص بن ربیع جو حضور ﷺ کے داماد تھے جو گندم دروازے پر لے آتے اور آواز دیتے تو اونٹ درہ میں داخل ہو جاتے پھر ابو العاص واپس ہو جاتے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ابو العاص کے بارے میں فرمایا کہ اس نے ہمارے داماد ہونے کا بہت اچھا حق ادا کیا۔

حضرت ابو العاصؓ باوجودیکہ آپ اس وقت شرف اسلام سے مشرف نہ ہوئے تھے کبھی بھی نہ چاہا کہ ان سے حضور ﷺ کو کسی قسم کی کوئی تکلیف اور دکھ پہنچے ان کی ہمیشہ کوشش رہی کہ وہ خاندان نبوت کی اعانت وامداد کریں جبکہ دوسری طرف جناب خواجہ ابو طالب کے داماد ہبیرہ کا کردار دیکھئے۔ شیعہ عالم شیخ عباس قمی لکھتا ہے

غزوہ خندق میں ہبیرہ کافروں کی طرف سے لشکر اسلام کے مقابلہ پر موجود تھا ابو العاص نے تو اپنے اہل وعیال کی فکر کی جبکہ ہبیرہ پروا کئے بغیر بھاگ گیا۔ (منتہی الآمال ج ۱ ص ۵۱)

حضور ﷺ جب ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو آپ کی صاحبزادی حضرت زینب اپنے شوہر ابو العاص کے ساتھ مکہ مکرمہ میں مقیم تھیں جب غزوہ بدر کا موقع آیا تو قریش نے مکہ مکرمہ کے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ جانے پر مجبور کیا جو اس جنگ میں جانا پسند نہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ اس لڑائی سے دور رہیں کفار کی طرف سے بدر میں بادل نخواستہ آنے والوں میں حضرت عباس بن عبد المطلبؓ اور جناب ابو العاص بن ربیعؓ بھی

تھے یہ اس جنگ میں گو کافروں کی طرف سے شریک ہوئے مگر انہوں نے وہاں کسی مسلمان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ان میں سے کسی نے کسی مسلمان کی جان لی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کفار کے بہت سے جوان و بوڑھے مسلمانوں کے ہاتھوں قید ہوئے ان قیدیوں میں حضرت عباسؓ اور جناب ابو العاصؓ بھی تھے۔

بدر کے قیدیوں کے متعلق جب یہ طے ہو چکا کہ انہیں فدیہ لے کر رہا کیا جائے گا تو قیدیوں کے عزیزوں نے اپنے لوگوں کو واگذار کرانے کے لئے فدیے اور معاوضے مکہ مکرمہ سے بھیجے حضرت زینبؓ کو جب معلوم ہوا کہ ان کے شوہر ابو العاصؓ بھی مسلمانوں کی قید میں ہیں اور فدیہ لئے بغیر کسی کو رہائی نہ ملے گی تو انہوں نے ابو العاصؓ کی رہائی کے لئے اپنا ایک ہار روانہ کیا یہ ہار انہیں ان کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے ان کی شادی کے موقع پر دیا تھا

فدیے کی رقم اور اس کا سامان جب حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا تو آپ نے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا وہ ہار بھی دیکھا اور اسے پہچان لیا تو آپ ﷺ بے اختیار رو پڑے آپ کو حضرت خدیجہؓ اور ان کے ساتھ گزرا زمانہ یاد آگیا آپ نے حضرت خدیجہؓ کا ذکر خیر فرمایا اور ان کے لئے دعائے رحمت فرمائی

فلما رای رسول اللہ ﷺ القلادۃ عرفھا ورق لھا وذکر خدیجۃ وترحم علیھا (طبقات ج ۸ ص ۲۶)

آپ کے اس حال کو دیکھ کر تمام اہل مجلس بھی رو پڑے حضور ﷺ نے صحابہؓ سے کہا کہ اگر تم جناب ابو العاص کو بغیر کسی عوض کے رہا کر دو اور حضرت زینبؓ کا بھیجا ہوا یہ ہار انہیں واپس لوٹا دو تو کیا تم ایسا کر سکتے ہو صحابہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ آپ جس طرح حکم فرمائیں

Scanned with CamScanner

ہمیں منظور ہوگا آنحضرت ﷺ صحابہ کے اس جواب سے خوش ہوئے اور آپ نے جناب ابو العاص سے وعدہ لیا کہ جب وہ مکہ مکرمہ پہنچ جائیں تو حضرت زینبؓ کو مدینہ منورہ بھیج دیں جناب ابو العاصؓ نے یہ عہد کیا اور حضور ﷺ کے حکم پر جناب ابو العاصؓ کو مکہ مکرمہ جانے کی اجازت دے دی گئی۔ حضرت امام احمد بن حسین بیہقیؒ (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں

فلما رأها رسول الله رق لها رقة شديدة وقال إن رايتهم إن تطلقوا لها أسيرها وتردوا عليها الذى لها فافعلوا قالوا نعم يارسول الله فاطلقوه وردوا عليها الذى لها وكان رسول الله قد اتخذ عليه أو وعد رسول الله ﷺ ان يخلى زينب إليه (دلائل النبوة ج ۲ ص ۴۲۴ طبقات ج ۸ ص ۲۶۔ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۶۷)

(نوٹ) شیعہ عالم شیخ عباس قمی نے اپنی کتاب حواشی منتہی الامال میں در بیان احوال اولاد امجاد آنحضرت ﷺ است کے تحت یہ واقعہ نقل کیا ہے (دیکھئے ج ۱ ص ۱۰۸ آٹھویں فصل)

چنانچہ کچھ دنوں کے بعد حضور ﷺ نے حضرت زید بن حارثہؓ اور ایک انصاری صحابی کو مکہ مکرمہ کی طرف روانہ فرمایا تاکہ وہ حضرت زینبؓ کو بحفاظت مدینہ منورہ لے آئیں (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۱)

حضرت زید بن حارثہؓ نے ابو العاص سے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ زینبؓ کو اپنے پاس بلایا ہے اگر آپ اجازت دیں تو ہم انہیں اپنے ساتھ مدینہ لے جائیں ابو العاص نے کہا زینبؓ اگر چاہیں تو اپنے والد کے پاس چلی جائیں میں انہیں نہیں روکوں گا لیکن یہ بہتر ہو تاکہ آپ لوگ مکہ سے باہر ٹھہر کر مجھے بتا دیتے تاکہ میں انہیں سامان سفر دے کر آپ کے پاس پہنچا دیتا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ مکہ کے کچھ لوگ انہیں یہاں سے جانے نہیں

Scanned with CamScanner

دیں گے تاہم میں ان سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ سفر کی تیاری کریں (البدایہ ج ۳ ص ۴۱۰)
جناب ابو العاص نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت زینبؓ سے سارا واقعہ عرض کر دیا اور انہیں مدینہ منورہ جانے کی خوشی اجازت دے دی حضرت زینبؓ کی جب تیاری مکمل ہو گئی تو جناب ابو العاصؓ نے اپنے بھائی کنانہ بن ربیع کی نگرانی میں انہیں روانہ کیا حضرت زینبؓ اپنے اونٹ پر تھیں اور کنانہ ان کے آگے آگے چل رہے تھے اس دوران اہل مکہ کو پتہ چل گیا کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی مکہ چھوڑ کر جا رہی ہیں ابھی وہ وادی ذی طوی کے پاس پہنچی تھیں کہ اہل مکہ پیچھے سے آگئے۔ ہبار بن اسود (حاشیہ (۱) پہلا شخص تھا جس نے حضرت زینبؓ کو ایذا دی اور اس نے اس طرح آپ کو نیزہ مارا کہ آپ اپنی سواری سے گر پڑیں آپ اس وقت چونکہ امید سے تھیں نیچے گر جانے کی وجہ سے سخت چوٹ آئی اور اسی میں آپ کا حمل بھی ساقط ہو گیا وألقت مافی بطنها وهريقت دما (طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۴۳۲)

(حاشیہ (۱) فتح مکہ کے بعد جب حضور ﷺ جعرانہ سے واپس ہوئے تو ہبار بن اسود حضور ﷺ کی خدمت میں آیا صحابہ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ یہ ہبار بن اسود ہے آپ نے کہا کہ میں نے اسے دیکھ لیا ہے اس نے آپ کو سلام کیا اور وہیں کلمہ شہادت پڑھا اور اپنے جرموں کی آپ سے معافی چاہی اور کہا اے اللہ کے نبی ہم مشرک تھے اللہ نے آپ کے ذریعے ہمیں ہدایت بخشی اور ہمیں ہلاکت سے نکالا میری جہالت کو معاف فرمائیں اور اسے بھی جو میری طرف سے آپ کو تکلیف پہنچی ہے میں اپنے برے عمل کا اقرار کرتا ہوں اپنے گناہ کا مجھے اعتراف ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے تجھے معاف کیا (الاصابہ ج ۳ ص ۵۹۸۔ شرح مواہب ج ۲ ص ۳۱۵) علامہ ابن اثیر (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں هبار بن اسود ..... اسلم بعد الفتح وحسن اسلامه وصحب النبی ﷺ (اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۶۰) زبیر بن بکار کہتے ہیں ان هبار لما أسلم وقدم المدينة .....(الاصابہ ج ۳ ص ۵۹۸)

Scanned with CamScanner

یہ حال دیکھ کر کنانہ نے اپنا تیر کمان سنبھال لیا اور کہا کہ اب جو شخص بھی حضرت زینبؓ کے قریب آئے گا میں اس پر تیروں کی بوچھاڑ کردوں گا چنانچہ کنانہ کی اس دھمکی سے اہل مکہ پیچھے ہٹ گئے

فروعها هبار بالرمح وهي في الهودج وكانت حاملا فيما يزعمون فطرحت برك حموها كنانة ونثر كنانة ثم قال والله لايدنو مني رجل الا وضعت فيه سهما فتكركر الناس عنه(البدایہ ج ۳ ص ۳۳۰)

ابو سفیان کنانہ کے بالکل قریب آیا اور کہنے لگا کہ تو نے سیدھی راہ اختیار نہیں کی اس عورت کو لے کر دن دھاڑے سب لوگوں کے سامنے نکلا ہے تجھے ہماری مصیبت اور ذلت کا علم ہے اور محمد ﷺ کی جانب سے جیسی بربادی ہم پر آئی وہ بھی تجھے معلوم ہے ایسی حالت میں جب تم محمد ﷺ کی صاحبزادی کو علی الاعلان لوگوں کے سامنے ہمارے درمیان سے لے کر جاؤ گے تو لوگ سمجھیں گے کہ یہ واقعہ بھی ہمارے ضعف اور ذلت سے رونما ہوا ہے جو ہمیں بدر کے موقع پر پہنچا ہے اپنی عمر کی قسم ہمیں بیٹی کو اس کے باپ سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہمیں کوئی انتقام مطلوب ہے لیکن اس وقت تو اسے لے کر واپس چلا جا یہاں تک کہ جب لوگوں کا غصہ کم ہو جائے اور معاملہ ٹھنڈا پڑ جائے اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ ہم اس لڑکی کو واپس لے آئے ہیں پھر چپکے سے لے کر نکل جانا اور اسے اس کے باپ کے پاس پہنچا دینا (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۵۴۔ دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۱۵۵)

جناب ابو خیثمہ نے حضرت زینبؓ پر ڈھائی جانے والی اس مصیبت پر بڑے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا

اتانا الذی لا یقدرو الناس قدره لزینب فیهم من عقوق وماثم

واخراجها لم یخز فیها محمد علی ما قط وبیننا عطر منشم

میرے پاس اس وقعہ کی خبر پہنچی جس کا تعلق زینبؓ سے ہے ان سے حد درجہ مجرمانہ سلوک کیا گیا جس کا تصور بھی لوگ نہیں کر سکتے وہ زینب کا (مکہ سے) نکال لانا تھا جس میں محمد ﷺ کی کسی طرح رسوائی نہیں ہوئی باوجود اس کے کہ جنگی احکام نافذ تھے اور ہم میں منحوس عطر مہک رہا ہے (ایضا)

اہل مکہ چونکہ زیادہ تعداد میں تھے اور ادھر کنانہ اکیلے تھے اس لئے مصلحت کا تقاضا ہوا کہ حضرت زینبؓ واپس مکہ لوٹ جائیں چنانچہ آپ واپس مکہ لوٹ آئیں تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ حضرت سیدہ زینبؓ نے پھر ایک مرتبہ سفر کا اہتمام کیا اور کنانہ نے بڑی کامیابی کے ساتھ حضرت سیدہ زینبؓ کو حضور ﷺ کے دو صحابی جو اس کام کے لئے مدینہ سے تشریف لائے تھے کے پاس پہنچادیا جناب کنانہ کہتے ہیں

عجبت لهبار و أوباش قومه یریدون اخفاری ببنت محمد

ولست ابالی ما حییت عدیدهم وماستجمعت قبضا یدی بالمهند

میں ہبار اور اس کی قوم کے اوباشوں کی اس حرکت پر حیران ہوں وہ چاہتے ہیں کہ محمد ﷺ کی بیٹی سے جو میرا معاہدہ ہے وہ توڑ دیا جائے اور جب تک میں زندہ ہوں ان کی بڑی تعداد کی کوئی پروا نہیں کرتا جب تک میرا ہاتھ ہندی تلوار مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۵۶)

چنانچہ حضور ﷺ کے دونوں صحابی حضرت زینب کو پوری حفاظت سے حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے اور آپ کی بیٹی کو عزت واحترام کے ساتھ آپ کے حوالہ کر دیا حضور ﷺ نے اپنے داماد حضرت ابوالعاصؓ کے اس وفائے عہد کی تعریف فرمائی کہ

Scanned with CamScanner

انہوں نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا ہے جناب مسور کہتے ہیں

سمعت النبی ﷺ ذکر صهرا له من بنی عبدالشمس فاثنی علیه فی مصاهرته ایاه فاحسن قال حدثنی وصدقنی ووعدنی فوفی لی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۳۸۔۔ج ۱ ص ۵۲۸)

معروف شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے

قال رسول الله ﷺ لقد صاهرنا أبو العاص فاحمدنا صهرة (بحار الانوار ج ۱۹ ص ۳ باب دخولہ الشعب)

دلائی مسلمہ کو مخلصی یوں شان داور نے یہ وعدہ جا کے پورا کر دیا مرد دلاور نے

حضرت زینبؓ کے ساتھ کفار مکہ نے جو سفاکانہ اور ظالمانہ سلوک کیا تھا اس سے حضور اکرم ﷺ کو بہت دکھ تھا آپ نے فرمایا جس نے بھی میری اس بچی کو تکلیف پہنچائی ہے وہ جہاں بھی ملے اس کو پکڑو اور اسے لکڑیوں میں باندھ کر آگ لگا دو پھر کچھ ہی لمحے بعد آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے کسی کے لئے بھی یہ بات جائز نہیں کہ وہ کسی کو آگ میں ڈالے یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

إنی لأستحیی من الله لاینبغی لأحد أن یعذب بعذاب الله (سنن سعید بن منصور ج ۲ ص ۲۴۴)

حضرت زینبؓ حضور ﷺ کے سایہ عاطفت میں مدینہ میں اپنے دو بچوں کے ساتھ رہنے لگیں آنحضرت ﷺ اکثر اوقات حضرت زینبؓ کے پاس آتے اور اپنے نواسے اور نواسیوں کو پیار کرتے حضور ﷺ کو جن جن چیزوں کے لئے ان کی ضرورت ہوتی وہ اٹھ اٹھ کر آپ کی خدمت میں مصروف ہو جاتیں

Scanned with CamScanner

جناب ابو العاصؓ کو اپنی اہلیہ سے بہت محبت تھی حضرت زینبؓ کے مدینہ منورہ چلے جانے پر وہ بہت بے چین اور مغموم رہتے تھے ایک مرتبہ وہ ملک شام کی طرف سفر کر رہے تھے کہ انہیں حضرت زینبؓ کی یاد بہت ستانے لگی اور انہوں نے ان کی یاد میں یہ شعر کہے

ذکرت زینب لما ورکت إرما　　فقلت سقیا لشخص یسکن الحرما

بنت الامین جزاها الله صالحة　　و کل بعل سیثنی بالذی علما

(طبقات ج ۸ ص ۲۶ مستدرک حاکم ج ۴ ص ۴۸)

جب میں مقام ارم کے پاس سے گزرا تو مجھے زینب کی یاد نے بہت ستایا اور میں نے کہا کہ خدا اس آدمی کو شاداب رکھے جو حرم میں مقیم ہے امین کی صاحبزادی کو خدا بہترین جزا دے اور ہر شوہر اسی بات کی تعریف کرتا ہے جس کا اسے بخوبی علم ہوتا ہے

جناب ابو العاص ابھی تک اسلام نہ لائے تھے تاہم وہ حضور ﷺ کو امین سمجھتے تھے انہوں نے باوجود اسلام قبول نہ کرنے کے کبھی حضور ﷺ کے متعلق کوئی غلط بات نہیں کی اور نہ کبھی آپ کو برے الفاظ سے یاد کیا اور نہ کبھی آپ کا دل دکھایا انہوں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ اور آپ کی صاحبزادی کے ساتھ اچھے سلوک کا مظاہرہ کیا اور ہمیشہ ان کو خوش رکھا تھا

ایک مرتبہ جب وہ تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان سب کو گرفتار کر لیا اور ان کا سب سامان اپنی نگرانی میں لے لیا جناب ابو العاص نے موقع پا کر اپنے آپ کو ان سے جدا کر لیا اور قبل اس کے کہ ان کا قافلہ مدینہ آئے وہ ان سے پہلے مدینہ پہنچ گئے اور حضرت زینبؓ کے ہاں جا کر پناہ حاصل کر لی رات کا وقت تھا صبح کی نماز میں جب مسلمان حضور ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھ کر

Scanned with CamScanner

فارغ ہوئے تو عورتوں کی صف میں سے حضرت زینبؓ نے آواز دی کہ مسلمانو..... میں نے ابو العاص بن الربیع کو پناہ دے دی ہے حضور ﷺ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا جو کچھ میں نے ابھی سنا ہے کیا تم لوگوں نے بھی سنا انہوں نے کہا جی ہاں۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر قسم کھا کر ارشاد فرمایا کہ

أما والذی نفس محمد بیده ماعلمت بشئی مما کان حتی سمعت منه الذی سمعتم انه یجیر علی الناس أدناهم (طبقات ج ۸ ص ۲۶)

مجھے بھی پہلے اس بات کا علم نہیں تھا اور جب مسلمانوں کا کوئی شخص کسی کو پناہ دے دے تو اس کی پناہ اسلام میں منظور کی جاتی ہے اور اس کا یہ پناہ دینا درست ہوتا ہے

سو حضرت زینبؓ نے ابو العاص بن ربیع کو جو پناہ دی ہے تم لوگ اس کا لحاظ و خیال رکھنا پھر آنحضرت ﷺ حضرت زینبؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا بیٹی ابو العاص کا اچھی طرح خیال کرنا ان کو عزت سے رکھنا البتہ ازدواجی تعلق سے دور رہنا کیونکہ اب تم اس کے لئے حلال نہیں ہو (کہ وہ شرف اسلام سے اب تک مشرف نہیں ہوئے)

أکرمی مثواه ولایخلصن إلیك فانك لاتحلین له (سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۷۵۸ اسد الغابہ ج ۶ ص ۱۸۳)

پھر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے کہا کہ ابو العاص کے تمام اموال جو ضبط کئے ہوئے ہیں وہ انہیں واپس کر دئے جائیں ان کی کوئی چیز نہ روکی جائے آپ نے فرمایا

ان هذا الرجل منا حیث قد علمتم وقد أصبتم له مالا فان تحسنوا وتردوا علیه الذی له فانا نحب ذلك وان ابیتم فهو فیء الله الذی

افاء علیکن فانتم أحق به (سیرت ابن ہشام ج ا ص ۷۵۸)

یہ شخص جو ہم سے تعلق رکھتا ہے اس کا تو تمہیں علم ہی ہے اور اب تم نے اس کا مال لے لیا ہے اگر تم اس سے نیک سلوک کرو اور اس کا مال لوٹا دو تو ہمیں یہ بات پسندیدہ ہے اور اگر تم ایسا کرنے سے انکار کرو تو تمہیں اس کا زیادہ حق ہے کیونکہ وہ اللہ کی راہ میں آیا ہے جس نے وہ تمہیں غنیمت میں عنایت فرمایا ہے۔

آپ کے ارشاد پر مسلمانوں نے ان کا سارا مال انہیں واپس کر دیا

جناب ابو العاص اپنا یہ سب سامان لے کر مکہ مکرمہ واپس آئے اور جن جن لوگوں کا سامان اور امانتیں ان کے پاس تھیں وہ سب کو واپس کر دیں

فأدى إلى كل ذى حق حقه (طبقات ج ۸ ص ۲۷)

جب سب کا مال واپس کیا جا چکا تو آپ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اے جماعت قریش کیا تم میں سے کسی کا کوئی مال و سامان میرے پاس باقی رہ گیا ہے؟ سب نے جواب دیا کہ نہیں تم نے ہم سب کا سامان واپس لوٹا دیا ہے اللہ تم کو جزا دے ہم نے تمہیں بڑا وفادار اور شریف پایا ہے

جزاك الله خيرا فقد وجدناك وفيا كريما

بعد ازاں جناب ابو العاصؓ نے قریش کی بھری جماعت کے سامنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اور کہا کہ

بخدا میں اگر چاہتا تو مدینہ منورہ میں ہی اسلام کا اعلان کر دیتا مگر مجھے اس خطرے نے روک رکھا تھا کہ کہیں تم یہ کہو کہ میں تمہارا مال ہڑپ کرنا چاہتا تھا اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میں تمہارا مال تمہیں لوٹا دوں اب مجھ پر کسی کا کوئی بوجھ نہیں ہے اس لئے میں نے یہاں اسلام قبول

Scanned with CamScanner

کرنے کا اعلان کیا ہے

فعاد الی مکة وأدی الناس أموالهم ثم قال أشهد ان لا اله الا الله واشهد أن محمد رسول الله والله مامنعنی عن الاسلام إلا خوفا ان تظنوا بی أكل أموالكم ثم قدم علی رسول الله ﷺ مسلما وحسن إسلامه (اسد الغابۃ ج ۶ ص ۱۸۳)

آپ نے کہا کہ

میں اپنے اسلام کی ابتداء امانت میں خیانت سے کروں تو کس قدر برا ہوگا (ابن ہشام ج ۱ ص ۷۵۹)

حضرت ابو العاصؓ اپنے تمام ضروری کاموں سے فارغ ہو کر پھر مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر آئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے یہ محرم کن ۷ ہجری کا واقعہ ہے حضور ﷺ نے حضرت زینبؓ کو ان کے نکاح اول پر ہی رکھا اور حضرت زینب کو ان کے ساتھ رہنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ دوسری روایت میں تجدید نکاح کی تصریح بھی ملتی ہے

ورد علیه رسول الله ابنته زینب بنکاح وقیل بالنکاح الاول (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۲)

فقہاء کرام نے نکاح جدید کو ترجیح دی اور دوسری روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاح جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ میں چونکہ کسی قسم کا کوئی تغیر نہ ہوا ہوگا اس لئے ابن عباسؓ نے اسے نکاح اول سے تعبیر کیا ہے ورنہ بعد تفریق نکاح ثانی تو ضروری ہے (سیر الصحابۃ ج ۱۰ ص ۹۷)

Scanned with CamScanner

شیعہ عالم احمد بن یعقوب بن جعفر الکاتب العباسی (۲۵۸ھ) لکھتا ہے

فلما صلى رسول الله ﷺ الغداة نادت زينب بنت رسول الله ﷺ الا انى قد أجرت اباالعاص بن الربيع فقال رسول الله ﷺ حين انصرف اسمعتم قالوا نعم قال قد أجرت من أجارت ان أدنى المؤمنين يجير اقصاهم وقام فدخل عليهما فقال لا يفوتنك أكرمى مثواه ورد عليه مااخذ له فرجع إلى مكه فرد إلى كل ذى حق حقه ثم أسلم ورجع إلى رسول الله ﷺ فرد عليه زينب بالنكاح الاول

(تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۱۷)

مسلمان ہو گئے بو العاص بھی بعد ایک مدت کے
خدا کی راہ پر لائے انہیں احسان نبوت کے

حضرت ابو العاصؓ دور جاہلیت میں بھی شریف اور امانت دار کے طور پر معروف تھے اور کبھی انہیں کسی برائی میں ملوث نہیں دیکھا گیا حضرت عائشہؓ ان کے بارے میں فرماتی ہیں

كان أبو العاص من رجال مكة المعدودين مالاوتجارة وأمانة (الذرية الطاهرة النبوية ص ۴۵۔ طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۴۲۶)

علامہ عزالدین ابن اثیر جزریؒ (۶۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

صهر رسول الله على إبنته زينب أكبر بناته وأمه هالة بنت خويلد أخت خديجة لابيها وأمها قاله ابو عمرو (اسد الغابۃ ج ۶ ص ۱۸۲)

آپ جب مسلمان ہوئے تو بہت اچھے مسلمان ثابت ہوئے اور آپ نے نہایت بہترین اور عمدہ اسلامی زندگی گزاری اور اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کو ہمیشہ اپنا فرض جانا آپ کی

Scanned with CamScanner

وفات خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور خلافت میں ذی الحجہ ۱۲ ھجری میں ہوئی اور مدینہ منورہ کا قبرستان جنت البقیع آپ کی آخری آرام گاہ بنا۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

☆..... حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے مناقب

جس طرح دوسرے مسلمانوں نے ہجرت کے موقع پر مصائب و شدائد برداشت کئے حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ نے بھی کفار کی طرف سے دی گئی ایذاء برداشت کیں انہیں محض اس لئے بھی زیادہ تکلیفوں میں ڈالا گیا کہ وہ حضور ﷺ کی بیٹی تھیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک طرف حضرت سیدہ زینبؓ ستائی جائیں اور حضور ﷺ کو کوئی تکلیف نہ ہو جب حضرت سیدہ زینبؓ ان تمام مشکلات سے گزر کر حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں تو آپ نے اپنی بیٹی کو گلے لگالیا اور ارشاد فرمایا کہ یہ میری سب سے افضل اور سب سے اچھی بیٹی ہے جو صرف اور صرف میری وجہ سے کفار کے ہاتھوں ستائی گئی ہیں

ھی خیر بناتی اصیبت فی (طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۴۳۱)

ھی افضل بناتی اصیبت فی (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۳)

(دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۲۶)

آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے اپنی اس بیٹی کے لئے افضل البنات اور خیر البنات کی شہادت سے حضرت سیدہ زینبؓ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ کریں حضرت مولانا محمد نافع صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

یہ فضیلت جو سیدہ زینبؓ کے لئے رسالت مآب ﷺ کی زبان مبارک سے

ذکر کی گئی ہے یہ تحمل مصائب اور شدائد کے برداشت کرنے کے پیش نظر ہے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کی فضیلت عظیمہ جو زبان نبوت سے ثابت ہے وہ سیادت کے بارے میں ہے بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ باپ اپنی جگہ موجود ہوتا ہے بیٹے سے افضل بھی ہے مگر بعض دوسرے وجوہ کے باعث بیٹا قوم کا سردار ہوتا ہے افضل ہونا اور بات ہے اور سردار ہونا اور بات ہے آپ کی دونوں بیٹیوں کی شان اپنی جگہ مسلم ہے ان کا آپس میں تقابل کرنا نہ درست ہے نہ مقصود ہے..... نیز یہ توجیہ بھی ہو سکتی ہے کہ سیدہ زینبؓ کے حق میں جو الفاظ فضیلت فرما گئے ہیں وہ جزوی فضیلت ہے جو حضور ﷺ کی دیرینہ رفاقت پر آپ کو حاصل رہی اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے حق میں جو الفاظ مروی ہے وہ فضیلت عامہ کے اعتبار سے ہیں کہ یہی بیٹی آنجناب ﷺ کے بعد زندہ رہی اور حضور ﷺ نے اپنی اولاد میں اسی کو باقی چھوڑا سو اس میں کوئی باہمی منافات نہیں ہے ..... (بنات اربعہ ص ۱۱۵)

حضور ﷺ حضرت سیدہ زینبؓ سے بہت محبت فرماتے تھے

وکان رسول اللہ ﷺ محبا لها علیها السلام (الاستیعاب ج ۴ ص ۳۱۲)

حضرت زینب نے بڑی درویشانہ زندگی گزاری ہے تاہم آپ کبھی کبھی بعض عمدہ کپڑے بھی زیب تن فرمالیتی تھیں حضرت انس بن مالکؓ نے ایک مرتبہ آپ کو دھاری دار ریشمی قمیص میں دیکھا تھا رأیت علی زینب بنت رسول اللہ ﷺ قمیص حریر سیراء (سنن نسائی ج ۲ ص ۲۹۵) ایک دوسری روایت میں قمیص کے بجائے چادر کا ذکر ہے (طبقات ج ۸ ص ۲۷)

Scanned with CamScanner

☆.....حضرت سیدہ زینبؓ کا انتقال پر ملال

حضرت زینب کا حضور ﷺ کی حیات مبارک میں ۸ ہجری کے شروع میں انتقال ہوا اور آپ کی وفات کا ظاہری سبب ان کا وہی زخم بنا جو انہیں مکہ مکرمہ سے ہجرت کرتے وقت کفار کے ہاتھوں پیش آیا تھا۔ علماء کبار نے اس بناء پر انہیں شہیدہ کے مقدس خطاب سے یاد کیا ہے

فلم تزل وجعة حتى ماتت من ذلك الوجع فكانوا يرون انها شهيدة

(مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۶)

حافظ ابن کثیرؒ بھی لکھتے ہیں

فكانوا يرونها ماتت شهيدة (البدایہ ج ۵ ص ۳۰۸)

حضور ﷺ اپنی صاحبزادی حضرت زینب کے انتقال پر بہت غمگین تھے اور آپ کی دوسری بہنیں بھی اس حادثہ پر غم زدہ تھیں آپ کی میت دیکھ کر بہت سی عورتیں بلا اختیار رونے لگیں اور بات چیخ و پکار تک پہنچ گئیں تو حضرت عمر فاروقؓ نے ان عورتوں کو سختی سے روکا حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اس نازک موقع پر سختی کرنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اے عمر اس وقت ان پر سختی نہ کرو اور عورتوں سے فرمایا کہ تم بھی اس قسم کی آوازیں نکالنے سے پرہیز کرو اور فرمایا

إنه كان مهما كان من العين ومن القلب فمن الله عزوجل ومن الرحمة وما كان من اليد ومن اللسان فمن الشيطان (مشکوۃ ص ۱۵۲)

آنکھ سے آنسو کا اتر آنا اور دل کا غمزدہ ہو جانا تو خدا کی طرف سے ہے اور اس کی

Scanned with CamScanner

رحمت میں سے ہے اور جو کچھ ہاتھ اور زبان سے نکلتا ہے یعنی نوحہ اور واویلا کرنا
یہ شیطان کا کھیل ہے

حضرت سیدہ زینب ؓ کو ام المؤمنین حضرت سودہ بنت زمعہ ؓ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ اور حضرت ام ایمن ؓ نے غسل دیا (طبقات ج ۸ ص ۲۸) حضور ﷺ کی خصوصی ہدایت اور تگرانی میں ان کو غسل دیا گیا حضور ﷺ نے ان عورتوں سے فرمایا تھا کہ جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے بتا دینا جب آپ کو اطلاع دی گئی تو حضور ﷺ نے اپنے بدن اقدس سے اپنا تہہ بند اتار کر عنایت کیا اور فرمایا کہ اسے سیدہ زینب ؓ کے کفن میں داخل کر دو (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۶۷۔ صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۰۴) یعنی اس طرح ان کے بدن کے ساتھ ملا دو کہ یہ کپڑا ان کے بدن سے لگ جائے قال أشعرنها إياه (طبقات ج ۸ ص ۲۸)

(سوال)..... حضور ﷺ نے اپنا وہ تہہ بند پہلے سے کیوں نہیں دیا؟ غسل کے بعد کیوں اتار کر عنایت فرمایا؟

(جواب)..... اس لئے کہ وہ تہہ بند کچھ دیر اور حضور ﷺ کے جسم اقدس کے ساتھ لگا رہے اور اس کپڑے میں زیادہ سے زیادہ برکت آئے اور جب کفن پہنانے کا وقت قریب آئے تو پھر حضور ﷺ اپنے جسم سے اتار کر فوراً حضرت زینب ؓ کے بدن پر لگا دیں اس سے حضور ﷺ کی حضرت سیدہ زینب ؓ کے ساتھ محبت و تعلق کا اندازہ کیا جا سکتا ہے محدثین نے اس سے تبرک بآثار الصالحین کی سند لی ہے حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

الحكمة فى تاخير الازار معه الى ان يفرغن من الغسل ولم ينا ولن اياه أولا ليكون قريب العهد من جسده الكريم حتى لايكون بين انتقاله من جسده إلى جسدها فاصل وهو أصل فى التبرك بآثار

الصالحین (فتح الباری ج ۳ ص ۱۶۷)

حضرت سیدہ زینبؓ کا جنازہ بڑی عزت واحترام کے ساتھ باپردہ اٹھایا گیا حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے آپ کو بتایا کہ ملک حبشہ میں عورتوں کا جنازہ اس طرح اٹھایا جاتا ہے کہ ان کی چارپائی پر ایک قسم کی ڈولی سی بنائی جاتی ہے تاکہ میت کی جسامت اور اس کے خدوخال چھپے رہیں اور کسی کی نظر ان پر نہ پڑے چنانچہ حضرت سیدہ زینبؓ وہ پہلی مسلمان خاتون تھیں جن کا جنازہ اس طرح اٹھایا گیا علامہ بلاذری لکھتے ہیں

وجعل لها نعش فكانت أول من اتخذلها ذلك (انساب الاشراف ج ۱ ص ۴۰۰ طبرانی کبیر ج ۲۲ ص ۴۳۲)

حضرت سیدہ زینبؓ کی نماز جنازہ حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی اس نماز میں مدینہ منورہ کے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتیں بھی شامل تھیں حضرت فاطمہ الزہراءؓ بھی اس نماز میں شریک تھیں محمد بن حسن طوسی شیعی لکھتے ہیں کہ امام جعفر صادقؒ سے کسی نے پوچھا کہ کیا جنازہ میں عورتیں شامل ہو سکتی ہیں تو انہوں نے فرمایا۔ ہاں۔

وان زينب بنت النبى ﷺ توفيت وان فاطمة عليها السلام خرجت فى نسائها فصلت على أختها (تہذیب الاحکام ص ۲۱۵۔ الاستبصار ج ۱ ص ۲۴۵۔)

جب حضور کی شہزادی سیدہ زینبؓ فوت ہوئیں تو حضرت فاطمہؓ نے دوسری خواتین کے ہمراہ اپنی بہن حضرت زینب کی نماز جنازہ ادا کی۔

حضور ﷺ پر بہت زیادہ غم کی کیفیت تھی (فرأيته يزداد حزنا) صحابہ آپ سے بات

Scanned with CamScanner

کرنے کی ہمت نہیں پا رہے تھے جب قبر تیار ہو گئی تو حضور ﷺ خود پہلے قبر میں اترے اور تھوڑی دیر کے بعد آپ قبر سے باہر تشریف لائے صحابہ کہتے ہیں کہ اب حضور ﷺ پر غم کی کیفیت کچھ کم تھی اور چہرہ انور کھلا ہوا تھا ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کچھ دیر قبل آپ پر ایک اور حالت تھی اور اب آپ دوسری حالت پر ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبر کی تنگی اور اس کی ہولناکی میرے سامنے تھی اور میری صاحبزادی سیدہ زینب کا ضعف اور اس کی کمزوری بھی مجھے معلوم ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میری بیٹی کے لئے قبر اور اس کی تنگی کو آسان کر دے اللہ نے میری دعا قبول فرمائی اور میری بچی سیدہ زینبؓ کے لئے اس مشکل کو ختم کر دیا گیا

كنت أذكر ضيق القبر وغمه وضعف زينب فكان ذلك يشق على فدعوت الله عزوجل أن يخفف عنها ففعل (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۲ طبرانی ج ۲۲ ص ۴۳۳)

شیعہ عالم علامہ مامقانی نے اس کے آگے یہ الفاظ بھی لکھے ہیں

وهون عليها (تنقیح المقال ج ۳ ص ۷۹) اللہ نے میری لخت جگر زینب پر آسانی کر دی

☆..... حضرت سیدہ زینبؓ کی اولاد

(۱)..... حضرت علیؓ بن ابو العاصؓ

آپ حضور ﷺ کے نواسہ ہیں حضرت زینبؓ کے بیٹے علی بن ابی العاص نے بچپن کا زیادہ تر وقت حضور ﷺ کی نگرانی میں گزارا اور آپ نے ان کی پرورش فرمائی ہے فتح مکہ کے موقع پر حضور ﷺ نے انہیں اپنی سواری کے پیچھے بٹھایا تھا آپ زندگی کی زیادہ بہاریں نہ دیکھ

Scanned with CamScanner

پائے تھے حضور ﷺ کی زندگی میں ہی ان کا انتقال ہو گیا تھا بعض حضرات کی رائے ہے کہ وہ قریب البلوغ ہو کر فوت ہوئے تھے (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۱)

(۲)..... حضرت امامہ بنت ابی العاص

آپ حضور ﷺ کی نواسی ہیں اور آپ نے بھی زیادہ تر وقت حضور ﷺ کی گود میں گزارا ہے اور آپ ہی کے گھر میں ان کی پرورش ہوتی رہی حضور ﷺ کی نماز کے دوران بھی آپ کی یہ نواسی آپ کے ساتھ رہتی تھی۔ ابو قتادۃ انصاریؓ نے یہ منظر بھی دیکھا ہے کہ حضور ﷺ کی نماز کے دوران یہ بچی آپ کے کندھا مبارک پر ہوتی جب آپ رکوع فرماتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے تھے اور جب آپ کھڑے ہوتے تو پھر سے اس بچی کو اٹھا لیتے

فاذا سجد وضعها واذا قام حملها (صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۴۔ جلد ۲ ص ۸۸۷)

حضور ﷺ اپنی اس نواسی سے بہت پیار کرتے تھے

وکان یحبها وحملها فی الصلوۃ (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۰)

اور آپ اپنی نواسی کو اچھی اچھی چیزیں بھی دیا کرتے تھے حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک نہایت قیمتی ہار بطور ہدیہ آیا آپ اپنے گھر میں تھے اور آپ کی ازواج بھی وہیں جمع تھیں حضرت زینب کی بچی امامہ گھر کے ایک کونے میں کھیل رہی تھی حضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ ہار کیسا ہے؟ ہم سب نے کہا کہ یہ بہت اچھا ہے اور ہم نے اس سے پہلے اس جیسا ہار نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ میں یہ ہار اس کے گلے میں ڈالوں گا جو میرے گھر والوں میں مجھے زیادہ پیارا ہے

واللہ لأضعنها فی رقبة احب اهل البیت إلی (طبرانی کبیر ج ۲۲

Scanned with CamScanner

ص ۴۴۲ طبقات ج ۸ ص ۳۲)

لأدفعنها إلى أحب أهلي إلي (رواہ احمد عن عائشۃ ۲۳۵۶۳)

تمام ازواج مطہرات اس بات کی منتظر تھیں کہ یہ ہار کس خوش نصیب کو ملتا ہے آنحضرت نے حضرت زینب کی بچی امامہ کو اپنے قریب بلایا اور اس کے گلے میں یہ ہار ڈال دیا (اصابہ ج ۴ ص ۲۳۰ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۰) اور فرمایا

تحلی بهذا يا بنية (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۳۰) اے میری بچی اس سے اپنے کو سجاؤ

اس سے اندازہ کیجئے کہ حضور ﷺ کو اپنی یہ نواسی کس قدر عزیز تھی کہ آپ نے اپنی تمام ازواج کو چھوڑ کر اس بچی کو یہ قیمتی ہار پہنایا

حضرت ابو العاصؓ (۱۲ھ) نے اپنی وفات سے قبل حضرت زبیر بن عوام کو وصیت کی کہ وہ حضرت امامہ کو خیال رکھیں

ووصى بها ابو العاص الى الزبير بن عوام (کتاب نسب قریش ص ۲۲)

حضرت زبیر بن عوام نے حسب وصیت ان کی بھرپور نگرانی کی تھی

حضرت امامہؓ کی فضیلت اور ان کے مقام کا اندازہ کچھ اس سے کیجئے کہ (ان کی خالہ محترمہ) حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے اپنی وفات کے وقت حضرت علی مرتضیٰؓ کو وصیت فرمائی کہ اگر وہ ان کے بعد شادی کریں تو ان کی بھانجی حضرت امامہؓ سے کریں کہ وہ ان کی اولاد کی طرح ہیں حضرت سیدہ فاطمہؓ نے فرمایا

وأنا أوصيك أن تزوج بنت أختي زينب تكون لولدي مثلي (کتاب سلیم بن قیس الکوفی ص ۲۲۶)

شیعہ محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۸ھ) امام محمد باقرؒ کے حوالہ سے لکھتا ہے

Scanned with CamScanner

عن أبی جعفر علیه السلام قال اوصت فاطمة إلی علی علیه السلام أن یتزوج ابنة أختها من بعدها ففعل (فروع کافی ج ۲ ص ۲۴۳ طبع لکھنو)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

چوں مرض فاطمة شدید شد علی را طلبید و گفت وصیت میکنم ترا کہ بعد از من امامہ دختر خواہر من زینب بخواہی (جلاء العیون ص ۱۴۹)

جب حضرت فاطمہؓ شدید بیمار ہوئی تو آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور کہا کہ میں آپ کو اس بات کی وصیت کرتی ہوں کہ میرے بعد میری بہن زینبؓ کی بیٹی امامہ سے آپ نکاح کر لیں

چنانچہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کے حسب وصیت حضرت امامہؓ سے نکاح کیا اور حضرت زبیرؓ نے اپنی نگرانی میں ان کا نکاح کرایا

و کانت أمامة قد تزوجها علی بن أبی طالب (اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۴۰)

شیعہ عالم شیخ نعمت اللہ جزائری نے انوار النعمانیة (ج ۱ ص ۳۶۷) میں اور مؤرخ مسعودی شیعی نے مروج الذھب (ج ۲ ص ۲۹۸) میں بھی اس کا اعتراف کیا ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ سے آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی حضرت علی مرتضیٰ کی شہادت کے بعد حضرت امامہؓ نے مغیرہ بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب سے نکاح کیا اور ان کے زندگی میں ہی حضرت امامہؓ فوت ہوئیں

فلما جرح علی أوصی أن یتزوجها المغیرة بن نوفل فتزوجها بعد قتل علی (اسد الغابہ ج ۵ ص ۲۴۰ ۔ الاصابہ ج ۳ ص ۴۳۳)

Scanned with CamScanner

حضرت مغیرہ بن نوفل حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ خلافت میں قاضی کے عہدہ پر فائز رہے تھے (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۲۴۰)

(۳) حضرت زینب کی ایک اور بچی کا ذکر بھی ملتا ہے جو بچپنے میں ہی فوت ہو گئیں تھیں (واللہ تعالیٰ اعلم) حضرت اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ کی ایک صاحبزادی (جو حضرت زینب تھیں) کا بچہ موت کے قریب ہوا تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دی کہ آپ جلد تشریف لائیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ وہ صبر کریں اللہ تعالیٰ جو کچھ لیتے ہیں وہ بھی اللہ ہی کا ہے اور جو دیتے ہیں وہ بھی اسی کا ہے اور ہر جی کے لئے اس کا ایک وقت مقرر ہے تم اس پر صبر کرنا حضرت زینب پریشان تھیں اور اسی پریشانی میں پھر ایک مرتبہ حضور ﷺ کو آنے کے لئے کہا اور قسم دے کر تشریف لانے کی درخواست کی تو حضور ﷺ اٹھے اور حضرت سعد بن عبادہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت کو لے کر گھر تشریف لائے گھر والوں نے وہ بچہ حضور ﷺ کی گود میں پیش کر دیا بچہ زندگی کی آخری سانسوں پر تھا اور وہ دنیا سے رخصت ہو رہا تھا حضور ﷺ یہ دیکھ کر رو پڑے اس وقت حضرت سعد نے عرض کیا حضور یہ کیا ہے آپ کے بھی آنسو بہہ رہے ہیں ؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو رحمت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی ہے اللہ کی رحمت انہی دلوں پر اترتی ہے جو نرم دل ہوتے ہیں (متفق علیہ۔ مشکوۃ ص ۱۵۰)

شیعہ عالم عبداللہ بن جعفر حمیری نے الجعفریات (ص ۲۰۸) کے باب ﴿ الرخصة فی البکاء من غیر نیاحة ﴾ کے تحت یہ واقعہ نقل کیا ہے

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں حضرت سیدہ زینب سلام اللہ علیہا پر نازل ہوں۔ آمین

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا رقیہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدہ رقیہؓ حضور ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں آپ حضرت زینبؓ کے تین سال بعد پیدا ہوئیں اس وقت حضور ﷺ کی عمر ۳۳ سال تھی (تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۷۴)

آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں آپ نے بھی اپنی والدہ محترمہ کے ہمراہ حضور اکرم رحمت عالم ﷺ کی نبوت ورسالت کو قبول فرمایا حضرت سیدہ رقیہؓ کو بیعت نبوی کا شرف بھی حاصل ہے آپ مبایعات النبی میں سے ہیں

وأسلمت حين أسلمت أمهاخديجة بنت خويلد وبايعت رسول الله ﷺ هي وأخواتها حين بايعه النساء (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۹)

حضرت سیدہ رقیہ بڑی ہوئیں ابھی حضور ﷺ نے اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا آپ نے اس کا رشتہ ابولہب کے بیٹے عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ کردیا (اور آپ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم کا رشتہ ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کردیا) یہ صرف رشتہ اور منگنی کی حد تک تھا ابھی ان دونوں کی رخصتی عمل میں نہ آئی تھی

ففارقها ولم يكن دخل بها (الاصابہ ج ۴ ص ۳۰۴ سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۱۴)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی بھی تسلیم کرتا ہے

Scanned with CamScanner

وپیش از دخول او طلاق داد (حیات القلوب ج ۲ ص ۵۸۹)

رخصتی سے قبل اس نے طلاق دے دی

جب حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو دشمنوں کی صف میں ابولہب سر فہرست تھا حضور ﷺ کو ستانے اور آپ کو ایذا پہنچانے میں اس بدبخت نے کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا صرف وہ ہی نہیں اس کے ساتھ اس کی بیوی ام جمیل بنت حرب بھی اسلام اور حضور ﷺ کی عداوت میں اس قدر دور نکل گئے کہ اللہ تعالی نے ابولہب اور اس کی بیوی کی مذمت میں سورہ لہب نازل فرمائی جس میں ان دونوں کی بربادی کی پیشگوئی کی گئی اور ان کو نہایت ہی برے اور خوفناک انجام کی خبر دی گئی اور پھر دنیا نے دیکھا کہ یہ پیشگوئی پوری ہو کر رہی

جب ابولہب کو اس بات کی خبر ملی کہ قرآن میں اس کی مذمت آئی ہے تو اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا اور کہا کہ اگر تم دونوں مجھ سے واقعی کوئی تعلق قائم رکھنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم محمد کی دونوں بیٹیوں کو طلاق دے دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آج کے بعد میرا تمہارا کوئی رشتہ نہ ہوگا

ابولہب چاہتا تھا کہ اس طلاق کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ حضرت سیدہ رقیہؓ اور حضرت سیدہ ام کلثومؓ کو تکلیف پہنچائی جائے بلکہ حضور ﷺ کو بھی اس طلاق سے تکلیف ہو چنانچہ عتبہ نے حضرت سیدہ رقیہؓ کو اور عتیبہ نے حضرت سیدہ ام کلثومؓ کو طلاق دے دی اور اس رشتہ کو ختم کر دیا

فلما بعث رسول الله ﷺ وأنزل الله تبت يدا أبى لهب قال له أبوه أبولهب رأسى من رأسك حرام إن لم تتطلق ابنته ففارقها ولم يكن

دخل بها (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۹)

ابو لہب کے اس گھناؤنے کردار پر خواجہ ابو طالب کو بہت دکھ ہوا تاہم اللہ تعالیٰ کی مرضی یہی تھی کہ حضور ﷺ کی بیٹیاں اس گھرانے کی زینت بنیں جس پر آسمان کے فرشتے بھی رشک کرتے ہوں اور ابو لہب کے ہاتھوں میں سوائے رسوائی کے اور کچھ نہ آئے

ففارقاهما قبل ان يدخلا بهما كرامة من الله تعالى لهما وهوانا لابني أبي لهب (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۱۵)

علم الٰہی میں تھا کہ حضور ﷺ کی دامادی کا شرف کامل الحیاء والایمان حضرت عثمانؓ بن عفان کو ملے گا حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ میں حضرت سیدہ رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی ہے کہ میں اپنی بیٹی رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دوں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ان الله عز وجل أوحى إليّ أن زوج كريمتي عثمان (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۸۳)

حضور ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق حضرت رقیہ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے فرمادیا

ونكح علي وعثمان في الاسلام (المصنف لعبد الرزاق ج ۷ ص ۴۹۴)

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کا حضور ﷺ کی بیٹیوں کے ساتھ نکاح دور اسلام میں ہوا

حضرت عثمان غنیؓ حضور ﷺ کے داماد تھے اور آپ حضور ﷺ کی دہری دامادی کے شرف سے مشرف تھے حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے ایک خطبہ میں حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

أنت أقرب إلى رسول الله ﷺ وشيجة رحم منهما ولقد نلت من

صهره ما لم ينالا (نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۸۵)

نہج البلاغۃ کے شارح سید علی نقی لکھتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا

بدامادی پیغمبر مرتبہ یافتی کہ ابوبکر وعمر نیافتہ اند (فیض الاسلام ص ۵۱۹)

حضرت عثمان غنیؓ کو حضور ﷺ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی نہ مل سکا

حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے تھے کہ حضرت عثمانؓ کو ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے کیونکہ آپ کو حضور ﷺ کی دو صاحبزادیوں کے شوہر نامدار ہونے کا شرف حاصل ہوا ہے حافظ ابن عساکرؒ (۵۶۱ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰؓ سے پوچھا گیا تو فرمایا

ذاك أمر يدعى فى الملاء الاعلى ذا النورين كان ختن رسول الله ﷺ على إبنتيه (تاریخ ابن عساکر ص ۴۸۷)

حضرت سیدہ رقیہؓ اپنے حسن وجمال میں بھی لاجواب تھیں وكانت ذات جمال رائع (تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۴۷۲ زرقانی ج ۳ ص ۲۲۶) اور حضرت عثمانؓ بن عفان بھی کچھ کم حسین نہ تھے قریش کے لوگ اور ان کی عورتیں ان دونوں میاں بیوی پر رشک کرتے تھے اور کہتے کہ ہم نے اس سے زیادہ خوبصورت جوڑا آج تک نہیں دیکھا

وتزوجها عثمان بن عفان وكانت نساء يقلن حين تزوجها عثمان

أحسن شخصين رأى انسان رقية وبعلها عثمان

(تفسیر قرطبی ج ۱۴ ص ۱۵۵)

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ رقیہؓ سے حضرت عثمانؓ کی شادی کے موقع پر ان کی عمہ محترمہ سعدی بنت کریز صحابیہ نے یہ قصیدہ تہنیت کہا تھا

هدى الله عثمان انصفى بقوله فارشده والله يهدى الى الحق

۱۔ برگزیدہ عثمانؓ کو اللہ نے اپنے حکم سے ہدایت دی اور حق کی طرف ان کی رہنمائی فرمائی اور اللہ تعالیٰ ہی ہدایت دیتا ہے

فتتابع بالراى السديد محمدا وكان ابن اروى لا يصدا من الصدق

۲۔ انہوں نے صحیح رائے کے تحت محمد ﷺ کی متابعت کی۔ یوں بھی اروی کا بیٹا سچائی سے منہ موڑنے والا نہ تھا

وانكحه المبعوث احدى بناته فكان كبدر مازج الشمس بلا افق

۳۔ پیغمبر ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا یہ عقد ایسا ہے جیسے چاند اور سورج بغیر افق کے مل گئے ہوں

فدا لك يابن الهاشميين مهجتى فانت أمين الله أرسلت للخلق

۴۔ اے ہاشمی گھرانے کے نور چشم میری جان آپ پر قربان آپ واقعی اللہ کے امین ہیں جنہیں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے حضور ﷺ نے کچھ سامان دے کر حضرت عثمان کے گھر بھیجا میں ان کے گھر سامان دے آیا اسامہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ جیسا حسین جوڑا کہیں نہیں دیکھا

فدخلت عليه فاذا هو جالس مع رقية مارأيت زوجا أحسن منها (ذخائر العقبى ص ۱۶۲ بحوالہ بغوی)

Scanned with CamScanner

اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا کفار کا ظلم و ستم ہر روز بڑھتا جاتا تھا حضور ﷺ نے مسلمان ہونے والے لوگوں سے کہا کہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں کہ وہاں کا بادشاہ ظالم نہیں وہاں تم آرام سے رہ سکو گے چنانچہ بہت سے صحابہؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے ان مہاجرین میں حضرت عثمانؓ بھی تھے جو اپنی اہلیہ حضرت سیدہ رقیہؓ کو اپنے ساتھ لے کر حبشہ کی جانب نکل گئے تھے ہجرت کا یہ واقعہ نبوت کے پانچویں سال پیش آیا تھا حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ یہ مہاجرین کا پہلا قافلہ تھا اور یہ راہ خدا میں پہلی ہجرت تھی

فكانت أول هجرة كانت فى الاسلام فكان أول من خرج من المسلمين عثمان بن عفان وزوجته رقية بنت رسول الله ﷺ (البدایہ ج ۳ ص ٦٦)

فكان اول من خرج فارا بدينه الى الحبشة عثمان بن عفان رضى الله عنه ومعه زوجته رقية بنت رسول الله ﷺ وتبعه الناس (الفصول ص ۴۲ لابن کثیر) أول من خرج منهم الى الحبشة (فتح الباری ج ۷ ص ۲۲۷)

حضور ﷺ مہاجرین حبشہ کے متعلق بہت فکر مند رہتے تھے کیونکہ ان کے بارے میں کوئی خبر نہیں مل رہی تھی اس دوران ایک عورت حبشہ سے مکہ مکرمہ آئی اس سے معلوم ہوا کہ مہاجرین کا قافلہ صحیح سلامت اپنی منزل کی جانب گامزن ہے اور اس قافلہ میں حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ کے اس طرح سفر کر رہے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو سواری پر بٹھایا ہے جبکہ وہ خود سواری کو پیچھے سے چلا رہے ہیں آنحضرت ﷺ کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے حضرت عثمانؓ کو بہت دعائیں دیں اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا مصاحب ہو

Scanned with CamScanner

اور فرمایا کہ حضرت عثمانؓ ان لوگوں میں پہلے آدمی ہیں جنہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کے بعد اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی ہے یعنی اس سے قبل ایسا نہ ہوا کہ میاں بیوی نے راہ خدا میں اکٹھے ہجرت کی ہو

فقال رسول الله ﷺ صحبهما الله ان عثمان أول من هاجر بأهله بعد لوط عليه السلام (البدایہ ج ۳ ص ۶۷ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۱۵)

أنهما لاول من هاجر إلى الله تبارك وتعالى بعد لوط (طبقات ج ۸ ص ۳۰۔ مستدرک ج ۴ ص ۵۱)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی کا بیان ہے کہ مہاجرین کا یہ قافلہ گیارہ افراد پر مشتمل تھا ان میں حضرت عثمانؓ اپنی بیوی کے ساتھ تھے

از جملہ آنہا عثمان بود ورقیہ دختر حضرت رسول کہ زن او بود (حیات القلوب ج ۲ ص ۳۳۰)

حضرت عثمانؓ حضرت سیدہ رقیہؓ اور دوسرے مسلمان حبشہ میں ایک عرصہ تک مقیم رہے پھر وہاں سے دوبارہ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور حضور ﷺ کی اجازت سے پھر ایک مرتبہ اپنی بیوی کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی جانب ہجرت فرمائی انہیں ہجرت کا دو مرتبہ اعزاز نصیب ہوا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ اس پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے

والذى عليه أهل السير أن عثمان رجع مكة من حبشة مع من رجع ثم هاجر بأهله إلى المدينة (الاصابۃ ج ۴ ص ۲۹۸)

حضرت سیدہ رقیہؓ نے اپنے شوہر حضرت عثمانؓ کی خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھا تھا حضور ﷺ نے خود بھی یہ منظر دیکھا ہے ایک مرتبہ آپ معمول کے مطابق ان کے گھر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان کا سر دھو رہی ہیں آپ نے اس پر فرمایا کہ بیٹی

Scanned with CamScanner

اپنے شوہر کے ساتھ ہمیشہ اچھا سلوک کرنا اور اچھی طرح زندگی گزارنا تمہارے شوہر عثمان میرے تمام صحابہ میں اخلاق کے اعتبار سے میرے ساتھ بہت مشابہت رکھتے ہیں

یا بنیة احسنی إلی أبی عبدالله فانه أشبه أصحابی بی خلقا (کنزالعمال ج ۶ ص ۱۴۹)

حضور ﷺ نے اپنی ایک خادمہ ام عیاش کو حضرت رقیہ کے ہاں بھیج دیا تھا کہ وہ حضرت سیدہ رقیہؓ کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا بوجھ ہلکا کریں

بعثها مع إبنته إلی عثمان (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۳۶۳)

حضور ﷺ حضرت رقیہؓ کے لئے کبھی کبھی کھانا اور دوسرے ہدایا بھی ارسال فرماتے رہتے تھے ایک مرتبہ اسامہ بن زیدؓ کے ہاتھوں آپ نے گوشت کا سالن ارسال فرمایا اور جب حضرت عثمانؓ کے گھر سے کوئی ہدیہ اور تحفہ آپ کی خدمت میں آتا تو حضور ﷺ حضرت عثمانؓ کے حق میں خصوصی دعا فرماتے تھے۔

جن دنوں غزوہ بدر (سن ۲ ہجری میں) پیش آیا انہی دنوں حضرت رقیہؓ بہت بیمار ہو گئیں حضور ﷺ بدر کی جانب سفر کے لئے تیار تھے حضرت عثمانؓ بھی اس غزوہ کے لئے جانا چاہتے تھے حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا کہ چونکہ حضرت رقیہؓ بہت بیمار ہیں اس لئے تم مدینہ میں ہی رہو اور جہاں تک اس غزوہ کی فضیلت حاصل کرنے کا تعلق ہے تو تمہارے لئے خوشی کی بات یہ ہے کہ جو اجر و ثواب اور مال غنیمت اہل بدر کو ملے گا تمہارے لئے بھی وہی ثواب رہے گا اور تم اس کے حصے میں بھی برابر کے شریک رہو گے

ان لك أجر رجل ممن شهد بدرا وسهمه (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۳ و ص ۴۴۲)

حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں رہتے ہوئے اہل بدر کا سا ثواب اور ان کا سا حصہ ملنا بتاتا ہے کہ

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان پورے خلوص دل کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہونا چاہتے تھے اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت رقیہؓ کی تیمارداری اور ان کی دیکھ بھال کو جہاد کے برابر قرار دے کر حضرت عثمانؓ کو مجاہدین بدر کے ساتھ شامل رکھا اس سے ان دونوں میاں بیوی کی عظمت و فضیلت کا اندازہ فرمائیں

حضرت عثمان غنیؓ کو جب حضور ﷺ نے مدینہ منورہ ٹھہرنے کا حکم فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ بدر کے غنائم میں جو سب کا حصہ ہوگا وہ تمہارا بھی ہوگا اس پر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ حضور میرے اجر و ثواب کا کیا ہوگا میری تمنا تو اس اجر و ثواب کو حاصل کرنے کی ہے جو مجاہدین بدر کو ملے گا اس پر حضور ﷺ نے فرمایا۔ خوش ہو جاؤ تمہیں اہل بدر کا سا اجر و ثواب بھی ملے گا

قال وأجری یارسول الله قال وأجرك (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۱۷)

شیعہ مؤرخ مسعودی نے لکھا ہے کہ غزوہ بدر کے وقت آٹھ افراد ایسے تھے جو غزوہ بدر میں شریک نہ ہو سکے مگر انہیں اس کا پورا اجر اور حصہ ملا ان میں حضرت عثمانؓ بھی ہیں (دیکھئے التنبیہ والاشراف ص ۲۰۵)

حضور ﷺ غزوہ بدر کے لئے تشریف لے گئے ادھر حضرت عثمانؓ اپنی بیوی حضرت سیدہ رقیہؓ کی تیمارداری کرتے تھے آپ نے ان کی تیمارداری میں دن رات کر دیا تھا مگر مرض بڑھتا گیا یہاں تک کہ سن ۲ ہجری میں حضرت رقیہؓ خالق حقیقی سے جا ملیں حضرت عثمانؓ نے کفن دفن کا انتظام فرمایا اور آپ کو جنت البقیع میں سپرد خدا کر دیا حضرت سیدہ رقیہؓ نے صرف بیس اکیس سال کی عمر پائی تھی۔

حضرت عثمانؓ حضرت سیدہ رقیہؓ کی تدفین سے فارغ ہوئے ہی تھے اور لوگ ابھی قبرستان

Scanned with CamScanner

سے باہر نکلے تھے کہ حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ مدینہ منورہ میں غزوہ بدر کی فتح کی خوش خبری لے کر داخل ہوئے

وقدم زید بن حارثة من بدر بشیرا فدخل المدینة حین سوی التراب علی رقیة بنت رسول الله ﷺ (طبقات ج ۸ ص ۳۰)

ایک طرف اہل مدینہ غزوہ بدر کی فتح پر خوش تھے تو دوسری طرف پورا مدینہ حضرت رقیہؓ کے انتقال پر افسردہ و غمزدہ تھا ۔ انا لله وانا الیه راجعون۔

ہوا اک دن رقیہ سیدہ کا انتقال آخر خبر کوئی نہ آئی تھی بڑھا فکر وملال آخر
پدر کی واپسی سے پیشتر تربت میں جا لیٹی دعا کرتی ہوئی حق سے رسول اللہ کی بیٹی
حیا مانع تھی رونے سے مگر آزردہ خاطر تھے جناب حضرت عثمان بہت افسردہ خاطر تھے
جدائی ہو گئی تھی آج اسی پاکیزہ سیرت سے بچھڑ کے رہ گئے تھے جنکی خاطر فوج ملت سے
مدینے کے مسلمان جمع تھے تدفین کی خاطر سہے تھے اس عفیفہ نے بہت دکھ دین کی

(شاہنامہ اسلام ج ۲ ص ۱۳۸)

حضور ﷺ جب بدر سے واپس مدینہ منورہ تشریف لائے اور پتہ چلا کہ حضرت سیدہ رقیہؓ کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ بہت مغموم ہوئے کفن دفن اور نماز جنازہ سب کچھ ہو چکا تھا حضور ﷺ کی تشریف آوری پر لوگوں نے آپ سے حضرت سیدہ رقیہؓ کے انتقال پر افسوس کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ

الحمد لله دفن البنات من المکرمات .....أخرجه الدولابی

(الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۵۵ الاستیعاب ج ۴ ص ۳۰۳ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۹۳)

آپ ﷺ سیدھے جنت البقیع تشریف لے گئے آپ کی آمد پر دوسرے حضرات

Scanned with CamScanner

وخواتین بھی جمع ہو گئیں اور حضرت سیدہ رقیہؓ کو یاد کر کے رونے لگیں حضور ﷺ نے اس موقع پر عورتوں کو تسلی دی اور واویلا کرنے سے منع فرمایا حضرت فاطمۃ الزہراءؓ بھی حضور ﷺ کے ہمراہ اپنی بہن حضرت سیدہ رقیہؓ کی قبر پر حاضر ہوئیں آپ بھی رو رہی تھیں حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے چہرہ سے آنسو پونچھتے اور انہیں صبر کرنے کی تلقین فرماتے رہے

فقعدت فاطمة على شفير القبر إلى جنب النبى ﷺ فجعلت تبكى فجعل رسول الله ﷺ يمسح الدمع عن عينها بطرف ثوبه(طبقات ج ۸ ص ۳۰۔ الاصابہ ج ۴ ص ۳۰۴)

حضور ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ رقیہؓ کی قبر پر کھڑے ہو کر فرمایا

ألحقى بسلفنا عثمان بن مظعون (طبقات ج ۸ ص ۳۰ اصابہ ج ۴ ص ۳۰۴)

اے رقیہ تم ہمارے سلف صالح عثمان بن مظعون کے ساتھ لاحق ہو اور ان کے ساتھ جا ملی شیعہ عالم ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) نے فروع کافی میں بھی یہ بات نقل کی ہے(دیکھئے ج ۱ ص ۱۳۳)

حضرت عثمان بن مظعونؓ مہاجرین میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ میں سب سے پہلے انتقال فرمایا اور جنت البقیع میں سب سے پہلے ان کی قبر بنی ان کی وفات پر حضور ﷺ کو بہت غمگین دیکھا گیا تھا آپ ان کی میت کے پاس آئے اور ان کو بوسہ بھی دیا تھا اس وقت آپ کی آنکھ مبارک سے آنسو گر رہے تھے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں

قبل رسول الله ﷺ عثمان بن مظعون وهو ميت حتى رأيت

Scanned with CamScanner

الدموع تسیل (ابو داؤد ج ۲ ص ۹۵ اسد الغابۃ ج ۳ ص ۵۹۱)

حضور ﷺ نے حضرت سیدہ زینبؓ کی طرح حضرت سیدہ رقیہؓ کے حق میں بھی قبر کی تنگی دور ہونے کی خاص دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا منظور کی امام جعفر صادقؒ نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے کہا

اللھم ھب لی رقیة من ضمة القبر فوھبھا اللہ لہ (فروع کافی ج ۱ ص ۱۲۹)

شیخ عباس قمی شیعی لکھتے ہیں

دعا می کرد پس فرمود کہ من دانستم ضعف و توانائی اورا واز حق تعالیٰ خواستم کہ او راامان دہد ز فشار قبر (منتہی الامال ج ۱ ص ۱۰۸)

حضرت سیدہ رقیہؓ خدا کی ان بندیوں میں سے ایک تھیں جن کی دعا کبھی رد نہیں کی جاتی آپ نے جب بھی دعا کی اللہ کے ہاں سنی گئی۔ ابو محمد بن قدامۃ کہتے ہیں کہ قیام حبشہ کے دنوں میں کچھ آوارہ قسم کے جوانوں نے حضرت سیدہ رقیہ کو ستانا چاہا آپ ان کی ایذا رسانی سے بہت پریشان ہوئیں آپ نے ان کے لئے بد دعا کی تو وہ سب خدا کی پکڑ میں آگئے اور تباہی ان کا مقدر بنی

فأذاھا ذلك فدعت علیھم جمیعا فھلکوا (بنات الرسول ص ۶۹)

ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کیا تھا اور آپ ذوالنورین بنے۔

شیعہ علماء کا یہ ظالمانہ عقیدہ لائق صد مذمت ہے کہ حضرت رقیہؓ کی وفات طبعی نہ تھی حضرت عثمانؓ نے انہیں ظلما قتل کر دیا تھا اور یہ بات حضور ﷺ کو معلوم بھی تھی آپ کا انہیں سزا دینا اور اس قتل پر ان سے قصاص لینا تو دور کی بات ہے آپ نے حضرت عثمانؓ

Scanned with CamScanner

کے اس ظالمانہ فعل سے واقف ہونے کے باوجود اپنی دوسری صاحبزادی بھی ان کے نکاح میں دی۔ علامہ خمینی کے ممدوح ملاباقر مجلسی امام جعفر کے حوالہ سے لکھتا ہے

عیاشی روایت کردہ است کہ از حضرت صادق پرسیدند کہ آیا حضرت رسول دختر خود را بعثمان داد حضرت فرمود کہ بلے۔ راوی گفت کہ چوں دختر آں حضرت را شہید کرد باز دخترے دیگر بار داد حضرت فرمود کہ بلے (حیات القلوب ص ۵۶۳)

عیاشی روایت کرتا ہے کہ لوگوں نے حضرت صادق سے دریافت کیا کہ جناب رسول خدا نے اپنی بیٹی عثمان کو دی حضرت نے فرمایا ہاں۔ راوی نے پوچھا کہ جب انہوں نے حضرت کی بیٹی کو شہید کر دیا تو دوسری بیٹی بھی ان کو دی آپ نے کہا کہ ہاں۔ (ترجمہ حیات القلوب ص ۸۷۶)

ملاباقر مجلسی شیعی مزید لکھتا ہے کہ

حضرت عثمانؓ نے انہیں اونٹ کے پالان کا ڈنڈا لے کر مارا تھا اور ان کو زخمی اور بے دم کر دیا تھا حضرت رقیہؓ بار بار حضور ﷺ تک یہ پیغام پہنچاتی رہی مگر حضور نے ان کی کوئی داد رسی نہیں کی یہ ہی کہتے رہے کہ بری بات ہے کہ عورت اپنے شوہر کی شکایت کرے بار بار حضور ﷺ کو ظلم و ستم کی خبریں پہنچتی رہیں مگر ہر بار آپ کا یہی جواب تھا حتی کہ خود حضور نے بھی دیکھا کہ عثمان کے ظلم و ستم کی وجہ سے حضرت رقیہؓ کی پشت زخمی اور سیاہ ہو گئی تھی (حیات القلوب ص ۸۷۴)

شیعہ علماء ملاباقر مجلسی کی اس گھٹیا اور نا قابل برداشت تحریر پر پھولے نہیں سماتے اور گلے

Scanned with CamScanner

پھاڑ پھاڑ کر حضرت عثمان غنیؓ کو ظالم و ستمگر کہتے نہیں شرماتے مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ تحریر حضرت عثمانؓ کو ظالم اور قاتل بتانے سے زیادہ خود رسول اکرم ﷺ کی عزت و حرمت پر حملہ کر رہی ہے کہ آپ بھی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اتنے ظالم باپ تھے کہ اپنی صاحبزادی پر دن رات ظلم کی خبریں ملنے کے باوجود آپ نے ان کی کوئی دادرسی نہیں کی حضرت رقیہؓ کی پشت کو زخمی اور سیاہ دیکھنے کے باوجود آپ نے حضرت عثمانؓ کے خلاف کوئی کاروائی کی نہ انہیں بلا کر وعظ و نصیحت کی اور نہ ان کے خلاف کوئی آواز اٹھائی اور نہ اپنی صاحبزادی پر کئے جانے والے ظلم و ستم کو روکنے کی کوئی ترکیب نکالی۔ اس سے زیادہ حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ جیسے ظالم اور قاتل شخص کو اپنی دوسری صاحبزادی بھی دے دی کہ وہ ان سے بھی جس طرح چاہیں بد سلوکی کرتے رہیں (استغفر اللہ العظیم)

شیعہ علماء اگر دین و عقل سے عاری ہی ہو چکے ہیں اور انہیں حضور اکرم ﷺ کی عزت و ناموس کا بھی کوئی لحاظ نہیں رہا تو شیعہ عوام ہی کم از کم اس پر غور کریں کہ اس قسم کی تحریرات سے کیا خود سرور دو عالم ﷺ کی ذات گرامی مجروح نہیں ہوتی؟ مناظر اسلام حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادیؒ (ھ) لکھتے ہیں

> حضرات شیعہ اس موقع پر انصاف فرمائیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ پہنچ گئے تو کوئی مجبوری نہ تھی پھر عثمانؓ سے قرابت کیوں کی جو بزعم شیعہ مؤمن صادق بھی نہ تھے اور یہ لحاظ کیوں نہ کیا کہ مؤمنہ متقیہ پر ایسے شخص کی اطاعت اور صحبت عذاب الیم ہو گی یہ کیسا ظلم تھا کہ اپنی پیاری بیٹی ایک ایسے شخص کے پھندے میں پھنسا دی جس کے دل میں بقول شیعہ ایمان بھی نہ تھا اور

Scanned with CamScanner

بایں ہمہ وہ ایسا ظالم تھا کہ اس نے رسول کی بیٹی کو قتل کر دیا (معاذاللہ منھا) اگر آج کل کوئی شیعہ اپنی بیٹی کو اس طرح مصیبت میں گرفتار کرے تو ساری قوم اس کو کیا کہے گی؟

پیغمبر اپنی بیٹی کی حالت سے ایسے بے خبر کیوں ہو گئے تھے کہ ہلاکت تک نوبت پہونچی پہلے سے اس کا تدارک کیوں نہ کیا حالانکہ (بقول ان کے) رقیہؓ نے بار بار اپنی حالت کی خبر بھیجی مگر پیغمبر ﷺ نے کچھ پروانہ کی اگر شوہر کی شکایت ناپسند تھی تو عیادت تو کی ہوتی آخر خبر کی تو اس وقت جب وہ صدمہ لاعلاج ہو گیا تھا..... کیا شریعت میں یہ حکم ہے کہ عورت اپنے شوہر کے ظلم سہ سہ کر ہلاک ہو جائے اگر کوئی غیر عورت اپنے شوہر کے ظلم کی فریاد کرتی تو پیغمبر ﷺ اس کی فریاد ضرور سنتے اور انصاف کرتے لیکن اپنی ہی بیٹی کی مصیبت کی خبر پا کر عمداً کئی روز تک بے پروائی کی مزاج پرسی کو بھی تشریف نہ لے گئے..... اگر شیعہ روایتوں کو درست مانا جائے تو اس سے یہ لازم آتا ہے کہ پیغمبر نے اپنی بیٹی کی حالت سے ایسی غفلت کی کہ گویا خود اس کو قتل کرا دیا

سب سے بڑھ کر غضب یہ ہے کہ رقیہؓ کے قتل کے بعد قاتل سے نہ قصاص لیا نہ بطور تعزیر سزا دی اگر کوئی شخص اپنی بلی کو اس طرح مار ڈالتا تو پیغمبر ﷺ ضرور اس پر کچھ تعزیر جاری کرتے یا خون بہا لیتے مگر پیغمبر کا خون معاف تھا کہ اس کے قاتل کے لئے شریعت میں کوئی سزا مقرر نہیں ہوئی تھی

اس سے بھی زیادہ تعجب یہ ہے کہ اس جان گزا حادثہ کے بعد پیغمبر نے فوراً اپنی دوسری بیٹی کا عثمان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جس شخص کی حالت کا ایسا تجربہ

Scanned with CamScanner

کر لیا تھا اب پھر اسی کو اپنا داماد بنالیا اور اپنی دوسری بیٹی ام کلثومؓ بھی اس کے حوالے کر دی..... رواۃ شیعہ کو اس کی کیا پروا تھی کہ اس روایت کی بدولت رسول اللہ ﷺ پر کتنے الزام قائم ہو گئے ہیں ؟(نصیحۃ الشیعہ ج ا ص ۱۸۸)

☆..... حضرت سیدہ رقیہؓ کی اولاد

حضرت سیدہ رقیہؓ جب حبشہ میں تھیں تو وہاں ان کا ایک بچہ ساقط ہو گیا تھا اللہ تعالی نے پھر ان کے ہاں دوسرا بیٹا عنایت کیا جس کا نام عبداللہ رکھا گیا حضرت عثمان کو ابو عبداللہ اسی نسبت سے کہا جاتا ہے عبداللہ کی عمر تقریبا چھ سال کی تھی ان کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونگ ماردی جس کی وجہ سے ان کا چہرہ سوج گیا اور اسی زخم میں جمادی الاولی سن ۴ ہجری میں ان کا انتقال ہو گیا چونکہ آپ کی والدہ حضرت رقیہؓ پہلے انتقال فرما گئیں تھیں اس لئے حضور ﷺ اپنے نواسے کا زیادہ خیال فرماتے تھے عبداللہ کے انتقال پر حضور ﷺ کو دکھ تھا آپ اشکبار ہوئے آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت عثمانؓ قبر میں اترے اور اپنے لخت جگر کو اپنے ہاتھوں سپرد خدا کیا

عرب کے شیعہ علماء حضرت سیدہ رقیہ اور حضرت ام کلثوم کو حضور ﷺ کی ہی بیٹی سمجھتے ہیں اور ان پر درود و سلام بھی پڑھتے ہیں راقم الحروف نے لبنان عراق اور شام کے کتنے شیعہ دیکھے جو جنت البقیع میں حضور ﷺ کی ان بیٹیوں کے مزار پر ادب و احترام سے کھڑے ہوتے ہیں اور سلام پڑھتے ہیں ان کے ہاتھوں میں موجود صلوۃ و سلام کی کتاب میں

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ زینبؓ حضرت سیدہ رقیہؓ حضرت سیدہ ام کلثومؓ کو حضور ﷺ ہی کی صاحبزادیاں کہا گیا ہے یہ برصغیر اور ایران کے شیعہ ہیں جو حضور ﷺ کی ان بیٹیوں کا کھلا انکار کرنے پر اتر آئے ہیں اور وہ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ان کے بڑے انہیں بنات النبی تسلیم کر چکے ہیں۔ لیجئے تہذیب الاحکام سے یہ سلام پڑھئے

اللهم صل علي القاسم والطاهر ابني نبيك أللهم صل على رقية بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها أللهم صل على أم كلثوم بنت نبيك والعن من آذى نبيك فيها (تہذیب الاحکام کامل ص ۱۵۴۔ مفاتیح الجنان ص ۲۱۲ از شیخ عباس قمی طبع بیروت)

یہاں من آذی نبیک سے مراد وہ بدبخت لوگ ہیں جو حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کو بنات النبی نہیں مانتے حضور ﷺ کی بیٹیوں کو دوسری کی بیٹیاں بتانا کیا حضور ﷺ کو ستانا نہیں ہے؟

اللہ رب العزت حضرت سیدہ رقیہؓ پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور ان سے اور ان کے شوہر نامدار حضرت عثمان بن عفانؓ سے راضی ہوں آمین۔

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ
رض
أم کلثوم بنت محمد ﷺ

حضرت سیدہ ام کلثومؓ حضور ﷺ کی تیسری صاحبزادی ہیں آپ حضرت فاطمہ الزہراءؓ سے بڑی اور حضرت رقیہؓ سے ایک سال چھوٹی ہیں آپ اسی کنیت سے معروف ہوئیں عبداللہ بن زبیری نے آپ کا نام امیہ بتایا ہے (مستدرک ج ۴ ص ۵۳)

حضور اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو آپ کی اہلیہ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کے ساتھ ان کی تینوں شہزادیوں نے بھی آپ کا ساتھ دیا اور سب نے حضور ﷺ سے شرف بیعت پایا ہے

وأسلمت حين أسلمت أمها وبايعت رسول الله مع إخواتها حين بايعه النساء (طبقات ج۸ ص۳۰)

حضرت سیدہ رقیہ سلام اللہ علیہا کے تذکرہ میں آپ یہ پڑھ آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے اعلان نبوت سے قبل دستور کے مطابق حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ ان کے چچا ابولہب کے بیٹے عتیبہ کے ساتھ کر دیا تھا تاہم ان کی رخصتی نہیں ہوئی تھی ..... تزوج أم كلثوم قبل البعثة فلم يدخل عليها فطلقاهما قبل الدخول (الاصابہ ج ۴ ص ۴۸۹) قبل اس کے کہ وہ ان کے گھر جائیں اس نے ان کو طلاق دے دی (حیات القلوب ص ۸۷۱ مترجم از ملا باقر مجلسی)

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو کفار کی عدوات میں دن رات اضافہ ہوتا گیا ان میں ابو لہب سر فہرست تھا اللہ تعالیٰ نے سورہ لہب اتاری تو ابو لہب کا غیظ و غصہ اور بڑھ گیا حضور ﷺ کو مزید تکلیف دینے کی خاطر اپنے دونوں بیٹوں کو حکم دیا کہ وہ یہ رشتہ ختم کر دیں اور انہیں طلاق دے دیں چنانچہ دونوں نے مجبوری اور دباؤ پر طلاق دے دیں اور اللہ کو یہی منظور بھی تھا

حضرت سیدہ ام کلثومؓ اپنے والد سرور دو عالم ﷺ کی زیر نگرانی اور اپنی والدہ حضرت خدیجہؓ کی زیر تربیت مکہ میں پرورش پاتی رہیں حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد حضور ﷺ نے ان کی نگرانی کا خصوصی خیال فرمایا حضور ﷺ جب مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے اس وقت آپ کے اہل و عیال مکہ مکرمہ میں تھے پھر آپ ﷺ نے دو صحابی حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابو رافعؓ کو مکہ بھیجا کہ وہ ان سب کو لے کر مدینہ آجائیں چنانچہ حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت سودہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور حضرت سیدہ فاطمہؓ ان کے ساتھ مدینہ تشریف لے آئیں اس سفر ہجرت میں حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر والے بھی ان کے ساتھ تھے

وهاجرت إلى المدينة حين هاجر رسول الله وخرجت مع عيال رسول الله إلى المدينة فلم تزل بها (طبقات ج ۸ ص ۳۰)

حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ کا جب انتقال ہو گیا تو حضرت عثمانؓ پر اس کا بڑا گہرا اثر پڑا حضرت عثمانؓ کی خواہش تھی کہ حضور ﷺ کے ساتھ رشتہ بندھا رہے آنحضرت ﷺ کو بھی یہ معلوم تھا کہ حضرت رقیہؓ کے بعد حضرت عثمانؓ بہت مغموم رہتے ہیں آپ کے پوچھنے پر انہوں نے اپنے دل کی بات آپ سے عرض کر دی کہ میرے

Scanned with CamScanner

غمزدہ رہنے کی اصل وجہ آپ سے رشتہ داری کا ختم ہونا ہے۔

یارسول الله وهل دخل علی أحد ما دخل علی ماتت إبنة رسول الله ﷺ التی کانت عندی وانقطع ظهری وانقطع الصهر بینی وبینك (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۳۷۵)

یارسول اللہ کیا مجھ سے بڑا صدمہ بھی کسی پر پڑا ہوگا۔ آپ کے اور میرے درمیان سے سسرالی رشتہ ختم ہوگیا (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۳)

ان دنوں حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنی صاحبزادی حضرت حفصہؓ کی دوسری شادی کے لئے بہت فکر مند تھے آپ نے چاہا کہ حضرت حفصہؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کردیا جائے آپ نے حضرت عثمانؓ سے اس بارے میں بات کی تو حضرت عثمانؓ نے فی الحال نکاح کرنے سے معذرت کرلی حضرت عمرؓ اپنی صاحبزادی کے بارے میں یہ پریشانی لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ فکر نہ کرو حفصہؓ کو عثمانؓ سے اچھا شوہر ملے گا اور عثمانؓ کو حفصہؓ سے اچھی بیوی ملے گی

یتزوج حفصة من هو خیر من عثمان ویتزوج عثمان من هی خیر من حفصة (الاصابہ ج ۴ ص ۲۶۴)

یا عمر أدلك علی خیر لك من عثمان وأدل عثمان علی خیر له منك قال نعم یا نبی الله قال تزوجنی ابنتك وأزوج عثمان ابنتی (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۹۳)

چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت حفصہؓ کو اپنے نکاح میں لیا اور اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے فرمادیا آپ کا نکاح ربیع الاول ۳ ہجری میں ہوا اور اس

Scanned with CamScanner

کے تین ماہ بعد (جمادی الاخر ۳ ہجری کو) ان کی رخصتی ہوئی تھی

حضرت عثمانؓ کا حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح وحی الٰہی کی رو سے عمل میں آیا تھا یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا کہ پہلے حضرت سیدہ رقیہؓ حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئے چنانچہ حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثوم سے ربیع الاول ۳ ہجری میں آپ کا نکاح عمل میں آیا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ما أنا أزوج بناتي ولكن الله تعالى يزوجهن (مستدرک حاکم ج ۴ ص ۵۴)

میں اپنی مرضی سے اپنی بیٹیوں کا رشتہ نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے میری بیٹیوں کے نکاح کے فیصلے ہوتے ہیں اور وحی الٰہی کی رو سے میں ان کا نکاح کرتا ہوں

حضرت امام بخاریؒ حضور ﷺ کی خادمہ ام عیاش کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

مازوجت أم كلثوم من عثمان إلا بوحي من السماء (تاریخ کبیر ج ۲ ص ۲۸۱ الاصابہ ج ۴ ص ۴۹۰)

☆.....ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

أتاني جبرئيل فقال ان الله يامرك أن تزوج عثمان على مثل صداق رقية وعلى مثل صحبتها (الاصابہ ج ۴ ص ۴۹۰)

حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

يا عثمان وهذا جبرئيل أخبرني عليه الصلاة والسلام يأمرني عن أمر الله عزوجل أن أزوجك أختها أم كلثوم على مثل صداقها رقية وعلى مثل صحبتها (مستدرک ج ۴ ص ۵۴ ابن ماجہ اسد الغابۃ ج ۷ ص

Scanned with CamScanner

۳۷۵)

اے عثمان یہ جبرئیل ہیں جس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی بیٹی ام کلثوم کا نکاح تیرے ساتھ کروں اور جو مہر حضرت رقیہ کے لئے مقرر ہوا اسی کے موافق ام کلثوم کا بھی مہر رکھا جائے اور ان کی مصاحبت اور رفاقت بھی انہیں کی طرح ہوگی (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۳)

شیعہ عالم نعمت اللہ جزائری (۱۱۱۲ھ) نے اس بات کو تسلیم کیا ہے اس نے لکھا

وأما أم كلثوم فتزوج ايضا عثمان بعد أختها رقية وتوفيت عنده

(انوار النعمانیہ ج ۱ ص ۳۶۷)

معروف شیعہ عالم محمد ہاشم خراسانی (۱۳۵۲ھ) لکھتے ہیں

واما مخدَره مكرمه أم كلثوم اسم شريفش آمنه بود وبعد از جناب رقيه بعثمان تزويج شد ولذاعثمان را ذو النورين ميگويند (منتخب التواريخ ص ۲۵)

قابل احترام واکرام ام کلثوم جن کا نام آمنہ تھا حضرت رقیہ کی وفات کے بعد حضرت عثمان کی نکاح میں آئیں اسی لئے انہیں ذوالنورین کہا جاتا ہے

علامہ علی بن برہان الدین حلبی (۱۰۴۴ھ) لکھتے ہیں

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت ام کلثوم کے ہاں آئے اور پوچھا کہ بیٹی عثمان کہاں ہیں؟ حضرت ام کلثوم نے عرض کیا کہ باہر کسی کام سے گئے ہوئے ہیں پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ حضرت ام کلثومؓ نے عرض کیا کہ ابا جان وہ بہت اچھے اور بلند مرتبہ شوہر ثابت ہوئے ہیں آپ نے فرمایا کہ

بیٹی ..... کیوں نہ ہوں وہ دنیا میں تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے والد محمد ﷺ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں

ایک حدیث میں آتا ہے کہ

حضرت عثمانؓ میرے صحابہ میں سب سے زیادہ میرے اخلاق وعادات سے مشابہ ہیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرئیل نے کہا

اگر آپ زمین والوں میں یوسف صدیق علیہ السلام کا شبیہ اور ہم شکل تلاش کرنا چاہیں تو عثمان ابن عفان کو دیکھ لیں

چونکہ حضرت عثمانؓ سے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں کی شادی ہوئی اس لئے ان کو ذی النورین کہا جاتا ہے یعنی دو نور والے۔ آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک یہ شرف اور اعزاز حضرت عثمان غنیؓ کے سوا کسی دوسرے شخص کو حاصل نہیں ہوا کہ اس کے گھر میں نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا عثمان وہ شخص ہیں جن کو آسمانوں میں ذی النورین کہا جاتا ہے (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۴۴)

حضرت ام کلثومؓ نے حضرت عثمان کے گھر تقریباً ۶ سال گزارے کہ آپ کا سفر آخرت پیش آگیا آپ کا انتقال شعبان ۹ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوا امام محمد بن احمد قرطبیؒ (۶۶۸ھ) اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں

فلما توفيت رقية تزوجها عثمان وبذلك سمي ذا النورين وتوفيت أم كلثوم في حيات النبي ﷺ في شعبان سنة تسع من الهجرة

وجلس رسول الله ﷺ على قبرها (الجامع لاحکام القرآن ج ۱۴ ص

۱۵۶)

پیش نظر رہے کہ حضور ﷺ کی تینوں بیٹیوں نے آپ کی زندگی میں وفات پائی تھی نیز آپ کے بیٹے بھی آپ کے حین حیات دنیا سے رخصت ہو گئے صرف حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ نے آپ کے وصال کے چھ ماہ بعد وفات پائی ہے

حضرت ام کلثومؓ کے انتقال پر حضور ﷺ بہت رنجیدہ تھے اور حضرت عثمانؓ کا غم بھی آپ کے سامنے تھا آپ نے اس موقع پر ارشاد فرمایا کہ اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو میں اسے بھی حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیتا

لو أن لنا ثالثة لزوجنا عثمان بها (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۳۷۴)

آپ نے ایک موقع پر فرمایا اگر میرے پاس دس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح دیتا

لو كن عشرا لزوجتهن عثمان (طبقات ج ۸ ص ۳۱۔ طبرانی ج ۲۲ ص

۴۳۶)

آپ نے قسم کھا کر فرمایا اگر میرے پاس سو بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں ان کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیتا

والذی نفسی بیده لو أن عندی مائة بنت یمتن واحدة بعد واحدة زوجتك أخری بعد أخری (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۹۴ کنز العمال

۳۶۲۰۶)

حضرت ام کلثومؓ کے انتقال پر حضور ﷺ بہت افسردہ تھے آپ نے سب گھر والوں کو صبر

Scanned with CamScanner

کرنے کی تلقین فرمائی حضور ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ۔ حضرت اسماء بنت عمیسؓ حضرت ام عطیہ انصاریؓ اور دوسری خواتین نے آنحضرت ﷺ کی ہدایت کے مطابق ان کو غسل دیا حضور ﷺ یکے بعد دیگرے کفن کے کپڑے انہیں پکڑاتے رہے لیلیٰ بنت قانف ثقفیہ کہتی ہیں کہ میں بھی ان خواتین میں سے ہوں جنہوں نے حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثومؓ کو غسل دینے کی سعادت پائی تھی

کنت فیمن غسل أم کلثوم بنت رسول الله ﷺ عند وفاتها فکان اول ماعطانارسول الله ﷺ الحقاء ثم الدرع ثم الخمارثم الملحفة ثم ادرجت بعد فی الثوب الاخر قالت ورسول الله ﷺ جالس عند الباب معه کفنها یناولناها ثوبا ثوبا (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۹۴)

(ترجمہ) جب حضور ﷺ کی صاحبزادی ام اکلثوم کا انتقال ہوا تو ان کو غسل دینے والی عورتوں میں میں بھی شامل تھی ان کے کفن کے لئے آپ ﷺ نے ہمیں سب سے پہلے ازار دیا اس کے بعد کرتا پھر اوڑھنی پھر چادر اور آخر میں ایک اور کپڑا دیا جو اوپر سے لپیٹ دیا گیا حضور ﷺ اس وقت دروازے کے پاس ہی تشریف فرما تھے آپ کے پاس ہی کفن کے کپڑے تھے جو آپ ہمیں ایک ایک کر کے دیتے جاتے تھے

حضرت ام کلثومؓ کی نماز جنازہ حضور اکرم ﷺ نے پڑھائی

وصلی علیها أبوها رسول الله ﷺ (الاستیعاب ج ۴ ص ۴۸۷)

اور اپنی بیٹی کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اللہ کے حضور دعا فرمائی نماز جنازہ کے

Scanned with CamScanner

بعد آپ کی میت جنت البقیع میں لائی گئی حضور ﷺ قبر کے کنارے تشریف فرما ہوئے آپ کی آنکھ مبارک سے آنسو جاری تھے آپ نے فرمایا کہ رقیہؓ کی قبر میں وہ لوگ اتریں جنہوں نے گزری رات اپنی اہلیہ کے ساتھ مقاربت نہ کی ہو حضرت ابو طلحہ نے کہا حضور۔ میں حاضر ہوں اور وہ حضرت رقیہؓ کی قبر میں اترے حضرت انس کہتے ہیں

شهدت دفن بنت رسول الله ﷺ وهو جالس على القبر ورايت عينيه تدمعان فقال هل معكم رجل لم يقارف الليلة أهله فقال أبو طلحة أنا يارسول الله ﷺ فانزل فى قبرها (طبقات ج ۸ ص ۳۱)

ایک دوسری روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ حضرت فضل بن عباس حضرت اسامہ بن زید بھی آپ کی قبر میں اترے اور دفن کرنے میں مدد فرمائی (ایضا الاستیعاب ج ۴ ص ۴۸۷ ۔ الاصابہ ج ۴ ص ۴۹۰)

حضرت ام کلثومؓ کے بعد جب تک حضور ﷺ حیات رہے حضرت عثمانؓ نے پھر کوئی نکاح نہیں فرمایا۔ حضرت سیدہ ام کلثومؓ سے آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اترے حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم پر اور اللہ ان سے اور ان کے شوہر نامدار سیدنا حضرت عثمان بن عفان سے راضی ہوں۔ آمین ۔

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ کے بھائی

☆.....ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ سے حضور ﷺ کی چھ اولادیں ہوئیں جن میں سے چار لڑکیاں اور دو لڑکے تھے حضور کے دونوں لڑکے بچپن ہی میں اللہ کو پیارے ہو گئے تھے ان کا تذکرہ درج ذیل ہے

☆..... ﴿ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ﴾

حضور ﷺ کی اولاد میں حضرت قاسمؓ سب سے پہلے پیدا ہوئے (اور یہ آپ کے اعلان نبوت سے گیارہ بارہ برس قبل کی بات ہے) امام مجاہدؒ کے نزدیک آپ صرف ایک ہفتہ حیات رہے بعض نے آپ کی عمر ۷ ماہ بیان کی ہے (البدایہ ج ۵ ص ۵۲۹)

ابن سعدؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دو سال کی عمر پائی تھی حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم انہیں کے انتساب سے ہے آپ اس کنیت کو بہت پسند فرماتے تھے صحابہ کرام نے بھی آپ کو اس کنیت سے یاد فرمایا ہے۔

حضرت قاسمؓ ابھی چلنے لگے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ اس پر غمزدہ رہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر آئے تو حضرت خدیجہؓ کو روتے ہوئے دیکھا آپ کے پوچھنے پر بتایا کہ انہیں اپنے بیٹے قاسمؓ کی یاد ستانے لگی ہے کہ کاش کہ وہ اپنے دودھ پینے کی مدت تو پوری کر لیتا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے خدیجہؓ غم نہ کرو اللہ نے اس کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی کا انتظام کر دیا ہے حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا کہ اگر مجھے پتہ چل جائے تو میرا غم اور ہلکا ہو جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو تجھے جنت میں

Scanned with CamScanner

اس کی آواز سنادی جائے حضرت خدیجہؓ نے یہ سن کر کہا بس۔ میں اللہ اور اس کے رسول کی بات کی تصدیق کرتی ہوں ۔

بل أصدق الله ورسوله (الروض الانف ج ا ص ۲۱۴)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ ایمان اور یقین کی اس قدر بلندی پر تھیں کہ انہیں اپنی آنکھوں اور اپنے کانوں سے زیادہ اللہ اور اس کے رسول کی بات پر اعتماد تھا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے جو کچھ کہہ دیا وہ ہی حق اور سچ ہے اللہ اور اس کے رسول سے بڑھ کر اور کون سچا ہو سکتا ہے

☆..... ﴿ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ﴾

انہیں طیب اور طاہر کے نام سے بھی پکارا گیا ہے آپ حضور ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

أولاد رسول الله ﷺ القاسم وهو أكبر أولاده ثم زينب وقال ابن الكلبى زينب ثم القاسم ثم أم كلثوم ثم رقية ثم فاطمة ثم عبدالله وكان يقال له الطيب والطاهر (الاستیعاب ج ۴ ص ۲۸۲)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

فولدت له القاسم وعبدالله وهو الطيب والطاهر سمى بذلك لانها ولدته فى الاسلام وبناته الاربع (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲)

علامہ مخدوم محمد ہاشمی سندھی لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت خدیجہ سے آپ کے دو صاحبزادے تھے یعنی قاسم یہ بڑے تھے
(۲) عبداللہ ..... طیب وطاہر ان کا لقب تھا ان دونوں کی ولادت اور وفات
بعثت سے قبل ہوئی اور بقول بعض نبوت کے بعد۔ گویا دونوں صاحبزادے
اپنے والدین کی تبعیت میں ابتداء ولادت ہی سے مسلمان تھے مجھے ان کے
ولادت اور سن وفات کی تصریح کہیں نہیں مل سکی البتہ اس میں دو رائے نہیں
کہ ان کی ولادت اور وفات اور تدفین مکہ میں ہوئی۔ (بذل القوۃ ص ۱۲)

حضرت إبراهيم رضى الله عنه

☆..... حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے سوتیلے بھائی تھے حضرت ابراہیمؓ کی ولادت ذی الحجہ ۸ ھجری میں مقام عالیہ میں ہوئی یہ وہ مقام ہے جہاں حضور ﷺ نے حضرت ماریہؓ کو اتارا تھا اس کا نام مشربہ ام ابراہیمؓ بھی ہے۔ دایہ کے فرائض حضرت سلمیٰؓ نے انجام دئے یہ حضور ﷺ کی آزاد کردہ باندی تھیں پیدائش پر انہوں نے اپنے شوہر ابورافع کو اطلاع دی اور انہوں نے حضور ﷺ کو اس پر مبارک باد دی تھی تو حضور ﷺ نے انہیں اپنا ایک غلام بھی عنایت کیا تھا۔

ووهب النبى ﷺ لابى رافع لما بشره بولادته عبدا وتنازعت الانصار فى رضاعه فدفعه ﷺ إلى أبى سيف وزوجته أم سيف (شذرات الذهب ج ۱ ص ۱۲)

حضور ﷺ بچے کی ولادت سے بہت خوش ہوئے تھے آپ نے اپنے صاحبزادے کا نام

Scanned with CamScanner

اپنے جد امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے نام پر رکھا تھا۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن صبح حضور ﷺ نے ہمیں خبر دی کہ گزشتہ رات میرے یہاں ایک بچہ ہوا ہے اس کا نام میں نے اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا ہے بعد ازاں آپ نے حضرت ابراہیمؑ کو ام سیف کے حوالہ کر دیا۔ وہ مدینہ کے ایک لوہار کی گھر والی تھی (اسد الغابۃ ج ۱ ص ۱۵۲)

صحیح مسلم میں حضرت انس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رات ابراہیم کی پیدائش ہوئی اسی رات ان کا نام تجویز فرما دیا تھا ایک قول کے مطابق آپ نے ساتویں دن ان کا نام تجویز فرمایا اور ساتویں دن عقیقہ کے دو مینڈھے ذبح فرمائے اور سر کے بال اتارنے کا حکم فرمایا ابو ہند البیاضی (جو بنو بیاض کے موالی میں سے تھے) نے ان کا حلق کیا اور حضور ﷺ نے بالوں کے برابر چاندی مساکین پر صدقہ کرنے کا حکم دیا اور بال دفن کرا دئے۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) عقیقہ اور چاندی صدقہ کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

> عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کیا کرتے تھے اور عقیقہ میں بہت سی مصلحتیں تھیں جن کا رجوع مصلحت ملیہ اور مدنیہ اور نفسیہ کی طرف تھا تو آنحضرت ﷺ نے اس کو بر قرار رکھا اور آپ نے بھی اس پر عمل کیا اور اوروں کو بھی اس کی ترغیب دی منجملہ ان مصلحتوں کے یہ ہے کہ عقیقہ میں نہایت خوبی کے ساتھ اولاد کے نسب کی اشاعت ہوتی ہے اور اشاعت نسب ایک ضروری ہے تاکہ کوئی شخص اس کی نسبت کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہے اور یہ بات نامناسب تھی کہ اس کا باپ

Scanned with CamScanner

گلی کوچوں میں پکارتا پھرے کہ میرے ہاں اولاد ہوئی ہے۔ پس اشاعت کے لئے یہی طریقہ بہت مناسب ہوا اور یہ بھی کہ عقیقہ کے اندر سخاوت کے معنی کا اتباع اور بخل کی صفت کا عصیان پایا جاتا ہے..... نیز اس بچہ کے شروع دنوں میں عقیقہ کرنے سے اس کے خیال میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ گویا اس نے اپنے فرزند کو اللہ کی راہ میں دے دیا ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام نے کیا تھا اور اس میں سلسلہ احسان اور نیاز مندی و فرمانبرداری کو حرکت دینا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ چاندی کے خیرات کرنے کا سبب بچہ کا ماہ کے رحم سے عالم وجود کی جانب آنا ایک ایسی نعمت ہے جس کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور بہترین شکریہ یہ ہے کہ شکر کسی عوض کے ذریعہ ادا کیا جائے اور چاندی دینے کی خصوصیت یہ ہے کہ سونا زیادہ مہنگا ہوتا ہے اور یہ صرف امیروں کے پاس ہوتا ہے اور نو مولود کے بال کے برابر دوسری چیزوں کی کوئی وقعت نہیں (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۴۵۔ اردو)

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت پر حضرت جبرئیل نے بھی آپ کو مبارک باد دی اور اور آپ کو السلام علیك یا ابا أبراهیم کے لقب سے سلام عرض کیا۔ (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۱۳۔ بذل القوۃ ص ۲۶۲)

بچے کو دودھ پلانے کے لئے تمام انصار نے اپنی خدمات پیش کیں مگر حضور ﷺ نے انہیں ام سیف کے حوالے فرمایا ام سیف عوالی مدینہ میں رہتی تھیں حضور ﷺ بچے کی محبت میں وہاں جاتے حضرت ابراہیم کو گود میں لیتے اور چومتے ام سیفؓ کے شوہر لوہار تھے اس لئے گھر دھوئیں سے بھرا رہتا تھا لیکن حضور ﷺ باوجود نظافت طبع کے اسے گوارا فرماتے

Scanned with CamScanner

تھے حضرت انس کہتے ہیں

مارایت أحدا أرحم بالعیال من رسول اللہ ﷺ کان إبراهیم مسترضعا فی عوالی المدینة فکان ینطلق ونحن معه فیدخل البیت وکان ظئره قینا فیأخذ فیقبله ثم یرجع رواه أبوحاتم (مواہب لدنیہ ج۱ص ۳۹۸۔ صحیح بخاری ج۱ص ۱۷۴ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج۹ ص۵۱)

میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو اپنے عیال کے ساتھ مہربانی کرنے والا نہیں پایا آپ کے بیٹے ابراہیم عوالی مدینہ میں رہتے تھے حضور ﷺ وہاں تشریف لے جاتے ہم بھی آپ کے ساتھ جاتے آپ گھر میں داخل ہوتے بچے کو پیار کرتے بوسہ دیتے پھر لوٹ آتے تھے

حضرت ابراہیمؓ نے ام سیفؓ کے گھر میں ہی وفات پائی تھی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو پتہ چلا تو آپ تشریف لائے آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے بچہ سکرات کی حالت میں تھا حضور ﷺ نے اسے گود میں لیا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے حضرت عبدالرحمٰنؓ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ رحمت ہے

إنها رحمة (صحیح بخاری ج۱ص ۱۷۴)

حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور بچہ دم توڑ رہا تھا آپ اپنے بچے کے انتقال پر بہت رنجیدہ خاطر ہوئے آپ نے فرمایا

ان العین تدمع والقلب یحزن ولا نقول الا مایرضی ربناو انا بفراقك یا ابراهیم لمحزونون (صحیح بخاری ج۱ص ۱۷۴)

Scanned with CamScanner

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل کو رنج ہوتا ہے مگر زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جو
ہمارے رب کو بھاتا ہے بے شک اے ابراہیم ہم تیری جدائی سے غمگین ہیں

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے پہاڑ کی جانب خطاب کر کے فرمایا کہ اے پہاڑ اگر ایسا سانحہ اور المناک حادثہ تیرے ساتھ پیش آتا جو میرے ساتھ آیا ہے تو تو یقیناً ٹوٹ پھوٹ جاتا مگر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اس وقت حضرت اسامہؓ چیخ کر روئے تو آپ ﷺ نے فوراً ان کو روک دیا انہوں نے عرض کیا کہ میں نے آپ کو بھی روتے دیکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ رونا رحم اور نرم دلی کی علامت ہے لیکن چیخنا شیطانی عمل ہے (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۰۹)

آپ نے صحابہؓ سے کہا کہ بچے کو کفن پہنانے کے بعد مجھے دکھا دینا چنانچہ بعد تکفین آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اسے گلے لگا لیا اور رو پڑے

قال لهم النبی ﷺ لاتدرجوه فی اکفانه حتی أنظر إليه فاتاه فانكب عليه وبكى (سنن ابن ماجہ ص ۱۰۷)

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ساتھ دوسرے مسلمان بھی غمزدہ تھے اور ان سب کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے

وبكى المسلمون حوله حتى ارتفع الصوت (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۰۰)

حضرت ابراہیمؓ سولہ مہینے (المصنف لعبدالرزاق ج ۷ ص ۴۹۴) یا اٹھارہ ماہ (شذرات الذہب ج ۱ ص ۱۳) (اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۲۴ ماہ) کی عمر پا کر ۱۰ ربیع الاول ۱۰ ہجری کو اللہ کو پیارے ہو گئے وفات والے دن سورج کو گہن لگا اس پر بعض لوگوں نے کہا کہ سورج گہن ابراہیم کی وفات کی وجہ سے ہوا ہے حضور ﷺ کو یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے خطبہ

Scanned with CamScanner

ارشاد فرمایا کہ

ان الشمس والقمر من آیات الله لاینخسفان لموت احد ولالحیاته فاذا رائتموها فکبروا وادعوا الله وصلوا وتصدقوا یا أمة محمد (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۹۶)

(ترجمہ) بیشک سورج اور چاند خدا کی قدرت کے نشان ہیں انہیں کسی کی موت کے باعث گرہن نہیں لگتا نہ یہ کسی کی آمد کا نشان ہیں جب تم چاند یا سورج میں سے کسی کو گرہن لگتا دیکھو تو اے امت محمد ﷺ تم اللہ کی کبریائی بیان کرو اللہ تعالیٰ کو پکارو اور نماز پڑھو اور صدقہ دو

حضور ﷺ نے حضرت ابراہیمؓ کی نماز جنازہ چار تکبیرات کے ساتھ پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں دفن فرمایا حضرت اسامہؓ اور فضل بن عباسؓ قبر میں اترے حضور ﷺ قبر کے کنارے کھڑے تھے یہ پہلی قبر تھی جس پر پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا تھا (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۹۵ مترجم) حضرت عثمان بن مظعونؓ کی قبر کے پاس ہی ان کی بھی قبر ہے۔

حضرت براء بن عاذبؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ

إن له مرضعا فی الجنة (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۴)

ابراہیم کو دودھ پلانے والی جنت میں ہے

حضرت براء بن عاذبؓ کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا

فان له مرضعا تتم رضاعه فی الجنة (المصنف لعبد الرزاق ج ۷ ص ۴۹۴)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؓ اگر زندہ رہ جاتے تو وہ نبی ہوتے۔ لیکن انہیں باقی نہیں رکھا گیا کیونکہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں دی جائے گی

Scanned with CamScanner

لو بقی یعنی إبراهیم بن النبی ﷺ لکان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم آخر الانبیاء (مواہب ج ۱ ص ۳۹۹)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے بھی یہ بات کہی ہے

مات وهو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش إبنه ولکن لا نبی بعده (سنن ابن ماجہ ص ۱۱۰)

ظاہر ہے کہ حضور ﷺ کے تینوں صحابہ کرام نے یہ بات محض اپنی طرف سے نہیں کہی انہوں نے ضرور حضور ﷺ سے یہ بات سنی ہو گی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) کہتے ہیں

ورووه عن ثلاثة من الصحابة ولایظن بالصحابی انه یهجم علی مثل هذا بظنه والله اعلم (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۰۰)

مفسر قرآن علامہ سید محمود آلوسیؒ (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں

فالظاهر انه لم یخبر الا عن توقیف من رسول الله ﷺ واذاصح حدیث ابن عباس المرفوع ارتفع الخصام (روح المعانی ج ۱۱ ص ۲۱۲)

Scanned with CamScanner

حضور اکرم ﷺ کی بیٹیوں کے بارے میں
مستشرقین اور شیعہ علماء کے مغالطات کی حقیقت

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى اما بعد

سرور دوعالم خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تین صاحبزادیوں حضرت سیدہ زینبؓ حضرت سیدہ رقیہؓ اور حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنھن کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ آپ کے سامنے آچکا ہے جس سے اس بات میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی بیٹیاں تھیں جو ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں اور حضرت فاطمہؓ سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں

اس سے ان لوگوں کو اپنی غلط فہمی دور کر لینی چاہیئے جو خوامخواہ یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہؓ تھی حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ آپ کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں یہ کسی اور کی بیٹیاں تھیں جنہیں حضور ﷺ نے اپنے گھر میں پال رکھا تھا اور لوگ انہیں بنات الرسول کہتے تھے (استغفر اللہ)

جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں سچ یہ ہے کہ وہ اسلام کے اساسی حکم سے ہی بے خبر ہیں۔ استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتھم لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صحت نسب قائم رکھنے کی بہت تاکید کی ہے عہد جاہلیت میں لے پالک بیٹے اپنے اصل باپ کی بجائے پالنے والے باپ سے نسبت

Scanned with CamScanner

کیے جاتے تھے یہ خلاف واقع نسبتیں دین فطرت کے یکسر خلاف تھیں ہندو تمدن میں نیوگ کی راہ سے کسی کی اولاد کسی کے نام آجاتی اسلام نے جہاں اور بہت سی معاشرتی برائیوں کو دور کیا صحت نسب کا پاس رکھنا اور غلط نسبت سے بچنا بھی دین فطرت کے لئے ضروری ٹھہرایا اور یہ صحیح ہے کہ صحت مند فکر کسی دوسرے باپ کی طرف انتساب میں کوئی عزت محسوس نہیں کرتی قرآن کریم میں ہے

أدعوهم لآبائهم هو أقسط عندالله (پ ۲۱۔الاحزاب ۵)

بلاؤ لے پالکوں کو ان کے باپوں کی طرف نسبت کر کے یہی انصاف ہے اللہ کے ہاں۔

یہ حکم اس لئے ہے کہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں کسی پہلو سے اشتباہ والتباس واقع نہ ہونے پائے سو حق یہ ہے کہ انہیں ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو یہ صرف مردوں کے لئے نہیں کہ ان کا نسب مشتبہ نہ رہے عورتوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے کہ انہیں اصل باپ کی بجائے کسی اور باپ کی طرف نسبت نہ کرو قرآن کریم کے ایسے احکام اپنے عموم میں عورتوں کو شامل ہیں عرب لوگ قبائل وبطون کے امتیاز میں بہت حساس واقع ہوئے ہیں اس جذبہ نے اسلام کی اس اصولی دعوت کے بعد اور نکھار چاہا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۵۰)

Scanned with CamScanner

جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور نسل کا انتساب چاہا اور اسے پتہ ہو کہ وہ اس کا باپ نہیں تو وہ جنت میں کبھی نہ جائے گا

اور یہ بھی فرمایا

من ادعی إلی غیر أبیه وانتمی إلی غیر موالیه فعیله لعنة الله المتتابعة إلی یوم القیامة (ایضا)

اور ایسے آدمی پر قیامت تک اللہ کی لعنت اترتی رہے گی

اسلام کے اس انقلابی اعلان کا اثر یہاں تک پہنچا کہ حضور ﷺ کے متبنی حضرت زیدؓ جو پہلے زید بن محمد کہلاتے تھے پھر زید ابن حارثہ بن گئے اور قانون قرار پایا کہ نسبت اصل باپوں کی طرف ہی ہے یہی انصاف اور حق کے زیادہ قریب ہے

صلہ رحمی اسلام کی اساسی تعلیم ہے اس پر عمل تبھی ہو سکتا ہے کہ لوگ رشتہ داری میں ایک دوسرے کو پہچانیں پس انساب کا ضروری علم سیکھنا لازم ٹھہرا

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

تعلموا من أنسابکم ماتصلون به أرحامکم فان صلة الرحم محبه فی الاهل مثراة فی المال ومنساة فی الاثر (جامع ترمذی ج ا ص ۱۹)

اپنے انساب کو جانو کہ تم اپنے رشتہ داروں میں صلہ رحمی بروئے کار لا سکو صلہ رحمی اپنے لوگوں میں محبت کا سبب ہے مال میں ثروت ہے اور اثر میں دیرپا ہے

اسلام کے اسی معاشرہ میں اہل بیت رسالت نے پرورش پائی تھی دین فطرت کی آواز بنات رسول حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم (رضی

Scanned with CamScanner

اللہ عنہن) کے کانوں میں بھی پہنچی ہو گی انہیں بنات رسول کہنے والے ان کے بارے میں اسلام کے اس اساسی حکم سے ہٹ کر کوئی دوسرا فیصلہ نہ کر سکتے تھے نہ ان کے بارے میں تاریخ کوئی دوسرا فیصلہ دے سکتی تھی یہ نہیں ہو سکتا کہ یہ بیٹیاں تو کسی اور کی ہوں اور کہلائیں بنات رسول۔ اور حضور ﷺ ان کو اسی عنوان سے پذیرائی دیتے رہیں قرآن اور حدیث پر اگر خود حضور ﷺ کا عمل نہ ہو گا تو اور کس کا ہو گا؟

اسلام کے اس انقلابی اعلان کے بعد اگر زید ابن حارثہ زید ابن محمد نہیں رہ سکتے تو یہ سیدات مطہرات کسی اور کی بیٹیاں ہو کر بنات رسول کیسی رہ سکتی تھیں؟

قرآن وحدیث کی ان واضح ہدایات کی روشنی میں یہ محال ہے کہ حضور ﷺ امہات المؤمنین یا صحابہ کرام ان لے پالک صاحبزادیوں کو حضور ﷺ کی بیٹیاں کہتے رہیں اور دین فطرت کو عالمی سطح پر پیش کرنے والا پیغمبر خود اپنے ہاتھوں اور اپنے گھر میں دین فطرت عمل میں نہ لا سکے

سو حق یہ ہے کہ یہ تینوں سیدات طاہرات حضور ﷺ کی ہی بیٹیاں تھیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن آواز تو باپوں کے نام سے دی جائے اور نسبتیں غیر باپوں کے نام سے قائم رہیں اور وہ بھی پیغمبر کے گھر میں۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ خود اہل بیت رسالت تعلیم رسالت سے بے بہرہ رہیں (ماخوذ از ماہنامہ الہلال مانچسٹر دسمبر ۱۹۸۶ء)

افسوس کہ دور حاضر کے شیعہ ملا فرانسیسی مستشرق ہنری لامنس کے پیچھے چل پڑے اور یہ نہ دیکھا کہ لامنس صرف حضور ﷺ کی دوسری بیٹیوں کا انکار ہی نہیں کرتا حضرت سیدہ

Scanned with CamScanner

فاطمہؓ کی عزت و حرمت بھی اس کے قلم سے محفوظ نہیں ہے حضرت عثمان غنیؓ کی مخالفت میں حضور ﷺ کی دوسری اولاد کا انکار کرنا اہل بیت نبوی کی ہرگز کوئی خدمت نہیں ہے حضرت فاطمہؓ کو اپنی حقیقی بھنوں سے اور حضرات حسنین کریمین کو اپنی تین خالہ سے جدا کہنے والا کس طرح اہل بیت سے محبت کر سکتا ہے

حضور ﷺ اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ پڑھنے والا اس بات سے بے خبر نہیں کہ اللہ تعالی نے آپ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے چھ اولادیں عطا فرمائیں اور اس پر مسلمان اور غیر مسلم مؤرخین متفق ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ لاولد نہ تھے آپ کی اولاد ہوئیں آپ ﷺ کے لڑکے بچپن میں اللہ کو پیارے ہو گئے جبکہ آپ کی بیٹیوں نے عمر پائی ان کی شادیاں ہوئیں اور حضور ﷺ کی حیات میں پہلی تین صاحبزادیوں کا انتقال ہو گیا ان سے آپ کے دو نواسے بھی ہوئے جبکہ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے انتقال کے چھ ماہ بعد فوت ہوئیں۔

مگر افسوس کہ فرانس کے ایک مستشرق ہنری لامنس (Hanri Lammens) اس سچائی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اس کا کہنا ہے کہ محمد ﷺ کی فاطمہؓ کے سوا کوئی اولاد نہ تھی محض آپ کی عزت بچانے اور بڑھانے کے لئے آپ کی زیادہ اولاد ثابت کی جاتی ہے ورنہ ان کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں تھا ہنری لامنس نے اس پر ایک کتاب فاطمہ وبنات محمد (Fatima et les Filles de Mahomet) کے نام سے فرانسیسی زبان میں لکھی جس میں اس نے حضور ﷺ کی تین صاحبزادیوں کے وجود سے انکار کر دیا ہے البتہ بادل نخواستہ حضرت فاطمہؓ کو آپ کی صاحبزادی تسلیم کیا ہے تاہم ان کا تذکرہ بھی کسی عزت سے نہیں کیا ہم اس وقت اس کے ان توہین آمیز بیانات پر بحث نہیں

Scanned with CamScanner

کر رہے ہیں صرف یہ بتا رہے ہیں کہ مستشرق لامنس حضور ﷺ کی اولاد کا سرے سے منکر ہے۔

کفار مکہ حضور ﷺ کے بارے میں یہ کہتے تھے کہ اس کا تو کوئی بھائی بیٹا نہیں سو اس کے بعد اس کا نام لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا اس پر لامنس کا یہ بیان دیکھئے وہ لکھتا ہے

شاید یہ وہ اسباب ہیں جنہیں پیش نظر رکھ کر اصحاب سیر و تاریخ نے اپنی کتابوں میں محمد کے کئی بیٹے اور بیٹیوں مثلاً طیب عبدالعزی عبد مناف کا ذکر کیا ہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ دعوی جتنا آسان ہے اس کا ثبوت اتنا ہی مشکل ہے (کتاب مذکور ص ۷)

یہ صحیح ہے کہ حضور ﷺ کے بیٹے بیٹیوں میں سے کسی کا نام عبدالعزی اور عبد مناف نہ تھا لیکن یہ کہنا کہ حضور ﷺ کی کوئی اولاد نہ تھی اور آپ کی اولاد ہونے کا کوئی ثبوت نہیں تو یہ کھلی حقیقت کا انکار نہیں تو اور کیا ہے۔ پھر لامنس کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جن مؤرخین نے حضور ﷺ کی اولاد کا ذکر کیا ہے وہ صرف ان کے خیالات ہیں حقیقت نہیں۔ وہ لکھتا ہے

مؤرخین عرب بیان کرتے ہیں کہ محمد کی دو بیٹیاں رقیہ اور ام کلثوم کوئی اولاد چھوڑے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گئیں ام کلثوم کنیت نہ تھی بلکہ نام تھا ام کلثوم اور رقیہ کی شادی ابولہب کے دو لڑکوں سے ہوئی ابولہب محمد کا چچا تھا.....

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ نہ رقیہ کا کوئی وجود تھا نہ ام کلثوم کا یہ سب مؤرخین کی خیال آرائیاں ہیں انہوں نے یہ نام اس لئے ایجاد کر لئے ہیں کہ محمد کی اولاد کی تعداد میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے (ایضا)

حضور اکرم ﷺ کی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں آئیں اسی لئے

Scanned with CamScanner

آپ ذوالنورین کہلائے مگر لامنس کہتا ہے کہ یہ بھی حقیقت کے خلاف ہے اس نے لکھا
عثمان کا لقب ذوالنورین تھا اس سے یہ بات ثابت نہیں کی جا سکتی کہ محمد کی دو
بیٹیاں ان کے نکاح میں آئی تھیں عین ممکن ہے کہ یہ لقب انہیں بہت پہلے
حاصل ہو گیا ہو (ایضا)

لامنس نے حضرت فاطمہؓ کو حضور ﷺ کی بیٹی تسلیم کیا لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ مسلم مؤرخین نے حضرت فاطمہؓ کو کبھی اہمیت کا حامل نہیں جانا اور کسی نے بھی ان کی سیرت و سوانح پر تفصیل سے کچھ نہیں لکھا وہ لکھتا ہے

فاطمہ کی شخصیت شروع میں یکسر نظر انداز کر دی گئی البتہ جب شیعہ فرقہ اٹھا
تو علی کے ساتھ فاطمہ کا چرچا بھی ہونے لگا (کتاب مذکور)

لامنس آگے چل کر لکھتا ہے

اگر فاطمہ کی شخصیت کو صحیح آب و رنگ میں دیکھنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ وہ
سنہرا تاج ان کے سر سے اتار دیں جو مؤرخین نے ان کے سر پر ازراہ عقیدت
رکھ دیا ہے ہمیں بہر حال ایک نقاد اور مؤرخ کی حیثیت سے فاطمہ کی شخصیت کو
دیکھنا چاہیئے سچی بات تو یہ ہے کہ اپنے والد اور صحابہ کی نظر میں فاطمہ کی وہ قدر
و منزلت نہ تھی جو والدین اور دوسرے عزیزوں کی نگاہ میں کسی چہیتی اولاد کی
ہوتی ہے اپنے گھر فاطمہ نہ کسی احترام کی حامل تھیں اور نہ انہیں کوئی منزلت
حاصل تھی محمد کی ازواج میں عائشہ و حفصہ اور زینب وغیرہ کو گھر میں جو
منزلت حاصل تھی فاطمہ اس سے یکسر محروم تھیں یہ صرف ہماری خیال
آرائی نہیں بلکہ تاریخ کے ٹھوس حقائق ہیں جنہیں ہم زبان قلم پر لا رہے ہیں

Scanned with CamScanner

ہوتی (ایضا) (معاذاللہ ثم معاذاللہ)

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ اسلام میں حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مقام کس قدر بلند ہے اور خود حضور ﷺ نے انہیں کن مناقب و فضائل اور قدر و منزلت سے نوازا تھا اور آپ کی ازواج مطہرات اور دیگر صحابہ کرام کا ان کے ساتھ کس طرح ادب و احترام کا رشتہ رہا یہ بات کسی کو معلوم نہ ہوئی تو وہ صرف مستشرق لامنس ہے جسے یقین ہے کہ جو کچھ وہ لکھ رہا ہے اس میں کوئی جھوٹ نہیں آخر اس سے بڑی دروغ بیانی اور کیا ہو گی کہ یہ کہہ دیا جائے حضور ﷺ کی سوائے فاطمہ کے کوئی اولاد نہ تھی اور اس سے بھی بڑا جھوٹ یہ ہے کہ فاطمہ بھی کسی عقیدت و محبت کا کوئی محور نہ تھی (العیاذباللہ)

لامنس نے اس کتاب میں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علی مرتضٰی کی شادی اور ان کی زندگی کے دیگر پہلوؤں کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کی زندگی کے مختلف واقعات کو اپنی فساد طبیعت کے سبب نہایت بھونڈے طریقہ پر پیش کیا ہے کبھی وہ کہتا ہے کہ حضرت فاطمہ نے بڑی عمر میں شادی کی تھی کہیں لکھتا ہے کہ پیغمبر کے پاس اپنی بیٹی کو دینے کے لئے کچھ بھی نہ تھا اور ساتھ ہی سوال کرتا ہے کہ خدیجہؓ مالدار خاتون تھیں ان کا مال کہاں گیا؟ کہیں وہ حضرت علیؓ کے حلیہ مبارک کو نشانہ طعن بناتا ہے اور کہتا ہے کہ فاطمہؓ نے علیؓ سے شادی کرنا پسند نہ کیا تھا لامنس نے مختلف واقعات کو غلط رنگ دے کر نہ صرف یہ کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو بلکہ حضور ﷺ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا اور یہی اس کی غرض بھی معلوم ہوتی ہے۔

جناب رئیس احمد جعفری نے اپنی کتاب فاطمہ بنت محمد (مطبوعہ ۱۹۳۶ء) میں لامنس کی کتاب کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ قدیم اسلامی لٹریچر پر گہری نظر رکھنے کے باوجود

Scanned with CamScanner

مستشرق لامنس نے کہاں کہاں ٹھوکریں کھائی ہیں اور اپنی رنگ آمیزی سے بات کو کہاں سے کہاں پہنچادیا ہے اور کس طرح تاریخ کے نام پر اس نے تاریخ کے ساتھ بھونڈا اور بے ہودہ مذاق کیا ہے

ہمیں اس سے زیادہ افسوس دور حاضر کے ان شیعہ ملاؤں پر ہوتا ہے جو لامنس کی پیروی کرتے ذرا بھی نہیں شرماتے اور اس کے بھونڈے اور بے ہودہ مذاق کو حقیقت سمجھ کر حضور ﷺ کی تین بیٹیوں کا سرے سے انکار پر اترے ہوئے ہیں اور مستشرق لامنس کی پیروی میں کھلے عام یہ کہتے نہیں شرماتے کہ حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ حضور ﷺ کی اولاد نہ تھی یہ کسی اور کی بیٹیاں تھیں جو حضور ﷺ کے گھر پل رہی تھیں لاہور کا شیعہ ملا غلام حسین نجفی لکھتا ہے

> شیعہ بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور کی پالتو تھیں..... تاریخ نے یہ بھی بتایا ہے کہ وہ لڑکیاں حضور کی بیوی خدیجہؓ کی پالتو تھیں..... وہ لڑکیاں نبی پاک کی اپنی نہ تھیں خدیجہ کی پالتو تھیں (قول مقبول ص ۱۸۵)

غلام حسین نجفی شیعی نے اس کتاب میں جگہ جگہ یہ بات لکھی ہے کہ حضور ﷺ کی صرف ایک ہی بیٹی حضرت فاطمہؓ تھی آپ کی کوئی دوسری بیٹی نہ تھی اور جن بیٹیوں کا ذکر کیا جاتا ہے وہ آپ کی پالتو تھیں حقیقی نہ تھیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

کیا یہ وہی بات نہیں جو فرانس کے مستشرق لامنس نے کہی ہے لامنس نے یہ بات اس لئے کی کہ اسے حضور ﷺ کو اپنی تنقید کا نشانہ بنانا تھا اور شیعہ علماء اس لئے یہ بات کہتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان غنیؓ کو حضور ﷺ کا حقیقی داماد کہنا نہیں چاہتے اگر وہ یہ بات مان لیں کہ حضرت فاطمہؓ کی دوسری بہنیں بھی تھیں تو انہیں ماننا پڑے گا کہ حضرت عثمان غنیؓ اس

Scanned with CamScanner

درجہ کے مؤمن کامل تھے کہ حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں دی تھیں یہ بات دور حاضر کے شیعہ ملاؤں کو آسانی سے ہضم نہیں ہو رہی ہے۔

شیعہ کے جن علماء نے یہ تسلیم کیا کہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی عثمانؓ کو دی تھی تو ساتھ ہی وہ اپنے اس باطنی خبث کا اظہار کرنے سے بھی نہیں رکے کہ حضور ﷺ نے اپنی صاحبزادی عثمانؓ کے نکاح میں اس لئے دی کہ وہ ظاہرا مسلمان ہونے کے دعویدار تھے جبکہ در حقیقت وہ مسلمان ہی نہ تھے اور یہ بات حضور ﷺ کو بخوبی معلوم تھی آپ نے ان کی تالیف قلب کے لئے اور دین اسلام کی تقویت کے لئے اپنی صاحبزادی کا رشتہ ان سے کر دیا اگر حضور ﷺ ان کے بارے میں بات کھول دیتے کہ وہ تو مسلمان ہی نہیں ہیں تو حضور ﷺ کے ساتھ چند کمزور مسلمانوں کے سوا اور کوئی بھی نہ ہوتا جس طرح حضور ﷺ کے بعد حضرت علیؓ کے ساتھ تین چار آدمی ہی رہ گئے تھے..... انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اب آپ ہی بتائیں کہ اس قسم کے فاسقانہ عقیدہ کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیعہ اور سنی بھائی بھائی ہیں اور ان کے درمیان عقیدے کا کوئی فرق نہیں ہے سب ایک ہیں؟ یہ بات بھنگ پینے والا ذاکر یا ملنگ کہتا تو شاید ہم اس پر کان بھی نہ دھرتے افسوس کہ ایرانی رہبر علامہ خمینی کے ممدوح ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) نے کھل کر یہ بات لکھی ہے اب ہم اسے کس طرح رد کر سکتے ہیں ان کے الفاظ ملاحظہ کریں اور خود ہی فیصلہ کریں

پس اگر دختران بعثمان دادہ باشد بنا برآن کہ در ظاہر داخل مسلمانان بودہ است دلالت نمے کند برآن کہ در باطن کافر نبودہ است وتالیف قلب ایشان ودختر خواستن از ایشان ودختر

دادن بایشاں و در ترویج دین اسلام واعلائے کلمة الحق مدخلیت درشت و در اینا مصالح بے شماربود که اکثر آنها برعاقل مقاهل پوشیده نیست واگر آنجناب اظهار نفاق ایشان می نمود واسلام ظاهر ایشاں را قبول نمی فرمود باں جناب بغیرازقبیلے ضعفا نمے ماندند چنانچه بعد ازآں بامیر المؤمنین علیه السلام بغیر از سه چهار نفر نماندند (حیات القلوب ص ۵۶۱)

حیات القلوب کے اردو ترجمہ کے الفاظ یہ ہیں

سب سے زیادہ صحیح جواب یہ ہے کہ یہ لوگ منافقوں میں داخل تھے اور خوف اور لالچ کے سبب بظاہر اسلام کا اظہار کرتے تھے لیکن باطن میں وہ کافر تھے اور خداوند عالم نے مصلحتوں اور حکمتوں کی بناء پر آنحضرت ﷺ کو حکم دیا تھا کہ ان کے ظاہری اسلام پر حکم جاری کریں اور طہارت و مناکحت اور میراث وغیرہ تمام احکام ظاہری میں ان کو مسلمانوں کے ساتھ شریک رکھیں سو آنحضرت ان کو مسلمانوں سے الگ نہیں کرتے تھے اور ان کے نفاق کا اظہار نہیں کرتے تھے..... تو اگر عثمان کو (حضور ﷺ نے) دختر دے دی اس بناء پر کہ ظاہر میں وہ مسلمانوں میں داخل تھے تو یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ باطن میں کافر نہ تھے اور ان کی تالیف قلب اور ان سے بیٹی لینا اور اپنی بیٹی ان کو دینا اسلام کی ترویج اور کلمہ حق کے بلند و رواج دینے میں نہایت درجہ دخل رکھتا تھا اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں جو غور و فکر کرنے والے کسی صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں ہے اگر سرکار دوعالم ان کے نفاق کا اظہار فرماتے

Scanned with CamScanner

اور ان کے ظاہری اسلام کو قبول نہ کرتے تو تھوڑے سے کمزور اور غریب لوگوں کے سوا حضرت کے پاس کوئی نہ رہ جاتا جیسا کہ آنحضرت کے بعد امیر المؤمنین کے ساتھ تین چار افراد کے علاوہ کوئی نہ تھا (ترجمہ حیات القلوب ص ۸۷۲ طبع مکتبہ زینبیہ یونیورسٹی روڈ کراچی)

اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق شیعہ علماء کس قسم کے عقائد و خیالات رکھتے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ اس سے خود سرور دو عالم ﷺ کی تصویر کس رنگ میں دکھائی دیتی ہے۔ اہل سنت اور شیعہ کو بھائی کہنے اور ان دونوں کے عقیدے میں فرق نہ کرنے والے بے شک ہماری باتوں کو نہ مانیں مگر کم از کم شیعہ علماء کے بیانات پر غور تو کریں اور فیصلہ کریں کہ کیا یہ محض فروعی اختلافات ہیں؟

ہم اوپر یہ بات بتا رہے تھے کہ شیعہ کے جو جہلاء اب بھی مستشرق لامنس کی پیروی میں یہ کہنے سے باز نہیں آتے کہ حضور ﷺ کی صرف ایک حقیقی بیٹی تھی دوسری کوئی بیٹی نہ تھی کیا وہ قرآن کریم (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۹ پ ۲۲) کی آیت کا کھلا انکار نہیں کرتے قرآن کریم نے آپ کی صاحبزادیوں کا ذکر کیا ہے صرف ایک بیٹی کا نہیں علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانی شافعیؒ (۹۲۸ھ) شیعہ علماء کا اس طرح جواب دیتے ہیں

قولهم ان النبی ﷺ لم یکن له من البنات غیر فاطمة رضی الله عنها..... والجواب ان القائل بهذا کافر لتکذیب القرآن فان الله تعالی یقول یاایها النبی قل لازواجك وبناتك قالوا بنات زوجته خدیجة قلنا تسمی ربیبة لابنتا والاضافة إلیه لا تکون إلا للصلب

حقیقۃ ولا إمتناع للحقیقۃ ھھنا (الشیعۃ والباھرۃ ص ۳۱۹)

شیعہ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کی سوائے فاطمہ کے اور کوئی بیٹی نہ تھی ؟ کا جواب یہ ہے کہ اس قول کا قائل کافر ہے قرآن کریم کے بیان کی تکذیب کی وجہ سے ۔اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا اے نبی آپ اپنی گھر والیوں اور صاحبزادیوں سے کہہ دیجئے..... شیعہ کہتے ہیں کہ یہ دوسری لڑکیاں خدیجہؓ کی بیٹیاں تھیں حضورؐ کی نہیں ہم کہتے ہیں کہ پھر تو انہیں لے پالک کہا جاتا بیٹیاں نہیں قرآن کی آیت میں ان لڑکیوں کو حضور ﷺ کی جانب ہی منسوب کیا گیا ہے اور آپ کی بیٹیاں کہا گیا ہے اور بنات حقیقی بیٹی کو کہا جاتا ہے اور یہاں سوائے اس کے اور کوئی دوسری مراد نہیں ہو سکتی

شیعہ ملا نجفی کا یہ کہنا کہ حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم سلام اللہ علیھن کا حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ہونا تاریخی طور پر درست نہیں تو اس کی یہ بات بھی اسی طرح غلط ہے جس طرح ان لوگوں کا یہ عقیدہ غلط ہے کہ خدا نے رسالت حضرت علی کو دی تھی حضرت جبرئیل غلطی سے اسے محمد بن عبداللہ کو دے آئے تھے..... استغفر اللہ العظیم

پیش نظر رہے کہ ہر دور کے علماء اور مؤرخین ان تینوں کو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیاں بتاتے چلے آئے ہیں کبھی کسی نے انہیں حضور کی اولاد سے خارج نہیں کیا یہ دور حاضر کے شیعہ ہیں جو محض حضرت عثمان غنیؓ کے انتہائی بغض میں حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا انکار کرنے پر تلے بیٹھے ہیں آیئے ہم تاریخ سے کچھ اس کی شہادتیں پیش کریں

حضور ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں

ولدت خديجة رضى الله عنها لرسول الله ﷺ غلامين وأربع

نسوة القاسم وعبدالله وفاطمة وأم كلثوم ورقيه وزينب (مستدرک ج۳ص۱۷۶) وامهم جميعا خديجة بنت خويلد (طبقات ج۱ص۱۰۶)

☆.....امام قتادہؒ (۱۱۸ھ) کا بیان دیکھیں

ولدت له خديجة غلامين وأربع بنات ..... فاطمة وزينب ورقية وأم كلثوم(استيعاب)

☆.....امام محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ (۱۲۴ھ) کا بیان دیکھیں

ولدت له خديجة فاطمة وزينب وأم كلثوم ورقية.....(استيعاب تحت الاصابہ ج۴ص۲۸۱)

☆.....امام الائمہ حضرت امام ابو حنیفہؒ (۱۵۰ھ) لکھتے ہیں

وفاطمة وزينب ورقيه وأم كلثوم كن جميعا بنات رسول الله ﷺ ورضى الله عنهن (الفقہ الاکبر ص۳۰۶ مع الشرح القاری)

☆.....معروف مؤرخ محمد بن اسحاقؒ (۱۵۱ھ) کہتے ہیں

ولدت له خديجة زينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة .....(ایضا)

☆.....مؤرخ شہیر ابو عبدالملک بن ہشامؒ (۲۱۸ھ) سیرت میں لکھتے ہیں

آپ کے فرزند ابراہیم کے سوا تمام اولاد حضرت خدیجہ سے ہوئی یعنی القاسم جن کے نام سے آپ کنیت فرماتے تھے طاہر طیب زینب رقیہ ام کلثوم اور فاطمہ تھے (سیرت ابن ہشام ج۱ص۲۱۲)

☆.....اسی دور کے معروف مؤرخ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

ولد له زينب ثم رقية ثم فاطمة ثم أم كلثوم ثم ولد له عبدالله فسمى

Scanned with CamScanner

الطیب والطاھر وأمھم جمیعا خدیجہ بنت خویلد (طبقات ج ۱ ص ۱۰۶)

☆..... مصعب زبیریؒ (۲۳۶ھ) بھی اسی دور کے ماہر انساب اور مؤرخ ہیں ان کا بیان دیکھئے

اما خدیجة بنت خویلد فولدت لرسول الله ﷺ القاسم وکان یقال له الطاھر والطیب ولد بعد النبوة ومات صغیرا واسمه عبدالله وفاطمة وزینب وأم اکلثوم ورقیة بنی رسول الله ﷺ (نسب قریش ص ۲۳۱)

☆..... اسی دور کے ماہر انساب ابو جعفر محمد بن حبیب بغدادیؒ (۲۴۵ھ) کا بیان دیکھئے

فولدت للنبی ﷺ القاسم وزینب ورقیة وأم کلثوم وفاطمة ..... الخ (کتاب المحبر ص ۷۹)

☆..... اسی دور کے ایک اور مؤرخ ابن قتیبہ دینوریؒ (۲۷۶ھ) کا بیان بھی دیکھتے جائیں

وولد لرسول الله ﷺ من خدیجة القاسم وبه کان یکنی الطاھر والطیب وفاطمة وزینب ورقیه وأم کلثوم (المعارف لابن قتیبة ص ۶۱)

اسی دور کے ایک شیعہ مؤرخ احمد بن ابی یعقوب بن جعفر الکاتب (۲۵۸ھ) لکھتے ہیں

تزوج رسول الله خدیجة بنت خویلد ..... وولدت له قبل أن یبعث القاسم ورقیة وزینب وأم کلثوم ..... الخ (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۰)

☆..... امام حسن عسکری کے خاص شاگرد عبداللہ بن جعفر حمیری قمی (۲۹۲ھ) ہارون بن مسلم سے روایت کرتا ہے

ولد لرسول الله ﷺ من خدیجة القاسم والطاھر وأم کلثوم

Scanned with CamScanner

ورقية وفاطمة وزينب (قرب الاسناد ص ۸ تنقیح المقال ج ۳ ص ۷۳)

☆..... شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) کا بیان دیکھئے

وتزوج خديجة وهو ابن بضع وعشرين سنة فولد له منها قبل مبعثه القاسم ورقية وزينب وأم كلثوم (اصول کافی ج ۳ ص ۵ مع الشافی)

☆.....اسی دور کے شیعہ مؤرخ ابوالحسن بن حسین بن علی مسعودی (۳۴۶ھ) لکھتے ہیں

وكل أولاده ﷺ من خديجة خلا ابراهيم .....ورقية وأم كلثوم وكانتا تحت عتبه وعتيبه ابنى ابى لهب ..... فتزوجهما عثمان بن عفان واحدة بعد واحدة..... وزينب وكان تحت أبى العاص (مروج الذهب ج ۲ ص ۲۹۸)

ابراہیم کے علاوہ حضور ﷺ کی ساری اولاد خدیجہ کے بطن سے ہوئیں ان میں قاسم سب سے بڑے تھے ان کے علاوہ رقیہ اور ام کلثوم اور اور ان کا ابولہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ کا رشتہ ہوا تھا..... حضرت عثمان نے یکے بعد دیگرے ان سے شادی فرمائی اور آپ کی ایک بیٹی زینب تھی جن کی شادی ابوالعاص سے ہوئی۔ (باب ۳۹)

☆.....اسی دور کے معروف شیعہ عالم شیخ صدوق محمد بن علی بابویہ القمی (۳۸۱ھ) لکھتے ہیں

ولد لرسول الله ﷺ من خديجة القاسم والطاهر وهو عبدالله وأم كلثوم ورقية وزينب وفاطمة (کتاب الخصال ص ۷۵ ۳ باب ۷)

موصوف نے اپنی دوسری کتاب امالی کے ۶۷ باب میں بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے

☆.....امام محمد بن عبداللہ حاکم نیساپوریؒ (۴۰۵ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

ولدت خديجة لرسول الله ﷺ غلامين واربع نسوة قاسم عبدالله فاطمه زينب رقيه أم كلثوم (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۰۱)

☆.....اسی دور کے حافظ ابن حزم اندلسیؒ (۴۵۶ھ) حضور ﷺ کے نسب شریف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وكان له عليه السلام من البنات زينب أكبرهن وتاليها رقية وتاليها فاطمة وتاليها أم كلثوم أم جميع ولده سوى إبراهيم خديجة أم المؤمنين بنت خويلد (جمہرۃ انساب العرب ص ۱۶)

☆.....اسی دور کے معروف محدث اور مؤرخ حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) ہوئے ہیں آپ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے

وأجمعوا أنها ولدت له أربع بنات كلهن أدركن الاسلام وهاجرن وهن زينب وفاطمة ورقية وأم كلثوم (الاستیعاب ج ۴ ص ۲۸۱)

على ماتواترت به الاخبار في ترتيب بنات النبي ﷺ ان زينب الاولى ثم الثانية رقية ثم الثالثة أم كلثوم ثم الرابعة فاطمة الزهراء رضي الله تعالى عنهن (ایضا)

☆.....شیعہ مؤرخ ابن شہر آشوب (۵۸۸ھ) مناقب میں لکھتا ہے

ولد من خديجة القسم وعبدالله وهما الطيب والطاهر واربع بنات زينب رقيه وام كلثوم وهي آمنة وفاطمة (مرات العقول ج ۱ ص ۳۵۲)

☆.....معروف مؤرخ علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں

فولدت لرسول الله ﷺ ولده كلهم قبل أن ينزل عليه الوحى

Scanned with CamScanner

زینب وأم کلثوم وفاطمة ورقیة..... (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۸۲)

☆..... مفسر قرآن امام عبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ (۶۷۱ھ) کا بیان دیکھئے

جمیع أولاد النبی ﷺ من خدیجة سوی إبراهیم وکل أولاده ماتوا فی حیاته غیر فاطمه وأما الاناث من أولادهن فمنهن فاطمة الزهراء بنت خدیجة..... ومنهن زینب أمها خدیجة .....ومنهن رقیة أمها خدیجة..... ومنهن أم کلثوم أمها خدیجة (تفسیر قرطبی ج ۱۴ ص ۱۵۵)

☆.....امام شمس الدین محمد بن احمد الذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں

وأولاده کلهم من خدیجة سوی إبراهیم وهم القاسم والطیب والطاهر وماتوا صغارارضعا قبل المبعث ورقیة وزینب وأم کلثوم وفاطمة رضی الله عنهم فرقیة وأم کلثوم تزوجتا عثمان بن عفان وزینب زوجة أبی العاص بن الربیع وفاطمة زوجة علی رضی الله عنهم اجمعین (السیرة النبویة ص ۳۲ طبع بیروت)

☆.....حافظ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) حضور ﷺ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

أولهم القاسم وبه کان یکنی..... ثم زینب ثم رقیة وأم کلثوم وفاطمة (زاد المعاد ج ۱ ص ۶۵)

☆.....مؤرخ شہیر حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

فاما أولاده فذکورهم واناثهم من خدیجة بنت خویلد رضی الله عنها الا إبراهیم فمن مارية القبطیة وهم القاسم وبه کان یکنی لانه

Scanned with CamScanner

اکبر اولاده ثم زینب ثم رقیة ثم أم کلثوم ثم فاطمة ثم بعد النبوة عبدالله ویقال له الطیب والطاهر لانه ولد فی الاسلام (الفصول فی اختصار سیرۃ الرسول ۲۴۴)

☆..... شیخ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

وتزوجها وهو ابن خمس وعشرین سنة فولدت له القاسم وعبدالله وهو الطیب وهو الطاهر ..... وبناته الاربع (الاصابہ ج ۴ ص ۲۸۲)

زینب ثم رقیة ثم أم کلثوم ثم فاطمة (فتح الباری ج ۷ ص ۱۷۱)

☆..... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں

واضح رہنا چاہئیے کہ جن اولاد کرام پر تمام کا اتفاق ہے وہ چھ ہیں دو فرزند اور چار صاحبزادیاں ہیں سیدہ زینب سیدہ رقیہ سیدہ ام الکلثوم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنھم (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۷۰۷)

☆..... معروف شیعہ ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) کا بیان دیکھئے

وخدیجه او را خدا رحمت کند از من طاهر مطهر را بهم رسانید که او عبدالله بود وقاسم را آورد ورقیه وفاطمه وزینب وأم کلثوم ازو بهم رسید (حیات القلوب ج ۲ ص ۱۵۷)

☆..... موصوف یہ بھی لکھتے ہیں

وچهار دختر از برائے حضرت آورد زینب ورقیة وأم کلثوم وفاطمة (ایضا باب ۵۲)

☆..... شیعہ عالم شیخ نعمت اللہ جزائری (۱۱۱۲ھ) لکھتا ہے

Scanned with CamScanner

انما ولدت له ابنان وأربع بنات زينب ورقيه أم كلثوم وفاطمة (الانوار النعمانية ج ا ص ۳۶۶)

☆.....اسی دور کا شیعہ عالم مرزا محمد بن معتمد البد خشی (۱۱۲۶ھ) لکھتا ہے

وولدت له ابنين القاسم وعبدالله وأربعة بنات زينب ورقية وام كلثوم وفاطمة (نزل الابرار فی مناقب اہل البیت الاطہار ص ۷۵ طبع اصفہان)

☆.....شیعہ عالم عبداللہ مامقانی (۱۳۰۰ھ) کا بیان دیکھئے

ولدت للنبی ﷺ أربع بنات زينب وأم كلثوم وفاطمة ورقية (تنقیح المقال فی احوال الرجال ج ۳ ص ۷۷)

☆.....معروف شیعہ عالم محمد ہاشم بن محمد علی خراسانی (۱۳۵۲ھ) لکھتے ہیں

آں بزرگوار (ﷺ) خديجة الكبرى سه پسر داشت وچهار دختر جناب قاسم وزينب ورقية وأم كلثوم .....الخ (منتخب التواریخ ج ا ص ۲۳)

☆.....شیعہ عالم شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) امام جعفر صادقؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں

از برائے رسول خدا ﷺ ازخدیجه متولد شدند طاهر وقاسم وفاطمه وأم كلثوم ورقيه وزينب (منتہی الامال ج ا ص ۱۲۵)

(نوٹ) ملا باقر مجلسی نے بھی یہ بیان حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ پر نقل کیا ہے۔

شیعہ مؤرخ شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) کے یہ اشعار دیکھئے

فرزند نبی قاسم وابراہیم است　　پس طیب وطاہر زراہ تعظیم است

بافاطمہ ورقیہ وام کلثوم　　زینب شمر اس تراسر تعلیم است

Scanned with CamScanner

(منتہی الآمال ص ۱۸۰)

☆..... شیعہ عالم علامہ ابراھیم امینی کہتے ہیں

كانت(خديجة) إمراة شريفة وثرية ومعروفة وطاهرة من نساء قريش ولقد رزق منها بولدين توفيا فى الصغر وأربع بنات باسم زينب ورقية وأم كلثوم وفاطمة (دروس من الثقافة الاسلامية ص ۱۴۶ قم)

☆..... شیعہ کے محدث علامہ محمد مہدی حائری لکھتے ہیں

ولد لرسول الله من البنات أربعة وهن زينب وأم كلثوم ورقية والصديقة الطاهرة فاطمة عليها السلام(شجرہ طوبیٰ ص ۲۳۸ طبع نجف)

☆..... شیعہ عالم شہادت حسین رضوی لکھتے ہیں

حضرت خدیجہ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں ..... صاحبزادیوں میں حضرت زینب زوجہ ابو العاص حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم زوجہ عثمان غنی تھیں سب سے چھوٹی صاحبزادی سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ زہرہ آپ کو بے حد عزیز تھیں(تاریخ اسلام از ابتداء تا گیارہ ھجری ص ۱۹۱ طبع کراچی)

(نوٹ) شیعہ کے چار بڑے علماء نے اس کتاب کی تصحیح کی ہے

شیعہ عالم سید علی نقی جونپوری نے اپنی کتاب (تذکرۃ المعصومین ص ۴ طبع جھنگ) آیت اللہ عبدالحسین دست غیب نے (زندگانی صدیقہ کبریٰ فاطمہ زہراء ص ۱۸۳ طبع جھنگ) سید علی خان شیرازی نے (ریاض السالکین ج ۱ ص ۴۳۲ طبع قم) سید محمد تقی مدرسی نے (فاطمۃ الزہراء قدوۃ واسوۃ ص ۱۶) میں حضور ﷺ کی چار بیٹیوں کا کھلا اعتراف کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

☆ شیعہ کے ایک استدلال کا جواب

شیعہ علماء کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ جب عیسائیوں سے مباہلہ کے لئے گئے تو آپ صرف حضرت فاطمہؓ کو لے کر گئے تھے دوسری بیٹیاں چونکہ آپ کی حقیقی صاحبزادیاں نہ تھیں اس لئے آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر نہیں گئے۔

جواباً گذارش ہے کہ عیسائیوں کے ساتھ مباہلہ کا معاملہ سن ۱۰ ہجری میں پیش آیا (اسی طرح آیت تطہیر بھی ۹ ہجری میں نازل ہوئی) ان دونوں مواقع پر حضور ﷺ کی تینوں بیٹیاں حیات نہ تھیں ان واقعات سے بہت پہلے وفات پا چکی تھیں اگر وہ اس وقت حیات ہوتیں تو حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ ضرور انہیں بھی لے کر جاتے ہاں شیعہ علماء اس پر غور کریں کہ اس وقت حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم زندہ تھے یا نہیں ؟ (حضرت ابراہیم کی وفات ۲۰ شوال ۱۰ ہجری کو ہوئی تھی) سوال یہ ہے کہ کیا حضرت ابراہیم حضور ﷺ کے لے پالک بیٹے تھے کہ آپ انہیں بھی اپنے ساتھ لے کر نہیں گئے تھے ؟

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) علامہ سید محمود آلوسیؒ (۱۲۲۵ھ) اور علامہ شوکانیؒ (۱۲۵۵ھ) نے نقل کیا ہے کہ اس موقع پر حضور ﷺ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ اور ان کی اولاد حضرت عمر فاروقؓ اور ان کی اولاد حضرت عثمانؓ اور ان کی اولاد حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کو بھی اپنے ہمراہ لے کر گئے تھے (دیکھئے در منثور ج ۲ ص ۴۰)

حافظ ابن عساکرؒ (۵۷۱ھ) امام جعفر صادقؒ کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد امام محمد باقرؒ قرآنی آیت ﴿ تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

Scanned with CamScanner

فجاء بابی بکر وولدہ وبعمر وولدہ وبعثمان وولدہ وبعلی وولدہ (
فتح القدیر ج ا ص ۵۷۴)

اہل سنت اور شیعہ متقدمین و متاخرین کے ان بیانات سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ دور حاضر کے شیعہ علماء حضور ﷺ کی جن تین صاحبزادیوں کے بنات رسول ہونے کا انکار کرتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں پوری تاریخ میں سوائے ابو القاسم علی بن احمد علوی کوفی (۳۵۲ھ) کے کسی نے بھی حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے بنات رسول ہونے کا انکار نہیں کیا اور خود شیعہ علماء نے بھی ابو القاسم کے اس بیان کو کبھی اہمیت کے قابل نہ جانا اور اسی دور میں یعقوبی (۲۵۸ھ) اور پھر شیخ صدوق (۳۸۱ھ) اپنے اپنے بیان میں اس کا بدلائل رد کر چکے ہیں

پھر ان کے بعد کے مختلف ادوار میں بھی کسی نے انکار کی جرات نہیں کی شیعہ عالم شیخ عبداللہ مامقانی (۱۳۰۰ھ) نے اپنے دور میں ابو القاسم کا نام لے کر اس کے اس بیان کی تردید کی ہے اور کھل کر لکھا کہ

وھوان أتعب نفسه الاإنه لم یات بما یغنی عن تکلف النظر والثبوت وانه کبیت العنکبوت (تنقیح المقال ج ۳ ص ۷۹)

ابو القاسم نے خوامخواہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالا اور اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے مگر وہ تکلف سے بچ کر اور کوئی اہم ثبوت پیش نہ کر سکا اور سچ تو یہ ہے کہ اس کی ساری باتیں مکڑی کے جال کی طرح نہایت کمزور اور بودی ہے۔

دور حاضر کے وہ شیعہ علماء جو حضور اکرم ﷺ کی پہلی تین صاحبزادیوں کو حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی اولاد بتا کر ان کی شان میں بے ادبی کے مرتکب ہیں وہ کم از کم اپنے ہی

ایک معتبر شیعہ عالم مرزا یوسف حسین لکھنوی کے اس انوکھے بیان پر توجہ دیں کہ حضرت خدیجہؓ کا تو پہلا شوہر کوئی نہ تھا جب شوہر ہی نہ تھا تو یہ اولاد کہاں سے ان کی ہو سکتی ہے؟ موصوف لکھتے ہیں

اصح قول یہی ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کا کوئی شوہر سوائے جناب رسالتمآب ﷺ کے نہ تھا (البتول ص ۸۹)

ایک اور شیعہ پروفیسر سید مجتبی حسن گامونپوری لکھتے ہیں

حضرت خدیجہ کا جب عقد آنحضرتؐ سے ہوا تو آپ باکرہ تھیں صرف آنحضرتؐ ہی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے اپنے شوہر کی حیات میں ہی انتقال فرمایا (بنات رسول ص ۶ طبع کراچی ۱۹۷۴ء)

شیعہ علماء کی درباب بنات رسول حواس باختگی کا عالم یہ ہے کہ ایک طرف وہ حضور ﷺ کی پہلی تین صاحبزادیوں کو حضرت خدیجہؓ کے پہلے شوہر کی اولاد کہتے ہیں اور دوسری طرف ان کا دعوی یہ بھی ہے کہ حضرت خدیجہ کا تو کوئی شوہر تھا ہی نہیں ان کے اول آخر شوہر حضور ﷺ ہی تھے۔ جبکہ وہ تیسری طرف یہ بھی کہتے نظر آتے ہیں کہ حضرت خدیجہ کے پہلے شوہر تھے مگر اس کے باوجود حضرت خدیجہؓ باکرہ ہی رہیں یعنی پہلے شوہروں سے بکارت محفوظ رہی (دیکھئے مناقب آل ابی طالب ج ۱ ص ۱۰۹ طبع بمبائی ۱۳۱۷ھ۔ مرآۃ العقول ج ۱ ص ۳۵۲)

ہم پہلے یہ بات بتا آئے ہیں کہ شیعہ ملاؤں کے اس انکار کی غایت حضرت عثمان غنیؓ کے ایمان کا انکار ہے (معاذ اللہ) اگر یہ لوگ یہ بات مان لیں کہ حضور ﷺ نے جن دو صاحبزادیوں کو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا تھا وہ آپ کی اپنی شہزادیاں اور حضرت

Scanned with CamScanner

فاطمہؓ کی بڑی بہنیں تھیں تو پھر انہیں حضرت عثمان غنیؓ کے ایمان کامل کا اقرار کرنا پڑتا ہے بجائے اس کے کہ وہ حضرت عثمانؓ کو مؤمن کامل مانیں وہ آپ کی مخالفت و عداوت اور بغض وعناد کی انتہاء میں حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کا انکار کرتے انہیں ذرا بھی حیاء نہیں آئی اور انہیں حضور اکرم ﷺ کی اولاد سے خارج کر کے دوسروں کی بیٹیاں قرار دے دیا..... انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ہی بتائیں کہ حضور ﷺ کی بیٹیوں کو کسی دوسرے باپ کی طرف منسوب کر کے کیا یہ لوگ ایذاء رسول کے جرم کے مرتکب نہیں ہوئے ؟ اور اگر بات وہی ہو بھی (جو شیعہ کہتے ہیں کہ یہ دوسرے کی بیٹیاں تھیں) پھر بھی حضرت عثمانؓ کے ایمان کا کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا قرآن کریم نے یہ تو نہیں کہا کہ تم اپنی بیٹیاں تو بیشک کافروں کے نکاح میں نہ دو اوروں کی بیٹیاں بیشک تم کافروں کے نکاح میں دے دو۔ (استغفر اللہ العظیم)

راقم الحروف نے اسی جذبے کے تحت کہ یورپ کے مسلمان ہدایت اور اہل بیت کے نام پر نادانی میں کسی بغاوت کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں اس کتاب میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تین بڑی بہنوں کا مستند دلائل کی روشنی میں ذکر خیر کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ یہ تینوں شاہزادیاں بھی حضور ﷺ کی آنکھ کا نور اور دل کا سرور تھیں ہاں جب یہ تینوں یکے بعد دیگرے جنت میں اپنے خیمے لگا چکیں تو پھر حضور ﷺ کی ساری محبتوں اور برکتوں کا مرکز اکیلی حضرت سیدہ فاطمہؓ بن گئیں پھر آپ نے جس شان سے حضور ﷺ کی محبت پائی اس جیسی محبت پھر کسی کو نہ مل سکی حضور ﷺ نے آپ کے مناقب و فضائل اعلیٰ اخلاق و کردار اور عمل و اخلاص کی خود گواہی دی ہے اور آپ کو شرف قبولیت سے نواز کر جنت کی عورتوں کی سردار بتایا..... فرضی اللہ تعالیٰ عنہا

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

حضور اکرم خاتم النبیین ﷺ کی سیرت طیبہ اپنی ذات میں روشن چراغ اور اپنے سب متعلقین کے لئے حتمی درجے میں سیرت ساز تھی سراج منیر سے روشن ہونے والے ہزاروں دیئے آسمان ہدایت پر پر ستارہ بن کر چمکے اہل بیت کی کشتی ستاروں کی روشنی میں منزل مراد کی طرف جارہی تھی کشتی نوح کے منزل مراد پر پہنچنے کی خبر خود آنحضرت ﷺ دے چکے تھے حضور ﷺ کی سیرت سازی کی عملی بہار خلافت راشدہ کے باغ میں دیکھی گئی اور خواتین کی اسلامی زندگی کے خاکہ میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور بنات مکرمات نے عملی رنگ بھرا مردوں کے لئے حضرت صدیق اکبر حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت علی مرتضیٰ۔ امین امت (حضرت ابو عبیدہ) ترجمان القرآن (حضرت عبداللہ ابن عباس) فقیہ الامت (حضرت عبداللہ ابن مسعود) حواری رسالت (حضرت زبیر) سرتاج قرات (حضرت ابی بن کعب) اور سیف اللہ (حضرت خالد بن ولید) وغیرہم کے آئینہ قلب پر شمع رسالت کا پرتو آیا تو عورتوں میں حضرت فاطمۃ الزہراء اور حضرت عائشہ صدیقہ شمع رسالت سے فیض یاب ہو کر خواتین امت کے لئے ضیاء بار ہوئیں

حضرت فاطمۃ کی تمام سیرت کی سوائے آخر کے چھ ماہ کے آنحضرت کے سایہ فیض میں پرورش ہوئی اور آپ کے اخلاق و کردار اور عمل و اخلاص کی خود ذات رسالت نے شہادت دی اور حضرت سیدہ کو شرف قبولیت سے نواز کر جنت کی عورتوں کی سردار فرمایا حضور ﷺ کے بعد حضرت سیدہ کی زندگی چھ ماہ سے آگے نہ جا سکی یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدہ کی زندگی زیادہ اختلافات کا مرکز نہ بنی

بنابریں حضرت سیدہ کی سیرت تقویٰ و طہارت اور اعتماد رسالت کا ایک متفق علیہا نمونہ ہے ہاں حضور ﷺ کے بعد آپ کی چھ ماہ کی زندگی ضرور محل بحث بن گئی جمہور اہل سنت کے ہاں آپ کی یہ چھ ماہ کی زندگی بھی سابق زندگی سے مربوط اور اسی طرح خدا پرستی اور تقویٰ و تبتل کے نور سے نور علی نور تھی لیکن بعض سازشی لوگوں نے حضرت سیدہ کی اس چھ ماہ کی زندگی کو آپ کی سابق زندگی سے جدا کر کے ایک نئے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی جس کی وجہ سے ضروری تھا کہ حضرت سیدہ کی حیات طاہرہ کے دامن پاک سے وہ تمام چھینٹے اڑا دیئے جائیں جو غلط راویوں کی توڑ پھوڑ اور سازشی ذہنوں کی گھڑت جوڑنے پھینکنے کی کوشش کی ہے

افادات

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی

Scanned with CamScanner

خاتون جنت سیدۃ النساء

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی..... اما بعد

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی اور سب سے چہیتی دختر نیک اختر ہیں آپ کی والدہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ ہیں حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ولادت اعلان نبوت سے پانچ برس پہلے ہوئی اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۵ سال کی تھی (طبقات ج ۸ ص ۱۶) وبھذا جزم المدائنی (الاصابہ ج ۴ ص ۳۷۷)

علامہ عبدالرؤف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں کہ ابن جوزی نے اس کا ذکر کیا ہے اور علامہ مدائنی نے اسی قول کو مضبوط کہا ہے اہل بیت کے اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ آپ کی ولادت نبوت سے پانچ سال پہلے ہوئی (اتحاف السائل ص ۲۴)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حلیہ مبارک

حضرت فاطمہؓ کا حلیہ مبارک حضور اکرم ﷺ سے بہت ملتا جلتا تھا ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی چال ڈھال لب ولہجہ اٹھنا بیٹھنا بات چیت کرنا ہو بہو

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کی طرح تھا

مارأیت أحدا أشبه سمتا ودلا وهدیا برسول الله ﷺ فی قیامها وقعودها من فاطمة بنت رسول الله ﷺ (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷)

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

مارأیت أحدا کان أشبه کلاما وحدیثا برسول الله ﷺ من فاطمة

(استیعاب ج ۴ ص ۳۷۷)

حضور ﷺ جس طرح حسن وجمال کا پیکر تھے آپ کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہؓ کو بھی اللہ نے حسن وجمال کی دولت سے نوازا تھا حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ سے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ حضرت فاطمہؓ چاند سورج سے زیادہ حسین اور سیاہ بالوں والی تھی اور حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھیں

کانت کالقمر لیلة البدر أوالشمس کفر غماما إذا خرج من السحاب بیضاء مشربة حمرة لها شعر أسود من أشد الناس برسول الله ﷺ شبها . (مستدرک ج ۳ ص ۱۷۶)

(نوٹ) شیعہ عالم ملاباقر مجلسی نے حضرت انس کی والدہ کا یہ بیان بحار الانوار میں نقل کیا ہے (ج ۴۳ ص ۶)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نام ولقب

حضور اکرم ﷺ نے اپنی چھوٹی صاحبزادی کا نام فاطمہؓ رکھا حضرت علی مرتضیٰؓ کی والدہ ماجدہ اور حضرت عمر فاروقؓ کی بہن اور سید الشہداء حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا نام بھی فاطمہؓ تھا

Scanned with CamScanner

اور آپ شرف اسلام سے مشرف ہوئیں تھیں اور ہجرت کا شرف بھی پایا تھا علامہ احمد بن محمد قسطلانیؒ (۹۲۳ھ) مرفوعا نقل کرتے ہیں کہ

إنما سميت فاطمة لان الله قد فطمها وذريتها عن النار يوم القيامة .....اخرجه الحافظ والدمشقي وروى الغساني والخطيب مرفوعا لان الله فطمها ومحبيها عن النار (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۹۴)

حضور ﷺ نے اپنی بچی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اللہ تعالی نے ان کو اور ان کی ذریت کو جہنم کی آگ سے بچایا ہے ..... اور یہ نام اس لئے رکھا کہ اللہ تعالی نے ان کو اور ان کے دوستوں کو آتش دوزخ سے بچایا ہے۔

ان فاطمة أحصنت فرجها فحرمها الله وذريتها على النار (جامع صغیر ج ۱ ص ۱۳۹)

بیشک فاطمہ نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو اللہ نے اس پر اور اس کی اولاد پر آتش جہنم کو حرام فرمادیا

علامہ عبدالروف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) کہتے ہیں

أما هي وابناها فالمراد في حقهم التحريم المطلق واما من عداهم فالمحرم عليهم نار الخلود (فیض القدیر ج ۲ ص ۴۶۲)

حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کے بارے میں تو مطلقا جہنم کا حرام ہونا مراد ہے اور جہاں تک ان کے علاوہ کا تعلق ہے تو ان کے حق میں بھی دوزخ میں رہنا حرام ہے۔۔

حضرت فاطمہؓ کی نشو ونما ایک ایسے گھرانے میں ہوئی جس سے زیادہ مقدس اور معظم گھر

اس روئے زمین پر کہیں نہ تھا آپ نبوت کے سایہ میں پلتی رہیں۔ ہوش سنبھالا تو آفتاب رسالت کی حسین کرنیں آپ کے سامنے تھیں اور آپ نے اس کرنوں سے بھرپور فائدہ اٹھایا حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے اپنی بچی کی تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دے رکھی تھی اور آپ زہد و تقوی اور فضل و کمال میں بہت اونچے مقام پر فائز تھیں

12

آپ کی کنیت أم ابیھا تھی (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۱۶ ۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۹)

جبکہ آپ کے مشہور القاب سیدۃ النساء اہل الجنۃ۔ زہراء۔ طاہرہ۔ مطہرہ۔ راضیہ مرضیہ زاکیہ اور بتول ہیں۔ حضرت جعفر صادقؒ نے آپ کے القاب میں صدیقہ مبارکہ اور محدثہ بھی بتایا ہے۔ (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۰)

حضرت سیدہ بتولؓ کے لقب سے اس لئے ممتاز ہوئیں کہ

آپ فضیلت اور دین اور حسب کے اعتبار سے اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے فائق تھیں اور یہ بھی کہا گیا آپ دنیا سے بالکل منقطع تھیں ان کا سارا دھیان اللہ کی طرف تھا (مواہب ج ۱ ص ۳۹۵)

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ (۱۰۳۴ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت فاطمہؓ زہد و انقطاع میں بڑھ کر تھیں اس لئے حضرت فاطمہؓ کو بتول کہتے تھے جو انقطاع میں صیغہ مبالغہ ہے (مکتوبات دفتر دوم نمبر ۶۷ ص ۲۳۷)

حضور ﷺ پر ایمان لانے والا سب سے پہلا گھرانہ آپ ہی کا تھا حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور آپ کی صاحبزادیاں آپ پر سب سے پہلے ایمان لائیں تھیں یہ آپ کا ہی گھر تھا جو سب سے پہلا دار الاسلام بنا۔ علامہ محمد عبد الباقی زرقانیؒ (۱۱۲۲ھ) شرح مواہب میں لکھتے ہیں

والحاصل انه لایحتاج للنص علی سبقهن إلی الاسلام لنشأتهن بین

احصان اصدق واکرم ابوة وافضل واحنی امومة یاخذن عن ابیھن اکرم المکارم وعن امھن حصائل العقل التی لایوزن بہ عقل امراۃ فی السابقین ولا فی اللاحقین

حاصل یہ کہ اس بات کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں کہ آپ کی بیٹیاں اسلام کی جانب پہل کرنے والیوں میں سے تھیں کیونکہ ان کی پرورش سچے اور قابل احترام باپ کی آغوش میں ہوئی اور ایک محبت کرنے والی اور فضیلت رکھنے والی ماں کی گود میں ہوئی تھی اور یہ اپنے والد معظم کے اعلیٰ مکارم اور اپنی والدہ محترمہ سے عقل کے وہ خصائل حاصل کر رہی تھیں کہ جس کی عقل سے اگلی اور پچھلی خواتین میں سے کسی کا موازنہ نہیں کیا جاسکتا

عرب کے معروف فاضل شیخ احمد خلیل جمعۃ لکھتے ہیں

کان إسلام أسرة النبی زوجه وبناته اسلام الفطرة النقیة التی غذیت بالایمان والنبوة ونشات علی الفضیلة ومکارم الاخلاق فلله در هذه الاسرة المبارکة (نساء مبشرات بالجنۃ ۲۰۴)

حضور ﷺ کے خاندان ان کی اہلیہ اور صاحبزادیوں کا اسلام صاف ستھری فطرت کا نتیجہ تھا جو ایمان اور نبوت سے غذا کے طور پر دیا گیا اور ان کی نشوونما فضیلت اور اعلیٰ اخلاق پر ہوئی اس مبارک خاندان کا کیا کہنا

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا بچپن

حضور ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو کفار مکہ آپ کو ہر قسم کی ایذائیں پہنچاتے تھے آپ

Scanned with CamScanner

کی راہ میں کانٹے بچھانا اور آپ پر آوازیں کسنا تو ان کا روز کا معمول تھا آپ کبھی اللہ کی عبادت میں مصروف ہوتے تو قریش کے اوباش لڑکے آپ کی عبادت میں خلل ڈالنے کے لئے ذلیل کام کرنے سے بھی نہ شرماتے تھے حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور آپ کی بیٹیاں اس بات سے لاعلم نہ تھیں حضور ﷺ جب کبھی اس بارے میں رنجیدہ خاطر ہوتے تو گھر والے آپ کے اس غم و رنج کو ہلکا کر دیا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضور ﷺ خانہ کعبہ کے پاس نماز میں مصروف تھے قریش کے کچھ اوباش لڑکوں نے اونٹ کی اوجھڑی لا کر حضور ﷺ کی پشت مبارک پر رکھ دی اور ہنسنے لگے کسی نے اس بات کی خبر حضرت خدیجہؓ کو آکر دی حضرت فاطمہ الزہراءؓ کا بچپن تھا جب یہ بات سنی تو فوراً دوڑی اور حضور ﷺ کے پاس پہنچ کر اپنے ننھے منھے ہاتھوں سے یہ بوجھ اتارا

حتی جائته فاطمة فطرحته عن ظهره فرفع رأسه (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸)

اور جن لوگوں نے یہ حرکت کی تھی ان کو وہیں برا بھلا کہا حضرت فاطمہؓ اس وقت چھ سال کی تھیں

ایک مرتبہ رؤسائے قریش حجر اسود کے قریب بیٹھ کر معاہدہ کر رہے تھے کہ وہ مل کر حضور ﷺ پر حملہ کریں گے اور آپ کی جان لے لیں گے حضرت فاطمہؓ نے گزرتے ہوئے ان کی یہ بات سن لی تو وہ روتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس آئی اور ساری بات بتادی حضور ﷺ نے اپنی بیٹی کو تسلی دی اور فرمایا بیٹی نہ روؤ (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۵۷ مترجم)

اسلام کی خاطر حضور ﷺ نے جو مصائب برداشت فرمائے آپ کے گھر والے بھی اس میں برابر کے شریک رہے اور ان شدائد و مصائب کو حضور ﷺ کی طرح آپ کے گھر والوں

Scanned with CamScanner

نے بھی خندہ پیشانی سے قبول کیا اور کبھی اپنی زبان پر شکوہ و شکایت نہ لائے شعب (ابی طالب) میں حضور ﷺ کے ساتھ حضرت سیدہ فاطمہؓ بھی محصور تھیں اور اس کا اثر آپ کی طبیعت پر کافی رہا تھا۔

☆..... حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کا انتقال

ابھی آپ بہت چھوٹی تھیں کہ والدہ ماجدہ ام المؤمنین حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا اس حادثہ سے آپ پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا آپ ایک محبت اور شفقت کرنے والی ماں سے محروم ہو گئیں حضور ﷺ نے اپنی بچی کی نگہداشت کے خیال سے حضرت سودہ بنت زمعہؓ (۵۴ھ) کو اپنی زوجیت میں لیا اور انہیں ام المؤمنینؓ ہونے کا شرف ملا۔ حضور ﷺ کی یہ دوسری شادی تھی جو نبوت کے دسویں سال ماہ رمضان میں ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۲۶۷) ام المؤمنین حضرت سودہؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی نگہداشت میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہ برتی حضور ﷺ کا زیادہ تر وقت تعلیم و تبلیغ میں گزرتا تھا تاہم گھر آتے تو آپ اپنی چھوٹی بچی کو پاس بٹھاتے پیار فرماتے ان کا دل بہلاتے اور انہیں اچھی اچھی باتوں کی نصیحت فرماتے تھے۔

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ہجرت مدینہ

حضور ﷺ نے جب مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو اس وقت آپ کے گھر والے مکہ مکرمہ میں تھے کچھ مدت کے بعد آنحضرت ﷺ نے اپنے گھر والوں کو بلا لیا ان کو لانے کے لئے

Scanned with CamScanner

حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابو رافعؓ مکہ گئے تھے۔ ام المؤمنین حضرت سودہؓ حضور ﷺ کی بیٹیوں کو اپنے ساتھ مدینہ لے کر آئیں اس سفر میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر والے بھی ان کے ہمراہ تھے۔ (بذل القوۃ فی حوادث سنی النبوۃ ص ۱۲۹)

راستے میں گھر والوں کے لئے ضرورت کا سامان خریدنے کے لئے حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے پانچ سو درہم بھی لے کر زید بن حارثہ اور ابو رافع کو دئے تھے۔ علامہ محمد بن سعدؒ لکھتے ہیں

لما هاجر رسول الله الى المدينة خلفنا وخلف بناته فلما قدم المدينة بعث إلينا زيد بن حارثة وبعث معه أبا رافع مولاه وأعطاهما بعيرين وخمس مائة درهم أخذها رسول الله ﷺ من أبي بكر يشتريان بها مايحتاجان اليه من الظهر (طبقات ج ۸ ص ۴۹)

مدینہ منورہ میں رہائش کے دوران ام المؤمنین حضرت حفصہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی بہن حضرت اسماءؓ اور فاطمہؓ بنت زبیر اکثر آپ کے پاس آیا کرتیں تھیں اور ان کی دلجوئی فرماتی تھیں حضرت فاطمہؓ بھی ان کے آنے سے بہت خوش ہوتیں تھیں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ آپ سے عمر میں چھوٹی تھیں۔

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نکاح

حضور ﷺ کی دو بیٹیوں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ کی شادی ہو چکی تھی حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ بھی انہیں دنوں طے ہو رہا تھا آنحضرت ﷺ کو حضرت فاطمہؓ کی تزویج کا خیال درپیش ہوا اس وقت آپ کی عمر ۱۸ سال تھی (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۱۸)۔

Scanned with CamScanner

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۱۷۶ھ) کی رائے ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا نکاح غزوہ احد (۳ ہجری) سے پہلے ہو چکا تھا اس لئے کہ حضرت حسنؓ کی ولادت سن ۳ ہجری میں ہوئی تھی۔ (ازالۃ الخفاء ص ۲۵۴)

امام قرطبیؒ کا خیال ہے کہ آپ کی شادی رمضان ۲ ہجری میں ہوئی جبکہ رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی (تفسیر قرطبیؒ) حضرت علی مرتضیٰ کی عمر اس وقت ۲۱ سال اور پانچ ماہ تھی

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی حضرت فاطمہؓ کی تزویج کے متعلق فکر ہوئی اور انہوں نے حضرت سعد بن معاذؓ سے مشورہ کیا اور حضرت علی مرتضیٰؓ کو اس پر آمادہ کیا حضرت علی مرتضیٰؓ نے اس رشتہ کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں درخواست پیش کی تو آنحضرت ﷺ نے اس رشتہ کو قبول فرمایا۔ شیعہ عالم ملا محمد باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے کہ

ایک دن حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن معاذؓ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا ذکر چل نکلا ابوبکرؓ نے کہا کہ قریش کے کچھ لوگوں نے حضور ﷺ سے فاطمہؓ کا رشتہ مانگا ہے مگر حضور ﷺ نے ابھی ان کو جواب نہیں دیا اور کہا کہ فاطمہؓ کا معاملہ اس کے پروردگار کے سپرد ہے اللہ جس سے چاہیں گے اس سے نکاح ہو جائے گا اور ہم جانتے ہیں کہ اب تک حضرت علیؓ کا کہیں رشتہ نہیں ہوا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ حضرت علیؓ محض تنگ دستی کی بناء پر حضور ﷺ سے یہ رشتہ مانگنے سے کتراتے ہیں اس لئے حضرت علیؓ کو اس نکاح پر آمادہ کیا جائے اور اگر ان کا مسئلہ تنگ دستی کا ہے تو ان کی بھرپور مدد کی جائے چنانچہ یہ تینوں حضرات حضرت علیؓ کو تلاش کر کے ان کے پاس آئے حضرت علیؓ نے آنے کا سبب پوچھا حضرت ابوبکرؓ نے اپنے آنے کا سبب بیان کیا اور کہا کہ حضور ﷺ نے یہ رشتہ آپ کے لئے رکھا ہے آپ حضرت فاطمہؓ کا رشتہ مانگیں حضرت

Scanned with CamScanner

علیؓ حضرت ابو بکرؓ کی یہ بات سن کر رو دئے اور کہا

اندوہ مرا تازہ کردی و آرزوئے کہ درسینہ من پنہاں بود بہ ہیجان آوردی کہ باشد کہ فاطمہ را نخواھد ولیکن من اعتبار تنگ دستی شرم میکنم از آنکہ ایں معنی را اظہار نمائیم (جلاء العیون ص ۱۲۱ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۲۵)

تم نے میرے غم کو تازہ کر دیا ہے اور میرے دل کی پوشیدہ آرزو کو برانگیختہ کر دیا کون شخص ہے جو اس خواستگاری کے لئے خواہاں نہ ہو لیکن تنگ دستی کی وجہ سے میں اس چیز کے اظہار میں شرم محسوس کرتا ہوں

چنانچہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت سعدؓ نے انہیں اس رشتہ پر کسی نہ کسی طرح راضی کر لیا حضرت علیؓ گھر آئے اور سامان رکھ کر پھر حضور ﷺ کے پاس گئے

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ وغیرھم کے کہنے پر میں حضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا آنحضرت بہت جلال اور رعب والی شخصیت تھے

وکانت لرسول اللہ ﷺ جلالۃ وھیبۃ (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۷)

آپ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے اور فرمایا کہ کیوں آئے ہو میں نے اپنی قرابت نسبی اور نصرت دینی کا ذکر کیا اور پھر کہا کہ حضور میں حضرت فاطمہؓ سے شادی کرنا چاہتا ہوں آپ میرا یہ رشتہ کر دیجئے ﴿ یارسول اللہ فاطمۃ تزوجنیھا ﴾

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہرو میں حضرت فاطمہؓ سے پوچھ لوں چنانچہ آپ گھر تشریف لے گئے حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد مکرم کو وضو کرایا اور آپ کے ہاتھ پیر دھلائے حضور ﷺ نے پھر ان سے کہا کہ علیؓ بن ابی طالب نے تیرے نکاح کے متعلق

Scanned with CamScanner

ذکر کیا ہے تیرا کیا خیال ہے

حضرت فاطمہ چوں ایں سخن را بشنید ساکت گردید ولیکن روئے خود را نگردانید واظہار کراہت نفرمود پس حضرت رسول برخواست وفرمود اللہ اکبر ساکت شدن او علامت راضی شدن اوست (جلاء العیون ص ۱۲۰۔ کتاب الامالی للشیخ طوسی شیعی ج ۱ ص ۳۸)

حضرت فاطمہؓ خاموش رہیں لیکن چہرے پر کسی قسم کی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا اور نہ ہی اپنا چہرہ پھیرا حضور ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ فاطمہؓ کا خاموش رہنا اس کی رضامندی کی علامت ہے

ہم شیعہ محدث ملا محمد بن یعقوب کلینیؒ (۳۲۹ھ) کے اس بیان سے متفق نہیں کہ حضرت فاطمہؓ اس رشتہ سے خوش نہ تھی اور ان کو اس پر رونا آگیا حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ نہ رو بخدا اگر میرے خاندان میں علیؓ سے کوئی بہتر ہوتا تو میں علیؓ سے تیری شادی نہ کرتا ملا کلینی لکھتا ہے

لما تزوج رسول الله ﷺ فاطمة عليها السلام دخل عليها وهي تبكي فقال لها مايبكي فوا لله لو كان في أهلي خير منه مازوجتكه(فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۷)

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ روتی ہوئی حضور ﷺ کے پاس آئی اور کہا زنان قریش مجھے طعنہ زنی کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ تمہارے باپ نے مرد پریشاں کے ہمراہ تزویج کیا جو مالدار نہیں رسول خدا نے فرمایا فاطمہ گریہ نہ کرو (جلاء العیون ج ۲ ص ۱۰۸)

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس رشتہ کی منظوری دیتے ہوئے پوچھا کہ ان کے پاس مہر کے لئے کیا کچھ ہے؟ حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں

لما خطبت فاطمة قال النبی ﷺ هل لك من مهر قلت عندی راحلتی ودرعی فبعتهما بأربعة مائة (تاریخ کبیر از امام بخاری ج ۲ ص ۶۱)

حضور ﷺ نے پوچھا کہ مہر کے لئے کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا کہ سوائے ایک سواری اور زرہ کے اور کوئی چیز نہیں چنانچہ حضرت علیؓ نے اپنا یہ سامان چار سو درہم میں فروخت کیا۔

آنحضرت ﷺ نے اس موقعہ پر اس بات کی خصوصی ہدایت کی کہ فاطمہؓ کے لئے خوشبو بھی خریدنا کیونکہ فاطمہؓ بھی خواتین میں سے ہے اور ان کے لئے بھی خوشبو درکار ہوتی ہے

وقال أكثروا من الطيب لفاطمة فانها إمرأة من النساء (تاریخ کبیر از امام بخاری ج ۲ ص ۶۱)

شیعہ عالم احمد بن محمد موفق الدین اخطب خوارزم (۵۶۸ھ) لکھتے ہیں

حضرت علیؓ اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے جب نکلے تو راستہ میں ان کی ملاقات حضرت عثمانؓ بن عفان سے ہو گئی اور انہوں نے چار سو (یا چار سو اسی) درہم میں یہ سامان لے لیا جب سودا ہو چکا تو حضرت عثمانؓ نے زرہ لے لی اور درہم میرے ہاتھ میں دے دئے پھر حضرت عثمانؓ نے کہا۔

یاأباالحسن ألست أولی بالدرع منك وأنت أولی بالدراهم منی فقلت نعم قال فان هذا الدرع هدية منی إليك قال فاخذت الدراع والدراهم وأقلبت إلى رسول الله ﷺ فطرحت الدرع والدراهم

Scanned with CamScanner

بین یدیه و اخبرته بما کان من أمر عثمان فدعا له النبی ﷺ بخیر (مناقب خوارزمی ص ۲۵۲..... ۲۰ویں فصل بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۳۰)

اے علی میں زرہ کا آپ سے زیادہ حق دار ہوں اور آپ مجھ سے زیادہ دراہم کے ضرورت مند ہیں میں نے کہا جی ایسا ہی ہے اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ لیجئے یہ زرہ میری طرف سے آپ کے لئے ہدیہ ہے آپ اپنے پاس ہی رکھیں حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں زرہ اور دراہم دونوں لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا اور سارا واقعہ آپ کی خدمت میں عرض کردیا حضور ﷺ اس پر خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے لئے دعائے خیر فرمائی

آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو بلایا اور ان کو تقریباً ۶۳ دراہم دے کر کہا کہ اس سے حضرت فاطمہؓ کے گھر کے لئے ضروری چیزیں خرید لاؤ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ حضرت سلمانؓ حضرت عمارؓ اور حضرت بلالؓ بازار گئے اور وہاں سے مندرجہ ذیل چیزیں خریدیں۔ ایک بچھونا۔ ایک چمڑے کا گدا ایک چمڑے کا قالین جو کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تھا ایک چادر پانی کے لئے ایک مشکیزہ ایک کوزہ ایک گھڑا وضو کے لئے ایک برتن۔ اون کا ایک باریک کپڑا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کہتے ہیں

حملت أنا بعضه وسلمان بعضه وبلال بعضه وأقبلنا به فوضعناه بین یدی رسول الله ﷺ (ایضا)

میں نے کچھ سامان اٹھایا حضرت سلمان اور حضرت بلال نے کچھ اٹھایا اور سب حضور ﷺ کی خدمت میں لاکر پیش کردیا

شیعہ مؤرخ شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت ابوبکرؓ کو رقم حوالہ کی اور

فرمایا کہ اس رقم سے فاطمہؓ کے لئے مناسب لباس اور خانہ داری کے لئے ضروری اشیاء خرید کر لاؤ (بیت الاحزان ص ۶۴ ترجمہ اردو)

حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دیگر حضرات جب یہ سامان لے کر آئے تو حضور ﷺ ان چیزوں کو اپنے ہاتھ میں لیتے رہے اور دعا فرمائی کہ اے اللہ یہ چیزیں میرے اہل بیت پر مبارک ہوں (جلاء العیون ج ا ص ۱۷۳)

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے لئے کچھ فاصلے پر ایک مکان کرایہ پر لیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ پر یہ ذمہ داری عائد کی کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے مکان کو صاف ستھرا کر دیں چنانچہ حضرت عائشہؓ اس کام میں لگ گئیں وادی بطحاء سے اچھی قسم کی مٹی منگوا کر مکان کی لیپ پوت کی گئی اور جو سامان حضرت ابو بکر صدیقؓ خرید کر لائے تھے وہ سب آپ نے ترتیب سے ہر جگہ رکھ دئے اور خرما منقی سے خوراک تیار کی اور پینے کے لئے میٹھے پانی کا انتظام کیا اور پھر انہوں نے گھر کے ایک کونے میں مضبوط لکڑی گاڑی تاکہ اس پر پانی کا مشکیزہ اور کپڑے لٹکا سکیں (سنن ابن ماجہ ص ۱۳۹)

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ جب مجھے اس رشتہ کی منظوری مل گئی تو میں بہت خوش تھا اتنے میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ سے ملاقات ہو گئی انہوں نے اس بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں اس رشتہ کی منظوری کی خبر دی اور کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے بتایا ہے کہ اللہ نے آسمان پر میرا نکاح فاطمہؓ کے ساتھ کر دیا ہے اور اب تھوڑی دیر میں حضور ﷺ مسجد تشریف لانے والے ہیں اور اس نکاح کا اعلان فرمائیں گے یہ خبر سن کر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بہت خوشی ہوئی

Scanned with CamScanner

ففرحا فرحا شديدا ورجعا معي الى المسجد (بحارالانوارج ۴۳ ص ۱۲۹)

چنانچہ تھوڑی دیر بعد حضور ﷺ مسجد میں تشریف لائے آپ کے چہرہ انور پر خوشی کے آثار تھے آنحضرت ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ وہ سب مہاجرین وانصار کو اس نکاح کی اطلاع کریں حضرت بلال نے سب کو اطلاع کی چنانچہ سب حضرات جمع ہو گئے (مناقب خوارزمی ص ۲۵۲ کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۸۳)

علی بن عیسی اردبیلی شیعی (۶۸۷ھ) اور ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بطور خاص حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کا نام لے کر انہیں بلانے کا حکم دیا حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھ سے کہا

فانطلق فادع لی أبابكروعمروعثمان وعليا وطلحة والزبير وبعددهم من الانصار (کشف الغمہ ج ۱ ص ۴۷۲ بحارالانوارج ۴۳ ص ۱۱۹)

(ترجمہ) جاؤ ابوبکر عمر اور عثمان علی طلحہ اور زبیر وغیرہم کو بلا لاؤ

جب یہ حضرات اور دوسرے مہاجرین وانصار جمع ہو گئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو جبرئیل میرے پاس آئے ہیں انہوں نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالی نے بیت المعمور کے پاس تمام فرشتوں کو جمع کر کے اس بات کا شاہد وگواہ بنایا ہے کہ میں نے فاطمہ بنت رسولؐ کا اپنے بندے علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ نکاح کر دیا ہے اور اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنی صاحبزادی فاطمہؓ کا علیؓ کے ساتھ زمین میں نکاح کر دوں اور اس نکاح پر تم سب کو گواہ بناؤں (جلاء العیون ص ۱۲۵)

حضرت فاطمہؓ کا مہر چار سو مثقال مقرر ہوا تھا (ذخائر العقبی لمحب الطبری ص ۳۰ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۹۹)

Scanned with CamScanner

شیعہ مؤرخ شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) امام جعفر صادق کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا حق مہر دنیا کا خمس قیامت تک قرار دیا گیا ہے (بیت الاحزان ص ۶۴)

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے نکاح کا خطبہ اس طرح ارشاد فرمایا

الحمدلله المحمود بنعمته المعبود بقدرته المطاع بسلطانه المرهوب من عذابه وسطوته النافذ أمره فی سمائه وأرضه الذی خلق الخلق بقدرته وميزهم بأحكامه وأعزهم بدينه وأكرمهم بنبيه محمد ﷺ ان الله تبارك اسمه وتعالت عظمته جعل المصاهرة سببا لاحقا وأمرا مفترضا أوشج به الارحام وألزم به الانام فقال عز من قائل ﴿ وهو الذی خلق من الماء بشرا فجعله نسبا وصهرا وكان ربك قديرا﴾ فأمر الله تعالى يجرى إلى قضائه وقضاؤه يجرى إلى قدره ولكل قضاء قدر ولكل قدر أجل ولكل أجل كتاب يمحوا الله مايشاء ويثبت وعنده أم الكتاب. ثم ان الله أمرنی أن أزوج فاطمة من على بن أبی طالب فاشهدوا أنی قد زوجته على أربع مأئة مثقال فضة إن رضی بذلك على (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۹۹)

(ترجمہ) سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے وہ اللہ جو اپنی نعمتوں کے سبب تعریف کیا گیا اس کی ان نعمتوں کو کوئی گن نہیں سکتا اور وہ اپنی قدرت کے سبب معبود ہے اس لئے کہ اس کی عبادت پر کسی کو قدرت نہیں ہے مگر اس کے اقتدار سے۔ وہ اللہ کہ جس کی پکڑ اور سطوت سے خوف کیا جاتا ہے اور جملہ آسمانوں اور زمین میں اپنا امر نافذ کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اپنی قدرت

Scanned with CamScanner

سے اپنی مخلوق کو پیدا کیا مؤمنوں اور کافروں جن وانسان کو اپنے احکام سے تمیز کیا اور ان کو اپنے دین کے ساتھ معزز کیا اور اپنی مخلوق کو نبی ﷺ کے سبب مکرم کیا تحقیق کہ اللہ تعالیٰ کا نام بابرکت ہے اور اس کی عظمت برتر ہے مناکحت کو سبب لاحق کیا ہے اور مناکحت کو ایسا امر ثابت کیا ہے کہ جس کے سبب ارحام کو ملا دیا ہے اور اس کے ساتھ مخلوق کو لازم کیا ہے وہ کہنے والا بڑا بزرگ ہے اس نے کہا (ترجمہ آیت) اور وہی ہے جس نے بنایا آدمی کو پانی سے پھر اس کے لئے نسب اور سسرال بنایا اور تیرا رب سب کچھ کر سکتا ہے۔ پس اللہ کا امر اس کی قضاء کی طرف جاری ہوتا ہے اور اس کی قضا اس کی قدر کی طرف جاری ہوتی ہے اور ہر ایک قضا کے واسطے ایک قدر ہے اور ہر ایک قدر کے لئے ایک وقت معین ہے اور ہر ایک وقت معین کے لئے ایک حکم لکھا ہوا ہے جس میں اس کی حد ہے جس شئے کو چاہتا ہے اللہ تعالیٰ محو کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے قائم وثابت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس ام الکتاب ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ نے عرض کیا

فقد رضیت بذلك یا رسول الله (مرقات ج۹ ص ۳۹۴۵ طبع بیروت)

بیشک میں اس کے ساتھ راضی ہو گیا یا رسول اللہ ﷺ

حضور ﷺ نے پھر دعا فرمائی

جمع الله شملكما وأعز جدكما وبارك عليكما وأخرج منكما كثيرا طيبا (مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۰۰۔ ذخائر العقبی ص ۳۰)

اللہ تم دونوں کی پراگندگی کو جمع کرے اور تمہاری سعی مشکور کرے تم دونوں پر

برکت اتارے اور تم سے اچھی اور کثیر اولاد دے

حضور ﷺ نے ان دونوں کے لئے اور ان کی نسل کے لئے بھی برکت کی دعا فرمائی

اللھم بارك فیھما وبارك علیھما وبارك لھما فی نسلھما (طبقات ج ۸ ص ۱۷ ۔ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۱۷)

اے اللہ تو ان دونوں میں اپنی برکت ڈال اور ان پر اپنی برکت نازل فرما اور ان کے لئے ان کی نسل کو برکت عطا فرما

حضور ﷺ جب نکاح کی مجلس سے فارغ ہوئے تو آپ نے کھجور کا ایک تھال منگوایا اور سب کے سامنے رکھا اور فرمایا کہ خوب لوٹ لو اور جھپٹ کر کھاؤ (انتھبوا) (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۱۰۵) چنانچہ سب نے خوشی خوشی کھجور کھائے اور حضرت علی مرتضیٰ ؓ کو اس نکاح پر مبارک باد دی

امام محمد ابن سیرین (۱۱۰ھ) حضرت عبیدۃ سے نقل کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق ؓ نے حضرت علی مرتضیٰ ؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہ آنحضرت ﷺ کے داماد تھے حضرت جبرئیل حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ حضرت فاطمہ ؓ کی شادی حضرت علی ؓ سے کر دیں

ذاك صھر رسول الله ﷺ نزل جبرئیل علی رسول الله ﷺ فقال ان الله یامرك أن تزوج فاطمة من علی (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۱۱۱ بحوالہ ابن مردویہ)

محدث علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر قسطلانی ؒ (۹۲۳ھ) لکھتے ہیں

وکان تزویجھا بأمر الله تعالی ووحیه (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۳۹۵)

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہ کا نکاح اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی وحی کی روشنی میں ہوا ہے۔

☆..... حضور ﷺ کا حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو مبارکباد دینا اور دعا کرنا

حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مکان حضور ﷺ سے کچھ فاصلہ پر تھا آپ نے رخصتی سے پہلے اپنی بچی کو خوب دعاؤں سے نوازا اور حضرت علیؓ سے فرمایا کہ اے علیؓ تجھے پیغمبر کی صاحبزادی مبارک ہو پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ اے فاطمہؓ تمہارا شوہر بہت اچھا ہے حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا

اے فاطمہ میں نے تمہارے لئے اپنے خاندان میں بہترین شوہر کے انتخاب میں کمی نہیں (طبقات ابن سعد۔ اتحاف السائل ص ۶۲)

آپ نے قسم کھا کر فرمایا

والله ماألوت أن ازوجتك خير أهلي (طبقات ج ۸ ص ۲۰)

اور پھر آپ نے دونوں کو رخصت فرمایا

شادی کے بعد حضرت علیؓ نے ولیمہ کیا دستر خوان پر کھجور گیہوں کی روٹی پنیر اور گوشت تھا حضرت اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ یہ اس زمانے کا بہترین ولیمہ تھا

ولقد أولم علّى لفاطمة فما كان وليمة ذلك الزمان أفضل من وليمته (الذرية الطاهرة النبوية ص ۶۷ للدولابی طبقات ج ۸ ص ۱۹۔ مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۲۰۰)

پھر آپ بیٹی کے گھر تشریف لائے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور کہا پانی لے کر آؤ حضرت فاطمہؓ

Scanned with CamScanner

ؓ نے حکم کی تعمیل کی حضور ﷺ نے وہ پانی لیا اور کلی فرما کر وہ پانی اس میں ڈال دیا پھر حضرت فاطمہؓ کو قریب آنے کے لئے فرمایا جب وہ آگے آگئیں تو آپ نے ان کے سینے اور سر پر وہ پانی چھڑکا اور فرمایا

اللهم إني أعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۵۰۹)

اے اللہ میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے تیری پناہ میں دیتا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا کہ پیٹھ پھیرو حضرت فاطمہؓ نے پیٹھ پھیری آپ نے ان کے دونوں شانوں کے درمیان پانی چھڑکا پھر حضرت علی مرتضیٰؓ کو بلایا اور ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ فرمایا پھر فرمایا کہ جاؤ اپنی اہل کے پاس اللہ کے نام اور اس کی برکت کے ساتھ داخل ہو جاؤ (مواہب لدنیہ ج ۱ ص ۱۹۹)

حضرت فاطمہؓ کی شادی اس سادگی اور خوبصورتی کے ساتھ ہوئی کہ اس جیسی شادی ان دنوں اور کہیں نہ دیکھی گئی تھی حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت فاطمہؓ کی شادی کے بارے میں فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہؓ کی شادی جیسی خوبصورت شادی کبھی نہیں دیکھی

فما رأينا عرسا أحسن من عرس فاطمة (سنن ابن ماجہ ص ۱۳۹)

☆..... حضرت سیدہ کا حضور ﷺ کے قریب مکان میں آجانا

حضرت سیدہ فاطمہؓ کا مکان چونکہ دور تھا حضور ﷺ کو آتے جاتے قدرے تکلیف ہوتی تھی ایک دن آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تم میرے قریب رہائش اختیار کر لو حضرت

Scanned with CamScanner

فاطمہؓ نے کہا آپ کے گھر کے آس پاس حضرت حارثہؓ کے کچھ مکانات ہیں اگر ان میں سے کوئی مکان خالی ہو جائے تو میں وہاں آجاؤں گی حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان سے اب مکان مانگتے ہوئے حیا آتی ہے کیونکہ وہ پہلے ہی اللہ اور اس کے رسول کی رضا پانے کے لئے کئی مکان دے چکے ہیں اس پر حضرت فاطمہؓ خاموش ہو گئیں جب اس بات کی خبر حضرت حارثہؓ کو ہوئی تو وہ فوراً حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ فاطمہؓ کو اپنے قریب کے کسی مکان میں لانا چاہتے ہیں سو آپ کے متصل جو میرا مکان ہے میں خالی کئے دیتا ہوں آپ اپنی صاحبزادی کو یہاں بلالیں آپ جو چیز مجھ سے لیں گے مجھے اس کا حضور ﷺ کے پاس رہنا زیادہ محبوب ہوگا بہ نسبت اس کے کہ وہ میرے پاس رہے۔ حضور میں اور میرا سب مال اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لئے ہی تو ہے

انما أنا ومالی لله ولرسوله والله یارسول الله المال الذی تاخذ منی أحب الی من الذی تدع (طبقات ج ۸ ص ۱۹)

میں اور میرا مال سب کچھ اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے ہے اللہ کی قسم آپ مجھ سے جو مال قبول فرمالیں گے وہ مجھے اس مال سے بہت زیادہ پیارا ہے جو مال آپ میرے پاس چھوڑ دیں گے

حضور ﷺ حضرت حارثہ کی یہ پیشکش سن کر بہت خوش ہوئے اور انہیں خیر و برکت کی دعاؤں سے نوازا اور حضرت فاطمہ سے فرمایا کہ وہ قریب کے مکان میں آجائیں

﴿صدقت بارك الله علیك فحولها رسول الله الی بیت حارثة (ایضاً)﴾

تم سچ کہتے ہو اللہ تعالیٰ تم پر اپنی برکت اتارے چنانچہ پھر حضورؐ نے حضرت

Scanned with CamScanner

فاطمہ کو حضرت حارثہ کے گھر بلالیا

اس طرح چنانچہ حضرت فاطمہؓ حضور اکرم ﷺ کے قریب مکان میں منتقل ہو گئیں

☆.....یہ تھا حضرت سیدہ فاطمہؓ کا گھر

آپ یہ بات پہلے پڑھ آئے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے گھر کا سامان کیا اور کتنا تھا آپ کے پاس سونے کے لئے اچھا بستر تھا اور نہ رات کے الگ کپڑے ان کے پاس تھے حضرت علیؓ نے یہ بات بر سر منبر بیان کی

نکحت ابنة رسول الله ﷺ ومالنا فراش ننام عليه الا جلدة شاة ننام عليه بالليل ونعلف عليه الناضح بالنهار (سنن سعید بن منصور ج ۱ ص ۱۶۸) ومالی ولها خادم غيرها (طبقات ج ۸ ص ۱۸)

جب میری شادی ہوئی تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ہمارے پاس رات کو سونے کے لئے بکری کی ایک کھال ہوتی جو رات کو یہ ہماری خواب گاہ ہوتی اور دن میں ہم اسے اپنی سواری کے جانور کو چارہ ڈالنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اور ہمارے پاس کوئی خادم بھی نہ تھا

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ

حضرت فاطمہ کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی جب دونوں سونا چاہتے تو اسے اپنی اوپر الٹ دیا کرتے تھے اور ان کے تکئے چمڑے کے تھے جن میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی (ایضا)

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہؓ کی شادی میں موجود ایک صحابیہ بتاتی ہیں کہ
حضرت فاطمہؓ کے گھر میں بکری کی ایک کھال کھجور کی چھال سے بھرا ہوا تکیہ
ایک مشکیزہ ایک چھلنی ایک رومال اور ایک پیالہ تھا (ایضا)
ایک مرتبہ جب حضرت فاطمہ نے اپنے بستر کا ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا
جانا پدر صبر کرو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی گھر والی کے ساتھ دس سال اس
طرح گزارے ہیں کہ ان کے پاس سوائے ایک قطوانی عباء (چوغہ جو بہت پائدار تھا) کے
کوئی چیز نہیں تھی جسے وہ بستر کے طور پر استعمال کرتے تھے

☆..... یہ تھی حضرت سیدہ فاطمہؓ کی گھریلو زندگی

حضرت سیدہ فاطمہؓ گھر کا کام کاج خود اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں چکی بھی اپنے ہاتھوں سے پیسا کرتی تھیں اس سے آپ کے ہاتھوں میں اکثر چھالے بھی پڑ جاتے آپ خود ہی مشک میں پانی بھی بھر کر لایا کرتی تھیں اور حضرت علیؓ بھی دور سے پانی بھر کر لایا کرتے تھے اور اس سے ان کو بھی تکلیف ہوتی تھی اور آپ گھر کی صاف صفائی اور اپنے شوہر نامدار کی خدمت گذاری کے علاوہ عبادت بھی کثرت سے کرتی تھیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں

انها جرت بالرحی حتی أثر فی یدها واستقت بالقربة حتی أثر فی نحرها وکنست البیت حتی أغبرت ثیابها (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۴)

حضرت فاطمہ چکی چلاتی تھیں چکی چلاتے چلاتے اور آٹا پیستے ان کے ہاتھ پر نشان تک پڑ گئے تھے اور مشک میں پانی بھر بھر کر لانے میں ان کا سینہ درد کرنے لگا تھا اور گھر میں جھاڑو دیتی اس سے ان کے کپڑے بھی غبار آلود

Scanned with CamScanner

ہو جاتے تھے

آں ادب پروردہ صبر و رضا آسیہ گردان و لب قرآن سرا

(وہ صبر و رضا کی ادب پروردہ شاہزادی تھی جو اپنے ہاتھوں سے چکی پیستی تھی اور آپ کے لب قرآن پڑھا کرتے تھے)

شیعہ عالم شیخ ابو جعفر ابن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بنی سعد کے ایک شخص سے کہا

انها كانت عندی و كانت من حب أهله اليه وانها استقت بالقربة حتى أثر فی صدرها وطحنت بالرحى حتى مجلت يداها و كسحت البيت حتى اغبرت ثيابها وأوقدت الناس تحت القدر حتى دكنت ثيابها فاصابها من ذلك ضرر شديد فقلت لها اتيت أباك فسالتيه خادما يكفيك ضرما أنت فيه من هذا العمل فاتت النبی ﷺ فوجدت عنده حداثا فاستحت فانصرفت فعلم النبی ﷺ انها جائت لحاجة (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱ ص ۲۱۱ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۸۲)

حضرت فاطمہؓ میری اہلیہ تھیں اور وہ حضور ﷺ کو اپنے تمام گھر والوں میں بہت عزیز تھیں اس کے باوجود گھر کے سارے کام خود کرتی تھیں مشک میں پانی بھر لاتیں چکی چلاتیں حتی کہ ان کے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ان کے کپڑے صفائی کرنے کی وجہ سے گرد و غبار میں آلودہ ہو جاتے اور چولھا جھونکنے کی وجہ سے ان کے کپڑے میلے ہو جاتے تھے اس پر میں نے ان سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کے پاس جائیں اور آپ سے کوئی خادمہ مانگ کر لائیں تو ان کے

Scanned with CamScanner

لئے کچھ سہولت ہو جائے تو وہ حضور ﷺ کے پاس آئیں۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ کی معاشی حالت

حضرت علی مرتضیٰؓ مالدار نہ تھے اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے پاس بھی مال و دولت نہ تھا دونوں میاں بیوی نے ہمیشہ صبر و شکر اور فقر و فاقہ کی زندگی گزاری کھانا ملا تو کھالیا نہ ملا تو صبر کر لیا حضرت علیؓ محنت کر کے کچھ رقم لاتے تو اس سے میاں بیوی اپنا گزارہ کر لیتے ورنہ کئی کئی وقت دونوں فاقے سے ہوتے تھے حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں

ہم پر ایسے کئی کئی دن گزرے کہ ہمارے گھر میں کوئی چیز کھانے کی نہ تھی اور نہ ہی حضور ﷺ کے پاس کچھ تھا ان دنوں ایک دن میں باہر نکلا تو راستہ میں ایک دینار پڑا ہوا دیکھا میں ٹھٹھک کر رہ گیا دل میں سوچتا رہا کہ اسے اٹھاؤں یا چھوڑ دوں لیکن افلاس کی شدت نے مجھے اس کے اٹھانے پر مجبور کر دیا چنانچہ میں نے اسے اٹھایا اور اس سے کچھ آٹا خرید لیا اور حضرت فاطمہؓ کو دیا کہ وہ روٹی پکا دیں وہ آٹا گوندھنے لگیں مگر ان پر بھی فاقہ کا اس قدر اثر تھا کہ آٹا گوندھنے میں ہاتھ بار بار برتن پر گر جاتا تھا اور اس سے انہیں چوٹ لگتی تھی حضرت فاطمہؓ نے بڑی مشقت سے روٹی پکائی پھر میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں یہ سارا واقعہ عرض کیا تو آپ نے فرمایا

ھو رزق اللہ (ابو داؤد ج ۱ ص ۲۴۷) کلوا فانہ رزق رزقکموہ اللہ عزوجل (کنز العمال ج ۷ ص ۲۸۸)

کھاؤ یہ ایسا رزق ہے جو اللہ نے تمہیں پہنچایا ہے۔

Scanned with CamScanner

کچھ دنوں کے بعد پتہ چلا کہ وہ دینار ایک خاتون کا تھا اور وہ تلاش کرتی آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اسے دینار دے دو۔

ایک مرتبہ گھر میں کئی وقت کا فاقہ تھا حضرت علی مرتضیٰؓ کہیں سے ایک درہم کمالائے اور گیہوں خرید کر گھر آئے حضرت فاطمہؓ نے اسی وقت گیہوں چکی میں پیسے اس کی روٹی پکائی اور اپنے شوہر کے سامنے رکھ دی جب وہ کھا چکے تو پھر حضرت فاطمہؓ کھانے بیٹھیں

حضرت سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ میرے گھر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے بچے کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ آج صبح جب اٹھے ہیں تو گھر میں کوئی ایک چیز بھی کھانے کو نہ تھی تو حضرت علیؓ نے کہا کہ میں ان دونوں کو باہر لے کر چلا جاتا ہوں اگر گھر پر رہیں گے تو روئیں گے اور تمہارے پاس کھانے کو بھی کچھ نہیں ہے کہ انہیں کھلا کر خاموش کرا سکو چنانچہ حضور ﷺ انہیں تلاش کرتے ہوئے ایک جگہ پہنچے تو دیکھا کہ دونوں بچے ایک صراحی سے کھیل رہے ہیں اور ان کے سامنے ایک آدھا کھجور پڑا ہے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اب بچوں کو گھر لے چلو دھوپ بڑھ رہی ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر تشریف رکھیں آج صبح سے ہمارے ہاں ایک کھجور کا دانہ نہیں ہے میں فاطمہؓ کے لئے کچھ بچے کھچے کھجور جمع کرلوں چنانچہ حضور ﷺ بیٹھ گئے اور حضرت علیؓ نے کچھ کھجور جمع کر لئے پھر حضرت علیؓ نے دونوں بچوں کو گود میں اٹھایا اور گھر آئے (الترغیب والترہیب ج ۵ ص ۱۷۱۔ المرتضیٰ ص ۶۶)

حضرت علی مرتضیٰؓ ایک باغ میں فی ڈول ایک چھوہارے پر کام کرتے تھے آپ کا کام باغ میں پانی دینا تھا آپ ایک دن اپنی مزدوری کے چھوہارے لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضور ﷺ نے ان میں سے کچھ تناول فرمایا (کتاب الاشراف ج ۱ ص ۱۹)

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ آپ بیمار تھیں حضور ﷺ ان کی عیادت کے لئے آئے اور پوچھا کہ بیٹی اب کیا حال ہے حضرت سیدہؓ نے کہا کہ مجھے درد ہے اور یہ تکلیف زیادہ اس بھی لئے ہے کہ میرے پاس کھانے پینے کو کچھ بھی نہیں ہے ﴿ وانه ليزيدنى انى مالى طعام آكله ﴾ حضور ﷺ نے اس پر فرمایا کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تو جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو انہوں نے پوچھا کہ پھر حضرت مریم بنت عمران کا کیا ہوگا ؟ فرمایا کہ وہ اپنے دور کی عورتوں کی سردار اور تو اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار۔۔ اور بیٹی مخدا میں نے تیرا نکاح ایسے شخص سے کیا جو دنیا و آخرت میں سردار ہے

تلك سيدة نساء عالمها وأنت سيدة نساء عالمك أما والله لقد زوجتك سيدا فى الدنيا والاخرة (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۶)

فقال لها النبى ﷺ والله لقد انكحتيكه سيدا فى الدنيا وانه فى الآخرة من الصالحين (تاریخ دمشق ص ۳۴۱ ابن عساکر)

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے تو دیکھا کہ ان کے پاس اتنا بڑا دوپٹہ بھی نہیں کہ اس سے پورے بدن کو ڈھانک سکیں سر ڈھانکتی تو پیر نظر آتے اور پیر چھپاتی تو سر کھل جاتا تھا (طبقات ج ۸ ص ۲۱ فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۴۵)

حضرت حسینؓ کہتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ کی عیادت کے لئے آئے حضور ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ آپ کے ساتھ اور بھی کوئی ہے آپ نے کہا ہاں حضرت سیدہؓ نے کہا کہ ابا جان میرے پاس حالت سوائے ایک چادر کے اور کچھ نہیں ہے چنانچہ حضور ﷺ نے ان کی طرف اپنی چادر ڈالی اور کہا کہ اسے سر پر اوڑھ لو..... حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم واپس لوٹنے

Scanned with CamScanner

لگے تو لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی بیٹی اس حال میں ؟ حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ جان لو کہ فاطمہؓ قیامت کے دن عورتوں کی سردار ہے (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۵۲ ۔ تاریخ دمشق ص ۳۴۲ کنز العمال)

ایک مرتبہ حضور ﷺ ان سے ملنے آئے تو دیکھا کہ حضرت سیدہؓ نے اونٹ کی کھال کا لباس پہنا ہوا ہے اور اس میں دس سے زیادہ مقام پر پیوند لگا ہوا تھا اور آپ روٹی پکاتے ہوئے اللہ کا ورد کر رہی تھیں

حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن حضور ﷺ کے ہمراہ تھا اتنے میں اچانک حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں حضور ﷺ نے ان کی طرف نگاہ فرمائی تو حال یہ تھا کہ ان کا چہرہ خشک تھا اور بھوک کی شدت سے ان کے چہرے پر پیلاپن غالب آچکا تھا حضور ﷺ سمجھ گئے کہ اصل ماجرا کیا ہے آپ نے حضرت فاطمہؓ کو اپنے قریب بلایا وہ قریب ہوئیں تو آپ نے پھر فرمایا اے فاطمہؓ اور قریب ہو تو وہ اور قریب ہو گئیں پھر آپ ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں پھر یہ دعا فرمائی

اللھم مشبع الجاعة ورافع الوضيعة إرفع فاطمة بنت محمد ﷺ

(دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۰۸)

اے اللہ ۔ بھوکے کو سیر کرنے والے اور پست کو بلند کرنے والے میری بچی فاطمہ کو بلند فرمادے

حضرت عمران کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی دعا ابھی پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ حضرت فاطمہؓ کے چہرے کا پیلاپن جاتا رہا اور چہرے پر خون کی رنگت غالب آچکی تھی ..... (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۸۷ مترجم۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۰۳)

Scanned with CamScanner

مؤرخ اسلام علامہ شبلی نعمانیؒ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے افلاس کا نقشہ یوں بیان کرتے ہیں

افلاس سے تھا سیدہ پاک کا یہ حال — گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونوں ہتھلیاں — چکی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھی بار بار — گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے — جھاڑو کا مشغلہ بھی ہر صبح شام تھا

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا زہد و ورع

حضور ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی جس طرح تربیت فرمائی اور آپ اپنی بیٹی کو جس رنگ و روپ میں دیکھنا چاہتے تھے اس کا تقاضا تھا کہ حضرت سیدہ درویشانہ اور زاہدانہ زندگی گزاریں اور اگر کبھی ان کے ہاں وسعت و فراخی آئی بھی تو حضور ﷺ نے اس پر اپنی ناپسندیدگی کا کچھ اس طرح اظہار کیا کہ حضرت فاطمہؓ نے وہ سب کچھ اپنے سے جدا کر لیا

ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک غزوے سے واپس لوٹے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ کے گھر کے دروازے پر اچھے قسم کے پردے لگے ہوئے ہیں اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے ہاتھوں میں چاندی کے کنگن بھی ہیں آپ یہ دیکھ کر واپس لوٹ گئے حضرت سیدہؓ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے اسی وقت وہ پردہ پھاڑ دیا اور بچوں کے ہاتھوں سے وہ کنگن بھی نکال ڈالے۔ بچے روتے ہوئے حضور ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور حضرت ثوبان سے کہا کہ یہ سب فلاں (گھر والے) کو دے آؤ

إن هؤلاء بيتي أكره أن ياكلوا طيباتهم في حيواتهم الدنيا ياثوبان اشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارين من عاج (سنن ابی داؤد ج ۲ ص

Scanned with CamScanner

(۲۲۷

یہ میرے اہل بیت ہیں میں پسند نہیں کرتا کہ وہ یہاں ان چیزوں سے آلودہ ہوں اس کے بدلے میں فاطمہؓ کے لئے کھجور کے پتوں کا ہار اور ہاتھی دانت کے کنگن خرید لاؤ

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت فاطمہؓ کے پاس سونے کا ایک ہار ہے آپ نے فرمایا کہ فاطمہؓ کیا تجھے اچھا لگے گا کہ لوگ یہ کہیں کہ محمد کی بیٹی کے گلے میں آگ کا ہار ہے

أيسرك ان يقول الناس هذه فاطمة بنت محمد وفى يدها سلسلة من نار (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۳۲)

حضور ﷺ کے چلے جانے کے بعد حضرت فاطمہؓ نے اس ہار کو بیچ دیا اور اس سے ایک غلام خریدا پھر اس غلام کو اللہ کے لئے آزاد کر دیا حضور ﷺ کو جب اس بات کی خبر ملی تو آپ نے فرمایا

ألحمد لله الذى نجّى فاطمة من النار (ایضا مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۵)

اللہ کا شکر ہے جس نے فاطمہ کو آگ سے نجات دے دی

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ امام زین العابدینؒ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے گلے میں سونے کا ہار دیکھا تو آپ نے ان سے فرمایا اے فاطمہؓ لوگ کہیں یہ نہ کہنے لگیں کہ محمد کی بیٹی فاطمہؓ اس قسم کی چیزیں پہنتی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے اسے اتار دیا اور فروخت کرنے کے بعد اس سے ایک باندی خریدی اور اسے آزاد کر دیا حضور ﷺ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو آپ بہت

Scanned with CamScanner

خوش ہوئے

فقال لها رسول الله ﷺ يا فاطمة لايقول الناس ان فاطمة بنت محمدٍ تلبس لباس الجبابرية فقطعتها وأبعتها واشترت بها رقبة فاعتقتها فسر بذلك رسول الله ﷺ (بحار ج ۴۳ ص ۸۱ و ص ۲۷)

☆..... ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو کچھ اچھے لباس میں دیکھا تو چہرے پر ناراضگی کے آثار واضح ہوئے اور واپس چلے آئے جب آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ نے پر تکلف پردہ اکھاڑ پھینکا اور عمدہ لباس بھی نکال باہر کیا تو پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ اسی طرح رہا کرو میرے ماں باپ تم پر قربان

فهتكت الستر وكل شئى أحدثته وألقت ما عليها ولبست أطمارها فاتى النبى ﷺ فأخبره فجاء حتى دخل عليها فقال كذلك كونى فداك أبى وأمى (كتاب تركة النبى ﷺ ص ۵۶ للامام حماد بن اسحاق بن اسماعيل ۲۶۷ھ)

حضور ﷺ کا حضرت علیؓ کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا آپ نے ان کی تربیت کا بھی خاص خیال رکھا تھا اور اس کا عام مشاہدہ ہوتا تھا

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ایک قیمتی اور خوبصورت لباس پہنے ہوئے تھا حضور ﷺ سے ملاقات ہوئی تو میں نے آپ کے چہرہ انور پر ناراضگی کے آثار پائے چنانچہ میں نے وہ کپڑا پھاڑ دیا

أتى النبى ﷺ حلة سيراء فلبستها فرايت الغضب فى وجهه فشققتها (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۸)

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کا باغات وقف کر دینا

حضور ﷺ نے اپنی امت کو ترغیب دی کہ وہ اپنے اسباب و جائداد ر مکان اور دکان اللہ کے راستے میں وقف کر دیں تاکہ اس سے مسلمان غریبوں اور مسکینوں کی مدد ہو سکے آپ نے اس وقف پر فضیلتیں بیان فرمائیں صحابہ کرامؓ میں سے جن کے پاس اچھی جائدادیں تھیں وہ انہوں نے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیں اور خود فقر و مسکنت کی زندگی پر آگئے حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہؓ میں سے ہر صاحب مال شخص نے وقف میں بھرپور حصہ لیا تھا

قال جابر رضی الله عنه لم یکن أحد من الصحابة ذو مقدرة إلا وقف (شرح اللمعۃ ج ا ص ۲۲۴ مطبوعہ تہران)

شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) نے فروع کافی میں حضرت علی اور حضرت فاطمہؓ کے اوقاف کی تفصیل بیان کی ہے حضرت علیؓ کے پاس ینبع اور اس کے آس پاس کی زمینیں تھیں جو آپ نے سب کی سب اپنی ملکیت سے نکال دیں اور انہیں مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا (فروع کافی ج ۳ ص ۲۸)

حضرت سیدہ فاطمہؓ کے پاس سات باغ تھے جس کی آمدنی آپ کے پاس آتی تھی آپ نے ایک وصیت لکھوائی اور ان سب باغات کو وقف کر دیا تھا اور حضرت علیؓ کو اس کا متولی بنا دیا تھا پھر اس کی آمدنی غریبوں اور مسکینوں کی ضروریات پر خرچ ہوتی رہیں حضرت فاطمہؓ نے کس طرح اپنا سب کچھ اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا تھا اسے دیکھئے آپ نے اپنے شوہر حضرت علیؓ سے اس طرح وصیت لکھوائی

Scanned with CamScanner

بسم الله الرحمن الرحيم

هذا ما أوصت به فاطمة بنت محمد ﷺ أوصت بحوائطها السبعة العفاف والدلال والبرقة والمبيت والحسنى والصافية ومال أم إبراهيم الى على بن أبى طالب فان مضى على فالى الحسن فان مضى فالى الحسين فان مضى الحسين فالى الاكبر من ولدى شهد الله على ذلك والمقداد بن أسود والزبير بن العوام وكتب على بن أبى طالب (فروع کافی ج ۳ ص ۲۷ مطبوعہ لکھنو۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۳۵)

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

یہ وہ چیز ہے جس کی نسبت وصیت کی ہے فاطمہ نے جو بیٹی ہے محمد ﷺ کی ۔وصیت کی ہے سات باغوں کی جن کے نام یہ ہیں عفاف۔ دلال۔ برقہ۔ مبیت۔ حسنی۔ صافیہ ام ابراہیم والی زمین۔ ان کا متولی بنایا ہے علی بن ابی طالب کو اگر وہ فوت ہو جائیں تو حسن بن علی اس کا متولی ہو گا وہ فوت ہو جائے تو متولی حسین ہو گا پھر اگر وہ بھی فوت ہو جائے تو میری اولاد میں سے جو عمر میں بڑا ہو وہ متولی ہو گا۔ اللہ تعالی اس پر گواہ ہو اور مقداد بن اسود اور زبیر بن عوام بھی اس پر گواہ رہیں یہ وصیت لکھی ہے علی بن ابی طالب نے۔

حضرت مولانا سید احمد شاہ بخاری قدس سرہ اس پر لکھتے ہیں

حضرت فاطمہ صلوت اللہ علیہا ظاہرا و باطنا حضور ﷺ سے کافی مشابہت رکھتی تھی یہاں تک کہ چلنے پھرنے میں نشست و برخاست میں حضور نبی

Scanned with CamScanner

کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا نمونہ آپ تھیں راقم الحروف کے مطالعہ میں نماز تہجد کی کثرت کے سبب سے دو ہستیوں کے قدم شریف متورم ہوئے ہیں ایک حضور پرنور خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ ہیں اور دوسری حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیھا کی ذات ستودہ صفات ہے اس لئے ترکہ میں بھی مشابہت کا اثر نمودار ہوا کہ جس طرح حضور نبی کریم ﷺ نے اپنا ترکہ وقف فرمادیا اسی طرح حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیھا بھی اپنا ترکہ وقف کرکے اس دنیائے فانیہ سے تشریف لے گئیں ہم یوں نہیں کہتے کہ حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیھا کی اولاد کو شرعا والدہ شریفہ کے اموال میراث میں نہیں مل سکتے تھے ازروئے شرع شریف تو کوئی ممانعت نہیں تھی مگر حضرت فاطمہؓ نے اپنے والد شریف حضور اکرم ﷺ کے اس عالی شان عمل کی پیروی کرکے دنیا کے سامنے مشابہت تامہ کا ایک اور نمونہ پیش فرمایا

یہاں سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو ایک حدیث آپ کے سامنے پیش کی تھی وہ حدیث آپ کو پسند آئی تھی اس حدیث کی روایت پر آپ کو کسی قسم کا کوئی شبہ پیش نہیں آیا۔ کمال پسندیدگی یہ ہے کہ خود اس جہاں سے روانہ ہوتے وقت اس پر عمل کرکے دکھایا میری مراد ماترکناہ صدقة سے ہے یعنی حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جاتے ہیں وہ وقف ہو جاتا ہے۔ کیا ہے کوئی اس عمل پر غور کرنے والا ؟ (تحقیق فدک ص ۱۸۷ طبع چہارم ۱۹۹۵ء)

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ فاطمہؓ کا انفاق فی سبیل اللہ

حضرت فاطمہؓ کو انفاق فی سبیل اللہ میں طبعی رغبت تھی آپ سائل اور فقیر کا خیال رکھتیں اور جو کچھ میسر ہوتا انہیں دے دیا کرتی تھیں آپ اور بچے بھوکے رہ جاتے مگر کسی فقیر کو خالی ہاتھ لوٹانا آپ کو گوارا نہ تھا ایک مرتبہ آپ نے کھانا تیار کیا اور کھانے کا وقت آیا تو ایک مسکین دروازے پر آگیا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں آپ نے وہ سارا کھانا اس سائل کو دے دیا

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بہت بیمار ہوئے حضور ﷺ صحابہ کے ہمراہ ان کی تیمارداری کے لئے تشریف لائے بعض صحابہ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ اپنے بچوں کی صحت یابی کے لئے کوئی نذر مان لیں حضرت علیؓ نے اس بات کی نذر مانی کہ دونوں بچے صحت یاب ہو گئے تو وہ تین دن روزہ رکھیں گے اللہ تعالیٰ نے دونوں بچوں کو صحت وعافیت دے دی

حضرت علی نے اپنی نذر پوری کرنے کے لئے روزہ رکھا مگر گھر میں کھانے پینے کو کوئی چیز نہ تھی آپ تین دن کے لئے کسی سے تین صاع گیہوں قرض لے کر آئے تاکہ روزانہ ایک صاع جو پیس کر اس کی روٹی بنائیں اور گھر والے افطار کر لیں چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے ایک صاع کی روٹی بنائی ابھی کھانے کے لئے بیٹھے ہی تھے کہ دروازہ پر ایک مسکین آگیا اور اس نے آواز لگائی

السلام علیکم یا أهل بیت محمد ﷺ أنا مسکین من مساکین المسلمین أطعمونی أطعمکم الله من موائد الجنة

اے حضور ﷺ کے گھر والو تم پر سلام میں ایک مسکین آدمی ہوں بھوک لگی

Scanned with CamScanner

ہے مجھے کھانے کے لئے کچھ دو اللہ تمہیں جنت کے دستر خوان پر کھانا کھلائے

حضرت فاطمہ اٹھیں اور جو کچھ پکایا تھا سب کا سب اس مسکین کو دے دیا اور پانی پر گزارہ کر کے سو گئے اور دوسرے دن روزہ رکھ لیا

حضرت فاطمہؓ نے دوسرے دن شام پھر ایک صاع کی روٹی بنائی اور جب شام کو کھانے بیٹھے تو دروازہ پر پھر ایک سائل آیا اور اس نے آواز دی

السلام علیکم یا أهل بیت محمد ﷺ أنا یتیم من أولاد المهاجرین أطعمونی أطعمکم الله من موائد الجنة.

میں مہاجرین کی اولاد ہوں اور یتیم ہوں مجھے کھلایئے اللہ آپ کو جنت میں کھلائے گا

حضرت فاطمہ نے جو روٹیاں بنائی تھیں وہ سب لا کر اس یتیم کے ہاتھ میں رکھ دیں اور گھر والے بھوکے سو گئے اور دوسرے دن کا روزہ رکھ لیا

تیسرے دن شام کو پھر حضرت فاطمہؓ نے ایک صاع کی روٹی بنائی اور جب کھانے کا وقت آیا تو پھر کسی نے دروازے پر پکارا جسے کھانے کی ضرورت تھی

السلام علیکم یاأهل بیت محمد ﷺ أناأسیر محمد ﷺ أطعمونی أطعمکم الله من موائد الجنة

حضرت فاطمہؓ نے روٹیاں اسے دے دیں اور پھر ایک بار فاقہ کر لیا صبح حضرت علیؓ جب بچوں کو لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے تو آپ نے سب پر سخت بھوک کے آثار پائے آپ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے حضرت علیؓ نے سارا واقعہ عرض کر دیا حضور ﷺ اٹھے اور حضرت فاطمہؓ کے ہاں گئے آپ نے حضرت فاطمہؓ کو اس حال میں

Scanned with CamScanner

دیکھا کہ بھوک سے ان کا پیٹ پیٹھ سے لگ گیا ہے اور بھوک سے ان کا برا حال ہے آپ
وہیں تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سورہ دھر لے کر اترے (روح المعانی ج ۱۵ ص
۱۷۲) جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ کے اس ایثار کی تعریف فرمائی
امام مقاتل بن سلیمانؒ (۱۵۰ھ) کی تفسیر میں اور امام سمرقندیؒ (۳۷۵ھ) نے بحر العلوم
میں۔ حضرت امام بغویؒ (۵۱۶ھ) نے معالم التنزیل میں۔ علامہ ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) نے
زاد المسیر میں۔ علامہ نسفیؒ (۷۱۰ھ) نے مدارک التنزیل میں۔ علامہ خازنؒ (۷۲۵ھ)
نے لباب التاویل میں۔ علامہ ابو حیان اندلسیؒ (۷۴۵ھ) نے البحر المحیط میں۔ علامہ نیساپوری (۷۲۸ھ) نے غرائب القرآن میں اور علامہ بقاعی
(۸۸۵ھ) نے نظم الدرر فی تناسب الایات والسور میں یہ واقعہ نقل کیا ہے اور ایک قول یہ
بھی بیان کیا ہے کہ ایثار کا یہ واقعہ ایک انصاری صحابی حضرت ابو الدحداح کے ساتھ پیش
آیا تاہم امام قرطبیؒ اور دیگر محققین مفسرین کا بیان ہے کہ یہ ان تمام حضرات کی تعریف
میں ہے جو ابرار اور نیک لوگ ہیں اس آیت کو کسی ایک سے متعلق کرنا درست نہیں ہے
اس سے نظم سورت مجروح ہو جاتا ہے امام قرطبیؒ لکھتے ہیں کہ نقاش ثعلبی اور قشیری اور
بعض دیگر مفسرین نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور ان کی ایک باندی کے بارے میں ایک
روایت بھی نقل کی ہے جو سنداً صحیح نہیں اور وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتی آپ کہتے ہیں

قلت والصحیح انها نزلت فی جمیع الابرار ومن فعل فعلا حسنا فهی عامة وقد ذکر النقاش والثعلبی والقشیری وغیر واحد من المفسرین فی قصة علی وفاطمة وجاریتهما حدیثا لایصح ولایثبت

(تفسیر قرطبی ج ۱۹ ص ۸۵)

علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) کہتے ہیں کہ سورہ دھر کا حضرت علیؓ کی تعریف میں نازل ہونا

Scanned with CamScanner

درست بات نہیں ہے کیونکہ یہ سورت مکی ہے اور اس وقت حضرت فاطمہؓ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ آپ شیعہ عالم علامہ ابن مطہر حلی (۷۲۶ھ) کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

اما نزول هل أتى فى على فمما اتفق أهل العلم بالحديث على انه كذب موضوع وانما يذكره من المفسرين من جرت عادته بذكر اشياء من الموضوعات والدليل الظاهر على انه كذب ان سورة مكية باتفاق الناس نزلت قبل الهجرة وقبل ان يتزوج على بفاطمة ويولد الحسن والحسين. (منہاج السنۃ ج ۸ ص ۵۵۳۔)

وسورة هل أتى مكية باتفاق أهل التفسير والنقل لم يقل أحد عنهم أنها مدينة وهى على طريقة السور المكية فى تقرير أصول الدين المشتركة بين الأنبياء كالايمان بالله واليوم الآخر وذكر الخلق والبعث ولهذا انه كان النبى ﷺ يقرؤها مع الم تنزيل (سوره سجدة) فى فجر يوم الجمعة لان فيه خلق آدم وفيه دخل الجنة وفيه تقوم الساعة وهاتان السورتان متضمنان لابتداء خلق السموات والارض وخلق الانسان إلى ان يدخل فريق فى الجنة وفريق فى النار وإذا كانت السورة نزلت بمكة قبل أن يتزوج على بفاطمة تبين ان نقل انها نزلت بعد مرض الحسن والحسين من الكذب والمين (منہاج السنۃ ج ۷ ص ۱۷۹ وج ۴ ص ۲۰)

قرآن کریم کی سورت الدہر باتفاق مفسرین مکی ہے کسی ایک مفسر نے بھی اسے مدنی سورت نہیں بتایا انبیاء علیہم السلام کے مابین مشترکہ اصول دین کے

Scanned with CamScanner

بیان کے لحاظ سے بھی یہ سورت مکی سورتوں کے ڈھب پر ہے جیسا کہ ایمان باللہ آخرت پر ایمان پیدائش اور بعث کا ذکر۔ اسی لئے کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ الم تنزیل کے ساتھ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں یہ سورت بھی پڑھا کرتے تھے اس لئے کہ اس دن آدم کی پیدائش ہوئی تھی اسی دن جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ یہ دونوں سورتیں زمین و آسمان کی پیدائش آدم کی پیدائش اور ایک گروہ کے جنت میں اور دوسرے گروہ کے جہنم میں ہونے کے ذکر کو شامل ہیں جب یہ سورت ہی مکہ میں حضرت علیؓ کی شادی سے پہلے نازل ہوئی ہے تو پھر واضح ہو گیا کہ یہ کہنا کہ یہ سورت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے بیمار ہونے کے بعد نازل ہوئی سراسر غلط بیانی ہے

مشہور محدث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) (دیکھئے الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف ج ۴ ص ۶۷۰) اور علامہ ابن جوزیؒ (۵۹۷ھ) کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے (کتاب الموضوعات ج ۱ ص ۳۹۰)

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ (۸۱۷ھ) بھی لکھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے

فهذا لا يصح أصلا بل الآية عمومها وظهورها ولكل من فعل ذلك وهو الذى اختاره المحققون من المفسرين كالامام وغيره وايضا هذا التاويل والتخصيص يؤدى إلى اختلال نظم السورة فانه لا يتعلق بشئى مما قبلها وما بعده بل كلام اجنبى يتوسط نظم السورة وإن سلمنا أنه المراد فلا دلالة فيه على كثير فضل واختصاص من مزية فإنه صفة يتصف بها أكثر الصالحين .....(القضاب المشتر على

Scanned with CamScanner

رقاب ابن المطہر ص ۶۲)

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ یہ سورت مکی ہے اس وقت تو حضرت علیؓ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی

هذه الآية فی هل اتی باتفاق القراء والمفسرين إلا قليلا وفی رسم المصاحف شرقا وغربا انها مكية وعلى ما دخل بفاطمة وأولادها الحسن والحسين إلا فی المدينة (انجح الباهرة ص ۲۱۷)

مفسر قرآن حضرت علامہ سید محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) لکھتے ہیں کہ محققین نے بھی اس واقعہ پر نقد کرتے ہوئے اسے من گھڑت بتایا ہے (دیکھئے روح المعانی پ ۲۹ ص ۲۷۱)

تاہم اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ غرباء اور مساکین کا بہت خیال رکھتی تھیں اور ہر بھلائی اور خیر کو پانے میں آپ ہمیشہ آگے آگے رہی ہیں امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

وكانت صابرة دينة خيرة صينة قانعة شاكرة لله (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۹)

حضرت سیدہ بڑی صابرہ بڑی دیندار بھلائی کے کام کرنے والی قناعت پسند اور اللہ کا شکر ادا کرنے والی خاتون تھیں

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی ایک کرامت

اللہ تعالیٰ نے آپ کے صدقہ خیرات اور فقراء و مساکین کو اپنی ذات پر ترجیح دینے پر آپ کو یہ انعام بھی عطا فرمایا کہ پھر آپ کے کھانے میں برکتیں اتاریں اور خود حضور ﷺ نے اللہ

Scanned with CamScanner

کی طرف سے آئی ہوئی ان برکات کا مشاہدہ فرمایا تھا

حضور ﷺ ایک دن بھوکے تھے اور گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہ تھی آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے اور ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میرے ہاں بھی کوئی چیز نہیں آپ ﷺ تشریف لے گئے حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ اس دوران ان کی ایک پڑوسن نے ان کے لئے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا آپ نے اسے ایک برتن میں ڈھک کر رکھ دیا اور حضور ﷺ کو کھانے کے لئے بلایا جب آپ تشریف لے آئے تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے برتن آگے رکھا آپ فرماتی ہیں کہ

جب میں نے برتن سے ڈھکن اٹھایا تو وہ روٹی اور گوشت سے بھرا ہوا تھا میں یہ دیکھ کر حیران رہ گئی اور سمجھ گئی کہ یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے میں نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا حضور ﷺ پر درود پڑھا اور پھر اسے حضور ﷺ کے سامنے رکھا حضور ﷺ نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے میں نے کہا ابا جان یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے حضور ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ

الحمد لله الذى جعلك يا بنية شبيهة بسيدة نساء بنى اسرائيل فانها كانت إذا رزقها الله شيئا وسئلت عنه قالت هو من عندالله إن الله يرزق من يشاء بغير حساب .

اے میری بیٹی اللہ کا شکر ہے جس نے تمہیں بنی اسرائیل کی اس خاتون مقدس (حضرت مریم) کی شبیہ بنایا جب انہیں کوئی چیز اللہ عطا فرماتا اور ان سے کوئی پوچھتا تو وہ جواب میں کہتیں کہ یہ اللہ کے ہاں سے آیا ہے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے

Scanned with CamScanner

حافظ ابن کثیر نقل کرتے ہیں کہ

یہ بابرکت کھانا حضرت علیؓ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت سیدہ فاطمہؓ نے حضور ﷺ کے ساتھ مل کر کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا مگر کھانا ویسا کا ویسا ہی رہا چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے پھر یہ کھانا آس پاس کے گھروں میں بھیج دیا اور اللہ نے اس میں بہت برکت ڈالی تھی

وبقية الجفنة كما هي فأوسعت ببقيتها على جميع الجيران وجعل الله فيها بركة وخيرا كثيرا (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۰)

حضور ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ان کے لئے دعا بھی فرمائی کہ وہ بھوکی نہ رہے اللہ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا حضرت سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ اس دعا کے بعد پھر کبھی مجھ پر فاقہ نہ آیا

فماجعت أبدا (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۰۸ للبیہقی۔ الشفاء ج ۱ ص ۴۵۹)

☆..... حضور ﷺ سے خادمہ مانگنے پر تسبیحات ملنا

جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر فتوحات کے دروازے کھولے اور مدینہ منورہ میں مال واسباب آنا شروع ہوا غلام اور لونڈیاں بھی آئیں تو ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت فاطمہؓ کی حالت زار کو سامنے رکھتے ہوئے ان سے کہا کہ حضور ﷺ کے پاس بہت سے غلام اور باندیاں آئی ہیں جاؤ حضور ﷺ سے ایک لونڈی مانگ لاؤ تاکہ وہ کام کاج میں تمہارا ہاتھ بٹائے اور تمہارا یہ بوجھ ہلکا ہو حضرت علی مرتضیٰؓ کے کہنے پر آپ حضور ﷺ کی خدمت میں آئیں

Scanned with CamScanner

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اس وقت گھر میں نہ تھے ایک اور روایت میں ہے کہ آپ سے حضرت فاطمہؓ کی ملاقات ہوئی مگر شرم کی وجہ سے آپ کی زبان نہ کھل پائی آپ واپس لوٹ گئیں اور حضرت علیؓ سے جاکر کہا کہ مجھے ہمت نہ ہوئی کہ میں آپ سے ایک لونڈی مانگ لوں

فاستحيت أن تسئله ورجعت فأخبرته (ترکۃ النبی ص ۵۵)

حضور ﷺ جب دوسرے دن تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ سے آنے کا سبب دریافت کیا تو آپ خاموش رہیں البتہ حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے کام کاج کی تکلیف اور خادمہ مانگ لانے کے مشورے کا تذکرہ کر دیا (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۴)

حضور ﷺ نے جب حضرت علی اور حضرت فاطمہ کی یہ درخواست سنی تو فرمایا کہ میں تمہاری یہ درخواست پوری نہیں کر سکتا۔ اور تمہیں باندی نہیں دے سکتا۔

والله لا اعطيكما وأدع أهل الصفة تطوى بطونهم لااجد ما انفق عليهم ولكنى ابيعهم وانفق عليهم أثمانهم فرجعا (اصابہ ج ۴ ص ۳۷۹)

خدا ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں باندی دوں اور ان اہل صفہ کو نہ دوں جن کے پیٹ بھوک کے مارے تڑپ رہے ہوں میرے پاس ان پر خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں اس لئے میں ان کو بیچ کر جو رقم ملے گی وہ ان لوگوں پر خرچ کر دوں گا (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۰۰)

آپ نے فرمایا بیٹی اللہ سے تقوی اختیار کر اور اپنے رب کا حکم بجالاؤ اور اپنے گھر کا کام کاج کر لیا کرو

Scanned with CamScanner

إتقي الله يافاطمة وأدي فريضة ربك واعملي عمل أهلك (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۶۴)

چنانچہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ یہ سن کر اپنے گھر لوٹ گئے

ارشاد یہ ہوا کہ غریبان بے وطن جن کا صفہ نبوی میں قیام تھا
میں انکے بندوبست سے فارغ نہیں ہنوز ہر چند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گزرتی ہیں میں اس کا ذمہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدم تھا ان کا حق جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیدہ پاک رہ گئیں جرات نہ کر سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی بسر ہر اہل بیت مطہر نے یہ ماجرائے دختر خیر الانام تھا

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر اللہ تمہیں کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو وہ تمہیں مل کر رہے گا تاہم میں تمہاری رہنمائی باندی سے بہتر چیز کی طرف کروں گا. (مسند احمد) حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتادوں جو تمہارے لئے باندی سے بھی بہتر ہو

ألا أدلكما على خير مما سألتما (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۷ صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۴۲)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے کہا

فقال لها على قولي لا بل ماهو خير منه (سنن ابن ماجہ ص ۲۸۰)

تم کہہ دو کہ مجھے خادمہ نہیں بلکہ اس سے بہتر چیز ہی پسند ہے

حضور ﷺ نے اپنی پیاری لخت جگر کو خادمہ سے بہتر جو دولت عطا فرمائی وہ وظیفہ تسبیح تھا

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا

اذا أخذتما مضاجعكما أو آويتما الى فراشكما فسبحا ثلاثا وثلاثين واحمدا ثلاثا وثلاثين وكبرا أربعا وثلاثين فهو خير لكما من خادم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۸)

کہ جب تم رات کو بستر پر جاؤ تو ۳۳ مرتبہ ﴿ سبحان الله ﴾ ۳۳ بار ﴿ الحمد لله ﴾ اور ۳۴ بار ﴿ الله أكبر ﴾ کہہ لیا کرو یہ وظیفہ تم دونوں کے لئے خادم سے اچھا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے انہیں یہ وظیفہ فرض نمازوں کے بعد پڑھنے کی تلقین فرمائی تھی (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۶۳)

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ بات سن کر میں نے کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات پر راضی اور خوش ہیں

رضيت عن الله وعن رسوله (سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۶۴)

ایک روایت میں ہے کہ یہ وظیفہ حضرت جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے تھے اور آپ کو بتایا تھا ..... فقال كلمات علمنيهن جبرئيل (فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۴۶)

حضرت سیدہ فاطمہؓ زندگی بھر اس وظیفہ کو باقاعدگی سے پڑھتی رہیں اور حضرت علیؓ نے بھی سفر و حضر میں اس کا برابر معمول رکھا تھا۔ آپ خود فرماتے ہیں جب سے میں نے حضور ﷺ سے یہ بات سنی ہے اس دن سے اسے کبھی ترک نہیں کیا

کسی نے پوچھا کہ کیا جنگ صفین کی اس رات کو بھی ترک نہیں کیا جس میں لڑائی خلاف معمول ہو رہی تھی آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے اس رات کو بھی یہ وظیفہ ترک نہیں کیا

Scanned with CamScanner

فما ترکتها بعد قیل ولا لیلة صفین قال ولا لیلة صفین (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۸)

حضرت امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ اس تسبیح سے افضل کوئی اور وظیفہ ہوتا تو حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کو ضرور وہ بطور تحفہ عطا فرماتے

لو کان شئی أفضل منه لنحله رسول الله فاطمة (فروع کافی ج ۱ ص ۳۴۳)

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو جو وظیفہ ارشاد فرمایا اس کا تعلق صرف نیکی اور ثواب سے نہیں ہے ان کلمات میں اللہ تعالیٰ یہ تاثیر بھی رکھی ہے کہ اس کے اہتمام سے تعب و تھکاوٹ بھی ختم ہو جاتی ہے اور بدن میں نئے سرے سے قوت اور تازگی آجاتی ہے علامہ شمس الدین محمد بن جزریؒ لکھتے ہیں

إذا أخذه أعیاء من شغل أو طلب زیادة قوة فلیسبح عند نومه ..... الخ (حصن حصین ص ۲۹)

اگر کسی کو کام کی کثرت کے سبب تھکن لاحق ہو جائے یا وہ (کام کرنے کے لئے) مزید قوت کا خواہاں ہو تو اسے چاہئیے کہ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرے

محدث حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

أن یکون من واظب علیه لا یتضرر بکثرة العمل ولا یشق علیه لو حصل التعب (فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۵۰)

جو شخص اس وظیفہ پر مواظبت کرے گا اسے کام کی کثرت کوئی تکلیف نہیں پہنچائے گی اور اگر تھوڑی بہت تھکاوٹ ہوئی بھی تو وہ اتنی نہ ہوگی کہ اس پر شاق گزرے

Scanned with CamScanner

محدث شہیر امام ملا علی قاریؒ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں

کان قرأة هذه الاذکار عند المنام یزیل تعب خدمة النهار والآلام (مرقات ج ۵ ص ۱۷۳)

سوتے وقت ان اذکار کو پڑھنا دن بھر کی تھکن اور دکھ درد کو دور کر دیتا ہے

کسی ایک روایت سے بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ حضرت فاطمہؓ نے زندگی میں پھر کبھی کسی باندی کی ضرورت محسوس کی ہو یا کبھی اپنی تھکن کا اظہار کیا ہو حضور ﷺ کی ہدایت پر آپ نے اس وظیفہ کو اپنا معمول بنالیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے سب تھکن اور دکھ درد ختم فرمادیا تھا

ایک اور واقعہ اور دعا ملاحظہ فرمائیے

حضرت سوید بن غفلہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ پر سخت فاقہ آیا تو آپ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ اگر تم حضور ﷺ کے پاس جاکر کچھ مانگ لو تو اچھا ہے چنانچہ حضرت فاطمہؓ آپ کی خدمت میں آئیں اور دروازہ کھٹکھٹایا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کھٹکھٹاہٹ حضرت فاطمہؓ کی ہے عام طور سے وہ اس وقت نہیں آیا کرتی حضرت فاطمہؓ اندر تشریف لائیں اور حضور ﷺ سے کہا کہ اے اللہ کے رسول فرشتوں کا کھانا لا الہ الا اللہ ..... سبحان اللہ..... اور الحمد للہ کہنا ہے ہمارا کھانا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا

اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق دے کر بھیجا ہے محمد ﷺ کے گھرانے میں کسی گھر میں تین دن سے آگ نہیں جلی ہمارے پاس چند بکریاں آئی ہیں اگر تم چاہو تو پانچ بکریاں تمہیں دے دوں اور اگر چاہو تو تمہیں وہ پانچ کلمات سکھادوں جو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں

حضرت فاطمہؓ نے کہا مجھے بکریوں کے بجائے آپ وہی پانچ کلمات سکھادیں جو آپ کو

حضرت جبرئیل نے بتائے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ کہا کرو

يَا أَوَّلَ الْأَوَّلِيْنَ وَيَا آخِرَ الْآخِرِيْنَ وَيَا ذَاالْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ وَيَا رَاحِمَ الْمَسَاكِيْنِ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

حضور ﷺ سے یہ دعا لے کر حضرت فاطمہؓ واپس گھر لوٹ گئیں حضرت علیؓ نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا میں آپ کے پاس دنیا لینے کے لئے گئی تھی لیکن وہاں سے آخرت لے کر آئی ہوں حضرت علیؓ نے کہا پھر تو یہ دن تمہارا سب سے بہترین دن ہے (حیاۃ الصحابہ ج ۳ ص ۵۶)

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو ایک اور دعا بھی سکھائی تھی اور فرمایا کہ اسے پڑھتی رہنا اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ قرض کا بوجھ جلد اتار دیتا ہے

أَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْفُرْقَانِ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ أٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ۔ أَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ إِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۴۸)

اے اللہ اے ساتوں آسمانوں کے اور عرش اعظم کے پروردگار اے ہمارے اور ہر چیز کے رب۔ اے توزات وانجیل اور قرآن کے نازل کرنے والے۔ اے دانوں اور گھٹلیوں کے اگانے والے تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی برائی سے کہ اس کی چوٹی تیرے ہاتھ میں

Scanned with CamScanner

ہے تو اول ہے کہ تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا تو ہی آخر ہے کہ تیرے بعد کچھ نہیں۔
تو ظاہر ہے کہ تجھ سے اونچی کوئی چیز نہیں تو باطن ہے کہ تجھ سے کوئی چیز
چھپی ہوئی نہیں ہمارے قرض ادا کرا دے اور ہمیں فقیری سے غنا دے۔

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ میدان جہاد میں

حضرت سیدہ فاطمہؓ کا نصرت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ میں بھی بڑا اعلیٰ کردار رہا ہے اور آپ حضور ﷺ کے ہمراہ مختلف غزوات میں شریک رہی ہیں

غزوہ احد کے موقع پر جب حضور ﷺ کے چہرہ انور پر چوٹیں آئیں اور ان سے خون بہنا شروع ہوا تو حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ کے چہرہ انور سے خون کو صاف کیا تھا اور جب خون کسی طرح رکتا نہ تھا تو آپ نے ٹاٹ (کپڑے) کا ایک ٹکڑا لے کر اسے جلایا اور اس کی راکھ کو زخم میں بھر دیا جس سے لہو نکلنا بند ہو گیا تھا

فمارات فاطمة ان الماء لايزيد الدم الا كثرة اخذت قطعة من حصير فاحرقتها فاصقتها فاستمسك الدم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۸۴)

اس کی وجہ یہ ہے کہ کپڑے میں خون کو روکنے کی بڑی زبردست صلاحیت ہوتی ہے کیونکہ اس کی راکھ زخم میں جم جاتی ہے اور خون نکالنے والی رگوں کا منہ تنگ ہو کر بند کر دیتی (ساتھ ہی جل جانے کی وجہ سے یہ راکھ زخم کو Ceptic ہونے یعنی خراب ہونے اور پکنے سے بھی روک دیتی ہے (سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۱۸۲)

حضرت فاطمہ کو حضور ﷺ کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہؓ سے بہت محبت تھی جب

Scanned with CamScanner

حضرت حمزہؓ غزوہ احد میں شہید کر دئے گئے تو حضرت فاطمہؓ بہت غمگین ہوئیں آپ ان کو بہت یاد کرتیں اور ان کی قبر پر حاضر ہو کر ان کے لئے روتے ہوئے دعا کرتیں تھیں (المغازی للواقدی ص ۳۱۳)

وکانت فاطمة بنت رسول الله ﷺ تاتیهم فتکن عندهم وتدعو

(دلائل النبوۃ ج ۳ ص ۳۰۹)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ غزوہ خندق اور غزوہ خیبر کے وقت بھی حضور ﷺ کے ساتھ تھیں مسلمانوں کو مال غنیمت میں ستو بھی ملے تھے آپ ﷺ نے اپنی بیٹی کو ۸۵ وسق (تقریباً ۱۶۲۳۸ کلو) ستو عنایت فرمائے تھے

☆..... فتح مکہ کے موقع پر حضرت سیدہ فاطمہؓ نے ابو سفیان کو امان دینے سے انکار کر دیا تھا ابو سفیان نے انہیں کہا کہ کیا تمہیں اختیار ہے کہ تم لوگوں کو امان دے سکو حضرت فاطمہؓ نے اس کے جواب میں کہا کہ میں تو ایک عورت ہوں (یعنی انکار کر رہی ہوں) ابو سفیانؓ نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے حسنؓ کو کہیں حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ وہ ابھی اتنا بڑا نہیں کہ کسی کو پناہ دے سکے دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کی مرضی کے خلاف کون پناہ دے سکتا ہے (سیرت المصطفی ج ۳ ص ۶)

☆..... فتح مکہ کے وقت جب حضور ﷺ نے غسل فرمایا تو اس وقت حضرت سیدہ فاطمہؓ ایک کپڑا لے کر حضور ﷺ کے لئے پردہ کئے ہوئے تھیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲)

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے اسلام کی سربلندی کے لئے اپنے والد خاتم النبیین حضور ﷺ کا ہر موڑ پر ساتھ دیا تھا اور آپ ہمیشہ اسلام کی حمایت و نصرت میں سب مسلمانوں کے شانہ بشانہ رہی تھیں

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی محبوب ترین صاحبزادی

حضرت سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کی محبوب ترین شہزادی تھی

وکانت أحب الناس إلی رسول الله ﷺ (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۱۶)

اور آپ کی یہ ایک ہی بیٹی تھی جو حیات تھیں باقی سب داغ مفارقت دے گئیں تھیں حضور ﷺ حضرت سیدہؓ کو بچپن سے بہت پیار فرماتے تھے اور زیادہ سے زیادہ انہیں اپنی برکات سے نوازتے تھے۔ شارح صحیح بخاری علامہ احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں

وکانت فاطمة أحب أهله اليه ﷺ وکان یقبلها فی فیها ویمصها لسانه (مواہب ج ۱ ص ۳۹۵)

حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سب سے زیادہ پیاری تھیں حضور ﷺ ان کے منہ میں بوسہ دیتے تھے اور اپنی زبان ان کو چساتے تھے (تاکہ آپ کا لعاب مبارک انکے اندر داخل ہو اور زیادہ سے زیادہ آپ کی برکت ان کے بدن میں پہنچے)

محدث علامہ عبدالرؤف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں

حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کی سب سے چہیتی اور بلند درجے کی بیٹی تھی بلکہ علی الاطلاق دوسرے لوگوں سے زیادہ محبوب تھی (اتحاف السائل ص ۲۷)

حضرت سیدہؓ کا مکان دور تھا تو حضور ﷺ ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر تشریف لے جاتے اور ان کی خیر خیریت دریافت فرماتے تھے اور جب وہ حضور ﷺ کے قریب رہنے لگیں تو آپ آتے جاتے ان سے ملاقات فرمالیا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو میں زیادہ محبوب ہوں یا سیدہ

Scanned with CamScanner

فاطمہؓ زیادہ پیاری ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری بیٹی مجھے زیادہ محبوب ہے

فاطمة أحب إلى منك (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۹)

أحب النساء إلى رسول الله فاطمة (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۸)

ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ صدیقہ کے سوال کرنے پر بھی یہی بات فرمائی تھی (ایضا)

بلکہ جمیع بن عمیر نے حضرت عائشہؓ سے جب پوچھا کہ

أی الناس كان أحب إلى رسول الله ﷺ قالت فاطمة فقيل من الرجال قالت زوجها (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷)

حضور ﷺ کو سب سے زیادہ پیارا کون تھا حضرت عائشہؓ نے فرمایا فاطمہؓ۔ پوچھا گیا کہ مردوں میں کون؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان کے شوہر (یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ)

شارح مشکوۃ علامہ نواب قطب الدین محدث دہلویؒ (۱۲۸۹ھ) لکھتے ہیں

یہاں انصاف عائشہ صدیقہؓ کا اور صدق ان کا دیکھنا چاہئیے کہ کیا کہا۔ باوجودیکہ جگہ اس کی تھی کہ کہتیں میں اور میرا باپ بہت پیارے تھے اور بعید نہیں کہ اگر حضرت فاطمہؓ سے یہ سوال کیا جاتا تو وہ فرماتیں کہ عائشہؓ اور ان کے باپؓ ان کو بہت پیارے تھے بر خلاف متعصب اور ٹیڑھی راہ چلنے والوں کے گمان کے کہ ان کو آپس میں مخالف و معاند خیال کرتے ہیں۔ حاشا ثم حاشا۔ (مظاہر حق ج ۵ ص ۱۵۳)

حضور ﷺ سیدہ فاطمہؓ کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے اور فرماتے اے جان پدر خوش آمدید..... مرحبا بابنتی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۲)

Scanned with CamScanner

جب آپ ﷺ حضرت سیدہؓ کو خوش دیکھتے تو آپ کے چہرہ انور پر بھی خوشی کے آثار نظر آتے تھے (ترجمۃ النبی ص ۵۷۔ مواہب ج ۱ ص ۳۹۵)

جب حضور ﷺ جب کبھی سفر یا غزوہ پر جاتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے تھے

جب آپ ﷺ سفر سے واپس تشریف لاتے تو آپ سب سے پہلے مسجد میں دوگانہ ادا کرنے کے لئے جاتے پھر وہاں سے حضرت سیدہؓ کو ملنے تشریف لاتے اور ان کی پیشانی چوم کر پیار کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں

ان النبی ﷺ وکان إذا قدم من سفر قبل إبنته فاطمة (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۱۹۔ بحار الانوار ج ۴۳ ص ۴۰ عن ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ)

ابو ثعلبہ بھی کہتے ہیں

کان رسول الله ﷺ إذا قدم من غزوأو سفر بدأ بالمسجد فصلی فیه رکعتین ثم یاتی فاطمة ثم یاتی أزواجه (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۶)

حضور ﷺ کہیں تشریف فرما ہوتے اور حضرت فاطمہؓ تشریف لاتیں تو آپ ان کے استقبال اور محبت میں کھڑے ہو جاتے تھے آپ ان کی پیشانی چوم کر انہیں پیار کرتے اور اپنے پاس بٹھا کر ان سے بات چیت فرماتے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں

وکانت إذا دخلت علیه قام إلیها فقبلها ورحب بها کما کانت تصنع هی به ﷺ (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۷)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

حضور ﷺ کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو جاتے ہوئے سب سے اخیر میں حضرت فاطمہؓ سے ملتے تھے اور واپسی میں سب سے پہلے ان سے ملتے تھے

Scanned with CamScanner

تاکہ جدائی کا زمانہ م ہو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے کس قدر محبت تھی نیز جب حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے پاس تشریف لاتیں تو حضور ﷺ غایت محبت سے ان کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے (وعظ۔ حقوق البیت ص ۲۵)

حضرت عمر فاروقؓ بھی کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کو بہت پیاری تھیں اور اسی تعلق کی بناء پر مجھے آپ سب سے زیادہ محبوب ہیں اور آپ نے یہ بات حضرت فاطمہؓ سے فرمائی تھی

یا فاطمة والله مارأیت احد أحب إلی رسول الله ﷺ منك والله ماکان أحد من الناس بعد أبیك أحب إلی منك (مستدرک ج ۳ ص ۱۶۸)

امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کے متعلق اس طرح عقیدت کا اظہار کرتے ہیں

سیدة نساء العالمین فی زمانها البضعة النبویة والجهة المصطفویة ام أبیها بنت سید الخلق رسول الله (القرشیة الهاشمیة وأم الحسنین وکان النبی ﷺ یحبها ویکرمها ویسیر الیها ومناقبها غزیرة (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۹)

آپ اپنے زمانہ کی تمام عورتوں کی سردار تھیں حضور ﷺ کے جگر کا ٹکڑا تھیں آپ تمام مخلوق کے سردار حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں آپ قرشی ہاشمی تھیں حضرات حسنین کریمین کی والدہ مکرمہ تھیں حضور اکرم ﷺ ان سے بہت محبت فرماتے ان کا اکرام کرتے اور ان کے پاس آیا جایا

Scanned with CamScanner

کرتے تھے آپ بے شمار مناقب وفضائل رکھنے والی خاتون تھیں

حافظ ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ) نے آپ کا تذکرہ کس شاندار الفاظ میں فرمایا ہے اسے دیکھئے

فاطمة بنت رسول الله ﷺ ..... ناسكات الاصفياء وفيات الاتقياء فاطمة رضى الله عنها السيدة البتول البضعة الشبيهة بالرسول الوط أولاده بقلبه لصوقا وأولهم بعد وفاته به لحوقا كانت عن الدنيا ومتعتها عازفة وبغوامض عيوب الدنيا وآفاتها عارفة (حلیۃ الاولیاء ج ۲ ص ۴۹)

(ترجمہ) حضور ﷺ کی صاحبزادی فاطمہ بزرگ پارسا سیدہ بتول جگر گوشہ رسول حضور ﷺ کی اولاد میں آپ کو سب سے زیادہ پیاری اور آپ کی وفات کے بعد آپ سے سب سے پہلے جا ملنے والی دنیا اور اس کے ساز وسامان سے کنارہ کش تھیں اور دنیا کی آفات اور اس کے عیوب سے اچھی طرح واقف تھیں

☆..... شیعہ عالم آیت اللہ احمد الرحمانی کی غلط بیانی

حافظ ابو نعیم اصبہانی کا کلام آپ کے سامنے ہے افسوس کہ شیعہ عالم آیت اللہ احمد الرحمانی نے حافظ ابو نعیم کے ذمہ یہ بات لگادی کہ وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی میراث ان سے چھینی گئی اور ان کا حق مارا گیا تھا موصوف نے حلیۃ الاولیاء کی مذکورہ بالا عبارت میں اپنی طرف سے جو جملہ داخل کیا ہے اسے خط کشیدہ الفاظ میں دیکھئے

حافظ ابو نعیم اصفہانی کہتے ہیں فاطمہ زہرا عظیم شان کی مالک ہیں وہ عبادت

Scanned with CamScanner

گزاروں میں برگزیدہ ہیں اور متقین کے ایمان کی پناہ گاہ ہیں وہ سیدہ نساء عالمین ہیں جنت میں جانے والی ہر خاتون کی سردار ہیں وہ بتول عذرا ہیں رسالت کا ٹکڑا ہیں بضعۃ الرسول رب العالمین ہیں حضرت رسول خدا کی تصویر ہیں وہ سب سے پہلے حضرت رسول خدا کی آغوش میں پہنچ گئیں وہ دنیا میں ہر چیز سے محروم کردی گئیں تھیں ان کی میراث غضب کی گئی ان کا حق چھینا گیا وہ دنیا والوں سے بیزار تھیں (حلیۃ الاولیا ج ۲ ص ۳۹ طبع بیروت) (دیکھئے حضرت فاطمۃ ص ۶۵ ناشر شیعہ ورلڈ فیڈریشن آف لندن)

راقم الحروف کے سامنے اس وقت آیت اللہ موصوف کی کتاب کا اردو ترجمہ ہے آیت اللہ موصوف کی اس کتاب کے مترجم سید علی ابن حسین الباقری ہیں اور اسے لندن کے شیعہ ورلڈ فیڈریشن نے ان کے حجۃ الاسلام ملا اصغر کی نگرانی میں شائع کیا ہے

یہ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ کیا آیت اللہ اور ان کے باقری صاحبان یہ بتانے کی ہمت کریں گے کہ شیخ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں کس مقام پر یہ بات لکھی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی میراث اور ان کا حق چھینا گیا تھا ہم نے حافظ ابو نعیم کی پوری عبارت آپ کے سامنے رکھ دی ہے اسے پھر سے پڑھئے اور شیعہ کے آیت اللہ اور ان کے باقری کا جھوٹ اور بھتان بھی دیکھ لیجئے

اس کتاب میں اور بھی کئی مقامات ہیں جن میں ان لوگوں نے اہل سنت علماء کے ذمہ وہ باتیں منسوب کیں ہیں جو انہوں نے کہیں نہیں لکھیں تھیں اور بے شرمی کی انتہا تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو کتاب کا نام اور صفحات لکھتے ہوئے بھی شرم نہیں آئی ہم اس پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹے پر اللہ کی لعنت۔

Scanned with CamScanner

حضرت سیدہ فاطمہؓ حضور ﷺ کی جان جگر تھیں

حضور ﷺ کو اپنی صاحبزادی سے اس قدر محبت تھی کہ آپ ان کی خوشی کو اپنی خوشی اور ان کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد فرماتے تھے آپ نے علی الاعلان یہ ارشاد فرمادیا تھا کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے حضرت فاطمہؓ کو تکلیف پہنچائی اور اسے آزردہ کیا اس نے صرف میری بیٹی کو نہیں مجھے بھی تکلیف پہنچائی ہے اور جو مجھے تکلیف پہنچاتا ہے رب تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور اس پر خدا کا غضب اترتا ہے حافظ ابو نعیم اصفہانی اپنی دوسری کتاب ﴿معرفۃ الصحابۃ﴾ میں حضرت فاطمہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اذ کانت عضوا من اعضائه وکانت مخصوصة من بین اولاده بمحبته لها کانت أصغر بناته سنا بشرها النبی ﷺ انها أهله لحوقا وکانت من خیر نساء العالمین وسیدة نساء هذه الامة ونساء اهل الجنة کانت المحصنة الطاهرة الزهراء البتول یغضب الله لغضبها ویرضی لرضاها یتالم النبی ﷺ بألمها ویتاذی بتاذیتها هی التی یؤمر أهل الجمع فی القیامة بغض الابصارحتی تمرت فی عرصة القیامة فتمر وعلیها ریطتان خضروان (معرفۃ الصحابۃ ج ۵ ص ۱۳۴)

حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے بدن کا ٹکڑا اور آپ کی تمام اولاد میں باعتبار محبت وشفقت خاص اہمیت کی حامل تھیں آپ حضور ﷺ کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی تھیں آنحضرت ﷺ نے بوقت وفات انہیں بشارت دی تھی کہ وہ سب سے پہلے حضور ﷺ سے

Scanned with CamScanner

جاملیں گی آپ دنیا جہاں کی عورتوں میں بہترین اور اس امت اور جنت کی عورتوں کی سردار ہیں آپ پاکیزہ پاکباز زہرا اور دنیا سے کٹ رہنے والی خاتون تھیں ان کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا اور ان کے خوش ہونے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ ان کے غمزدہ ہونے سے حضور ﷺ غمگین ہو جاتے اور ان کی تکلیف سے حضور ﷺ کو تکلیف ہوتی تھی آپ وہ پاکباز خاتون ہیں کہ قیامت کے دن لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی نظریں نیچی کر لیں کہ حضرت فاطمہؓ دو سبز چادریں پہن کر وہاں سے گزر رہی ہیں

حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو حضور ﷺ نے اپنا جز بتایا ہے اور حضور ﷺ کے جزء سے تو کوئی چیز افضل نہیں ہے۔

لا أفضل أحدا على بضعة رسول الله ﷺ (مرقات ج۹ ص ۳۹۶۵ بیروت)

ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے نکاح کا ارادہ کیا اور اس کے لئے وہ حارث بن ہشام اور سلمہ بن ہشام کے پاس گئے اور ان سے شادی کی بات کی (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۱۱ ص ۴۱۰) حضرت فاطمہؓ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ رنجیدہ ہو گئیں اور انہیں اس بات سے دکھ پہنچا

شیعہ کے شیخ صدوق (۳۸۱ھ) کا بیان ہے کہ حضرت فاطمہؓ سارا دن غمناک رہیں اور شام کو حسن حسین اور ام کلثوم کو اٹھایا اور حضور ﷺ کے گھر آگئیں حضرت علیؓ جب گھر آئے تو معلوم ہوا کہ گھر میں کوئی نہیں تو انہیں فکر پیدا ہوئی اور ان پر یہ بات سخت ناگوار گذری اور وہ مسجد میں جا کر لیٹ گئے (علل الشرائع ص ۱۸۵ باب ۱۴۸)

حضور ﷺ جب گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہؓ کے چہرے پر رنج کے آثار دیکھے تو

Scanned with CamScanner

پوچھا کیا بات ہے ؟انہوں نے بتایا کہ علیؓ مجھ پر سوکن لانا چاہتے ہیں حضور ﷺ یہ سن کر بہت آزردہ ہوئے اور آپ نے مسجد میں خطبہ ارشاد فرمایا اس خطبہ میں آپ نے کہا

ان فاطمة منی وأنا أخوف ان تفتن فی دینها ثم ذکر صهرا له من بنی عبد شمس فاثنی علیه فی مصاهرته إیاه قال فحدثنی فصدقنی وعدنی فوفی لی وإنی لست أحرم حلالا ولا أحل حراما ولکن والله لا تجتمع بنت رسول الله وبنت عدو الله أبدا (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۳۸ و ص ۵۲۸)

(ترجمہ) سیدہ فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے مجھے ڈر ہے کہ فاطمہؓ عزت کی وجہ سے اپنے دین کے معاملہ میں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے پھر آپ نے بنی عبد شمس میں سے اپنے داماد (حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی حضرت سیدہ زینبؓ کے شوہر ابو العاص) کا ذکر کیا اور ان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا میں نے اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دی تھی اس نے میرے ساتھ جو بات کی وہ سچی کر دکھائی اور جو وعدہ اس نے کیا وہ پورا کیا آپ نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرتا لیکن اللہ کی قسم اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی

ایک روایت میں ہے کہ آل ہشام کے کچھ افراد آپ ﷺ کے پاس آئے اور ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ حضرت علیؓ کے رشتہ پر اجازت طلب کی تو آپ نے خطبہ دیا اور منبر پر تین مرتبہ فرمایا کہ میں کبھی اس کی اجازت نہیں دوں گا اگر حضرت علیؓ وہاں رشتہ کرنا چاہیں تو وہ بیشک کر لیں مگر وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں فاطمہؓ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے اس کا دکھ

Scanned with CamScanner

میرا دکھ اور اس کی تکلیف میری تکلیف ہے

فلاآذن ثم لا آذن ثم لا آذن إلا أن يريدو على بن أبى طالب ان يطلق إبنتى وينكح إبنتهم فانها بضعة منى يريبنى ما رابها ويؤذينى ماآذاها (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۸۷۔ اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۷)

سنی اور شیعہ کی کسی کتاب سے یہ پتہ نہ چل سکا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراءؓ کے ہوتے ہوئے ابو جہل کی بیٹی کے ساتھ کیوں شادی کرنے کا ارادہ کیا تھا تاہم اس میں شک نہیں کہ جب حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کا یہ خطبہ سنا کہ جس نے فاطمہؓ کو دکھ پہنچایا اس نے حضور ﷺ کو دکھی کیا تو آپ نے فوراً اپنا ارادہ ترک کر دیا اور آپ اس رشتہ سے باز آگئے اور جب تک حضرت فاطمہؓ حیات رہیں حضرت علیؓ نے کبھی دوسری شادی نہیں کی..... فترك علّى خطبته (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۸۔ الاحسان ج ۹ ص ۵۴)

شیعہ کے شیخ صدوق ابن بابویہ قمی (۳۸۱ھ) لکھتے ہیں کہ

جب حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے پاس آئیں تو آپ حضرت علیؓ کے پاس گئے حضرت علیؓ سوئے ہوئے تھے ان کے پاؤں پر آپ نے پاؤں رکھا اور انہیں بیدار کیا اور فرمایا اے ابو تراب اٹھو آرام کرنے والوں کو تو نے بے قرار کر دیا ہے جاؤ ابو بکرؓ اور عمرؓ کو اور طلحہ کو بلا لاؤ حضرت علیؓ ان تینوں کو بلا لائے جب یہ سب حضور ﷺ کی خدمت میں جمع ہو گئے تو آپ نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے فرمایا

يا على أما علمت أن فاطمة بضعة منى وأنا منها فمن آذاها فقد آذانى ومن آذانى فقد آذا الله..... فقال علّى بلى يارسول الله (علل الشرائع باب نمبر ۱۴۸ ص ۱۸۵۔ جلاء العیون ص ۱۶۴)

Scanned with CamScanner

اے علیؓ کیا تم کو معلوم نہیں کہ فاطمہؓ میرے جسم کا ٹکڑا ہے میری نسل سے ہے جس نے اس کو دکھ کیا اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے میرا دل دکھایا اس نے اللہ کو دکھایا (اللہ کو ناراض کر دیا)..... حضرت علیؓ نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ یہ بات درست ہے۔

شیخ صدوق نے اپنی کتاب الامالی میں بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے اور آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کا سبب اسی واقعہ کو بیان کیا ہے

انه (أی علی بن ابی طالبؓ) علیه السلام أراد أن یتزوج إبنة أبی جهل علی فاطمة علیها السلام وأن رسول الله ﷺ شکاه علی المنبر إلی المسلمین فقال ان علیا علیه السلام یرید أن یتزوج بنت عدو الله علی إبنة نبی الله ان فاطمة بضعة منی فمن آذاها فقد آزانی ومن سرها فقد سرنی ومن غاظها فقد غاظنی (امالی صدوق ص ۶۴ مجلس نمبر ۲۴)

یہ صحیح ہے کہ اسلام میں چار شادیوں کی اجازت ہے اور یہ قرآنی اجازت ہے مگر حضور ﷺ کا حضرت علیؓ کو دوسرے نکاح کی اجازت نہ دینا قرآنی حکم کی مخالفت میں نہ تھا یہ آپ کے خصائص میں تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے حضور ﷺ کو چار سے زیادہ شادیوں کی اجازت تھی مگر آپ کی امت میں سے کسی کو نہیں۔ محدث شہیر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

والذی یظهر لی انه لا یبعد أن یعد فی خصائص النبی ﷺ ان لا یتزوج علی بناته (فتح الباری ج ۹ ص ۴۱۱)

جو بات مجھ پر کھلی ہے وہ یہ کہ یہ بات بعید نہیں کہ ایسا کہنا حضور ﷺ کی

Scanned with CamScanner

خصوصیات میں سے ہو کہ آپ کی صاحبزادی کے ہوتے کسی اور سے نکاح نہ کیا جائے

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) نے خصائص کبری میں بھی یہ بات نقل کی ہے

لا یبعد ان یکون من خصائصه ﷺ منع التزوج علی بناته. (خصائص کبری)

نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بات صرف حضرت فاطمہؓ کے ساتھ خاص ہو (فتح الباری ج ۹ ص ۴۱۱) محدث امام علی بن بلبان فاسیؒ (۷۳۹ھ) کی رائے ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کی عزت اور ان کے بلند مقام کی خاطر ایسا فرمایا

بان هذا الفعل لو فعله علی کان جائزا وإنما کرهه ﷺ تعظیما لفاطمة لا تحریما لهذا الفعل (الاحسان ج ۹ ص ۵۴)

اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ ماں کی شفقت سے محروم ہو گئیں تھیں پھر یکے بعد دیگرے ان کی بہنیں بھی ان سے رخصت ہو گئیں اور گھر میں کوئی ایسا باقی نہ رہا جس سے وہ دل بہلا سکیں اور بات کر سکیں۔

بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے اس نکاح سے حضرت فاطمہؓ آزردہ ہو جاتیں اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے دکھی ہونے سے حضور ﷺ کا دکھی ہونا لازمی تھا اس لئے کہ وہ آپ ﷺ کا ایک حصہ تھیں اور حضور ﷺ کو دکھی کرنا اور آپ کو ایذا پہنچانا حرام ہے اس لئے حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو روک دیا کہ تمہارے اس عمل سے مجھے تکلیف ہو گی اور اس کا تمہیں سخت نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے آپ نے اس پر سخت تنبیہ فرمائی تھی۔ علامہ امیر علی بن بلبان فاسیؒ (۷۳۹ھ) اس واقعہ پر یہ باب باندھتے ہیں

Scanned with CamScanner

ذکر زجر المصطفی ﷺ أن ینکح علّی علی فاطمة ابنته (الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان ج ۹ ص ۵۳)

حضور ﷺ کا خطبہ سن کر حضرت علیؓ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا اور پھر آپ حضرت سیدہ فاطمہؓ ہی کے ہو کے رہ گئے اور آپ کی حیات میں کبھی کسی سے شادی نہیں کی۔ امام عبداللہ ابن داؤد کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ پر اس بات کو حرام کر دیا تھا کہ وہ حضرت فاطمہؓ کی حیات میں کسی دوسری عورت سے شادی کریں اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد کہ (جو کچھ رسول تمہیں دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں اس سے رک جاؤ) میں یہ بات موجود ہے جب تک حضور اجازت نہ دیں حضرت علیؓ کے لئے دوسرا نکاح جائز نہ تھا اور آپ نے کہہ دیا تھا کہ میں اس کی کبھی اجازت نہ دوں گا اور جب حضور ﷺ نے یہ بات فرمادی کہ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسے دکھی کیا اس نے مجھے دکھی کیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ کے لئے یہ بات حرام کر دی کہ وہ حضرت سیدہؓ کے ہوتے دوسری شادی کریں اور حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں یہ بات اللہ کے ارشاد میں اس طرح موجود ہے کہ تم میں سے کسی کو جائز نہیں کہ وہ حضور ﷺ کو تکلیف پہنچائیں۔ امام یحیٰ بن سعید قطانؒ (۱۹۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے جب عبداللہ بن داؤد سے پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا تھا

حرم الله على علّى أن ينكح على فاطمة حياتها لقوله عزوجل ﴿وماآتاكم الرسول فخذوه ومانهاكم عنه فانتهوا .. الحشر ۷﴾ . فلما قال النبى ﷺ لاآذن لم يكن يحل لعلى ان ينكح على فاطمة الا ان ياذن رسول الله ﷺ وسمعت عمر بن داؤد يقول لما قال النبى ﷺ فاطمة بضعة منى يريبنى مارابها ويؤذينى ماآذاها حرم الله على

علی ان ینکح علی فاطمة ویوذی رسول الله ﷺ لقول الله تعالی ﴿وما کان لکم ان تؤذوا رسول الله﴾ (مرقات ج۹ ص۳۹۶۶ بیروت)

بعض نادان شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ مرتضیٰؓ نے گو کہ ابو جہل کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا تھا مگر حضور ﷺ کے خطبہ اور آپ کی بر سر منبر تنبیہ کے بعد حضرت علیؓ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔ علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ اس سے کم از کم یہ بات تو واضح ہو جاتی ہے کہ جو لوگ حضرت علی کو معصوم مانتے ہیں ان کا یہ عقیدہ غلط ہے

فهذا يقتضى أنه غير معصوم (منہاج ج۴ ص۲۵۲)

استاذنا المحترم حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی نے ایک مجلس میں اس پر بڑا لطیف نکتہ ارشاد فرمایا ہے آپ بھی پڑھیں

حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ کو دوسری شادی سے اس لئے منع نہ کیا تھا کہ ان کے لئے دوسری شادی شرعاً منع تھی یا وہ اپنی بیٹی کی دل جوئی کے لئے ایک استثنائی بات کر رہے تھے حضور ﷺ کا انہیں روکنا اس لئے تھا کہ اس میں دوسری خاتون (جویریہ) کا ایمان بچانا مقصود تھا حضرت علیؓ اس خاتون سے شادی کرتے تو وہ حضرت فاطمہؓ کی سوکن ہوتی اور گھریلو حالات میں کبھی ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جس پر سوکنیں ایک دوسرے کے بارے میں کبھی تلخ جملے بھی استعمال کرتی ہیں اور پھر یہ الفاظ صرف ان کی اپنی ذات تک محدود نہیں رہتے سوکن کے والدین اور ان کا پورا خاندان بھی کبھی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے

حضرت فاطمہؓ اور جناب جویریہؓ کے درمیان اگر کبھی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش

Scanned with CamScanner

آجاتا اور جویریہؓ حضرت فاطمہؓ کے بارے میں کوئی سخت جملہ کہہ دیتی تو اس سے حضور ﷺ کا ادب واحترام جو ایک مؤمنہ کے دل میں چاہیئے کیا وہ باقی رہتا اور پھر کیا اس سے تکلیف نہ ہوتی اور کیا اس کا یہ فعل ایذاء رسول نہ بن جاتا؟ اور اگر خدانخواستہ جویریہ کی زبان سے حضور ﷺ کے بارے میں کوئی جملہ نکل پڑتا تو کیا وہ اسی وقت اپنے ایمان سے محروم نہ ہو جاتی؟ آپ نے جو مصلحت اختیار کی وہ اس کا ایمان بچانے کے لئے تھی

اس کا اس کے سوا اور کوئی حل نہ تھا کہ پیغمبر کی بیٹی پر کوئی سوکن نہ آنے پائے تاکہ پہلی بیوی کے جذبہ رقابت میں کہیں اس کے والد محترم (جو خدا کے نبی ورسولؐ ہیں) کہیں بے ادبی نہ ہو جائے

حضرت فاطمہؓ کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت علیؓ نے جویریہ کے ساتھ نکاح کی بات کی ہے تو آپ غمزدہ اور ناراض ہو کر حضور ﷺ کے گھر آگئیں حضور ﷺ نے بتلادیا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اس نکاح سے روک دیا ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کی کلی غرض حضرت علی مرتضیٰؓ کو اللہ کی ناراضگی سے بچانا ہو کیونکہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی اللہ کی ناراضگی تھی امام جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ سے کہا..... یا فاطمة إن الله عزوجل يغضب لغضبك ويرضى لرضاك (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۲۰) وإن الله تعالى ليغضب لغضب فاطمة ويرضى لرضاها (ایضاص ۲۶)

پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ اگر کبھی حضرت علی مرتضیٰؓ کسی بات پر حضرت

Scanned with CamScanner

فاطمہؓ کے بجائے جویریہ کا ساتھ دیتے اور اس سے حضرت فاطمہؓ غمزدہ اور رنجیدہ ہو جاتیں تو آپ ہی بتائیں حضرت علی مرتضیٰؓ کیا ﴿ فاطمة بضعة منی من سرها فقد سرنی ومن ساء ها فقد ساء نی (بحار ج ۴۳ ص ۲۳) ان فاطمة شجنة منی یؤذینی ماآذاها (ایضاص ۲۶﴾ کی زد میں نہ آجاتے ؟ حضور ﷺ کے رحمۃ للعالمین ہونے کا تقاضا ہوا کہ آپ حضرت علی مرتضیٰؓ کو اس شادی سے روک دیں سو حضرت علیؓ نے تعمیل حکم میں کوئی تاخیر نہ کی اور اپنا ارادہ ختم کر دیا۔

یہاں ایک بات یہ بھی کہی جاسکتی ہے کہ غضب اور اغضاب میں فرق ہے غضب میں نیت شرط نہیں اغضاب میں نیت وارادہ دونوں شامل ہیں حضور ﷺ نے جب فرمایا کہ من أغضبها فقد أغضبنی (اخرجه البخاری.. بحار الانوار ج ۴۳ ص ۳۹) تو یہ وعید اغضاب پر ہے غضب پر نہیں حضرت علی مرتضیٰؓ کا ارادہ ہرگز اغضاب فاطمہ نہ تھا اور اگر حضرت فاطمہؓ اس سے ناراض ہوئیں تو یہ صرف فطری عمل تھا۔

حضرت علامہ صاحب مدظلہ اسی بحث میں ایک جگہ لکھتے ہیں

حضرت سیدہ فاطمہؓ کئی مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ سے ناراض ہوئیں لیکن اس سے حضرت علیؓ کی ذات پر کوئی حرف نہیں آتا کیونکہ حدیث میں جس بات پر وعید آئی ہے وہ غضب یعنی مطلق ناراض ہونا نہیں بلکہ اغضاب ہے جس کے معنی دوسرے کو قصداً ناراض کرنا ہے یہ صحیح ہے کہ حضرت سیدہؓ ناراض ہوئیں لیکن یہ ہرگز صحیح نہیں کہ حضرت علیؓ نے انہیں ناراض کیا یعنی فعل

اغضاب حضرت علیؓ سے ثابت نہیں ہوا کیونکہ اس میں قصد ایذاء ضروری ہے اور حضرت علی مرتضیٰ کا ایسا قصد ہرگز نہ تھا خاتم المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

آنچہ گفتہ اند کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است من اغضبھا فقد اغضبنی پس کمال نادانی است بلغت عرب زیرا کہ اغضاب آنست کہ شخصے بقول فعل در غضب آوردن شخصے قصد نماید (تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۸۷)

حاصل اینکہ ارشاد نبوت کی وعید میں لفظ اغضاب ہے غضب نہیں اگر یوں ہوتا تو حضور ﷺ یوں ارشاد فرماتے من غضبت علی غضبت علیہ پس معلوم ہوا کہ ان واقعات سے حضرت علی مرتضیٰ کی شان اقدس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار (ج ۴۳ ص ۱۴۶) میں ایسے کئی واقعات نقل کئے جن میں حضرت فاطمہ الزہراءؓ نے حضرت علیؓ کے خلاف آنحضرت ﷺ کے حضور شکایتیں کیں لیکن ایسے واقعات سب کے سب محض ہنگامی اور وقتی قسم کے تھے جن میں فریقین میں سے کسی فریق کے فساد نیت کا کوئی احتمال نہیں۔۔ (عبقات ص ۲۵۰)

☆..... حضرت سیدہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان مصالحت کرانا

حضور ﷺ کو جب پتہ چلتا کہ حضرت سیدہ اور حضرت علی کے درمیان کچھ رنجشیں ہوئی ہیں تو آپ ان کے گھر تشریف لاتے اور دونوں کو وعظ و نصیحت کر کے صلح صفائی فرما دیتے تھے ایک مرتبہ آپ ان دونوں کے درمیان صلح کرا کر گھر سے خوش خوش نکلے تو کسی نے

Scanned with CamScanner

پوچھا کہ آپ گھر گئے تو اور حال تھا اور گھر سے نکلے ہیں تو خوش ہیں آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ان دو آدمیوں کے درمیان صلح کرائی ہے جو مجھے بہت محبوب ہیں

1 ومایمنعنی وقد أصلحت بین أحب اثنین إلی (طبقات ج ۸ ص ۲۱)

ملا باقر مجلسی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بات اس طرح نقل کی ہے

کیف لا أفرح وقد أصلحت بین اثنین أحب أهل الارض إلی أهل السماء (بحار ج ۴۳ ص ۱۴۶)

مجھے خوشی کیوں نہ ہو میں نے ان دونوں کے درمیان صلح کرائی ہے جن سے آسمان وزمین والے محبت کرتے ہیں

ملا باقر مجلسی ابن عبدربہ اندلسی سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے یہ بات حضرت معاویہؓ سے اس طرح فرمائی

یا معاویة کیف لا أسر وقد أصلحت بین اثنین هما أکرم الخلق علی الله (بحار ج ۴۳ ص ۴۲)

(نوٹ) شیعہ علماء نے حضرت فاطمہؓ کے حضرت علیؓ کے ساتھ ناراضگی اور حضور ﷺ کا ان دونوں میں صلح کرانے کے بعض واقعات نقل کئے ہیں (دیکھئے ناسخ التواریخ ج ۴ ص ۶۷۔۶۸۔۶۹ حوالہ علل الشرائع۔ جلاء العیون ص ۷۶ از ملا باقر مجلسی حوالہ ابن بابویہ قمی۔ احتجاج طبرسی ص ۶۵)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کو عمل صالح کی تاکید کرنا

حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے اس قدر محبت اور تعلق اور اس بشارت عظمی کے باوجود کہ

حضرت سیدہؓ اہل جنت میں سے ہیں بلکہ خاتون جنت ہیں آپ ہمیشہ حضرت فاطمہؓ کو دین پر استقامت اور عمل صالح کی تاکید فرماتے تھے

حضور ﷺ پر جب آیت وأنذر عشیرتك الاقربین (یعنی آپ اپنے رشتہ داروں کو ڈرایئے) نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے قریش کو مخاطب کر کے فرمایا

اشتروا انفسکم من الله لاأغنی عنکم من الله شیئا یا عباس بن عبدالمطلب لا أغنی عنك من الله شیئا یا صفیة عمة رسول الله ﷺ لا أغنی عنك من الله شیئایا فاطمة بنت محمد سلینی ماشئت لا أغنی من الله شیئا (صحیح مسلم ج ا ص ۱۱۴)

اپنے آپ کو اللہ کے ہاتھ بیچ دو میں اللہ کی طرف سے آئی چیز کو نہیں ٹال سکتا اے عباس بن المطلبؓ اور اے میری پھوپھی صفیہؓ (یاد رکھنا) میں اللہ کی طرف سے آئی پکڑ کو تم سے نہیں ٹال سکتا اور اے میری بیٹی فاطمہؓ میرے مال میں سے جو چاہو مانگ لو مگر میں اللہ کی طرف سے آئے کسی عذاب کو تم سے نہیں ٹال سکتا۔

حضرت عباسؓ حضرت صفیہؓ اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنھم) کے جنتی ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے تاہم نے آپ نے انہیں ہدایت کی کہ محض میری قرابت پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہنا یہ نہ سمجھنا کہ ہم چونکہ حضور ﷺ کے قریبی عزیز ہیں اس لئے ہم سے پوچھ گچھ نہ ہو گی اگر اللہ تعالی نے تمہارے لئے کسی بات کا فیصلہ کر دیا تو مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ اسے روک دوں۔ شارح صحیح مسلم حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) لکھتے ہیں

معناه لا تتکلوا علی قرابتی فانی لا أقدر علی دفع مکروه یرید الله

Scanned with CamScanner

تعالی بکم (نووی شرح مسلم ج ا ص ۱۱۴)

حضرت فاطمہؓ نے ہمیشہ اس نصیحت کو ملحوظ رکھا اور عبادت واطاعت میں کوئی کمی کوتاہی نہیں کی۔ حضور ﷺ نماز تہجد کے لئے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو بھی اٹھایا کرتے تھے حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ

حضور ﷺ ہمارے پاس آئے اور ہمیں نماز تہجد کے لئے جگایا پھر آپ اپنے گھر لوٹ گئے جب پتہ چلا کہ ہم ابھی تک اٹھے نہیں تو آپ پھر تشریف لائے اور فرمایا اٹھو اور نماز پڑھو حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں آنکھ ملتے ہوئے اٹھ بیٹھا اور میں کہہ رہا تھا

أنا والله مانصلي إلا ماكتب علينا إنما أنفسنا بيده الله فان شاء أن يبعثنا بعثنا قال فولى رسول الله ﷺ وهو يقول ويضرب بيده على فخذه مانصلي إلا ماكتب الله لنا وكان الانسان أكثر شئي جدلا (سنن نسائی ج ا ص ۲۴۰)

ہم تو خدا نہیں پڑھیں گے مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے ہمارے لئے لکھ رکھا ہے ہماری جان اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جب ہم کو چاہے گا اٹھادے گا چنانچہ حضور ﷺ اپنے رانوں پر ہاتھ مارتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے لوٹ گئے ہم نہ پڑھیں گے مگر وہی جو اللہ نے ہمارے لئے لکھ دیا ہے اور انسان تو سب سے زیادہ جھگڑالو ہے

حضرت امام بخاریؒ نے اس حدیث پر یہ باب باندھا ہے

باب تحريص النبى ﷺ على قيام الليل والنوافل من غير إيجاب وطرق النبى ﷺ فاطمة وعليا ليلة للصلوة (صحیح بخاری ج ا ص ۱۵۱)

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کا رات کی نماز اور نوافل کے لئے ترغیب دینا اسے واجب نہ قرار دینا اور ایک رات حضور ﷺ کا حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو نماز کے لئے جگانے کے لئے آنا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تقریباً چھ ماہ تک نماز فجر کے لئے جاتے وقت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے مکان کے پاس گزرتے ہوئے کہا

الصلوة ياأهل البيت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۲ مستدرک ج ۳ ص ۱۷۲)

اے گھر والو نماز..... اللہ نے چاہا ہے کہ تم سے گندگی کو دور کر دے اے اہل بیت اور تم کو پاک صاف کر دے

ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور دعا فرمائی

اللهم هولاء أهل بيتى فاذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۱۵۲ ص ۲۲۷)

اے اللہ یہ میرے اہل بیت اور میرا خاصہ ہیں آپ ان سے گندگی کو دور فرمادیں اور ان کو پاک فرماویں

حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اور میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ﴿ إنكِ على خير ﴾ بیشک تم بھی خیر پر ہی ہو

ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو ہمیشہ نہ صرف یہ کہ عمل صالح کی ہدایت فرماتے بلکہ آپ اس کام پر ان کی معاونت بھی فرماتے اور انہیں

Scanned with CamScanner

اعمال صالحہ کو اپنانے پر ابھارتے تھے۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ رات بھر عبادت میں مصروف رہتی اور آپ کی رات کی نمازوں میں قیام بہت طویل ہوتا تھا اس طوالت سے آپ کے قدم بھی متورم ہو گئے تھے مناظر اسلام حضرت مولانا سید احمد شاہ صاحب بخاریؒ لکھتے ہیں کہ

راقم الحروف کے مطالعہ میں نماز تہجد کی کثرت کے سبب سے دو ہستیوں کے قدم شریف متورم ہوئے ہیں ایک حضور پر نور خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ ہیں اور دوسری حضرت فاطمہ صلوات اللہ علیہا کی ذات ستودہ صفات ہے۔

(تحقیق فدک ص ۱۸۷)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہؓ کیا وجہ ہے کہ میں صبح شام تمہیں یہ کہتے ہوئے نہیں سنتا (یعنی تم اس طرح دن رات دعا کیا کرو)

يَاحَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ وَلَاتَكِلْنِيْ إِلَى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ (جمع الجوامع للخطیب۔ اتحاف السائل ص ۶۲)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ پر حضور ﷺ کی رحلت کا اثر

حضرت فاطمہؓ ۲۸ سال کی تھیں کہ سرور دو عالم ﷺ نے اس جہاں فانی سے رحلت فرمائی آپ کی رحلت نے حضرت سیدہؓ کو بہت زیادہ متاثر کیا تھا اور آپ اکثر اپنے والد اقدس ﷺ کو یاد کر کے غمزدہ ہو جایا کرتی تھیں

حضور ﷺ کی وفات سے ایک دن قبل حضرت سیدہؓ جب آپ کے پاس آئیں تو آپ نے

Scanned with CamScanner

ان کو مرحبا کہا اور اپنے پاس بٹھالیا پھر ان کے کان میں کچھ باتیں کہیں تو حضرت سیدہؓ رونے لگیں پھر آپ نے دوبارہ ان کے کان میں کچھ فرمایا تو حضرت سیدہؓ ہنس پڑیں حضرت عائشہؓ نے آپ کی خوشی اور رونے پر تعجب ہوا آپ نے ان سے پوچھا تو حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ راز کی بات ہے۔ حضور ﷺ کی رحلت کے بعد جب ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے اس بارے میں پوچھا تو حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے میرے کان میں کہا

ان جبرئیل کان یعارضنی بالقرآن کل سنة مرة وانه عارضنی العام مرتین ولا أراه إلا قد حضر أجلی وانك أول أهل بیتی لحاقا بی ونعم السلف أنا لك فبكيت ثم قال ألا ترضين أن تكونی سيدة نساء هذه الامة أو نساء العالمين فضحكت (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۰۔ استیعاب ج ۴ ص ۳۷۵۔ اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۸)

حضرت جبرئیل سال میں ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ شاید میرا وقت قریب آچکا ہے اور میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارے لئے وہاں اچھا پیش خیمہ ہوں گا تو میں یہ سن کر رو پڑی پھر حضور ﷺ نے میرے کان میں فرمایا کہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

ما يسرك أن تكونی سيدة نساء أهل الجنة الا فلانة (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۹)

تجھے خوش ہونا چاہیئے کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہو سوائے فلانہ کے

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ کی یہ بات سن کر حضرت فاطمہؓ ہنس پڑیں

(نوٹ) فلانۃ سے مراد حضرت مریم بنت عمران ہیں (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۵)

صحیح بخاری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضور ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ آپ اس وقت مرض الموت میں ہیں اور بہت جلد رخصت ہونے والے ہیں تو حضرت فاطمہؓ رو پڑیں اور پھر جب آپ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے مجھ سے آملو گی تو یہ سن کر حضرت فاطمہ ہنس پڑیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۷ و ص ۵۳۲)

وفات کے کچھ پہلے جب حضور ﷺ پر بار بار غشی طاری ہوئی تو سیدہؓ یہ دیکھ کر تڑپ اٹھیں اور بے ساختہ زبان پر ﴿ واکرب أباہ ﴾ ہائے میرے ابا کی بے چینی کے الفاظ آگئے حضور ﷺ نے آنکھ کھولی اور فرمایا بیٹی تمہارے والد کو آج کے بعد کوئی بے چینی نہ ہوگی

فقال لها ليس على أبيك كرب بعد اليوم (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۱)

حضور ﷺ کا انتقال ہوا تو حضرت سیدہؓ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑیں اور کہا

يا أبتاه أجاب ربا دعاه يا أبتاه من جنة الفردوس ماواه يا أبتاه إلى جبرئيل ننعاه (ایضا)

ابا جان آپ نے اپنے رب کے بلاوا کو قبول کر لیا۔ ابا جان آپ نے جنت الفردوس کو اپنا ٹھکانہ بنالیا۔ ابا جان میں جبرئیل کو آپ کی رحلت کی خبر دیتی ہوں اور تعزیت کرتی ہوں

اور اس کا آپ پر اتنا اثر ہوا کہ پھر آپ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا

مارؤيت ضاحكة بعد وفاة رسول الله حتى لحقت بالله عزوجل ووجدت عليه وجدا عظيما (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۲۱ طبقات ابن سعد ج

۲ ص ۲۳۸)

جب صحابہ کرام حضور ﷺ کو دفن کر کے واپس لوٹے تو آپ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ بتاؤ کیا تم کو رسول اللہ ﷺ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۱ سنن ابن ماجہ ص ۱۱۸ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۲۱)

یعنی تمہارے دل نے کیسے گوارا کر لیا کہ تم حضور ﷺ پر مٹی ڈالو۔

خادم رسول حضرت انسؓ نے گو زبان قال سے نہ سہی زبان حال سے ضرور یہ عرض کیا ہوگا کہ اے حضور ﷺ کی لخت جگر۔ ہمارا دل بھی کیسے گوارا کر سکتا تھا کہ ہم اپنے محبوب پر مٹی ڈالیں مگر ہمیں ہمارے نبی اور آپ کے والد مکرم و معظم ﷺ نے ہی اس بات کی تعلیم دی ہے اور ہم نے آپ ہی کے بتائے ہوئے طریقے پر عمل کیا ہے

حضور ﷺ کی رحلت پر حضرت سیدہؓ کے اشعار دیکھئے اور اندازہ کیجئے کہ آپ کی وفات سے حضرت سیدہؓ کے دل پر کیا گزری تھی۔ ابن سید الناس لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا

أغبر آفاق السماء وكورت شمس النهار وأظلم العصران

آسمان کے کنارے غبار آلود ہو گئے اور دن کا سورج میلا ہو گیا اور دن رات تاریک ہو گئے

والارض من بعد النبی كئيبة أسفا عليه كثيرة الاحزان

اور زمین نبی کریم ﷺ کے بعد آپ کی جدائی پر بہت ہی غمگین ہے

فليبكه شرق البلاد وغربها وليبكه مضر وكل يمان

سو آپ ﷺ پر (مشرق و مغرب کے) تمام ملک روئیں اور آپ ﷺ پر مضر اور یمنی روئیں

Scanned with CamScanner

ولبکه منطرد الاشم وجوهه کالبیت والاستار والارکان

اور آپ ﷺ پر سردار روئیں کعبہ کے پردے اور ارکان روئیں

یاخاتم الرسل المبارك وجهه صلی علیك منزل القرآن

اے رسولوں کے خاتم ﷺ جن کا چہرہ مبارک ہے آپ ﷺ پر قرآن کریم کا نازل کرنے والا رب رحمتیں نازل فرمائے (نعت النبی ﷺ نمبر ص ۲۵۰)

امام شمس الدین ذہبیؒ نے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں

ماذا علی من شم تربة احمد الایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انها صبت علی الایام صرن لیالیا

اس شخص کو کیا ہے جس نے احمد ﷺ کی قبر کی مٹی سونگھی کہ وہ لمبے زمانے تک کوئی مٹی نہ سونگھے مجھ پر جو مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اگر وہ دن پر آتیں تو وہ رات بن جاتیں

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مقدسہ کو حضور ﷺ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف نصیب ہوا حضرت فاطمہؓ آپ کی قبر کے پاس تشریف لائیں اور یہ کہا

ان فقدناك فقد الارض و ابلها وغابت مذغبت عنا الوحی والکتب

فلیت قبلك کان الموت صادفنا لما نعیت و حالت دونك الکثب

ہم نے آپ کو اس طرح کھودیا جیسے زمین بارش کو کھودیتی ہے اور جیسے ہی آپ ہم سے جدا ہوئے ہم سے اللہ کی وحی اور کتابیں بھی جدا ہو گئیں کاش کہ آپ سے پہلے ہمیں موت آجاتی آپ کو موت نہ آتی اور آپ کے بدلے ٹیلے ختم ہو جاتے۔

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کے فضائل و مناقب

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا

فاطمة سيدة نساء أهل الجنة (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۲)

حضرت فاطمہ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے

☆..... مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے منبر پر فرمایا

ان فاطمة بضعة منى يربنى ماأرابها ويؤذينى ماأذاها (ترمذی ج ۲ ص ۲۲۷) فمن أغضبها أغضبنى (جامع صغیر ص ۳۶۰)

حضرت فاطمہؓ میرے بدن کا حصہ ہے اس کا دکھ میرا دکھ اور اس کی تکلیف میری تکلیف ہے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کر دیا

حضرت مسور بن مخرمہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

فاطمة بضعة منى يقبضنى ما يقبضها ويبسطنى مايبسطها (مستدرک ج ۳ ص ۱۷۲)

حضرت فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو تنگ کیا اس نے مجھے تنگ کیا اور جس چیز سے اس کا دل کشادہ ہوتا ہے وہ چیز میرے دل کو بھی کشادہ کر دیتی ہے۔ (میں اس کی خوشی میں خوش ہوتا ہوں)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) اس پر لکھتے ہیں کہ وہ کام کرنا جس سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچے خواہ وہ تھوڑا ہو یا زیادہ بالاتفاق حرام ہے چنانچہ جس بات سے حضرت فاطمہؓ کو تکلیف پہنچے گی اس سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچے گی اور یہ حرام ہے اور یہ بات حضور ﷺ

Scanned with CamScanner

کے اس ارشاد میں موجود ہے

وفیه تحریم أذی من یتاذی المصطفی ﷺ بتاذیه لان أذی النبی ﷺ حرام إتفاقا قلیله و کثیره وقد جزم بانه یؤذیه فاطمة فکل من وقع منه فی حق فاطمة شئی فتاذت به فهو یؤذی النبی ﷺ بشهادة هذاالخبر الصحیح (فتح الباری ج۹ ص ۴۱۱ فیض القدیر شرح جامع صغیر ج۴ ص ۵۵۴)

اس حدیث سے پتہ چلا کہ اس شخص کو ایذا دینا حرام ہے جس کو ایذا دینے سے حضور ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہو اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کو ایذا دینا بالاتفاق حرام ہے تھوڑی ہو یا زیادہ اور حضور ﷺ نے واضح طور پر بتادیا کہ جس چیز سے حضرت فاطمہ کو تکلیف پہنچتی ہے اس سے آپ ﷺ کو بھی تکلیف ہوتی ہے سو جس نے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں ایسی چیز کی جس سے انہیں تکلیف ہو تو وہ حضور ﷺ کو تکلیف دیتی ہے یہ صحیح حدیث اس بات کی شاہد عدل ہے

☆..... اسامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کو گھر والوں میں کون سب سے زیادہ پیارا ہے آپ نے فرمایا کہ فاطمہ مجھے پیاری ہیں

أحب النساء الی رسول الله ﷺ فاطمة (جامع ترمذی ج۲ ص ۲۲۷)

☆..... حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کے متعلق فرمایا

إن الله یغضب لغضبك ویرضی لرضاك (مستدرک ج ۳ ص ۱۶۷۔ اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۱۹)

اللہ تعالیٰ تمہاری خوشی پر خوش اور تمہاری ناراضگی پر ناراض ہوتا ہے

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے چار لکریں کھینچیں اور فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو علم ہے آپ نے فرمایا کہ یہ اہل جنت کی افضل خاتون خدیجہؓ بنت خویلد فاطمہؓ بنت محمدؐ اور آسیہؓ بنت مزاحم اور مریمؑ بنت عمران ہیں (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷۴)

☆..... حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی وفات سے ایک دن پہلے ان سے فرمایا

یا فاطمة أما ترضین أن تکونی سیدة نساء العالمین أو نساء هذه الامة (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۰)

اے فاطمہ کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ تم جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو یا فرمایا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو

☆..... حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

نزل ملك فبشرنی أن فاطمة سیدة نساء أهل الجنة (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۲۳ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۴ معرفۃ الصحابۃ ج ۵ ص ۱۳۶)

ایک فرشتہ نے مجھے اس بات کی بشارت دی کہ فاطمہؓ اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے

☆..... زید بن ارقم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ .....فاطمہؓ .....حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا

أنا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۱ ۔اصابہ ج ۳ ۷۸۴)

Scanned with CamScanner

حضرت علی فاطمہ حسن حسین (رضی اللہ عنہم) یہ سب میرے ہیں جو ان سے لڑے گا میں ان سے لڑوں گا اور جو ان سے صلح دوستی رکھے گا میں بھی ان سے دوستی صلح رکھوں گا

☆..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

﴿ قل لا أسألكم عليه أجرا إلا المؤدة فى القربى (پ ۲۵ الشوری ۲۳)﴾

اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میں تم سے نہیں مانگتا اس پر کچھ بدلا مگر دوستی چاہیئے قرابت میں

تو صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے وہ کون سے قرابتدار ہیں جن سے مؤدت کرنا ہم پر ضروری قرار دیا گیا حضور ﷺ نے فرمایا

علی وفاطمة وأبنا هما ..... أخرجه أحمد فى المناقب (مرقات ج ۹ ص ۳۹۶۳ طبع بیروت)

وہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں

☆..... حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ میرے گھر میں تھے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا (پ ۲۲ الاحزاب)

(ترجمہ) اللہ یہی چاہتا ہے کہ دور کرے تم سے گندگی اے نبی کے گھر والو اور ستھرا کردے تم کو ایک ستھرائی سے۔

حضور ﷺ نے حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو بلا بھیجا اور

Scanned with CamScanner

فرمایا ھؤلاء اھل بیتی (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۸) یہ میرے گھر والے ہیں

☆..... حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری

ندع أبناء نا وأبنائکم ونساء نا ونساء کم وانفسنا وانفسکم (آل عمران ۶۱)

تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ حضرت علی حضرت حسن اور حضرت حسین کو بلا بھیجا اور فرمایا اے اللہ یہ ہیں میرے گھر والے اللھم ھؤلاء اھلی (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۳)

☆..... میدان محشر میں حضرت فاطمہ کی شان

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا پکارے گا اور کہے گا اے لوگو حضرت فاطمہؓ کا گذر ہوا چاہتا ہے اپنی نظریں نیچی کرلو یہاں تک کہ وہ گذر جائیں

اذا کان یوم القیامة نادی مناد من وراء الحجاب یااھل الجمع غضوا ابصار کم عن فاطمة بنت محمد حتی تمر (اسد الغابۃ ج ۷ ص ۲۲۰)

امام حاکم نے مستدرک میں یہ روایت نقل کی اور کہا ھذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ (مستدرک ج ۳ ص ۱۶۶) حافظ ابو نعیم اصبہانی (۴۳۰ھ) آپ کے ذکر خیر میں لکھتے ہیں

ھی التی یؤمر اھل الجمع فی القیامة بغض الابصار حتی تمرت فی عرصة القیامة فتمر وعلیھا ریطتان خضروان (معرفۃ الصحابۃ ج ۵ ص ۱۳۴)

Scanned with CamScanner

حضرت ملا علی قاریؒ (۱۰۱۴ھ) نے مرقات شرح مشکوۃ میں بھی یہ روایت بہ الفاظ کی زیادتی کے ساتھ نقل کی ہے (دیکھئے ج ۹ ص ۳۹۶۶ بیروت)

یہ اس لئے ہے کہ حضرت فاطمہؓ حیاء کے بہت اونچے مقام پر فائز تھیں آپ نے وصیت کی تھی کہ ان کو رات کے وقت دفن کیا جائے تاکہ کسی غیر محرم کی ان پر اور ان کی چارپائی تک پر نظر نہ پڑے۔

(نوٹ) پیش نظر رہے کہ ماہر فن رجال حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) کے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے آپ اسے موضوع لکھتے ہیں

لا والله بل موضوع والعباس قال الدارقطنی کذاب ثم أورده الحاکم بعد ورقتین أخبرنا القطیعی ثنا الکجی ثناعبدالحمید بن بحر ثنا خالد الضحاك فذکره وزاد فتمر وعلیها ریطتان خضروان وعبدالحمید قال ابن حبان کان یسرق الحدیث (حاشیہ مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۶)

علامہ محمد طاہر بن علی الفتنیؒ (۹۸۶ھ) اس روایت پر لکھتے ہیں

فیه العباس بن الولید کذاب قلت صححه الحاکم علی شرط الشیخین لکنه تعقبه الذهبی وله شاهد (تذکرۃ الموضوعات ص ۹۹)

کچھ لوگ اس روایت کی تائید میں حضرت ابوہریرہؓ کی ایک روایت لائے ہیں اس کی سند میں سمانۃ اور ان کے باپ عمرو بن زیاد ہیں امام ذہبی ان دونوں کو جھوٹا من گھڑت قصے بنانے والا لکھتے ہیں

عمرو کذاب وضاع وسمانة عن ابیها عن عمرو بن زیاد اباطیل.....

لعل البلاء من عمرو

Scanned with CamScanner

الاستاذ عبدالرحمٰن بن یحی المعلمی الیمانی نے ﴿ الفوائد المجموعه فی الاحادیث الموضوعة ﴾ میں اس روایت کی سندوں پر بحث کے بعد اسے موضوع لکھا ہے (دیکھئے ص ۳۹۴ حاشیہ)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی جنت میں شان

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ اہل جنت جنت میں نہایت چمکدار روشنی دیکھیں گے جس سے وہاں کا ہر حصہ روشن ہو جائے گا اہل جنت رضوان فرشتہ سے پوچھیں گے کہ یہ روشنی کیسی؟ اللہ نے تو فرمایا ہے لایرون فیها شمسا ولا زمهریرا (جنت میں نہ دھوپ ہے نہ سردی) پھر یہ سورج جیسی روشنی کہاں سے آئی رضوان فرشتہ کہے گا کہ یہ روشنی چاند سورج کی نہیں بلکہ یہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ کی مسکراہٹ ہے جس سے جنت میں روشنی پھیلی

لیس هذا بشمس ولا قمر ولکن علی وفاطمة رضی الله تعالی عنهما ضحکا فشرقت الجنان من نور ثغریهما (روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۷۵)

یہ چاند سورج کی روشنی نہیں حضرت فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کا مسکرانا ہے اور یہ ان کے دانتوں کی روشنی ہے جس سے جنت چمک پڑی ہے

☆..... حضرت علی مرتضیٰ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے فرمایا کہ قیامت کے دن میں تم اور یہ دونوں یعنی حسنؓ حسینؓ اور حضرت علیؓ ایک جگہ ہوں گے

أنا وایاك وهذین یعنی حسنا وحسینا وهذا الراقد یعنی علیا فی

Scanned with CamScanner

مکان واحد یوم القیامة (مرقات ج۹ ص ۳۹۶۳ طبع بیروت)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وفات حسرت آیات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کے ساتھ حضرت فاطمہؓ کے بڑے اچھے مراسم تھے حضرت اسماءؓ اکثر حضرت فاطمہؓ کے پاس آجاتیں اور ان کی مزاج پرسی کیا کرتی تھیں حضرت فاطمہؓ کی زندگی کے آخری دنوں اور آخری لمحات میں بھی حضرت اسماء نے آپ کی خدمت کا فریضہ انجام دیا تھا شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی شیعی (۴۶۰ھ) نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے

وکان(ای علی) یمرضها بنفسه وتعینه علی ذلك اسماء بنت عمیس رحمها الله علی استمرار بذلك (الامالی ج۱ ص ۱۰۷)

حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری کرتے تھے اور اس معاملہ میں آپ نے حضرت اسماء کو مستقل متعین کر رکھا تھا کہ وہ ان کی تیمارداری کریں

ملا باقر مجلسی نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی اہلیہ حضرت اسماء نے حضرت فاطمہؓ کی تیمارداری کی تھی (دیکھئے جلاء العیون ص ۱۷۲)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھرانے میں کسی قسم کی کوئی رنجش باقی نہ رہی تھی اگر ان دونوں گھرانوں میں کوئی بھی اختلاف ہوتا اور ایک دوسرے کے دل میں کسی قسم کا کوئی بوجھ رہتا تو کیا حضرت فاطمہؓ حضرت اسماءؓ کی تیمارداری کو پسند کرتیں اور حضرت علیؓ حضرت اسماء کو اس خدمت پر کبھی مامور فرماتے؟ شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) اعتراف کرتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی بیماری کے دنوں میں حضرت

Scanned with CamScanner

عائشہؓ بھی ان کی عیادت کے لئے تشریف لائیں ہیں (بحار الانوار ج ۵ ص ۵۵)

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ نہ چاہتی تھیں کہ آپ کا جنازہ اس طرح جائے کہ غیر محرم کی نظریں آپ کی جانب اٹھیں حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کی مجلس میں تھے آپ نے پوچھا کہ ایک عورت کے لئے سب سے اچھی بات کیا ہوتی ہے ؟ ہمارے پاس اس کا جواب نہ تھا جب میں گھر آیا تو حضرت فاطمہؓ سے اس کا ذکر کیا حضرت فاطمہؓ نے فرمایا کہ

ایک عورت کے لئے سب سے اچھی بات یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر محرم کو دیکھے
اور نہ کوئی غیر محرم اسے دیکھے

جب یہ بات حضور ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا فاطمہؓ نے سچ کہا ہے ارے وہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے

صدقت انها بضعة منی (سنن دار قطنی)

حضرت سیدہؓ جب سخت بیمار ہو گئیں تو انہوں نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ تم کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اب میں زیادہ دن زندہ نہ رہوں گی مجھے اپنے جنازے کی فکر ہے میں نہیں چاہتی کہ میرا جنازہ بلا پردہ اٹھایا جائے حضرت اسماءؓ نے کہا ایسا نہیں ہو گا آپ بے فکر رہیں حضرت فاطمہؓ کے پوچھنے پر انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے حبشہ کے علاقہ میں ایک باپردہ چارپائی پر میت لے جاتے دیکھا ہے حضرت سیدہؓ نے انہیں کہا کہ وہ بنا کر دکھائیں چنانچہ حضرت اسماءؓ نے حرم مدینہ سے کھجور کی تازہ چھڑیاں کٹوا کر منگوائیں اور چارپائی پر اس طرح ڈلوائیں کہ وہ باپردہ ہو گئیں یہ دیکھ کر حضرت سیدہ فاطمہؓ کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی اور یہ پہلی مسکراہٹ تھی جو حضور ﷺ کے انتقال کے بعد پہلی دفعہ آپ کے چہرہ پر

Scanned with CamScanner

دیکھی گئی (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۶۲)

حضرت سیدہؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی اہلیہ حضرت اسماءؓ کو اس بات کی وصیت کی کہ وہ ان کو غسل دیں۔ علامہ علی بن عیسی اردبلی شیعی لکھتے ہیں

قالت فاطمة فاذا مت فغسلتنی انت (کشف الغمہ ج ۱ ص ۵۰۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس بارے میں حضرت علی مرتضیٰ نے بھی ان کی مدد فرمائی تھی۔ وغسلها علی واسماء (اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۲۱)

(نوٹ) اس سے شیعہ علماء کے اس بیان اور روایت کی حقیقت کھل جاتی ہے جس میں بتایا جاتا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو جب اپنے وقت وفات کا پتہ چل گیا تو انہوں نے بجائے اس کے کہ کوئی دوسری خواتین انہیں غسل دیں خود ہی پہلے غسل کر لیا تھا وہ شیعہ علماء جو ٹی وی پر اس قسم کی شیعی روایات بیان کرتے ہیں کاش کہ وہ اپنی دوسری کتابوں پر بھی ایک نظر ڈال لیا کریں تو انہیں اس قسم کی بے تکی ہانکنے کی ضرورت نہ پڑے حضرت ابو بکرؓ صدیق کے بغض میں (کہ آپ کی اہلیہ محترمہ کے غسل دیا تھا) اس نچلی سطح تک گر جانا شیعہ ذاکروں کا ہی نصیب ہے علامہ عبد الرحمٰن بن جوزیؒ (۵۹۶ھ) لکھتے ہیں

كذلك وضعوا أن فاطمة اغتسلت ثم ماتت وأو صت أن تكتفى بذلك الغسل وهذا من حيث النقل كذب ومن حيث المعنى قلة فهم لان الغسل عن حدث الموت فيكف يصح قبله ثم لهم خرافات لا يسندونها الى مستند (تلبیس ابلیس ص ۹۹)

اسی طرح شیعہ گروہ نے یہ بات گھڑ لی کہ حضرت فاطمہ نے موت سے پہلے ہی غسل کر لیا تھا اور یہ وصیت کی کہ میرے لئے یہی غسل پر اکتفا کیا جائے غسل

Scanned with CamScanner

دوبارہ نہ دینا اس کا من حیث النقل جھوٹ ہونا تو ظاہر ہے اور من حیث المعنی اس گروہ کی حماقت کا پتہ دیتا ہے کیونکہ موت واقع ہونے سے غسل لازم آتا ہے تو موت سے پہلے غسل کا ہونا کیسے صحیح سمجھا جائے گا علاوہ ازیں اس گروہ نے اور بھی بہت سی بے سروپا باتیں لکھی ہیں

حضرت سیدہ فاطمہؓ نے حضور ﷺ کے بعد صرف چند ماہ گزارے او رمضان المبارک گیارہ ہجری کو آپ نے ۲۸ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضور ﷺ کی یہ پیشگوئی کہ تم میرے خاندان سے سب سے پہلے مجھ سے ملو گی۔ اپنی پوری شان اعجاز کے ساتھ پوری ہوئی حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال کے ۷۵ دنوں بعد حضرت فاطمہؓ بھی خالق حقیقی سے جاملیں۔

قال علی فلما قبض النبی ﷺ لم تبق فاطمة بعده إلا خمسة وسبعین یوما حتی ألحقها الله به ﷺ فرضها الله عنها آمین (تاریخ دمشق ج۱۶ص۳۴۰)

حضرت سیدہ فاطمہؓ کی حسب وصیت حضرت اسماء نے انہیں غسل دیا حضور ﷺ کے غلام ابورافع کی اہلیہ حضرت سلمی اور حضرت علی مرتضیٰ ان کی معاونت فرماتے تھے

حضرت فاطمہؓ کی وفات کی جونہی خبر پھیلی مدینہ میں کہرام مچ گیا حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال پر جس طرح اہل مدینہ آزردہ تھے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی وفات پر بھی یہی حال تھا اور سب لوگ رو رہے تھے۔

فارتجت المدینة بالبکاء من الرجال والنساء ودهش الناس کیوم قبض فیه رسول الله ﷺ (کتاب سلیم بن قیس ہلالی عامری ص۲۲۶ طبع نجف)

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی نماز جنازہ

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو جب پتہ چلا تو وہ بھی حضرت علی مرتضیٰؓ کے پاس آئے اور حضرت سیدہؓ کے انتقال پر ان سے تعزیت فرمائی اور کہا کہ حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ میں جلدی نہ کر دینا اطلاع ضرور کرنا

فاقبل أبوبكر وعمر تعزيان عليا ويقولون له يا أبا الحسن لا تسبقنا بالصلوة على إبنة رسول الله (کتاب سلیم بن قیس ہلالی ص ۲۲۶)

حضرت فاطمہؓ کا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھا اور آپ کی وصیت و خواہش کے مطابق پوری طرح پردے کے ساتھ آپ کا جنازہ اٹھایا گیا

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کی نماز جنازہ کے لئے مسلمانوں کی جماعت حاضر تھی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تشریف لے آئے تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز جنازہ پڑھانے کی درخواست پیش کی حضرت ابراہیم نخعی تابعیؒ (۹۶ھ) کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی

صلى أبوبكر الصديق على فاطمة بنت رسول الله ﷺ فكبر أربعا (طبقات ج ۸ ص ۲۴)

میمون بن مہران کہتے ہیں

أن أبابكر كبر على فاطمة أربعا (معرفۃ الصحابۃ ج ۵ ص ۱۳۸)

حضرت امام شعبیؒ (۱۰۳ھ) نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا کہ حضرت علیؓ نے حضرت

Scanned with CamScanner

ابوبکر کے دونوں بازو پکڑ کر آپ کو آگے کیا (سنن کبریٰ ج ۴ ص ۵ ۲ از امام بیہقی)

حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادہ حضرت امام زین العابدینؒ اور ان کے بیٹے حضرت امام محمد باقر کا بیان بھی یہی ہے حضرت امام زین العابدینؒ کا بیان دیکھئے

مات فاطمة بين المغرب والعشاء فحضرها ابوبكرؓ وعمرؓ وعثمانؓ والزبير وعبدالرحمن بن عوف فلما وضعت ليصلي عليها قال علي تقدم يا ابابكر قال وأنت شاهد يا أبا الحسن قال نعم تقدم فوالله لا يصلي عليها غيرك فصلى عليها أبوبكر رضى الله عنهم أجمعين ودفنت ليلا (رياض النضرة فی مناقب العشرة البشرة ج ۱ ص ۱۵۶۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۲۱۹)

حضرت فاطمہؓ کا انتقال مغرب اور عشاء کے درمیان ہوا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ تشریف لائے جب ان کی نماز جنازہ کا وقت آیا تو حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھیے

حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ اے علیؓ آپ کی موجودگی میں ؟ (یعنی آپ ہی پڑھائیں) انہوں نے کہا آپ آگے بڑھیں اللہ کی قسم آپ کے علاوہ کوئی دوسرا آدمی ان کی نماز جنازہ نہ پڑھائے گا چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور رات کے وقت ان کی تدفین ہوئی

اس لئے کہ آپ نہیں چاہتی تھیں کہ دن کے اجالے میں آپ کی میت اٹھے اور وہ لوگوں کی نگاہ میں آئیں

Scanned with CamScanner

واما دفنها ليلا حتى لايستشرف على جنازتها أحد من الرجال احتراما لها كونها بنت رسول الله ﷺ (انجح الباهرة ص ۲۸۵)

ملاباقر مجلسی شیعی بھی یہ تسلیم کرتا ہے

روی ان ابابکر هو الذی صلی علی فاطمة وکبر أربعا وهذا أحد ماستدل به کثیر من الفقهاء فی التکبیر علی المیت (بحار الانوار ج ۸ ص ۳۸)

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت فاطمہؓ کے انتقال کی خبر نہ دی تھی وہ غلط کہتے ہیں آپ خود ہی سوچیں کہ حضرت فاطمہؓ کے آخری اوقات حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ کے ساتھ گزرے انہوں نے آپ کو حسب وصیت غسل کرایا ان کو کفن پہنایا ان کے لئے جنازہ تیار کیا..... آپ ہی بتائیں کیا انہوں نے اپنے شوہر نامدار اور مسلمانوں کے خلیفہ اور امیر کو نہیں بتایا ہوگا کہ حضرت فاطمہؓ اللہ کے ہاں جا چکی ہیں؟ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جو عقل وخرد سے عاری ہوگا یا حقائق کا کھلا انکار کرنے پر اسے کوئی شرم نہ آتی ہوگی۔

شیعہ عالم ملاباقر مجلسی بتاتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور ان کے گھر والے نہیں چاہتے تھے کہ سب لوگ نماز پڑھیں اس لئے انہوں نے حضرت ابوذرؓ کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ لوگوں کو دھوکہ دے کر منتشر کردیں اور جب لوگ چلے جائیں تو پھر رات کو چند لوگ ان کی نماز جنازہ ادا کریں اور آپ کو چپ چاپ دفن کردیا جائے حالانکہ لوگ وہاں جمع تھے۔

ملاباقر مجلسی لکھتا ہے

لوگ جمع تھے اور منتظر تھے کہ جنازہ باہر آئے پس ابوذر باہر آئے اور کہا جنازہ کے

Scanned with CamScanner

باہر آنے میں ابھی تو وقت ہے یہ سن کر لوگ متفرق ہو کر چلے گئے جب پہر رات آئی اور سب لوگ سو گئے تو جنازہ کو باہر لائے اور جناب امیر و حسنین و عمار و مقداد و عقیل وزبیر ابوذر سلمان وبریدہ اور ایک گروہ بنی ہاشم اور خواص نے نماز جنازہ ادا کی (جلاء العیون ج ا ص ۲۲۷)

شیعہ کی مرکزی کتاب اصول کافی ج ۲ ص ۴۴ کے حاشیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا جنازہ صرف پانچ آدمیوں نے پڑھا تھا (ماخوذ از ایمانی دستاویز ص ۲۶۶)

اب یہ بات شیعہ علماء کے ذمہ باقی ہے کہ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے سوا اور دو کون لوگ تھے جو بقول ان کے حضرت فاطمہؓ کے جنازہ میں شامل ہوئے تھے؟

ہم سمجھتے ہیں کہ شیعہ کے پڑھے لکھے دوست اس قسم کی لغویات پر کبھی یقین نہیں کریں گے کیا اس قسم کی باتوں سے حضرت ابوذر غفاریؓ جیسے متقی اور زاہد صحابی کی عزت داغدار نہیں ہو گی؟

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی قبر مبارک

نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں نے حضرت سیدہؓ کا جنازہ اٹھایا اور قبر کے پاس لے آئے حضرت فاطمہؓ کی قبر کے متعلق مؤرخین مختلف ہیں حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ آپ کی تدفین بقیع میں ہوئی ہے ودفنت بالبقیع (البدایہ ج ۶ ص ۳۳۳)

شیعہ عالم نجم الحسن کراروی کا بیان ہے آپ کو جنت البقیع میں لے جا کر دفن کر دیا (چودہ ستارے ص ۲۵۲)

Scanned with CamScanner

آپ کی قبر جنت البقیع میں حضرت امام حسنؓ کی قبر کے پاس ہے جبکہ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دار عقیل کے ایک گوشہ میں دفن ہوئیں (طبقات ج ۸ ص ۲۵) ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ اپنے گھر میں دفن ہوئیں تاہم سب سے زیادہ معروف مقام جنت البقیع ہے یہاں زائرین کی ایک بڑی تعداد ہمیشہ موجود رہتی ہے آپ کے بالکل قریب ہی آپ کی تینوں بہنوں اور حضور ﷺ کی نو ازواج مطہرات کی قبریں بھی ہیں ۔اور ان کے بالکل قریب آپ کے سوتیلے بھائی حضرت ابراہیم کی قبر ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ کو حضرت عباس بن عبد المطلبؓ حضرت علی مرتضیٰؓ اور فضل بن عباسؓ نے قبر میں اتارا تھا حضرت علی مرتضیٰؓ اپنی رفیقہ حیات کے چلے جانے پر کافی غمزدہ تھے آپ نے ایک مرتبہ ان کی یاد میں یہ اشعار بھی کہے

لکل اجتماع من خلیلین فرقة وکل الذی دون الممات قلیل

وان افتقادی فاطما بعد احمد دلیل علی الا یدوم خلیل

دو دوستوں کے ملنے کے بعد پھر ایک دن جدائی ہے اور ہر ایک کا موت سے تھوڑا ہی فاصلہ رہ گیا ہے اور حضرت احمد ﷺ سے میرا جدا ہونے کے بعد اب فاطمہؓ کو بھی کھو دینا ہوا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ کوئی دوست ہمیشہ باقی نہیں رہتا۔ (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۷۹)

☆..... حضرت سیدہ فاطمہؓ کی مرویات

حضرت سیدہ فاطمہؓ سے حضور ﷺ کی ۱۸ حدیثیں مروی ہیں جن کو بڑے جلیل القدر صحابہؓ نے آپ سے روایت کیا ہے روایت کرنے والوں میں حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کے

Scanned with CamScanner

دونوں صاحبزادے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت سلمیٰؓ حضرت ام رافعؓ اور حضرت انس بن مالکؓ ہیں جو حضرت سیدہ فاطمہؓ سے حدیث کی روایت کرتے ہیں امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں

ولها فی مسند بقی ثمانة عشر حدیثا منها حدیث واحد متفق علیه (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۳۴) وروی عنها ابنها الحسین وعائشة وام سلمة وانس بن مالك وغیرهم وروایتها فی الکتب الستة (ایضاً ص ۱۱۹)

ہم یہاں تبرکاً ان میں سے کچھ روایات نقل کرتے ہیں جو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراءؓ سے مروی ہیں

عن فاطمة بنت رسول الله ﷺ قالت کان رسول الله ﷺ إذا دخل المسجد یقول بسم الله والسلام علی رسول الله أللهم اغفر لی ذنوبی وافتح لی أبواب رحمتك وإذا خرج قال بسم الله والسلام علی رسول الله اللهم اغفرلی ذنوبی وافتح لی أبواب فضلك (سنن ابن ماجہ ص ۵۶ مسند احمد ج ۷ ص ۴۰۲)

(ترجمہ) حضور ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو آپ فرماتے اللہ کے نام سے داخل ہوتا ہوں اللہ کے رسول پر سلامتی اترے۔ اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور آپ جب مسجد سے باہر نکلتے تو فرماتے اللہ کے نام سے نکلتا ہوں اور اللہ کے رسول پر سلام ہو۔ اے اللہ میرے مجھے معاف فرما اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ حضور ﷺ کے پاس ایک خادمہ مانگنے آئیں تو آپ نے ان سے فرمایا

فقال ألا أخبرك ماهو خير لك منه تسبحين الله عند منامك ثلاثا وثلاثين وتحمدين الله ثلاثا وثلاثين وتكبرين الله أربعا وثلاثين (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۰۸)

کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتادوں جو تمہارے لئے اس سے بہتر ہو۔ سوتے وقت ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا یہ پڑھ لیا کرو (ظاہر ہے کہ یہ بات حضرت فاطمہؓ نے سنائی ہوگی)

اللهم رب السموات السبع ورب العرش العظيم ربنا ورب كل شئى منزل التوراة والانجيل والقرآن العظيم أنت الاول فليس قبلك شئى وانت الاخر فليس بعدك شئى وأنت الظاهر فليس فوقك شئى وانت الباطن فليس دونك شئى اقض عنا الدين واغننا من الفقر (جامع ترمذی ج ۲ ص سنن ابن ماجہ ص ۲۸۰)

(ترجمہ) اے اللہ سات آسمانوں اور عرش عظیم کے پروردگار۔ ہمارے اور ہر چیز کے رب تورات اور انجیل اور قرآن عظیم کے نازل کرنے والے آپ سب سے پہلے ہیں آپ سے پہلے کوئی نہیں آپ سب کے بعد ہیں آپ کے بعد کچھ نہیں آپ ہی ظاہر ہیں آپ سے اوپر کچھ نہیں آپ ہی باطن ہیں آپ سے کوئی چیز مخفی نہیں ہم سے قرض پورا کردے اور ہمیں فقر سے بے نیاز فرمادے

Scanned with CamScanner

حضرت حسین بن علیؓ کہتے ہیں کہ میری والدہ حضرت فاطمہؓ نے فرمایا

☆ قالت قال رسول الله ﷺ الا لایلومن امرؤ الا نفسه یبیت

☆ وفی یده ریح غمر (سنن ابن ماجہ ص ۲۴۵)

(ترجمہ) حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص اپنے آپ کو ہی ملامت کرے جو اس حال میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی کی بو ہو (کہ اسے کوئی جانور نقصان پہنچادے)

☆.....عن عمرو بن أمية قال دخلت فاطمة على أبي بكر فقالت أخبرني رسول الله إني أول أهله لحوقا به (مسند احمد ج ۷ ص ۴۰۲)

(ترجمہ) حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ مجھے حضور ﷺ نے بتایا ہے کہ میں آپ کے گھر والوں میں سے سب سے پہلے آپ سے جاملوں گی۔

☆.....حضرت فاطمہؓ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے انہیں بتایا۔

ان جبرئيل كان يعارضني بالقرآن كل سنة مرة وانه عارضني العام مرتين ولا أراه الا قد حضر أجلي وانك أول أهل بيتي لحاقا بي ونعم السلف أنا لك فبكيت ثم قال ألا ترضين أن تكوني سيدة نساء هذه الامة أو نساء العالمين فضحكت (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۰۔ استیعاب ج ۴ ص ۳۷۵۔ اسد الغابہ ج ۷ ص ۲۱۸ مسند احمد ج ۷ ص ۴۰۱)

حضرت جبرئیل سال میں ایک مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے مگر انہوں نے اس سال دو مرتبہ میرے ساتھ قرآن کا دور کیا اور میں سمجھتا ہوں

Scanned with CamScanner

کہ شاید میرا وقت قریب آچکا ہے اور میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملو گی اور میں تمہارے لئے وہاں اچھا پیش خیمہ ہوں گا تو میں یہ سن کر رو پڑی پھر حضور ﷺ نے میرے کان میں فرمایا کہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تم تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہو

☆..... ام سلیمانؓ کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس قربانی کے گوشت کے بارے میں پوچھنے آئی تو انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے پہلے اسے روکے رکھنے منع کیا تھا پھر اس کی اجازت دے دی تھی ایک مرتبہ حضرت علیؓ ایک سفر سے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان کے کھانے کے لئے قربانی کا گوشت رکھا تو انہوں نے کہا

أولم ينه عنها رسول الله ﷺ فقالت انه قد رخص فيها قالت فدخل علیّ علی رسول الله ﷺ فسأله عن ذلك فقال له كلها من ذی الحجة إلى ذی الحجة (مسند احمد ج ۷ ص ۴۰۲)

کیا اس سے حضور ﷺ نے منع نہیں کیا تھا حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ حضور ﷺ نے اس کی اجازت دی ہے چنانچہ حضرت علیؓ حضور ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ ایک سال تک کھاؤ۔

☆.....عن فاطمة قالت دخل علی رسول الله فأكل عرقا فجاء بلال بالاذان فقام ليصلی فأخذت بثوبه فقلت يا ابت ألا تتوضا فقال مم اتوضأ يا بنية فقلت مما مست النار فقال لی أوليس أطيب طعامكم مامسته النار (مسند احمد ج ۷ ص ۴۰۲)

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے ہاں آئے اور آپ نے وہاں سالن تناول فرمایا اتنے میں حضرت بلال نے اذان دی آپ نماز پڑھانے کیلئے اٹھے تو میں نے آپ کا دامن پکڑا اور کہا ابا جان آپ وضو نہیں فرمائیں گے ؟ فرمایا بیٹی میں کیوں وضو کروں ؟ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ آپ نے جو کھانا تناول فرمایا ہے وہ آگ پر پکا ہے آپ نے فرمایا کیا وہ کھانا پاکیزہ نہیں ہوتا جو آگ پر پکے (یعنی آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا)

Scanned with CamScanner

سیدہ فاطمۃ الزہراء کے اہل وعیال

☆..... حضرت فاطمہ کے شوہر نامدار حضرت علی حیدر کرارؓ

حضرت سیدہ فاطمہ کے شوہر نامدار حضرت علی مرتضیٰ ہیں آپ حضور ﷺ کے چچا خواجہ ابو طالب کے صاحبزادے ہیں آپ کی والدہ فاطمہؓ بنت اسد ہیں ماں باپ کی جانب سے آپ ہاشمی ہیں آپ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی اور آپ کا بچپن حضور ﷺ کے گھر اور آپ کے ہی آغوش محبت میں گزرا اور آپ نے ان کے ساتھ اپنے بچوں جیسا معاملہ فرمایا اور پھر آپ کو اپنی دامادی کا شرف بھی دیا اور پھر آپ خلفائے راشدین میں سے ہوئے

حضور ﷺ نے جب دعوی نبوت فرمایا اس وقت آپ کی عمر نو دس سال کی تھی (طبقات ج ۳ ص ۱۵) چنانچہ آپ کو بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی خواجہ ابو طالب کے رعب ودبدبہ اور حضرت علیؓ کے بچپنے کی وجہ سے آپ کو ان شدائد کا سامنا نہ کرنا پڑا جس سے حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ اور دیگر حضرات صحابہ دوچار ہوئے تھے حضور ﷺ نے ہجرت فرمائی تو آپ کو اپنے بستر پر سونے کے لئے فرمایا اور آپ جان کی پروا کئے بغیر بے خوف وخطر وہاں سو گئے آپ نے حضور ﷺ کی ہدایت کے مطابق امانتیں ان کے حقداروں تک پہنچائیں اور پھر مدینہ منورہ ہجرت کر آئے آپ نے اسلام کی سربلندی کے لئے حضور ﷺ کے شانہ بشانہ تمام غزوات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہر میدان میں داد شجاعت دیتے رہے اللہ تعالی نے آپ کو بڑی جرات عطا فرمائی تھی آپ

Scanned with CamScanner

کفار کی صفوں میں گھس جاتے اور بڑی جوانمردی سے لڑتے تھے حضور ﷺ نے کئی مواقع پر ان کے ہاتھ میں جھنڈا عطا فرمایا میدان بدر میں بھی جھنڈا آپ کے ہاتھ میں تھا (طبقات ج ۳ ص ۱۶) حضور ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو غزوہ بدر کے موقع پر اپنے اہل خانہ کی تیمار داری کے لئے پیچھے چھوڑا تھا اور ان کے لئے اجر و ثواب ملنے کی بشارت دی تھی اسی طرح حضرت علیؓ کو غزوہ تبوک کے وقت اپنے اہل خانہ کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور وہ اس غزوہ میں شریک نہ ہو پائے تھے۔ (طبقات ج ۳ ص ۱۷)

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و فضل میں بہت اونچا مقام عطا فرمایا تھا آپ شہر علم کا دروازہ تھے آپ نے حضور ﷺ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں آپ سے روایت کرنے والوں میں جلیل القدر صحابہ کرام ہیں حضور ﷺ نے آپ کے لئے خصوصی دعا فرمائی تھی حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ نے آپ کا سینہ کھول دیا اور آپ سب سے زیادہ قضاء کا علم رکھنے والے ہوئے حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دور خلافت میں آپ کو قاضی بنایا تھا صحابہ کرام میں جو لوگ اعلیٰ درجہ کے فصیح اور خطیب مانے گئے آپ ان میں سے ایک ہیں حضور ﷺ حضرت علیؓ سے بڑی محبت فرماتے تھے آپ نے ان کے بہت سے مناقب و فضائل بیان فرمائے اور انہیں دنیا و آخرت میں اپنا بھائی فرمایا (جامع ترمذی) اور غایت محبت میں آپ کو ابو تراب کہا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ میں جس کا مولی (دوست) ہوں علی بھی اس کا مولی ہے آپ نے اللہ کے حضور دعا فرمائی کہ اللہ اس سے محبت کر جو علیؓ سے محبت کرے اور اس کو ناپسند رکھ جو علیؓ سے بغض رکھے آپ نے یہاں تک فرمایا کہ جس نے فاطمہؓ اور علیؓ سے محبت رکھی وہ قیامت میں میرے ساتھ ہوگا آپ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ سے مؤمن محبت رکھیں گے اور منافق ان سے بغض رکھیں گے۔ (صحیح مسلم)

Scanned with CamScanner

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجہ میں ہو جو ہارون کا موسیٰ سے تھا سوائے اس بات کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں (متفق علیہ)

حضرت علی مرتضیٰؓ زہد و تقوی میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ سب سے زیادہ خوف خدا رکھنے والے تھے اور اللہ کی ذات میں غرق انسان تھے اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری آپ کا شیوہ تھی

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ آپ اللہ کی ذات کے عالم تھے اور آپ کے قلب میں ذات باری کا عرفان موجزن تھا (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۹) آپ کے پاس جو کچھ آتا آپ اسے راہ خدا میں خیرات کر دیتے آپ کے در سے کوئی بھی خالی ہاتھ نہ لوٹا آپ دنیا اور اس کی آرائشوں سے کوسوں دور تھے شب بیدار تھے ہمیشہ اپنے نفس کا محاسبہ فرماتے تھے آپ بہت رقیق القلب تھے اور رات کی تنہائیوں میں خوف خدا سے رودیا کرتے تھے آپ کے دل میں مساکین سے بہت محبت تھی آپ دنیا کو مخاطب کر کے کہتے کہ

میرا تمہارا کوئی تعلق نہیں تیری عمر کم ہے

حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ مسند خلافت پر آئے تو حضرت علی مرتضیٰؓ نے آپ کی بیعت فرمائی اور آپ کے ساتھ ساتھ رہے ان کے دل میں حضرت ابوبکرؓ کے لئے بڑا احترام تھا آپ حضرت ابوبکر صدیق سے کوئی حدیث روایت کرتے تو اس طرح فرماتے کہ ابوبکر نے مجھے حدیث سنائی اور ابوبکرؓ نے تو سچ ہی کہا ہے

حدثنی ابوبکر و صدق ابوبکر (مشکوۃ)

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو آپ ان کی مجلس شوری کے ممتاز رکن ہوئے حضرت عمرؓ نے آپ کو قاضی بنایا تھا آپ نے اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں

Scanned with CamScanner

دی اور آپ کو اپنا داماد بھی بنایا

حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں بھی آپ ان کی نصرت وحمایت فرماتے رہے اور آخری دنوں میں اپنے بچوں کو ان کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آپ مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے آپ کی خلافت چار سال نو مہینے کے قریب رہی

حافظ ابو نعیم اصفہانیؒ (۴۳۰ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

نسبه نسب رسول الله ﷺ وحسبه حسبه ودينه دينه قريب القرابة قديم الهجرة عظيم الحق (معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۹۴)

حافظ ابو نعیمؒ اپنی دوسری کتاب میں آپ کو اس طرح یاد فرماتے ہیں

سيد القوم محب المشهود ومحب المعبود باب مدينة العلم والعلوم ورأش المخاطبات ومستنبط الاشارات راية المهتدين ونور المطيعين وولى المتقين وامام العادلين أقدمهم ايمانا واجابة وايمانا واقومهم قضية وايقانا واعظمهم حلما واوفرهم علما على بن ابى طالب كرم الله وجهه قدوة المتقين وزينة العارفين المنبى عن حقائق التوحيد المشير الى لوامع علم التفريد صاحب القلب العقول واللسان السوؤل والاذان الواعى والعهد الوافى فقاء عيون الفتن ووقى من فنون المحن فدفع الناكثين ووضع القاسطين ودمغ المارقين الاخيشن فى دين الله الممسوس فى ذات الله (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۰۰)

آپ قوم کے سردار اللہ سے محبت رکھنے والے اور اللہ کے محبوب اور شہر علم کا

Scanned with CamScanner

دروازہ بہترین واعظ اشارات کا استنباط کرنے والے مہتدین کے سرتاج
اطاعت کرنے والوں کے نور متقین کے والی امام العادلین اسلام قبول کرنے
میں آگے فیصلہ کرنے میں انصاف کا دامن تھامنے والے بڑے علم والے اور
بھرپور علم والے آپ متقین کے پیشوا عارفین کی زینت توحید کے حقائق سے
پردہ اٹھانے والے اور اس راہ کی طرف لے جانے والے سمجھدار دل والے
عاقل اور لسان سائل کے حامل عہد کا ایفاء کرنے والے فتنوں کی جڑ کاٹ
دینے والے ہر آزمائش میں کامیاب ہونے والے اور دشمنان دین کا ڈٹ کر
مقابلہ کرنے والے اور ان کو تباہ وبرباد کرنے والے شخص تھے۔ اللہ کے دین
کے معاملہ میں خوف رکھنے والے اور اللہ کی ذات میں فنا ہو جانے والے تھے

امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸) آپ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

آپ کا نام نامی علی اور کنیت ابو الحسن ہے آپ ہاشمی النسب ہیں امت کے قاضی
اسلام کے شہ سوار اور حضور اکرم ﷺ کے داماد ہونے کا شرف بھی آپ کو
حاصل تھا آپ نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اور اس میں ذرا بھی تردد نہ
کیا جہاد کا وقت آیا تو اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا پورا حق ادا کیا اور یوں علم و عمل
کی ذمہ داریوں کو بطریق احسن نبھایا حضور ﷺ نے آپ کے حق میں جنت کی
شہادت دی اور فرمایا جس کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے نیز فرمایا
علی میرے ہاں تمہارا وہ مقام ہے جو موسی علیہ السلام کے نزدیک ہارون علیہ
السلام کا تھا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا یہ بھی فرمایا مؤمن تم سے محبت
اور منافق تم سے بغض رکھیں گے حضرت علیؓ کے بے شمار فضائل ہیں جسے میں

Scanned with CamScanner

نے ایک الگ کتاب میں لکھے ہیں آپ علم میں امامت کے مرتبہ پر فائز تھے اور اخذ حدیث میں اس قدر محتاط تھے کہ حدیث بیان کرنے والے سے پہلے حلفیہ بیان لیتے تھے..... امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے رمضان ۴۰ھ میں جام شہادت نوش فرمایا اس وقت آپ کی عمر ۶۰ سال یا اس سے ایک سال کم یا زیادہ تھی (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۳۳)

آپ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی حیات میں دوسری شادی نہیں کی ان کے انتقال کے بعد آپ نے کئی شادیاں فرمائیں اور ان سے کئی اولادیں بھی ہوئیں حضرت امام حسینؓ کے ساتھ آپ کے تین سوتیلے بھائی ابوبکر عمر عثمان بھی کربلاء میں شہید ہوئے تھے

معروف غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان لکھتے ہیں کہ

حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے سات روز بعد حضرت علیؓ نے دوسرا نکاح کیا آپ کی چار بیویاں تھیں اور سترہ لونڈیاں (لغات الحدیث ج ۴ کتاب ن ص ۱۴۲)

آپ کے دور خلافت میں خارجیوں نے آپ کے خلاف سازش کی اور آپ کو راستے سے ہٹانے کا منصوبہ تیار کیا عبد الرحمٰن ابن ملجم خارجی نے اپنے سر یہ ذمہ داری لی۔ ایک دن حضرت علی مرتضیٰؓ نماز فجر کے لئے تشریف لائے تو ابن ملجم نے اس زور سے آپ پر تلوار ماری جو آپ کی پیشانی کو چیرتی ہوئی دماغ تک جا پہنچی اس حملہ میں ابن ملجم کے ساتھ شبیب اشجعی بھی تھا ابن ملجم گرفتار ہوا حضرت علیؓ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کو گرفتار رکھو میں زندہ رہا تو خود ہی فیصلہ کروں گا اگر میں فوت ہو گیا تو اسے بھی قتل کر دینا اس حملہ کے تین دن بعد ۱۹ رمضان ۴۰ ہجری کو حضرت علی مرتضیٰؓ خالق

Scanned with CamScanner

حقیقی سے جا ملے حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے آپ کو غسل دیا حضرت حسنؓ نے آپ کی نماز جنازہ چار تکبیروں کے ساتھ پڑھائی اور کوفہ میں آپ کی تدفین عمل میں آئی

ان الحسنؓ بن علیؓ صلی علیؓ بن ابی طالب فکبر علیه اربع تکبیرات ودفن علی بالکوفة عند مسجد الجماعة فی الرحبة مما یلی ابواب کنده (طبقات ج ۳ ص ۲۷)

تاہم آپ کی قبر بعض وجوہات کی بناء پر گمنام کر دی گئی وقد عمی دفنه (معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۱۰۰) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہوں اور آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے آمین

(نوٹ) سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کی تفصیلی سوانح حیات کے مطالعہ کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿زبدة المناقب من حیات سیدنا علی بن ابی طالب) (دو جلد) ملاحظہ کیجئے۔

☆..... حضرت فاطمہؓ کی اولاد امجاد ..... ☆

حضرت سیدہ فاطمہؓ سے حضرت علی مرتضیٰؓ کی چار اولادیں معروف و مشہور ہیں۔

(۱) حضرت حسنؓ (۲) حضرت حسینؓ (۳) حضرت زینبؓ (۴) حضرت ام کلثومؓ

علامہ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

وولدت فاطمة لعلی الحسن والحسین وأم کلثوم وزینب بنی علی (طبقات ج ۸ ص ۲۲)

Scanned with CamScanner

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

فولدت له الحسن والحسين وأم كلثوم وزينب (استیعاب ج ۴ ص ۳۷۴)

محمد ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ حضرت فاطمہؓ کا ایک اور بیٹا بھی ہوا تھا جو بچپنے میں فوت ہو گیا اس کا نام محسن تھا

فولدت فاطمة لعلى حسنا وحسينا ومحسنا فذهب محسن صغيرا

وولدت له أم كلثوم وزينب (دلائل النبوة ج ۳ ص ۱۶۱)

ابن جریر طبری اور امام شمس الدین ذہبیؒ نے بھی جناب محسنؓ کا ذکر کیا ہے (طبری ج ۳ ص ۴۲۷۔ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۱۱۹)

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

فاطمة رضى الله عنها رزقت من الاولاد خمسة الحسن والحسين ومحسن وام كلثوم وزينب فاما محسن فدرج سقطا واما الحسن والحسين فاعقبا الكثير الطيب واما أم كلثوم فتزوجها عمر بن الخطاب رضى الله عنه وولدت له زيدا ورقية وتزوجها بعده ابن عمها عون بن جعفر بن ابى طالب فمات معها ثم تزوجها بعده اخوه محمد فمات معها ثم تزوجها بعده أخوه عبدالله بن جعفر فماتت عنده ولم تلد الاحد من الثلاثة شيئا فولدت علياوعونا الاكبر وعباسا ومحمدا وأم كلثوم (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۳۱)

حضرت فاطمہ الزہراء کے بطن مبارک سے پیدا ہونے والی اولاد کا تذکرہ درج ذیل ہے

Scanned with CamScanner

تحفة الزمن في مناقب سيدنا الحسنؓ

سیدنا حضرت حسنؓ بن علی مرتضیٰؓ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى ..... اما بعد

سیدنا حضرت حسنؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے فرزند اکبر حضرت سیدہ فاطمہؓ کے لخت جگر اور حضور ﷺ کے دل بند اور شکل وصورت میں آپ کے قریب اور بہت مشابہ تھے

حافظ ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانیؒ (۴۳۰ھ) کن شاندار الفاظ میں آپ کا ذکر کرتے ہیں اسے ملاحظہ کیجئے

سيد شباب أهل الجنة وريحانة رسول الله والسيد المصلح به بين الامة وسبط من الاسباط سماه النبي ﷺ حسنا شبيه رسول الله ﷺ وحبيبه سليل الهدى وحليف أهل التقى وخامس أهل الكساء وابن سيدة النساء (معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۳)

حسن بن علیؓ..... جنتی نوجوانوں کے سردار مخلوق کے محبوب حکیم مقرب بے شمار صوفیانہ خصلتوں کے مالک تھے اور آپ کے کلام میں تصوف کی جھلکیاں بہت نمایاں تھیں اور آپ نہایت عالیشان اور بلند مقام کے مالک تھے (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۵ ۳ مترجم)

Scanned with CamScanner

علامہ عزالدین ابن اثیر جزریؒ (۶۳۰ھ) آپ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں

الحسن بن علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشی الهاشمی ابومحمد سبط النبی وأمه فاطمة بنت رسول الله سيدة نساء العالمين وهو سيد شباب أهل الجنة وريحانة النبی ﷺ وشبيهه سماه النبی ﷺ الحسن وعق عنه يوم سابعه وحلق شعره وأمر أن يتصدق بزنة شعره فضة وهو خامس أهل الكساء (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۳)

شارح صحیح مسلم حضرت امام محی الدین نوویؒ (۶۷۶ھ) کس عقیدت سے آپ کا تذکرہ کرتے ہیں اسے دیکھئے

حسن بن علی بن ابی طالب رضی الله عنها. هو أبومحمد الحسن بن علی بن ابی طالب عبد مناف بن عبالمطلب بن هاشم بن عبد مناف القريشی الهاشمی المدنی سبط رسول الله ﷺ وريحانته وابن فاطمة بنت رسول الله سيدة نساء العالمين عليها السلام ولد فی نصف رمضان سنة ثلاث من الهجرة روی عن النبی ﷺ احاديث وروت عنه عائشة رضی الله عنها وروی عنه جماعات من التابعين .....كان الحسن شبيها بالنبی ﷺ سماه النبی ﷺ الحسن .....وكان حليما كريما ورعا ورعه وحلمه إلى أن ترك الدنيا والخلافة لله تعالى وكان من المبادرين إلى نصرة عثمان بن عفان رضی الله عنه (تہذیب الاسماء ص ۱۵۸ ج ۱)

Scanned with CamScanner

حافظ شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں

الحسن بن علی بن أبی طالب ابن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف الامام السید ریحانة رسول الله ﷺ وسبطه وسید شباب اهل الجنة أبو محمد القرشی الهاشمی المدنی الشهید (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۲۸)

کان هذا الامام سیدا وسیما جمیلا عاقلا رزینا جوادا ممدحا خیرا دینا ورعا محتشما کبیر الشان (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۲۹)

امام حسنؓ سردار حسین و جمیل عظمند باوقار سخی لائق تعریف دیندار تقوی شعاری میں بہترین وضع دار اور بڑی شان والے تھے

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) آپ کا ذکر اس طرح شروع کرتے ہیں

الحسن بن علی ابو محمد القرشی الهاشمی سبط رسول الله ﷺ ابن ابنته فاطمة الزهراء وریحانته وأشبه خلق الله به فی وجهه

(البدایہ ج ۸ ص ۳۳)

حضرت ابو محمد القرشی الہاشمی نواسہ رسول اور آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادے اور گلدستہ اور سب مخلوق سے بڑھ کر حضور ﷺ کے چہرہ انور سے مشابہت رکھنے والے تھے

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) آپ کو امیر المؤمنین لکھتے ہیں

سبط رسول الله ﷺ وریحانته أمیر المؤمنین أبو محمد (الاصابہ ج ۱ ص ۳۲۸)

Scanned with CamScanner

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) آپ کو خلفائے راشدین میں سے کہتے ہیں

الحسن بن علی بن أبی طالب أبو محمد سبط رسول الله ﷺ ربیحانته و آخر الخلفاء بنصه (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴)

آپ لکھتے ہیں

کان الحسن رضی الله عنه له مناقب کثیرة سیدا حلیما ذاسکینة ووقار وحشمة جوادا ممدوحا یکره الفتن والسیف تزوج کثیرا وکان یجیز الرجل الواحد بمائة ألف (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

حضرت حسنؓ کے مناقب بہت زیادہ ہیں آپ سید بردبار صاحب عزت پروقار اور صاحب احتشام تھے آپ بڑے سخی اور بڑی شان والے تھے آپ فتنہ فساد کو پسند نہ کرتے تھے آپ نے بہت شادیاں کیں آپ کی سخاوت کا یہ حال تھا کہ ایک آدمی کو ایک لاکھ درہم عطا فرمائے۔

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں

حضرت امام حسنؓ اہل حق کے نزدیک بعد بیعت اہل حل وعقد تا خلع امام حق اور خلیفہ راشد ہیں (مطرقۃ الکرامۃ ص ۲۸۲)

آپ ہجرت کے تیسرے سال رمضان المبارک میں پیدا ہوئے (طبقات) حضور ﷺ کو جب ان کی پیدائش کی خبر ملی تو آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے اپنے نواسہ کو دیکھا پیار فرمایا کان میں اذان دی (ذخائر العقبی ص ۱۲۰) اور پوچھا کہ کیا نام رکھا ہے بتایا گیا کہ حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسن ہے

(نوٹ) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ہمیشہ سے مزاج رحمت ورافت

اور نرمی کا رہا ہے اگر آپ کی طبیعت درشت اور جنگ جویانہ ہوتی تو آپ ﷺ اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین نہ رکھتے حرب ہی رہنے دیتے

حضور ﷺ نے اپنے لعاب مبارک سے حضرت حسنؓ کو گھٹی دی (البدایہ ج ۸ ص ۳۳)

ساتویں دن حضرت حسنؓ کا عقیقہ کیا (صحیح بخاری) بچے کا ختنہ ہوا اور سر کے بال اتارے گئے اور اس کے ہم وزن چاندی آپ نے خیرات فرمائی (مؤطا امام مالک ص ۳۳۶۔ طبقات ج ۱ ص ۲۳۱)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے لئے دو بکریاں بطور عقیقہ ذبح کیں (المصنف لعبد الرزاق ج ۴ ص ۳۳۱)

بعض روایات میں ایک بکری کا ذکر بھی ملتا ہے

عمران بن سلیمان کہتے ہیں کہ حسنؓ حسینؓ اہل جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں عرب میں اس سے پہلے کبھی یہ دو نام نہیں رکھے گئے (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۶۸۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴) مفضل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو نام اس سے پہلے کبھی ظاہر نہیں کئے تھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنے نواسے کے نام رکھے (ایضا)

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ

حضرت حسنؓ سر سے سینہ تک رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حسینؓ سینہ سے قدم مبارک تک اپنے نانا کے مشابہ تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۳)

حضرت ابو جحیفہؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ نے حضور ﷺ کو دیکھا ہے آپ نے کہا ہاں اور حسن بن علیؓ آپ کے بہت مشابہ ہیں (معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۵)

حضرت حسنؓ ہمیشہ حضور ﷺ کی شفقت و محبت بھری نگاہوں کے سامنے رہتے تھے

Scanned with CamScanner

آنحضرت ﷺ آپ کو گود میں لیا کرتے چومتے اور اپنے کندھے پر سوار کرا کر ان سے کھیلا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضور ﷺ کے کندھے پر سوار تھے ایک شخص نے یہ منظر دیکھا تو کہا کہ اے بچے تو کتنی اچھی سواری پر سوار ہے حضور ﷺ نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ دیکھو سوار بھی تو کتنا پیارا ہے (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

آپ انہیں دیکھنے کے لئے روزانہ حضرت فاطمہؓ کے گھر آتے تھے آپ نماز کی حالت میں ہوتے تو حضرت حسنؓ کبھی آپ پر چڑھ جاتے کبھی آپ کی ریش مبارک سے کھیلتے کبھی آپ کی دو ٹانگوں کے درمیان سے ہو کر دوسری طرف نکل پڑتے حضور ﷺ کو اپنے نواسہ کی یہ ننھی ادائیں بہت اچھی لگتی تھیں جب آپ نماز سے فارغ ہو جاتے تو انہیں اپنے گود میں لے لیتے۔ حضور اکرم ﷺ انہیں چومتے اور اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے دیتے تھے اور حضرت حسنؓ اسے چوستے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کو پیاس لگی حضور ﷺ کے قریب پانی نہ تھا حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک حضرت حسنؓ کے منہ میں رکھ دی وہ چوستے رہے یہاں تک کہ ان کی پیاس جاتی رہی اور وہ سیراب ہو گئے

فاعطاه لسانه فمصه حتى روى (کنز العمال ج ۱۳ ص ۶۵۳)

حضرت امیر معاویہؓ فرماتے ہیں کہ

وانه لن يعذب لسان أو شفتان يمصهما رسول الله ﷺ (البدایہ ج ۸ ص ۳۶)

جن ہونٹوں اور زبان کو رسول اللہ ﷺ چوسا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو ہرگز

Scanned with CamScanner

عذاب نہیں دے گا۔

ایک مرتبہ کسی نے حضرت حسنؓ کی قوت گویائی پر کچھ نازیبا سا تبصرہ کیا تو حضرت معاویہؓ نے کہا کہ یہ بات نہ کہو کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے منہ میں اپنا لعاب مبارک ڈالا ہے اور جس شخص کے منہ میں حضور ﷺ اپنا لعاب مبارک ڈالیں وہ کس طرح عاجز الکلام ہو سکتا ہے

فقال معاوية لاتقولوا ذلك فان رسول الله ﷺ قد تفل فی فيه ومن تفل فی فيه رسول الله ﷺ فليس بعی (کنز العمال ج ۷ ص ۱۰۴ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۷۷)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ حضرت فاطمہؓ کے گھر کی جانب چل پڑے وہاں پہنچ کر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ ہمارا ننھا بچہ کہاں ہے ننھا بچہ کہاں ہے؟ تھوڑی دیر میں حضرت حسنؓ اندر سے دوڑتے ہوئے آئے اور وہ حضور ﷺ سے چمٹ گئے (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲)

ایک مرتبہ حضور ﷺ نے انہیں اس طرح اٹھایا کہ ان کے قدم حضور ﷺ کے قدم مبارک پر تھے اور پھر آپ نے انہیں نظر بد سے بچنے کے لئے دم فرمایا یہاں تک کہ وہ اپنے پاؤں حضور ﷺ کے سینہ پر رکھ دیتے پھر آپ ﷺ فرماتے کھولو پھر آپ انہیں چومتے پھر فرماتے اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت کیجئے (الاصابہ ج ۱ ص ۶۰۵ مترجم)

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ کے ساتھ حضرت اسامہؓ بھی موجود تھے آپ ﷺ نے ان دونوں بچوں کو اپنے اوپر بٹھایا اور کہا اے اللہ مجھے ان دونوں سے محبت ہے آپ بھی ان سے

Scanned with CamScanner

محبت فرمایئے (رواہ البخاری.....ایضا)

حضرت ام الفضلؓ کہتی ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کے پاس آئی حضرت حسنؓ وہاں تھے میں نے انہیں اٹھایا اتنے میں انہوں نے پیشاب کر دیا تو میں نے ہلکے سے ان کی پیٹھ پر مارا (جس طرح ماں اپنے بچوں کو پیار سے پیٹھ پر مار دیتی ہیں) حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا کیا کر رہی ہو اللہ تجھ پر رحم کرے کہیں میرے بچے کو درد نہ ہو جائے (مستدرک حاکم ج ا ص ۱۶۶)

حضرت حسنؓ اگر کبھی نگاہوں سے کہیں دور نکل جاتے تو حضور ﷺ پریشان ہو جاتے اور انہیں ڈھونڈنے کے لئے خود ہی نکل پڑتے تھے ان کو کوئی تکلیف ہوتی تو آپ پریشان ہو جاتے اور جب تک وہ تکلیف دور نہ ہوتی آپ کو چین نہ آتا تھا حضرت حسنؓ بیمار ہوتے تو حضور ﷺ تشریف لاتے آپ اپنے ساتھ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کو بھی لاتے تھے

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو جب معلوم ہوتا کہ حضور ﷺ سفر سے واپس آرہے ہیں تو وہ آپ ﷺ کے استقبال کے لئے آگے پہنچ جاتے اور حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ان سے لپٹ جاتے اور اٹھا کر اپنی سواری پر بٹھا دیتے اس طرح آپ مدینہ میں داخل ہوتے (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۹ ص ۳۵)

حضور ﷺ جب حضرت حسنؓ کو اپنی طرف ڈور کر آتا دیکھتے تو بے ساختہ ان کے حق میں دعا فرماتے کہ اے اللہ اس کی حفاظت کرنا (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۱۷)

آپ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے حضرت حسنؓ کو گود میں لے کر صرف ان کی محبت کا اعلان نہیں کیا بلکہ سامعین کو بتایا کہ وہ یہ بات ان لوگوں تک بھی پہنچا دیں جو اس وقت یہاں نہیں ہیں قبیلہ ازد شنوۃ کے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا ہے کہ

حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کو اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا

من احبنی فلیحبه ولیبلغ الشاهد الغائب (مستدرک ج ۳ ص ۱۷۳
مسند احمد ج ۵ ص ۳۶۶۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اس کو ضروری ہے کہ حسنؓ سے محبت رکھے اور جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ بات ان لوگوں کو پہنچا دیں جو اس وقت یہاں موجود نہیں ہیں

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ اور آپ کی آل اولاد پر زکوۃ صدقات کو ناجائز ٹھہرا دیا تھا۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس صدقہ کے کھجور آئے ہوئے تھے اتنے میں حضرت حسنؓ کھیلتے ہوئے وہاں آگئے اور ایک کھجور اٹھا کر منہ میں ڈال دیا آنحضرت ﷺ کی نظر پڑ گئی آپ نے فوراً ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا

انا آل محمد لا تحل لنا الصدقة (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۶)
اما علمت انا لا ناکل الصدقة (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۴)

کیا تمہیں پتہ نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے

حضور ﷺ بعض اوقات بچوں کو بھی شرف بیعت سے مشرف فرمادیا کرتے تھے آپ کا بچوں کو بیعت کرنا تبرک کے طور پر ہوتا تھا حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنھم کو یہ شرف بچپن میں ہی ملا تھا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۲۹ لابن منظور)

حضرت حسنؓ آٹھ سال کے تھے کہ حضور ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اور ان کے سر سے صرف شفیق نانا ہی نہیں حضور سرور دو جہاں ﷺ کا بابرکت سایہ بھی اٹھ گیا تھا

Scanned with CamScanner

☆..... سیدنا حضرت حسنؓ عہد صدیقی میں

حضور ﷺ کے وصال پر آپ کے یار و رفیق غار سیدنا حضرت ابوبکرؓ صدیق نے آپ کی جانشینی کا منصب سنبھالا آپ کو معلوم تھا کہ حضور ﷺ حضرت حسنؓ کو بہت چاہتے تھے سو آپ بھی ان سے اسی تعلق سے بہت محبت اور شفقت کا معاملہ فرماتے تھے اور انہیں حضور ﷺ کے مشابہ بتاتے تھے ایک دن آپ نماز عصر پڑھ کر نکلے آپ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ کھیل رہے ہیں حضرت ابوبکرؓ نے انہیں اٹھا کر کندھے پر بٹھالیا اور فرمایا کہ اے علیؓ بخدا یہ تو نبی کے مشابہ ہے تیرے مشابہ نہیں حضرت علیؓ نے یہ سنا تو آپ ہنس پڑے (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۱ و ص ۵۳۰ ابو یعلی ج ۱ ص ۵۱ سنن کبری ج ۵ ص ۴۹)

(نوٹ) شیعہ مؤرخ یعقوبی نے بھی یہ بات تاریخ یعقوبی میں بیان کی ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۱۱۲)

☆..... سیدنا حضرت حسنؓ عہد فاروقی میں

حضرت عمر فاروقؓ کا دور خلافت آیا تو آپ دس سال کے ہو چکے تھے حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے تعلق کا پورا پورا لحاظ رکھا اور ان کو اسی نگاہ سے دیکھا حضرت عمرؓ نے جب کبار صحابہ کے وظائف مقرر کئے تو حضرت حسنؓ کو اس صف میں نہ آتے تھے لیکن آپ نے محض قرابت نبوی کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کا وظیفہ بھی وہی رکھا جو اجلہ صحابہ کا رکھا تھا یعنی پانچ ہزار ماہانہ مقرر کیا (فتوح البلدان ۱۴۶)

Scanned with CamScanner

(نوٹ) راقم الحروف نے اس قسم کے بہت سے شواہد اپنی کتاب ﴿ نور القمر بسیرۃ سیدنا عمرؓ ﴾ کی دوسری جلد میں نقل کئے ہیں

☆.....سیدنا حضرت حسنؓ عہد عثمانی میں

حضرت عثمان غنیؓ کا دور خلافت آیا تو آپ بیس بائیس سال کے حسین اور خوبرو جوان تھے اور حضرت عثمان کے خادموں میں سے ایک تھے (یوں بھی حضرت عثمانؓ آپ کے خالو تھے) آپ حضرت عثمانؓ کے حکم کی تعمیل میں کبھی پیچھے نہ رہتے حضرت عثمانؓ نے جب بھی کسی کام کے لئے آواز دی آپ نے اسی طرح لبیک کہا جس طرح اوروں نے کہا حضرت عثمانؓ نے طبرستان کی جانب ایک لشکر روانہ کیا آپ بھی اسی لشکر میں موجود تھے اس فوج کے سربراہ حضرت سعید بن العاصؓ تھے (الکامل لابن اثیر ج ۳ ص ۸۴)

خود حضرت عثمان بھی حضرات حسنین کریمینؓ سے بہت محبت کرتے تھے حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

وقد كان الصديق يجله ويعظمه ويكرمه ويحبه ويتفداه وكذلك عمربن الخطاب .....وكذلك عثمان بن عفان يكرم الحسن والحسين ويحبهما .(البدایہ ج ۸ ص ۳۸)

حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت حسنؓ کا بہت زیادہ اکرام واحترام کرتے تھے اور آپ سے محبت کرتے تھے آپ پر فدا ہوتے تھے اور حضرت عمرؓ کا بھی یہی حال تھا..... اور ایسا ہی حضرت عثمانؓ کا حال تھا آپ حضرات حسنین کریمینؓ کا

Scanned with CamScanner

اکرام کرتے اور ان سے محبت فرماتے تھے

حضرت عثمان غنیؓ کے خلاف جب بغاوت نے زور پکڑا اور باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے مکان کا گھیراؤ کر لیا تو حضرت حسنؓ نے اپنے والد سے عرض کیا کہ آپ یہاں سے کہیں دور نکل جائیں اگر آپ کے ہوتے ہوئے یہ حادثہ پیش آگیا تو لوگ آپ کو مورد الزام ٹھہرائیں گے چونکہ باغی گروہ حضرت علیؓ پر بھی نظر رکھے ہوئے تھا اس لئے آپ مدینہ منورہ سے باہر نہ نکل پائے اور حضرت عثمان غنیؓ مظلوما شہید کر دئے گئے تاہم آپ نے حضرت حسنؓ کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور انہوں نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ آخری وقت تک حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی آپ زخمی بھی ہوئے مگر باغیوں نے چھت کی راہ سے اتر کر حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا حضرت علیؓ کو جب معلوم ہوا تو آپ حضرت حسنؓ پر بہت ناراض ہوئے اور ان کو طمانچہ بھی مارا.....

ولطم الحسن (مروج الذہب ج ۲ ص ۳۴۵ للمسعودی الشیعی)

اور فرمایا کہ تم نے حضرت عثمانؓ کی حفاظت میں کوتاہی کیوں کی تھی کہ دشمن کو اپنا کام کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے آپ کو شہید کر دیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۲۴)

(نوٹ) بزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿ فتح الرحمان بسیرۃ سیدنا عثمان بن عفانؓ ﴾ ملاحظہ کیجئے

☆.....سیدنا حضرت حسنؓ عہد علوی میں

حضرت علی مرتضیٰؓ کے دور خلافت میں آپ اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ رہے اور جو

Scanned with CamScanner

بات مفید سمجھتے قطع نظر اس سے کہ آپ کے مشورہ پر عمل کیا جائے گا یا نہیں اسے والد گرامی کی خدمت میں عرض کر دیتے تھے آپ نے جنگ جمل اور جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ کو روکنا بھی چاہا تھا تاہم ایسا نہ ہو سکا تو پھر آپ نے اہل کوفہ کو حضرت علیؓ کی مدد کے لئے پکارا اور کہا اے لوگو اپنے امیر کی بات مانو اجیبوا دعوة أمیر کم (طبری ج ۵ ص ۵۱۶) چنانچہ لوگ آپ کی تقریر سن کر حضرت علیؓ کی حمایت میں آگے بڑھے

حضرت علی مرتضیٰؓ پر جب قاتلانہ حملہ ہوا اور آپ نقل و حرکت سے معذور ہو گئے تو آپ نے حضرت حسنؓ کو جمعہ کی نماز کی امامت کے لئے حکم دیا اور حضرت حسنؓ نے خطبہ جمعہ دیا تھا۔

جندب بن عبداللہ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اگر خدانخواستہ آپ کو کچھ ہو گیا تو ہم کیا کریں؟ کیا ہم آپ کے بیٹے حضرت حسنؓ کی بیعت کر لیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا

لا آمر کم ولا أنهاکم وأنتم أبصر (طبری ج ۶ ص ۶۲ البدایہ ج ۷ ص ۳۲۸ مقتل امیر المؤمنین ص ۴۹ لابن ابی الدنیا)

نہ میں تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی میں تمہیں اس سے روکتا ہوں تم خود سمجھ دار لوگ ہو

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا

لکن أترککم إلی ما ترکم إلیه رسول الله ﷺ (طبقات ج ۳ ص ۲۵)

میں تمہیں اسی حال میں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں جس حال میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو چھوڑا تھا

لوگوں نے کہا کہ اگر آپ سے اللہ نے اس بارے میں پوچھ لیا کہ تم نے لوگوں کو بغیر کسی

Scanned with CamScanner

حاکم کے چھوڑا تھا تو آپ کیا کہیں گے ؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ میں کہوں گا

اللهم استخلفتنی فیهم مابدأ لك ثم قبضتنی وترکتك فیهم فإن شئت أصلحتهم وإن شئت أفسدتهم (البدایہ ج ۷ ص ۳۲۴ بحوالہ امیر المؤمنین ص ۶۰)

اے اللہ تو نے مجھے اپنی مرضی کے مطابق ان میں خلیفہ بنایا پھر آپ نے مجھے موت دی اور میں نے آپ کو ان میں چھوڑا ہے اب آپ خواہ ان کی اصلاح کریں خواہ بگاڑ کریں۔

صعصعہ بن صوحان کہتے ہیں کہ جب ہم نے آپ سے یہ بات پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ

إن یعلم الله فیکم خیرا یول علیکم خیارکم قال علیؓ فعلم الله فینا خیرا فولی علینا أبابکر (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۵۶)

اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ خیر چاہیں تو تم پر کسی بہتر شخص کو امیر بنائے گا جس طرح اس نے ہمارے ساتھ خیر کا ارداہ فرمایا اور حضرت ابوبکر کو ہمارا امیر بنادیا تھا

شیعہ عالم ابو جعفر محمد بن حسن طوسی (۴۶۰ھ) بھی یہ بات تسلیم کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے آخر تک کسی کی خلافت کی وصیت نہ کی تھی اور یہ بات خود حضرت علیؓ نے کہی ہے

عن أمیرالمؤمنین علیه السلام لما قیل له ألا توصی فقال ما أوصی رسول الله فأوصی ولکن أراد الله بالناس خیرا استجمعهم علی خیرهم کما جمعهم بعد نبیهم علی خیرهم (تلخیص الشافی ج ۲ ص ۲۳۷)

حضرت علیؓ کے بارے میں مروی ہے کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنے بعد کسی کی وصیت کیوں نہیں کرتے تو آپ نے کہا کہ حضور ﷺ نے وصیت نہیں کی تھی

Scanned with CamScanner

تو میں کیوں کروں ہاں اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائیں تو وہ ان کو ان میں سے بہترین شخص پر جمع کر دے گا جس طرح اس نے حضور ﷺ کے بعد انہیں بہتر شخص پر جمع کر دیا

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ کے حاشیہ خیال میں بھی وصایت امامت کا کوئی تصور نہ تھا اگر آپ کا یہ عقیدہ ہوتا کہ آپ کے بعد امام حسنؓ منصوص من اللہ اور مرتبہ امامت پر فائز ہیں اور آپ کے بعد اب وہ خدا کے منتخب نمائندے ہیں تو آپ کبھی یہ نہ کہتے کہ تم جس طرح پسند کرو اس طرح کرنا میری طرف سے اس پر کوئی پابندی نہیں ہے کہ تم نے میرے بعد حضرت حسنؓ کو ہی امام بنانا ہے

اس سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کی نگاہ میں حضور ﷺ کے بعد نہایت بہترین شخص تھے اور آپ نے یہ بات بھی کھول دی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بڑا اونچا مرتبہ ہے

حضرت علی مرتضیٰؓ کے اس جواب سے (جسے شیعہ عالم نے بھی نقل کیا ہے) یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بعد کسی کی خلافت و امامت کے بارے میں کوئی وصیت نہ فرمائی تھی حضرت علیؓ نے کھل کر بتا دیا کہ اگر حضور ﷺ نے کسی کے بارے میں (خواہ وہ میرے متعلق ہی کیوں نہ ہو) وصیت کی ہوتی تو میں بھی ایسا ضرور کرتا مگر جب حضور ﷺ نے ایسا نہیں کیا تو میں بھی آپ کے طریقہ پر رہنا پسند کرتا ہوں اور کسی کے بارے میں وصیت امامت و خلافت کرنے سے اجتناب کرنا بہتر سمجھتا ہوں اور یہ تم لوگوں پر چھوڑتا ہوں کہ تم جسے پسند کرو اسے اپنے لئے منتخب کر لو۔ محدث امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی (۴۵۸ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے اس قول میں اس بات کی دلیل ہے کہ حضور ﷺ کی طرف سے ان کے بعد کسی کو امام و خلیفہ بنانے کا صاف اور واضح حکم کسی متعین شخص کے بارے میں نہیں تھا ساتھ ساتھ اس کا عدم ظہور عدم شہرت (بھی اس بات کی دلیل ہے) اگر موجود ہوتا تو مشہور بھی ہوتا اور ظاہر ہوتا مثل قبلہ اور نماز کی ہدایات کے۔ اور ان کے علاوہ دیگر احکامات کی طرح جن کی ضرورت عام ہے لہذا واجب ہے اس کا تقرر اہل بصیرت پر۔ جب کسی کے بارے میں واضح نص اور حکم موجود نہیں تھا تو صحابہ کرامؓ نے اس بات سے استدلال کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ نے ابوبکر صدیق کو اپنی بیماری کے ایام میں مسلمانوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اور مسلمانوں کی امامت کرنے کا حکم دیا تھا لہذا صحابہ نے دیکھا کہ ابوبکر صدیقؓ کے اندر امامت و خلافت کی شرائط بھی موجود ہیں اور وہ اس بارے میں ہر اعتبار سے درست ہیں یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کی جماعت میں سے اس ذمہ داری کے لئے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہی انتخاب کیا تھا (شعب الایمان ج ۶ ص ۲۱ مترجم)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی کبھی اپنے آپ کو منصوص من اللہ کہا اور نہ آپ نے اپنی اولاد کے بارے میں یہ عقیدہ بتایا کہ وہ منصوص من اللہ ہیں اور ان کی امامت و اطاعت اسی طرح ضروری ہے جس طرح نبی کی نبوت اور ان کی اطاعت ضروری ہے

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۳۴۶ھ) کے اس بیان پر علماء شیعہ کو ضرور غور کرنا چاہئیے

جناب امیر (حضرت علی مرتضیٰ) اور جناب امام حسنؓ کے حالات میں غور

Scanned with CamScanner

کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے بیعت اہل حل وعقد سے پیشتر کسی خلیفہ (حضرات خلفائے ثلاثہ) کے ساتھ قتل وقتال تو درکنار مخالفت اور چوں وچرا بھی نہیں فرمائی اور بعد بیعت اہل حل وعقد مخالفت پر آمادہ کار زار ہوئے تو معلوم ہوا کہ ان حضرات کے نزدیک بھی خود خلافت منصوص نہ تھی اور انعقاد خلافت کا مدار بیعت اہل حل وعقد پر تھا ورنہ قبل البیعۃ اور بعد البیعۃ میں فرق نہ فرماتے یا دونوں مواقع میں قتال فرماتے اور اگر تقیہ واجب ہوتا تو دونوں جگہ تقیہ کر کے دبک جاتے (مطرقۃ الکرامۃ علی مرآۃ الامامۃ ص ۲۸۶)

ان حقائق کے ہوتے ہوئے اب بھی کوئی یہی کہتا رہے کہ حضرت علیؓ وصی تھے اور ان سے خلافت کا حق غصب کیا گیا تو ہم اسے اس کی جہالت یا پھر حضرت علی مرتضٰی کے ساتھ اس کی عداوت کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں

(نوٹ) حضرت علی مرتضٰی کے تفصیلی حالات کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿زبدۃ المناقب من حیات سیدنا علی بن ابی طالب﴾ (دو جلد) کا مطالعہ فرمایئے

☆..... سیدنا حضرت حسنؓ کی خلافت

جب حضرت علیؓ کا انتقال ہوا تو حضرت حسنؓ نے اپنے والد محترم کی نماز جنازہ پڑھائی حضرت علی مرتضٰی کی تدفین کے بعد آپ جامع مسجد تشریف لائے تو مسلمانوں کے جم غفیر نے رمضان المبارک ۴۰ ہجری میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور آپ کو مسلمانوں

Scanned with CamScanner

کا خلیفہ تسلیم کر لیا

آپ نے بیعت لینے سے قبل لوگوں پر یہ بات واضح کر دی تھی کہ میں یہ عہدہ اس وقت قبول کروں گا جب مجھے ہر معاملہ میں کلی اختیار ہو گا کہ میں جس سے چاہوں صلح کروں جس سے چاہوں جنگ کروں چنانچہ لوگوں نے آپ کی یہ شرط قبول کر لی (طبری ج ۶ ص ۹۲ البدایہ ج ۸ ص ۱۷)

بیعت کے بعد آپ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں لوگوں کو اللہ کی اطاعت اور نبی کی سنت پر عمل کرنے کی تاکید فرمائی اور اپنے والد مکرم حضرت علی مرتضیٰ کی منقبت بیان کرتے ہوئے کہا

اے لوگو کل تم سے ایک ایسا شخص جدا ہو گیا ہے کہ علمی مقام میں نہ اگلے اس سے بڑھ سکے نہ پچھلے اس کو پا سکیں گے حضور اکرم ﷺ انہیں اپنا علم (جھنڈا) دے کر لڑائیوں میں بھیجا کرتے تھے اور وہ پھر کبھی جنگ سے ناکام نہیں لوٹتے تھے آپ کے ساتھ اللہ کے فرشتے ہوتے تھے انہوں نے سات سو درہم کے سوا جو آپ کی تنخواہ میں بچ گئے تھے سونے چاندی کا کوئی ذرہ نہیں چھوڑا اور یہ درہم بھی ایک غلام خریدنے کے لئے تھے

حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت کے بعد سبائیوں کی یہ کوشش رہی کہ حضرت امام حسنؓ کو حضرت معاویہؓ کے خلاف اکسا کر پھر ایک بار جنگ کا شعلہ بھڑکا دیا جائے قبل اس کے کہ جنگ کی آگ بھڑکے آپ کو پتہ چل گیا کہ آپ کو جنگ پر اکسانے والے آپ کے ہرگز خیر خواہ نہیں ہیں آپ خود بھی قدم قدم پر ان کی بے وفائی کے مناظر دیکھ آئے تھے آپ کو یہ خبر بھی مل چکی تھی کہ جو لوگ آپ کا نعرہ لگاتے ہیں وہ دن کے وقت آپ کے ساتھ ہوتے

Scanned with CamScanner

ہیں جبکہ ان کی راتیں حضرت معاویہؓ کے لشکریوں کے ساتھ گزرتیں ہیں حضرت امیر معاویہؓ نے خود یہ بات آپ تک پہنچادی تھی کہ یہ لوگ رات کے وقت ہمارے لشکر میں آتے ہیں اور آپ کے خلاف طرح طرح کی باتیں کر کے انہیں اکساتے ہیں اس لئے آپ ان کے فریب میں نہ آئیں یہ آپ کو میدان جنگ میں لا کر آپ سے بے وفائی کریں گے اور جس طرح انہوں نے آپ کے والد محترم کے ساتھ غداری کی ہے یہ لوگ وقت پر آپ کو بھی دھوکہ دے دیں گے۔

شیعہ دوستوں کو ہماری بات کا یقین نہ ہو تو کم از کم وہ اپنے ہی ملا باقر مجلسی سے سن لیں یہ تو آپ کے مجتہد اور مانے ہوئے شیعی اثنا عشری ہیں مجلسی لکھتا ہے

> معاویہؓ نے دوسرا خط امام حسن کے پاس بھیجا اور فہرست اسماء منافقین اصحاب آنحضرت (یعنی حضرت امام حسنؓ کے خاص ساتھیوں) جنہوں نے اسے (یعنی حضرت معاویہؓ کو) لکھا تھا اور (ان سے) اظہار اطاعت وانقیاد کیا تھا اور اپنے نامہ میں ملفوف کر کے حضرت (امام حسنؓ) کے پاس بھیج دی اور لکھا کہ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے موافقت اور تعاون نہ کیا اور تم سے بھی وہ موافقت وتعاون نہ کریں گے (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۴)

حضرت امام حسنؓ کا مزاج ہمیشہ سے ہی صلح پسندانہ تھا آپ شہزادہ امن تھے اب آپ نے یہ بھی دیکھ لیا کہ آپ کے ساتھی اور آپ کی محبت کا دم بھرنے والے کس قدر آپ سے بے وفائی کر رہے ہیں سو آپ نے اس بنیاد پر کہ مسلمانوں کے درمیان مزید انتشار اور خون ریزی نہ ہو اور آپ کی صف میں موجود یہ سازشی لوگ اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکیں آپ نے پوری دیانت داری سے حضرت امیر معاویہؓ کے ساتھ صلح کا فیصلہ کر لیا

Scanned with CamScanner

اور اپنے تمام ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان سے مشورہ چاہا۔ ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا

اے لوگو مخلوق خدا پر اللہ کے فضل سے میں سب سے زیادہ خیر خواہ ہوں اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کوئی کینہ نہیں ہے اور نہ کسی کے بارے میں میرے دل میں کوئی ارادہ بد ہے میں تم کو اسی نظر سے دیکھتا ہوں جس نظر سے اپنے آپ کو دیکھتا ہوں سو میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں امید ہے کہ تم اسے مسترد نہیں کرو گے جس اتحاد و یک جہتی کو تم لوگ نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہو وہ اس اختلاف اور تفرقہ سے بدرجہا بہتر ہے جسے تم چاہتے ہو میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ جنگ سے پہلو تہی کر رہے ہو لہذا میں تمہاری مرضی کے خلاف تمہیں مجبور نہیں کر سکتا (جلاء العیون ص ۳۱۳)

یہ بات سنتے ہی مجلس میں شور شر لا پیدا ہو گیا اور وہ سب حضرت حسنؓ پر چڑھ دوڑے اور کہنے لگے کہ

ان کی باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے اور چاہتے ہیں کہ خلافت معاویہ کے حوالہ کر دیں یہ شخص اپنے باپ (یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ) کی طرح کافر ہو گیا ہے

پھر وہ سب لوگ آپ پر ٹوٹ پڑے آپ کا ساز و سامان لوٹ لیا یہاں تک کہ جائے نماز حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی اور چادر دوش مبارک سے اتار لی پس امام حسنؓ نے اپنا گھوڑا طلب کیا اور سوار ہوئے اور اہل بیت آنحضرتؐ نے تھوڑے سے شیعوں کے

Scanned with CamScanner

ہمراہ حضرتؓ کو درمیان میں لے لیا اور جب ساباط سے مدائن پہنچے تو جراح بن سنان اسدی ثقفی نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور خنجر ران مبارک پر مارا کہ ہڈی تک شگاف ہو گیا اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا اور کہا کہ

تم مثل اپنے باپ کے کافر ہو گئے ہو (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۳)

اس وقت حضرت حسنؓ نے ان سے فرمایا

کل تم ہی لوگوں نے میرے والد کو قتل کیا اور آج مجھ پر حملہ آور ہوئے تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تاکہ نیکوکاروں کے زمرہ سے نکل جاؤ اور گناہ گاروں کے گروہ میں شامل ہو جاؤ جلد ہی تمہیں اس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵۲)

حضرت حسنؓ کی محبت کا نعرہ لگانے والے آپ کے خلاف کس ذلیل حرکت تک اتر آئے تھے اسے دیکھئے مؤرخ طبری لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ کی بیعت کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ ان پر ان لوگوں نے برچھی کا وار کیا جو اوچھا پڑا (طبری ج ۴ ص ۴۱) انہوں نے حضرت حسنؓ کے خیمہ کو لوٹ لیا یہاں تک کہ جس فرش پر وہ بیٹھے ہوئے تھے اسے بھی گھسیٹ لیا آپ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور مدائن کے مقصورہ میں جا کر اترے (طبری ج ۴ ص ۳۹)

ایک موقع پر جب آپ نے اپنے لشکریوں کو جنگ کے لئے بلایا تو ان میں سے اکثر بھاگ گئے آپ نے یہ منظر دیکھا تو فرمایا

مجھے فریب دیا جس طرح تم نے اپنے پہلے امام (یعنی حضرت علی مرتضیٰؓ) کو فریب دیا اور نہیں معلوم کہ میرے بعد تم کس امام سے مقاتلہ کرو گے (جلاء

Scanned with CamScanner

العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۲)

تاریخ گواہ ہے کہ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے پہلے حضرت علی مرتضیٰؓ سے بے وفائی کی اور پھر یہی لوگ تھے جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ بلایا اور ان سے مقاتلہ کیا اور پھر آپ کو بھی شہید کر دیا

حضرت امام حسنؓ نے نہ صرف یہ کہ حضرت معاویہؓ سے صلح کی بلکہ آپ خلافت سے دست بردار ہو گئے اور یہ ذمہ داری آپ کو سونپ دی پھر کھلے عام آپ نے اور آپ کے بھائی حضرت امام حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کی بیعت بھی کی۔ معروف شیعہ کتاب رجال کشی میں امام جعفر صادق کا بیان دیکھئے

ان معاوية كتب إلى الحسن بن على (صلوات الله عليهما)ان اقدم أنت والحسين وأصحاب علّى فخرج معهم قيس بن سعد بن عبادة الانصارى وقدموا الشام فأذن لهم معاوية وأعد لهم الخطباء فقال يا حسن قم فبايع فقام فبايع ثم قال للحسين قم فبايع فقام فبايع (رجال کشی ص ۱۱۰)

حضرت معاویہؓ نے حضرت حسن بن علیؓ کو لکھا کہ آپ اور حضرت حسینؓ اور حضرت علیؓ کے دیگر ساتھی ہمارے پاس آئیں چنانچہ دونوں کے ساتھ قیس بن سعد شام گئے حضرت معاویہؓ نے انہیں آنے کی اجازت دی اور ان کے لئے خطباء بلائے۔ بعد ازاں انہوں نے کہا اے حسن اٹھ کر بیعت کیجئے آپ اٹھے اور بیعت کی پھر کہا اے حسین آپ بھی بیعت کیجئے چنانچہ وہ بھی اٹھے اور حضرت معاویہؓ کی بیعت کی

Scanned with CamScanner

علامہ خمینی کے ممدوح ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) نے بھی اس بات کو اپنی کتاب بحار الانوار میں نقل کیا ہے (دیکھئے ج ۱۰ ص ۱۲۴ طبع ایران)

شیعہ کی مستند کتابیں چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کی تھی مگر شیعہ کے بعض علماء اب تک اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں جامع شیعہ کرشن نگر لاہور کے خطیب سید محمد جعفر کو دیکھئے کس ڈھٹائی سے اس بیعت کا انکار کر رہے ہیں موصوف لکھتے ہیں

جب یہ ثابت ہے کہ امام حسنؓ وامام حسینؓ اور ان کے خاندان اور متبعین نے حضرت معاویہؓ کی خلافت کو تسلیم ہی نہیں کیا (شہید انسانیت ص ۱۲)

ہم پڑھے لکھے شیعہ دوستوں سے درخواست کریں گے کہ وہ بتائیں کیا ثابت ہے ؟ شیعہ کتابوں کی روشنی میں آپ کا بیعت کرنا ثابت ہے یا کرشن نگر کے خطیب کا اس بیعت سے انکار ثابت ہے ؟ پھر شیعہ علماء میں ان کی بھی کمی نہیں جو کہتے ہیں حضرات حسنین کریمینؓ کا حضرت معاویہؓ سے بیعت کرنا صرف لوگوں کو دکھانے کے لئے تھا یہ صرف ظاہر اتھا اندر سے وہ کبھی اس پر راضی نہ تھے آخر لوگوں کو دکھانے کے لئے کچھ تو کچھ نہ تو فریب سے کام لینا ہی پڑتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں

حضرات امامین ہمامین الحسن والحسین رضی اللہ عنھما نے جس شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کی شیعہ اس کو تو لعنت اللہ علیہ سے یاد کرتے ہیں اور جس ملعون (یعنی مختار کذاب (دیکھئے نوٹ) نے نبوت کا دعوی کیا اور وہ ائمہ پر جھوٹ کا طوفان باندھتا تھا وہ شیعہ کے نزدیک رحمۃ اللہ علیہ ہے اور اسے مقبولان بارگاہ الہی میں

Scanned with CamScanner

شمار کرتے ہیں انا اللہ وانا الیہ راجعون (بولتے حقائق ص ۲۶۸)

(نوٹ) مختار بن ابو عبید ثقفی مدعی نبوت تھا اور بقول امام جعفر صادقؒ وہ اماموں کے نام پر جھوٹ بھی بولتا تھا تاہم حضرت حسینؓ کے صاحبزادے امام زین العابدینؒ اس کے بارے میں جزاہ اللہ خیرا کہتے تھے (رجال کشی ص ۱۲۷) امام محمد باقرؒ اس کے حق میں دعائے رحمت کرتے تھے (ایضا ص ۱۲۶) نور اللہ شوستری علامہ حلی کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ مختار مقبولان بارگاہ الٰہی میں شمار ہوتا تھا (مجالس المؤمنین ص ۱۵)

حضرت حسنؓ کے اس طرز عمل (یعنی صلح) سے ان کے اپنے بہت سے ساتھی ناراض تھے اور آپ کو طعنے بھی دیا کرتے تھے ابو عمر سفیان بن ابی لیلی نامی شخص نے آپ کو مخاطب کر کے اس طرح سلام کیا ﴿ السلام علیك یا مذل المؤمنین ﴾ اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے۔ اس کے جواب میں آپ نے کہا ابو عامر ایسا نہ کہو میں نے مسلمانوں کو کبھی ذلیل نہیں کیا ہاں میں نے ضرور اس بات کو برا جانا ہے کہ میری حکومت کی خاطر مسلمانوں کا خون بہے۔

کرهت ان اقتلهم علی الملك (البدایہ ج ۸ ص ۱۹ مرقات ج ۹ ص ۳۹۷۰)

عمار دہنی کہتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ کی خلافت میں ایک وقت آیا کہ آپ حالات کے پیش نظر مجبوراً اہل شام سے مقابلہ کے لئے تیار ہو گئے تھے اور اس سلسلے میں مدائن تشریف بھی لائے مگر آپ کی جماعت کے لوگوں نے آپ کے ساتھ پرلے درجہ کی بدسلوکی کا مظاہرہ کیا اور آپ کی ایذا رسانی سے بھی وہ باز نہ آئے انہوں نے آپ کے ساتھ یہ ستم تک کیا کہ آپ کو نیزوں سے چھلنی کر دیا اور آپ کے گھریلو سامان تک لوٹ لئے

نزل الحسن بن علی المدائن و کان قیس بن سعد علی مقدمته ونزل

الانبار فطعنوا حسنا وانتهبوا سرادقه (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۹۶)

خطیب بغدادیؒ (۴۶۳ھ) نے اپنی تاریخ میں یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت حسنؓ ان واقعات سے اس قدر ملول اور کبیدہ خاطر ہوئے کہ آپ حضرت معاویہؓ سے صلح کے لئے آمادہ ہو گئے کہ جن لوگوں کی خاطر آپ نے آگے بڑھنا تھا اور جن لوگوں نے آپ کی حمایت ونصرت کے نعرے لگائے تھے وہ ذلیل حرکتوں تک اتر آئے تھے اس وقت آپ نے اپنے لشکریوں کو قصر مدائن میں جمع کیا اور کہا

يا أهل العراق لو لم تذهل نفسي انفسكم إلا لثلاث خصال لذهلت بقتلكم أبي ومطعنكم بغلتي وانتهابكم ثقلي أوقال ردائي عن عاتقي وانكم قد بايعتموني على أن تسالموا من سالمت وتحاربوا من حاربت وإني قد بايعت معاوية فاسمعوا له وأطيعوا ثم نزل فدخل القصر (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۳۹ الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۰)

اے عراقیو! میں تمہیں بھول جاتا اور تم سے غافل ہو جاتا مگر اب تین چیزوں کی وجہ سے میں تمہیں نہیں بھلا سکتا (۱) تم نے میرے والد حضرت علی مرتضیٰؓ کو شہید کیا (۲) تم نے ہماری سواریوں کو اپنے نیزوں سے زخمی کیا (۳) تم نے ہمارا سامان لوٹ لیا حتی کہ میری چادر بھی میرے کندھوں سے کھینچ لی حالانکہ تم لوگوں نے میرے ہاتھ پر ان شرطوں کے ساتھ بیعت کی تھی کہ میں جس کے ساتھ صلح کرلوں گا تم بھی میرا ساتھ دو گے اور جس سے میں لڑوں گا تم بھی میرے ساتھ ساتھ رہو گے اب میں نے معاویہ کی بیعت کرنے کا ارادہ کرلیا ہے سو تم اب ان کی بات سننا اور ان کا حکم ماننا بعد ازاں آپ اپنے گھر چلے

Scanned with CamScanner

گئے

حضرت حسنؓ کی محبت کا دم بھرنے والے بہت سے لوگ آپ کو یا عار المؤمنین (اے اہل ایمان کے باعث ننگ وعار) کہتے تو آپ فرماتے کہ ﴿ العار خیر من النار ﴾ عار آگ سے بہتر ہے۔ میں ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جس سے مسلمانوں کا ناحق خون ہو اور وہ میرے لئے عذاب خداوندی کا باعث بنے مجھے تمہاری جلی کٹی باتیں منظور ہے جو چاہو کہہ سکتے ہو (البدایہ ص ۴۱) پھر آپ نے کوفہ کو خیرباد کہہ دیا اور مدینہ منورہ آگئے اور بقیہ زندگی یہیں بسر کی آپ نے جاتے جاتے بھی پوچھنے والوں کو یہ جواب دیا کہ کوفہ والوں نے میرے ساتھ بے وفائی کی ہے ان سے میرے والد محترم کو بھی بہت سی اذیتیں پہنچیں ہیں (دیکھئے الکامل ج ۳ ص ۲۰۴)

شیعہ عالم احمد بن علی طبرسی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا کہ

أری والله معاویة خیر لی من هؤلاء یزعمون انهم لی شیعة ابتغوا قتلی وانتهبوا ثقلی وأخذوا مالی (احتجاج طبرسی ص ۱۴۸)

خدا کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ میرے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے (یعنی ان شیعوں سے) تو معاویہؓ میرے لئے بہتر ہیں جو لوگ میرے شیعہ ہونے کا دعوی کرتے ہیں انہوں نے ہی تو میرے قتل کے منصوبے بنائے اور میرے مال کو لوٹا ہے

ملا باقر مجلسی لکھتا ہے کہ آپ نے کہا

والله لان آخذ من معاویة عهدا احقن به دمی وآمن به فی أهلی خیر من أن یقتلونی فتضیع أهل بیتی وأهلی (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۱۰)

Scanned with CamScanner

خدا کی قسم میں معاویہؓ سے ایسا عہد لے لوں جس میں میری جان کی حفاظت ہو اور میرے گھر والوں کو امان ملے وہ میرے لئے اس بات سے بہتر ہے کہ میرے شیعہ مجھے مار ڈالیں اور میرے گھر والوں کو تباہ کریں

☆..... حضرت امیر معاویہؓ سے کس طرح صلح ہوئی

حضرت امام حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت امام حسنؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی فوج ایک دوسرے کے سامنے آگئی جو ایک بڑی فوج تھی تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے اسے دیکھ کر کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ اب یہ ایک دوسرے کو ختم کئے بغیر یہاں سے نہ ہٹیں گے حضرت امیر معاویہؓ نے جب یہ بات سنی تو کہا کہ اگر ایک گروہ دوسرے گروہ کو قتل کر ڈالے اور دوسرا پہلے گروہ کی جان لے لے تو بتاؤ پھر مسلمانوں کے معاملات کون چلائے گا اور ان کے بچوں اور ان کی عورتوں کی کون دیکھ بھال کرے گا؟ یعنی اگر سارے ہی مرد ختم ہو گئے تو ان کا پرسان حال پھر کون ہو گا؟ چنانچہ حضرت معاویہؓ نے بنی عبد شمس کے دو فرد عبدالرحمٰن بن سمرۃ اور عبداللہ بن عامر کو حضرت امام حسنؓ کے پاس بھیجا اور کہا کہ ان سے بات کریں اور صلح کا کوئی راستہ نکالیں اور آپ کی جو ضروریات ہیں اور مطالبات ہیں وہ پورے کئے جائیں گے چنانچہ جب یہ بات حضرت امام حسنؓ کو پہنچی تو آپ اتحاد امت کی اس دعوت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ان باتوں کا ذمہ دار کون بنے گا؟ انہوں نے کہا ہم اس عہد کے ذمہ دار ہیں چنانچہ حضرت امام حسنؓ نے پھر حضرت معاویہؓ سے مصالحت اختیار کر لی (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۲)

Scanned with CamScanner

شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی (۸۵۲ھ) محدث ابن بطال (۴۴۹ھ) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ جب حضرت حسنؓ نے امیر معاویہؓ سے صلح کرلی اور خلافت کا معاملہ آپ کے حوالہ کردیا تو آپ نے حضرت امیر معاویہؓ سے بیعت کے شرائط میں سے یہ بھی تھا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو قائم رکھا جائے گا ﴿ علی إقامة كتاب الله وسنة ﷺ ﴾ چنانچہ حضرت معاویہؓ کوفہ میں آئے اور لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لوگوں کے بڑے اجتماع اور مسلمانوں کے درمیان جنگ کے ٹل جانے کی بناء پر اس سال کو اتفاق اور جماعت کا سال کہا گیا

﴿ فسميت سنة الجماعة لاجتماع الناس وانقطاع الحرب ﴾ .

حضرت امیر معاویہؓ نے حضرت حسن کو تین لاکھ درہم دئے اور ایک ہزار پوشاک کے کپڑے تیس غلام اور ایک سو اونٹ دئے پھر حضرت حسنؓ مدینہ منورہ تشریف لے آئے (فتح الباری بشرح البخاری ج ۱۳ ص ۷۹ طبع بیروت)

امام بیہقیؒ (۴۵۸ھ) نے امام شعبیؒ (۱۰۴ھ) سے نقل کیا ہے کہ جب ان دونوں بزرگوں کے درمیان صلح ہوگئی تو حضرت معاویہؓ نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ آپ لوگوں کو اس بارے میں خود ہی ارشاد فرمادیں چنانچہ آپ کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد اپنے خطبہ میں فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ نے ہمارے اولین آدمی کے ذریعہ تمہیں ہدایت دی اور ہمارے آخری آدمی کے ذریعہ تمہارے جان ومال کی حفاظت کی حقیقت میں تو بہترین پونجی تقوی ہے اور بدترین اجاری بداعمالی ہے (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۳۵۳) جہاں تک خلافت کے معاملہ میں میرے اور معاویہؓ کے مابین اختلاف ہوا تھا اس بارے میں وہ زیادہ حقدار ہیں یا میں اس کا

Scanned with CamScanner

حقدار ہوں بہر حال میں اہل اسلام کی بھلائی کے لئے اور ان کی خون ریزی کی حفاظت کے لئے اپنا حق ترک کرتا ہوں پھر آپ استغفار فرما کر منبر سے اترے

إن هذا الامر الذی اختلفت فیه أنا ومعاویة حق لامری کان أحق به منی أوحق لی ترکته لإرادة اصلاح المسلمین وحقن دمائهم ..... الخ (سنن کبری ج۸ ص ۱۷۳)

حضرت الاستاذ حضرت علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی ایک بحث میں لکھتے ہیں

حضرت امام حسنؓ کا امیر معاویہؓ کی بیعت کرنا ہرگز غلطی نہ تھا بلکہ اسی مصالحت نے انہیں سید ہونے کی شان سے ممتاز فرمایا خود حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ تعالی اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کی دو جماعتوں میں اصلاح فرمائیں گے۔ (الحدیث) یہاں لسان نبوت سے امیر معاویہ اور ان کی جماعت کے لئے بھی مسلمان ہونے کے الفاظ وارد ہیں پس یہ اختلافات کوئی کفر واسلام کے اختلافات نہ تھے محض انتظام ومعاملات کے تھے غور کیجئے کہ امام حسنؓ کا یہ عمل اگر کسی طرح غلط ہوتا تو حضور ﷺ اس پر انہیں سید ہونے کی بشارت نہ دیتے۔ پھر امام باقرؒ کا ارشاد ہے کہ

والله للذی صنعه الحسن بن علی کان خیرا لهذا الامة مماطلعت علیه الشمس (بحار الانوار ج۱۰ ص ۱۶۴ الروضة من الکافی ج۲ ص ۲۵۲)

امام حسنؓ نے جو کچھ کیا وہ اس امت کے لئے ہر اس چیز سے بہتر تھا جس پر کبھی سورج طلوع ہوا (عبقات ص ۵۵)

حضرت علامہ صاحب مدظلہ العالی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ کو جو سیاسی حالات اپنے والد سے وراثت میں ملے اور بطور خلیفہ پنجم آپ نے اپنی راہ میں جو مشکلات دیکھیں ان میں پہلے نمبر پر اہل کوفہ کی انتہا درجہ کی ایذا رسانیاں ہیں۔

حضرت علیؓ اپنی شہادت سے ایک سال پہلے حضرت معاویہؓ سے عبوری صلح کر چکے تھے حضرت حسنؓ نے یہی سیاسی سطح وراثت میں پائی تھی آپ کا انتخاب شوریٰ سے عمل میں آیا حضرت علیؓ نے انہیں نامزد نہ کیا تھا لیکن حضرت علیؓ کے جانشین ہونے کی حیثیت سے آپ پر اس معاہدے کی پابندی لازم تھی جو عام الہدنہ میں وقت کے ان دو بڑوں میں ہوا تھا حضرت حسنؓ نے نہ صرف اس کی پوری پاسداری کی بلکہ اس عبوری صلح کو ایک مستقل صلح میں بدل دیا ادھر آنحضرت ﷺ کی بھی ایک پیشن گوئی آپ کے حق میں چلی آرہی تھی حضرت حسن بصریؒ حضرت ابو بکرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

ابنی هذا سید ولعل الله أن یصلح به بین فئتین من المسلمین (صحیح بخاری ج ا ص ۵۳۰)

میرا یہ بیٹا سید ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائیں گے۔

حضور ﷺ نے اس حدیث میں حضرت معاویہؓ اور ان کی پوری جماعت کو مسلمانوں میں ذکر کیا ہے یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی امامت کوئی آسمانی منصب نہ ہو مامور من اللہ کا انکار کفر ہے اور اس کے محارب کبھی مسلمان نہیں سمجھے جاتے پھر حضور ﷺ نے مسلمین کے ایک لفظ میں

Scanned with CamScanner

دونوں گروہوں کو یکساں ذکر فرمایا ہے اگر ان میں کوئی گروہ فئۃ باغیۃ ہوتا تو حضور ﷺ جو افصح العرب والعجم تھے ضرور ان دو میں فرق کرتے موقع بیان میں عدم بیان۔ بیان عدم کا فائدہ دیتا ہے

اس میں یہ بھی پتہ چلا کہ حضور ﷺ اس صلح سے خوش تھے اگر یہ صلح بالکل ایک نمائشی صلح ہوتی اور کوئی گروہ اندر سے اس میں مخلص نہ ہوتا تو یہ نہ ہو سکتا تھا کہ حضور ﷺ اس برائے نام اور محض ایک نمائشی صلح پر اس طرح خوشی کا اظہار فرمائیں

اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کی اس صلح کا خوشی سے ذکر نہیں کرتا وہ سید کہلانے کا مستحق نہیں (اس کا خاندان نبوت سے محبت کا دعوی جھوٹ ہے) کیونکہ حضور ﷺ نے اس کار خیر پر حضرت حسنؓ کو سید ہونے کا شرف عطا فرمایا ہے (خلفائے راشدین ج ۲ ص ۴۵۷)

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ (۱۴۲۰ھ) لکھتے ہیں

میں اپنے تاریخ کے مطالعہ کی روشنی میں صاف کہتا ہوں کہ حضرت حسنؓ کا اقدام بالکل صحیح تھا جو انہوں نے حضرت معاویہؓ کے معاملہ میں کیا تھا اور پھر خود آنحضرت ﷺ نے حضرت حسنؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا تھا ﴿ إن ابنی هذا سید وسیصلح الله به بین فئتین من المسلمین ﴾ میرا یہ بیٹا سردار ہے امید ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرادے گا یہ بات حضرت حسنؓ کے لئے ایک خبر نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے

Scanned with CamScanner

لئے ایک وصیت تھی منشاء رسول تھا اللہ کے رسول کا منشاء بھی اور پیارے نانا جان کا منشاء بھی۔ چنانچہ حضرت حسنؓ نے اس کو خالص حکم نبوی سمجھا اور اس کے مطابق جو اقدام کیا وہ بالکل صحیح تھا کہ معاملہ حضرت معاویہؓ کے ساتھ تھا وہ صحابی تھے کاتب وحی تھے قریبی رشتہ دار تھے اور کوئی بات موجب خروج اور تلوار اٹھانے کی نہ تھی ان کی مخالفانہ فوجی اقدام کا نتیجہ خونریزی کے سوا کچھ نہ ہوتا ان کو جب بعض جوشیلے لوگوں نے طعنہ دیا کہ یہ ننگ وعار کی بات ہے تو فرمایا العار خیر من النار .....(خطبات علی میاں ج ۵ ص ۳۱۴)

نفیر حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ سے کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ خلافت کے خواہاں ہیں آپ نے فرمایا کہ

كانت جماجم العرب بيدى يسالمون من سالمت ويحاربون من حاربت فتركتها ابتغاء وجه الله وحقن دماء المسلمين (الذرية الطاہرۃ النبوية ص ۱۷ للدولابی۔ البدایہ ج ۸ ص ۴۲)

عربوں کی کھوپڑیاں میرے ہاتھ میں تھیں جس سے میں صلح کرتا وہ صلح کرتے اور جس سے میں جنگ کرتا وہ جنگ کرتے لیکن میں نے اللہ کی خوشنودی اور مسلمانوں کو خونریزی سے بچانے کی کی خاطر خلافت سے دستبرداری کرلی

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

بہت سے وہ لوگ جنہوں نے فوجیوں کی کمی کے باجود جنگیں لڑی ہیں حضرت حسنؓ بھی ان میں سے تھے آپ اپنے ساتھیوں کی کمی کے باوجود حضرت معاویہؓ سے جنگ کرسکتے تھے لیکن وہ امت میں اختلاف وانتشار کو سخت ناپسند کرتے

Scanned with CamScanner

تھے اور امن و مصالحت کو زیادہ پسند کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ امت کا اختلاف ختم کر کے انہیں دوبارہ متحد کر دیا (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۵۴۶)

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم کہتے ہیں

آں یکے شمع شبستان حرم حافظ جمعیت خیر الامم

اور ہاں وہ شبستان حرم کی ایک یگانہ روزگار شمع جو کہ خیر الامم (امت محمدیہ) کی جمعیت و وحدت کے محافظ تھے (یعنی سیدنا حضرت حسنؓ) جو امت کی خاطر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے اور صلح کر لی تاکہ امت کا رشتہ وحدت قائم رہے

تا نشیند آتش پیکار و کیں پشت پا زد بر سر تاج و نگیں

تاکہ اس صلح کی برکت سے امت میں جنگ و جدل کی آگ کے شعلے بجھ جائیں سو آپ نے تاج و تخت کے سر پر پاؤں کی ٹھوکر لگائی

بعض لوگ اس صلح پر بڑے برافروختہ ہیں گویا یہ سیدنا حضرت حسنؓ سے فہم و فراست اور دینداری میں آگے ہیں کہ حضرت سیدنا حسنؓ نے مملکت اسلامیہ کی باگ دوڑ ایک نااہل بلکہ باطل کے سپرد کر دی (معاذ اللہ)

آپ کا حضرت امیر معاویہؓ سے صلح کرنے کا کارنامہ اور ایثار امت کے لئے تا قیامت سرمایہ افتخار ہے اور مسلمانوں کی دو جماعتوں پر احسان عظیم ہے جو لوگ اس صلح پر چین بجبیں ہیں کیا یہ حضرت حسنؓ سے زیادہ اسلام اور مسلمانوں کے ہمدرد ہیں؟ اور کیا یہ لوگ آپ سے زیادہ عقل مند ہیں؟ کیا آپؓ کا یہ اقدام اسلام کے خلاف تھا؟ کیا حضرت حسنؓ مرکزی اسلامی حکومت کسی دشمن اسلام کے سپرد کر سکتے تھے؟ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ آپ کا اسلام

Scanned with CamScanner

اور مسلمانوں پر احسان عظیم تھا(اقبال اور حب اصحاب و آل ص ۲۷۲)

حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کس بات پر صلح ہوئی اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہؓ کو کس طرح سپرد کی اسے دیکھئے شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ

لما رأى الحسن من أصحابه الفشل أرسل إلى عبدالله بن عامر بشرائط اشترطها على معاوية على أن يسلم له الخلافة وكانت الشرائط إلا ياخذ أحدا من أهل العراق باحنة وان يومن الاسود والاحمر ويحتمل مايكون من هفواتهم ويجعل له خراج الاهواز مسلما فى كل عام ويحمل الى أخيه الحسين بن على فى كل عام ألفى ألف ويفضل بنى هاشم فى العطاء والصلات على بنى عبد الشمس (اخبار الطوال ص ۲۱۸)

جب حضرت حسنؓ نے اپنے ساتھیوں میں بزدلی دیکھی تو عبداللہ بن عامر کی جانب صلح کے لئے کچھ شرائط ارسال کیں کہ وہ اس پر حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کردیں گے (۱) اہل عراق پر دشمنی کی وجہ سے پکڑ نہیں ہوگی (۲) ہر گورے کالے کو عام امان دی جائے گی (۳) اور ان لوگوں نے اگر کوئی بدگوئی کی تو اسے برداشت کیا جائے گا (۴) اھواز کے علاقے کا خراج حضرت حسنؓ کے سپرد ہوگا (۵) حضرت حسینؓ کو سالانہ بیس لاکھ درہم دیا جائے گا (۶) عطایا اور صلہ جات میں بنو ہاشم کو بنو عبد شمس پر ترجیح دی جائے گی اور ان کا حق اوپر رکھا جائے گا

اور مسلمانوں پر احسان عظیم تھا(اقبال اور حب اصحاب و آل ص ۲۷۳)

حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کس بات پر صلح ہوئی اور آپ نے خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہؓ کو کس طرح سپرد کی اسے دیکھئے شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد دینوری (۲۸۲ھ) لکھتا ہے کہ

لما رأى الحسن من أصحابه الفشل أرسل إلى عبدالله بن عامر بشرائط اشترطها على معاوية على أن يسلم له الخلافة وكانت الشرائط إلا ياخذ أحدا من أهل العراق باحنة وان يومن الاسود والاحمر ويحتمل مايكون من هفواتهم ويجعل له خراج الاهواز مسلما فى كل عام ويحمل الى أخيه الحسين بن على فى كل عام ألفى ألف ويفضل بنى هاشم فِي العطاء والصلات على بنى عبد الشمس (اخبار الطوال ص ۲۱۸)

جب حضرت حسنؓ نے اپنے ساتھیوں میں بزدلی دیکھی تو عبداللہ بن عامر کی جانب صلح کے لئے کچھ شرائط ارسال کیں کہ وہ اس پر حضرت معاویہؓ کو خلافت سپرد کر دیں گے (۱) اہل عراق پر دشمنی کی وجہ سے پکڑ نہیں ہوگی (۲) ہر گورے کالے کو عام امان دی جائے گی (۳) اور ان لوگوں نے اگر کوئی بد گوئی کی تو اسے برداشت کیا جائے گا (۴) اھواز کے علاقے کا خراج حضرت حسنؓ کے سپرد ہوگا (۵) حضرت حسینؓ کو سالانہ بیس لاکھ درہم دیا جائے گا (۶) عطایا اور صلہ جات میں بنو ہاشم کو بنو عبد شمس پر ترجیح دی جائے گی اور ان کا حق اوپر رکھا جائے گا

عبداللہ بن عامرؓ نے حضرت حسنؓ کی یہ شرطیں حضرت معاویہؓ کو بھیج دیں اور انہوں نے آپ کی یہ شرطیں قبول کر لیں اور اس پر ان کے درمیان صلح ہو گئی

شیعہ علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے اس بات کی بھی شرط لگائی تھی کہ حضرت معاویہؓ کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کے طریقہ پر عمل کرنے کے بھی پابند ہوں گے۔ شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اربلی (۶۸۷ھ) لکھتے ہیں

بسم الله الرحمن الرحيم هذا ماصالح عليه الحسن بن على بن أبى طالب معاوية بن أبى سفيان صالحه على أن يسلم إليه ولاية أمر المسلمين على أن يعمل فيهم بكتاب الله تعالى وسنة رسولهصلى الله عليه وآله وسيرة الخلفاء الراشدين (الصالحين) (کشف الغمہ ج ۲ ص ۱۴۵ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۶۵)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسنؓ کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ سب کے سب خلیفہ راشد تھے اور ان سب کی سیرتیں صالح تھیں اور اس لائق تھیں کہ امت ان کے طریقہ پر چلے۔ آپ نے کھلے بندوں ان کے طریقوں کو درست اور نیک بتلایا ہے اور بتایا کہ آپ کے نزدیک کتاب وسنت کے ساتھ خلفائے راشدین کی سنت بھی حجت شرعیہ ہے

حضرت حسنؓ بعد ازاں اپنے گھر والوں اور چند مخلص ساتھیوں کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور پھر آپ نے یہیں اپنی زندگی کے باقی ایام گزارے یہاں کے لوگ آپ کی خدمت میں تشریف لاتے اور آپ کے علم وفضل سے فیضیاب ہوتے رہے ان دنوں حضور ﷺ کے اجلہ صحابہ کی بھی ایک بڑی تعداد مدینہ منورہ میں قیام پذیر تھی اور

Scanned with CamScanner

ان کا علم و عرفان بھی اپنی جگہ پوری طرح جاری و ساری تھا

مگر عراق کے وہی شیعہ جنہوں نے آپ کے ساتھ طرح طرح کی زیادتیوں اور گستاخیوں کا ارتکاب کیا تھا انہوں نے یہاں بھی آپ کو چین سے بیٹھنے نہیں دیا انہیں معلوم تھا کہ اب حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان کوئی رنجش اور اختلاف باقی نہیں ہے مگر وہ اب بھی برابر اس کوشش اور سازش میں لگے رہے کہ اختلاف کی یہ آگ کسی طرح ٹھنڈی نہ ہو پھر ایک مرتبہ تیزی سے بھڑکے اور مسلمان پھر سے ایک دوسرے کے مقابل آجائیں اور یہ صلح پھر سے جنگ و جدل میں بدل جائے انہوں نے حضرت حسنؓ کے نام خطوط پر خطوط لکھے اور آپ کو اپنی حمایت اور تعاون کا پھر ایک مرتبہ یقین دلانے کی کوشش کی مگر آپ نے ان میں سے کسی خط کا جواب دینا تو درکنار ان خطوط کو پڑھنا تک گوارا نہ فرمایا جناب یزید بن اصم کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسنؓ کاغذوں کا ایک بنڈل لے کر آئے اور ایک بڑا برتن منگوایا پھر آپ نے اس میں پانی ڈالا اور یہ پورا بنڈل اس میں ڈال دیا یزید بن اصم کہتے ہیں کہ میں نے آپ سے کہا یہ کس کے خطوط ہیں؟ آپ نے کہا عراق والوں کے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نہ حق کی طرف آتے ہیں اور نہ باطل سے پیچھے ہٹتے ہیں مجھے اپنے بارے میں ان سے کوئی خدشہ نہیں ہے لیکن میں ان کے بارے میں ضرور خدشہ محسوس کرتا ہوں یہ کہہ کر آپ نے حضرت حسینؓ کی طرف اشارہ کیا

أما انی لست أخشاهم عن نفسی ولکنی أخشاهم علی ذلك وأشار إلی الحسین (المعرفۃ والتاریخ ج ۲ ص ۷۵۶)

حضرت امام حسنؓ نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا بعد کی تاریخ اور حالات و واقعات نے بتایا کہ آپ کا یہ اندیشہ درست ثابت ہوا تھا۔

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ کا حضرت معاویہؓ کے ساتھ بڑا اچھا تعلق تھا آپ ہر سال حضرت معاویہ کے پاس آتے رہے اور نہایت خوشگوار ماحول میں ان بدونوں زرگوں کی ملاقاتیں ہوتیں اور وہ آپ کو عطیات اور تحفے تحائف عطا فرماتے اور امام حسنؓ ان کو خوشی قبول فرماتے تھے ہم آگے چل کر اسے بیان کریں گے

☆.....سیدنا حسنؓ کے ترک خلافت سے عقیدہ امامت کی تردید

شیعہ کے ہاں امامت کا عقیدہ ان کے ضروریات دین میں سے ہے اور یہ شیعیت کا اصل الاصول ہے ان کے نزدیک وہ شخص مسلمان ہی نہیں جو بارہ اماموں کی امامت (باصطلاح شیعہ) اور ان کی معصومیت کا قائل نہ ہو ان کے عقیدہ میں حضرت حسنؓ دوسرے امام تھے حضرت حسنؓ کا چھ ماہ بعد حضرت امیر معاویہؓ کو خلافت سپرد کر دینا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ عقیدہ امامت کے ہرگز قائل نہ تھے اگر آپ منصوص من اللہ امام ہوتے تو آپ جان تو دے دیتے مگر خوشی خلافت کبھی ان کے حوالے نہ کرتے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ لکھتے ہیں

> حضرت حسن رضی اللہ عنہ (سبط اکبر وریحانۃ النبی ﷺ) نے عقیدہ امامت کی جڑوں پر اس وقت تیشہ چلادیا جب چھ مہینے کے بعد خلافت حضرت معاویہؓ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمادی ان کے اس طرز عمل سے عقیدہ امامت کا گھروندا زمین بوس ہو کر رہ گیا مگر عقیدہ امامت کے مصنفین کی طرف سے ان کو یہ سزا دی گئی کہ آئندہ امامت سے ان کی اولاد کو معزول کر دیا گیا (بولتے

Scanned with CamScanner

حقائق ص ۲۶۶)

شیعہ علماء کے ہاں حضرت حسنؓ اولا تو اس لئے لائق عقیدت و عظمت نہیں کہ آپ نے برضا و خوشی خلافت حضرت امیر معاویہؓ کو دے دی اور مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور ہمیشہ حضرت امیر معاویہؓ سے اچھے تعلقات رکھے اور ان سے مالی عطیات اور تحفے تحائف وصول کرتے رہے یہ بات شیخ الروافض عبداللہ بن سبا کی روحانی اولاد کس طرح برداشت کر سکتی ہے؟

(۲) ثانیا..... حضرت حسنؓ شیعہ اکابر کی نظر میں اس لئے بھی زیادہ لائق پذیرائی نہیں کہ آپ کی اولاد میں سے کوئی بھی آپ کی امامت کا قائل تھا اور نہ وہ حضرت حسینؓ اور ان کی اولاد کو منصوص من اللہ امام سمجھتے تھے ظاہر ہے کہ یہ بات شیعہ عقائد سے پوری طرح متصادم ہے یہ صحیح ہے کہ عقیدہ امامت کا منکر شیعہ کے ہاں کسی طرح لائق پذیرائی نہیں مگر وہ یہ بات کیوں نہیں بتاتے کہ حضرت حسینؓ اور ان کی اولاد بھی عقیدہ امامت کی قائل نہیں تھی؟

☆..... سیدنا حسنؓ کے اخلاق و عادات

حضرت حسنؓ صورت سیرت دونوں میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھے بالخصوص آپ کی شکل و صورت حضور ﷺ سے بہت ملتی تھی حضرت علیؓ فرماتے ہیں سر سے سینہ تک آپ حضور ﷺ سے بہت مشابہ تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بھی حضرت علی مرتضیٰ سے یہ بات کہی تھی

Scanned with CamScanner

آپ فرماتے تھے کہ

من أراد أن ينظر إلى وجه رسول الله ﷺ من رأسه إلى عنقه فلينظر إلى الحسن (رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۲۳۰)

حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ

واللہ ما قامت النساء عن مثل الحسن بن علی (مسند احمد ج ۱ ص ۲۴ البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

نداء..... عورتوں نے حضرت حسن بن علیؓ جیسا چہ نہیں جنا

حضرت حسنؓ کی شادیاں بہت ہوئیں مگر آپ مطلاق بھی تھے کان کثیر التزوج وکان مطلاقا (البدایہ ج ۸ ص ۳۸) آپ کے عقد میں یکے بعد دیگرے بہت عورتیں آئیں اور کچھ عرصہ رہنے کے بعد آپ نے انہیں جدا کر دیا حضرت علی مرتضیٰؓ اس سے کچھ کچھ پریشان تھے اور انہوں نے چاہا کہ لوگ انہیں لڑکی نہ دیں ایک مرتبہ آپ نے اہل عراق اور اہل کوفہ سے کہا کہ تم حسنؓ کو رشتے نہ دو کیونکہ وہ بہت طلاق دینے والے شخص ہیں لاتزوجوا حسنا فانه رجل مطلاق (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۲۵۴ العشرہ فی الاحادیث المشتہرۃ ج ۱ ص ۲۷) آپ نے یہ بھی کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ ان کا یہ طرز عمل کہیں قبائل میں دشمنی کا سبب نہ بن جائے (ایضا) آپ نے حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی کے ساتھ بھی نکاح کی خواہش کی تھی (جلاء العیون ج ۲ ص ۱۱۵)

تاہم آپ کی بات پر لوگوں نے زیادہ دھیان نہ دیا ہر شخص کی خواہش تھی کہ اس کی بیٹی حضرت حسنؓ کے عقد میں آئے خواہ اسے کچھ وقت کے لئے ہی ان کے ساتھ رہنے کا

Scanned with CamScanner

موقع ملے حضرت حسنؓ کا اپنی ازواج کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ رہتا تھا ان کے عقد سے نکل جانے کے باوجود وہ آپ کے حسن سلوک کی ہمیشہ تعریف کرتیں تھیں غیر مقلد عالم مولانا وحید الزمان لکھتے ہیں کہ

حضرت حسنؓ نے تقریباً دو سو عورتوں سے نکاح کیا تھا اور کبھی ایک ہی عقد میں چار عورتیں کرتے (لغات الحدیث ج ۴ کتاب ن ص ۱۴۲)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے یہ تعداد ڈھائی سو سے زائد بتائی ہے

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے امام حسن علیہ السلام نے دو سو پچاس اور بروایت دیگر تین سو عورتوں سے نکاح کیا یہاں تک کہ جناب امیر نے منبر پر فرمایا کہ میرا فرزند حسن مطلاق یعنی طلاق دینے والا ہے اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو لوگ کہتے تھے کہ اگر وہ ایک شب کے لئے ہماری دختر تزویج کریں ہمارے فخر کے لئے کافی ہے (جلاء العیون ج ۱ ص ۳۹۹)

قاضی نور اللہ شوستری شیعی (۱۰۱۹ھ) لکھتا ہے

ان حسنا مطلاق فلا تنکحوا (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۱۳۱)

شیخ نعمت اللہ جزائری شیعی (۱۱۱۲ھ) لکھتا ہے

ان حسن بن علی کان مطلاقا مذوقا (انوار نعمانیہ ج ۴ ص ۱۱۳)

اسی سلسلے کا ایک عجیب واقعہ ملاحظہ کیجئے امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ جب حضرت علی مرتضیٰؓ کی شہادت ہو گئی اور لوگوں نے حضرت حسنؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا تو آپ کی اہلیہ عائشہ دختر خلیفہ نے (جو قبیلہ خثیعمہ سے تعلق رکھتی تھیں) آپ کو خلافت پر مبارک دیتے ہوئے کہا کہ آپ کو منصب خلافت مبارک ہو اس پر حضرت حسنؓ

Scanned with CamScanner

نے اس خاتون سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو حضرت علیؓ کی شہادت پر خوش ہے اسی لئے مجھے مبارک باد دے رہی ہے پھر آپ ان سے ناراض ہو گئے اور اسے بیک وقت تین طلاق دے دی اس خاتون نے آپ سے کہا کہ آپ کو اس مبارک باد دینے سے میرا مطلب ہر گز یہ نہ تھا تاہم حضرت حسنؓ نے اس سے اپنا تعلق ختم کر لیا اور اس کی جانب بیس ہزار درہم بھیج دئے جب یہ درہم اس خاتون تک پہنچے تو وہ کہنے لگی کہ مجھ سے جدا ہو جانے والے محبوب کی طرف مجھے مال بہت کم ملا ہے

حافظ ابن عساکرؒ (۵۷۱ھ) نے اس کی مزید تفصیل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس خاتون نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ہر گز یہ مطلب نہ تھا مگر آپ چونکہ اسے بیک وقت تین طلاق دے چکے تھے اس لئے وہ آپ سے الگ ہو گئی اور جب عدت پوری ہوئی تو آپ نے اسے بیس ہزار درہم بھیجے قاصد جب واپس آیا اور اس نے آپ سے کہا کہ اس خاتون نے آپ کو جو مبارک باد دی تھی اس سے ہر گز کسی خوشی کا اظہار نہ تھا حضرت حسنؓ قاصد کی یہ بات سن کر رو پڑے اور کہا کہ اگر میں نے اپنے والد (حضرت علی مرتضیٰ) سے میرے نانا حضور ﷺ کی یہ حدیث نہ سنی ہوتی کہ جس نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تو وہ عورت اب اس کے حلال نہیں رہی جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے شادی نہ کر لے (یعنی اس شوہر نے طلاق دے دی یا اس کا شوہر فوت ہو گیا تو اب اسے پہلے شوہر سے نکاح کی اجازت ہے) تو میں اس سے رجوع کر لیتا اب تین طلاق دینے کے بعد رجوع کی کوئی صورت نہیں ہے۔ مختصر تاریخ ابن عساکر لابن منظور کا یہ بیان دیکھئے

فاخبر الرسول الحسن بن علی فبکی وقال لولا انی سمعت ابی یحدث عن جدی النبی ﷺ انه قال من طلق امراته ثلاثا لم تحل له

حتی تنکح زوجا غیرہ لراجعتھا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۸)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسنؓ کے ہاں بھی بیک وقت دی جانے والی (ایک مجلس کی) تین طلاقیں مؤثر اور واقع ہو جاتی ہیں شیعہ علماء کا یہ موقف کہ بیک وقت تین طلاق دی جائے تو وہ ایک ہی شمار ہوتی ہے اور شوہر اسی بیوی کے ساتھ رہ سکتا ہے ہر گز صحیح نہیں ہے حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت امام حسنؓ کا موقف آپ کے سامنے ہے ان کی بات یہ کہہ کر رد نہیں کی جاسکتی کہ یہ ایک صحابی کا قول ہے اور ہم کسی صحابی کے امتی نہیں ہیں کہ ان کی بات مانیں اس لئے کہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت علیؓ سے اور حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے اب یہ کسی امتی کا قول نہیں یہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے اور آپ کی بات پر اپنی بات لانا اپنا سب کچھ برباد کر دینا ہے

☆..... سیدنا حسنؓ سے حدیث کی روایت

حضور ﷺ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر ۸ سال تھی اس لئے آپ کو براہ راست آپ ﷺ کے علوم سے پوری طرح استفادہ کا موقع نہ مل پایا البتہ آپ نے اپنے والد محترم اور دیگر اجلہ صحابہؓ سے بھرپور علمی استفادہ کیا حضرت حسنؓ سے کل مرویات کی تعداد ۱۳ ہے اور ان میں زیادہ تر حضرت علیؓ سے مروی ہیں (تہذیب الکمال ص ۷۸)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

حفظ الحسن بن علی عن رسول اللہ ﷺ أحادیث ورواھا عنہ منھا حدیث الدعاء فی القنوت ومنھا أنا آل محمد لا تحل لنا

الصدقة (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۶)

آپ نے دعائے قنوت اپنے بچپن میں ہی حضور ﷺ سے سیکھ لی تھی یہ بات خود آپ نے بیان کی ہے (دیکھئے مشکوۃ ص ۱۱۲)

آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ اور ماموں ہند ابن ابی ھالۃ سے بھی روایت حدیث کی ہے

روی عن جده رسول الله ﷺ وأبيه وأخيه حسين وخاله هند بن أبي هالة (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۹۵)

آپ کا حضرت عائشہ صدیقہؓ سے بھی روایت حدیث کا ذکر ملتا ہے (سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۹۸)

☆..... سیدنا حسنؓ علم و فضل کے اونچے مقام پر

آپ علم و فضل میں اس کمال پر تھے کہ مدینہ منورہ میں جو لوگ منصب افتاء پر فائز تھے ان میں سے ایک آپ بھی تھے تاہم آپ کے فتاوی کی تعداد زیادہ نہیں ملتی (اعلام الموقعین ج ۱ ص ۱۲) امام زہریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ کسی کو نہیں دیکھا مسجد نبوی میں ان کا علمی حلقہ اسی طرح مرجع خلائق تھا جس طرح امت کے دوسرے اکابر اہل علم کے حلقے وہاں لگتے تھے۔ حضرت الاستاذ علامۃ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ قرآنی علمیت اور سیاسی بصیرت میں اس اونچے مقام پر ہیں کہ آپ کے عہد میں اس جامعیت میں شاید ہی کوئی دوسری شخصیت پیش کی جا سکے

Scanned with CamScanner

آپ نے سیاست کے مختلف موڑوں پر جو مشورے اپنے والد محترم کو دئے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں اتنی عظیم شخصیت کو صرف عقیدت کی نظر سے دیکھنا کوئی کمال نہیں اسے افراط و تفریط سے بچتے ہوئے حقیقت وبصیرت کے آئینہ میں دیکھنا چاہیئے پھر پتہ چلے گا کہ آپ کس عظمت کے انسان ہوئے ہیں (مقدمہ فوائد نافعہ ج ۲ ص ۱۷)

آپ اپنے وقت کے بہترین فصیح اللسان خطیب تھے۔ عمرو بن علاء کہتے ہیں

مارایت أفصح من الحسن بن علی رضی الله عنهما (الکامل فی التاریخ ج ۴ ص ۱۳۲)

حضرت حسنؓ کے خطبہ کی ایک جھلک دیکھئے آپ نے کوفہ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

ان الحلم زینة والوقار مروة والعجلة سفه والسفه ضعف ومجالسة اهل الدنائة شین ومخالطة الفساق ریبة (سیر اعلام ج ۳ ص ۱۷۵)

بردباری انسان کے لئے زینت کا سامان لاتی ہے اور وقار اچھے اخلاق میں سے ہے جلدی بازی بے وقوفی ہے اور یہ ایک بڑی کمزوری ہے۔ کمینہ لوگوں کی صحبت ایک عیب ہے اور بدکار لوگوں سے میل ملاپ رکھنا تہمت ہے

ایک مرتبہ آپ نے ایک مجلس میں رضا کی حقیقت اس طرح کھولی

من اتکل علی حسن اختیار الله له لم یتمن شیئا وهذا حد لوقوف علی الرضاء بما تصرف به القضاء (ایضا)

جس آدمی کے حق میں اللہ نے جو چیز پسند کردی ہے اس پر وہ توکل اختیار کرے اور کسی دوسری چیز کی خواہش نہ کرے کہ یہی قضاء الٰہی کے ساتھ

Scanned with CamScanner

راضی ہونے کی حد و نشانی ہے

ایک دن حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت حسنؓ سے پوچھا کہ ایمان اور یقین کے درمیان کتنی دوری ہے؟ آپ نے فرمایا ابا جان چار انگل کے فاصلہ پر۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کہ وہ کیسے؟ آپ نے کہا ابا جان ایمان ہر وہ چیز ہے جسے کان سنیں اور دل اس کی تصدیق کرے۔ اور یقین ہر وہ چیز ہے جسے آنکھیں دیکھیں اور دل اس پر یقین کرے سو آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہے (التبیین لانساب القرشیین ص ۱۲۷)

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے کہا کہ مجھے موت سے بڑا ڈر لگتا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ تم نے اپنا مال پیچھے چھوڑ دیا اگر تم اس مال کو اپنے آگے (آخرت میں) بھیج دیا ہوتا تو اس تک پہنچنے کے لئے خوفزدہ ہونے کے بجائے مسرور ہوتے۔

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے پوچھا کہ حکومت میں ہم پر کیا کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ آپ نے کہا وہی جو حضرت سلیمان بن داؤد نے بتائے ہیں حضرت معاویہؓ نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تھا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ بادشاہ پر ملک داری کے کیا فرائض ہیں جس سے اس کو نقصان نہ پہنچے..... (اور وہ یہ ہیں) ظاہر و باطن میں خدا کا خوف کرنا..... غصہ اور خوشی دونوں میں عدل و انصاف کرنا..... فقر اور دولت مندی دونوں حالتوں میں میانہ روی قائم رکھنا زبردستی نہ کسی کا مال غصب کرنا نہ اس کو بے جا صرف کرنا جب تک وہ ان چیزوں پر عمل کرتا رہے گا اس وقت تک اس کو دنیا میں کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۳۲)

ایک مرتبہ آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو قرآن کریم کی پوری سورت ابراہیم تلاوت کر دی (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

Scanned with CamScanner

حضرت علی مرتضیٰؓ کو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حسنؓ کو خطابت میں بھی کمال عطا فرمایا ہے چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ تم کبھی تقریر کرتے تو میں بھی سنتا کہنے لگے کہ مجھے آپ کے سامنے زبان کھولتے ہوئے شرم آتی ہے حضرت علیؓ ایک روز ایسی جگہ جا کر بیٹھ گئے جہاں حضرت حسنؓ انہیں نہ دیکھ سکیں چنانچہ حضرت حسنؓ نے تقریر فرمائی جب وہ تقریر کر کے چلے گئے تو حضرت علیؓ کی زبان سے نکلا

ذرية بعضها من بعض والله سميع عليم (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

(یعنی یہ ایک ہی تو ذریت ہے جس میں ایک دوسرے کا بیٹا ہے) یعنی کیوں نہ ہو آخر بیٹے میں باپ کا اثر تو ہوتا ہی ہے

☆..... آپ خاموش طبع تھے تاہم جب گفتگو فرماتے تو سب کا جی چاہتا کہ آپ سلسلہ کلام جاری رکھیں اور خاموش نہ ہوں آپ لڑائی جھگڑے کے کسی معاملہ میں نہ پڑتے اور نہ کسی کے معاملہ میں دخل اندازی کرتے ہاں جب کوئی ان کے پاس آتا تو آپ بات کو دلیل سے سمجھا دیا کرتے تھے آپ کی زبان سے کبھی کوئی غلط اور فحش بات نہیں سنی گئی (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۵)

اگر کوئی آپ کو برا کہتا اور جھگڑا کرنا چاہتا تو آپ نہ صرف یہ کہ تحمل کا مظاہرہ فرماتے یہاں تک کہ وہ چپ ہو جاتا بلکہ آپ اس کی مالی طور پر اعانت و خدمت بھی کرتے تھے

ایک مرتبہ آپ کوفہ میں اپنے گھر میں تھے کہ ایک دیہاتی آپ کے پاس آیا اور دوران گفتگو آپ اور آپ کے ماں باپ کے متعلق سخت زبان بولنے لگا آپ اٹھے اور اس سے پوچھا کہ بھائی کیا بات ہے کیا تمہیں بھوک پیاس لگی ہوئی ہے ؟ یا اور کوئی وجہ ہے ؟ دیہاتی یہ سن کر اور غصہ میں آگیا اور پھر اسی طرح سخت زبان بولنے لگا آپ نے اپنے خادم سے کہا کہ جاؤ ایک

Scanned with CamScanner

تھیلی چاندی کی بھر کر لے آؤ اور اسے دے دو خادم جب تھیلی لے آیا تو آپ نے وہ تھیلی اسے دی اور کہا کہ ہمارے گھر میں اس وقت تو بس یہی ہے اگر اس سے زیادہ میرے پاس ہوتا تو وہ بھی تمہیں دیتا جب دیہاتی شخص نے آپ کا یہ حسن سلوک دیکھا تو فوراً معذرت کرنے لگا

أشهد أنك إبن رسول الله ﷺ من گواہی می دہم که تو پسر پیغمبری ومن ایں جا تجربه حلم تو آمده بودم

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ہیں میں تو آپ کے حلم کو آزمانے کے لئے اس طرح کی باتیں کر رہا تھا

حضرت شیخ علی ہجویریؒ (۴۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام حسنؓ کے اس حسن سلوک سے سلوک کا یہ سبق ملتا ہے

واین صفت محققان اولیاء ومشائخ باشد که مدح وذم خلق بنزدیك ایشاں یکساں بود وبجفا گفتن متغیر نشود

یہ صفت اولیاء ومشائخ محققین رکھتے ہیں ان کے ہاں کسی کی مدح وذم سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اور کسی کے برا بھلا کہنے سے ان کے چہرے پر ناراضگی نہیں آتی (کشف المحجوب ص ۵۷)

حضرت حسینؓ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے مگر جب کبھی دو بھائیوں میں کسی بات پر ناراضگی ہو جاتی تو آپ نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ چونکہ میں بڑا ہوں اس لئے میں پہل نہ کروں گا ایک مرتبہ ایسا واقعہ پیش آیا تو آپ نے خود پہل کی اور حضرت حسینؓ کے سر کو بوسہ دیا تھا

أقبل الحسن الى الحسين فأكب على رأسه يقبله (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۸)

Scanned with CamScanner

☆..... سیدنا حسنؓ کا ذوق عبادت

حضرت حسنؓ کا محبوب ترین مشغلہ عبادت الٰہی تھا حضرت امیر معاویہؓ کہتے ہیں کہ آپ مسجد نبوی میں نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک مصلی پر بیٹھے رہتے تھے اور پھر لوگوں کو ملاقات کا موقع عطا فرماتے دن چڑھ جاتا تو آپ نماز چاشت ادا کرتے اور پھر ازواج مطہرات کی خدمت میں سلام کے لئے جاتے اور پھر اپنا کام کر کے دوبارہ مسجد میں چلے جاتے تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

آپ سورج طلوع ہونے کے وقت یہ دعا پڑھتے تھے

سمع سامع بحمد الله الاعظم لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير سمع سامع بحمد الله الامجد لاشريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير (طبقات ج ۱ ص ۲۹۱)

سننے والے نے سنا اللہ تعالیٰ کی حمد کو جو عظمتوں والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ سننے والے نے سنا اللہ کی حمد کو جو بزرگیوں والا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی لئے بادشاہت ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

آپ نماز تہجد کے پابند تھے آپ اول لیل میں عبادت الٰہی میں مشغول ہو جاتے تھے جبکہ حضرت امام حسینؓ کا معمول رات کے آخری حصہ میں مصروف عبادت رہنے کا تھا (کتاب الزھد ص ۱۷۱ للامام احمد)

Scanned with CamScanner

كان الحسن بن علی یاخذ نصیبه من قیام اللیل من أول اللیل و کان الحسین یاخذ نصیبه من آخر اللیل (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۷۲)

اللہ کے حضور حاضری (عبادت کرنے) سے قبل آپ کا عالم یہ تھا کہ وضو کے بعد آپ کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن میں کپکپاہٹ طاری ہو جاتی تھی اور آپ فرماتے تھے کہ یہ اللہ کے دربار کی حاضری کا حق ہے

حق لمن أراد أن یدخل علی ذی العرش أن یتغیر لونه (وفیات الاعیان ج ۲ ص ۶۹)

امام حسنؒ کے خوف خدا اور خشیت الٰہی کا عالم کیا تھا اسے دیکھنے والوں نے کس طرح دیکھا اسے دیکھئے

مارأیت أخوف من الحسن بن علی وعمر بن عبدالعزیز کأن النار لم تخلق إلا لهما (طبقات ج ۵ ص ۳۹۸)

میں نے حضرت حسن بن علیؓ اور حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے زیادہ خوف خدا والا کوئی نہیں دیکھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جہنم ان کے لئے بنائی گئی ہو (اور وہ اس کے خوف میں کانپ رہے ہوں)

آپ جب تک مکہ مکرمہ میں رہے روزانہ عصر کے بعد طواف کرتے آپ کے ساتھ حضرت حسینؓ بھی ہوتے اور جب لوگوں کی آپ پر نظر پڑتی تو وہ دیوانہ وار آپ کے قریب آجاتے تھے

حضرت حسنؓ کا روزانہ کا معمول تھا کہ سونے سے قبل سورہ کہف کی تلاوت فرماتے آپ

Scanned with CamScanner

نے اسے ایک تختی پر لکھا ہوا تھا آپ جہاں شب گزارتے یہ تختی بھی آپ کے ساتھ ہوتی تھی (البدایہ ج ۸ ص ۳۷) آپ نے کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا

آپ جب مکہ مکرمہ جاتے تو آپ کا زیادہ تر وقت طواف میں گزرتا تھا آپ نے ۲۵ کے قریب حج کئے ہیں جن میں بیس حج پیادہ پا تھے (مستدرک ج ۳ ص ۱۸۵ معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۳) آپ کے پاس سواری کا سامان موجود ہوتا مگر آپ پیدل چلتے تھے (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۴) آپ فرماتے تھے کہ میں خدا کے گھر سواری کے ساتھ نہیں جانا چاہتا پیادہ پا حاضر ہونا چاہتا ہوں (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸) حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو آپ کے اس پیادہ پا حج پر بڑا ہی رشک آتا تھا (سیر اعلام النبلاء ۔ صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسنؓ کی زبان سے کبھی کوئی فحش بات نہیں سنی (تاریخ یعقوبی شیعی ج ۲ ص ۲۲۷) انتہائی ناراضگی کی حالت میں بھی صرف اتنا کہتے ﴿رغف أنفه﴾ تیری ناک خاک آلود ہو

حضرت معاویہؓ کبھی کبھی حضرت حسنؓ سے علمی سوال کرتے تو حضرت حسنؓ اس کا جواب مرحمت فرماتے تھے آپ کی یہ علمی گفتگو حضرت معاویہؓ کو اتنی بھاتی تھی کہ آپ کہتے تھے کہ حضرت حسنؓ اور مزید گفتگو کرتے تو مجھے پسند تھا (معانی الاخبار ص ۷۵ باب ۱۰۴)

زہد و تقوی اور دنیا سے بے رغبتی و بے نیازی آپ کا خاص وصف تھا اور آپ کو اپنے والد حضرت علی مرتضیٰؓ کی یہ نصیحت ہمیشہ یاد رہتی کہ تم اپنے جسم کے اعتبار سے دنیا میں رہو اور اپنے دل کے اعتبار سے آخرت میں رہو (حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۸ ۳)

آپ نے اپنی انگوٹھی پر بھی تقوی کی بات لکھوائی تھی

قدم لنفسك ما استطعت من التقى ان المنية نازلة بك يا فتى

Scanned with CamScanner

أصبحت ذا فرح كأنك لا ترى احباب قلبك في المقابر والبلى

تو جس قدر بھی تقوی اختیار کر سکتا ہے اسے اپنے آپ کے لئے آگے بھیج دے۔ اے نوجوان موت بلاشک وشبہ تیرے پاس آنے والی ہے تو خوش ہو گیا ہے گویا تو قبرستان اور بوسیدگی میں اپنے دلی احباب کو نہیں دیکھتا (البدایہ ج ۸ ص ۴۱ مترجم ج ۸ ص ۷۹۲)

آپ کی نگاہ میں وہ لوگ بڑی عظمت والے تھے جن کی نظر میں دنیا بے وقعت ہوتی تھی ایک مرتبہ آپ نے مجلس میں فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو اپنے ایک بھائی کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں جس کی میری نگاہ میں بڑی قدر تھی اور وہ عظیم بات جس نے اسے میری نگاہ میں عظمت دی وہ اس کی نگاہ میں دنیا کا ہیچ ہونا تھا وہ اپنے پیٹ کی حکومت کا باغی تھا اور جو چیز نہ پاتا اس کی خواہش نہ کرتا اور جب پاتا تو زیادہ کی خواہش نہ کرتا وہ اپنی شرمگاہ کی حکومت کا بھی باغی تھا اور وہ فائدہ بخش یقین پر ہاتھ پھیلاتا اور اس کے پاؤں نیکی کے لئے اٹھتے تھے نہ وہ ناراض ہوتا نہ زچ ہوتا وہ علماء کی مجلس میں جاتا تو بولنے سے زیادہ سننے کا مشتاق ہوتا وہ عمر کا زیادہ حصہ روزہ دار رہا..... الخ (البدایہ ج ۸ ص ۷۸۹ مترجم)

حضرت سیدنا حسنؓ لوگوں کی مالی خدمت کرنے اور انفاق فی سبیل اللہ میں بھی ہمیشہ آگے آگے رہے ہیں آپ کے پاس جو کچھ بھی ہوتا یا کہیں سے آتا آپ اسے راہ خدا میں صدقہ خیرات کر دیتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ دوسروں کی فیاضی اور سخاوت دیکھتے تو خوش ہوتے اور انہیں دعا دیتے تھے آپ کے پاس آیا مال ہمیشہ غرباء و مسکین کے کام پر صرف ہو جاتا تھا اور اتنا دیتے تھے کہ آپ کے پاس کچھ بھی نہ بچتا تھا۔ حتی کہ آپ کبھی تو اپنے موزے بھی صدقہ میں دے دیتے تھے (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۷۳)

Scanned with CamScanner

آپ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ دوسروں کی فیاضی اور سخاوت دیکھتے تو خوش ہوتے اور انہیں دعا دیتے تھے آپ کے در سے کوئی شخص بھی خالی نہ جاتا تھا مدینہ منورہ میں آنے والے مسافر اور نووارد لوگ کئی مرتبہ آپ کے دروازے پر آئے اور آپ نے حسب معمول ان کی اعانت و نصرت کی تھی

ایک مرتبہ آپ کو پتہ چلا کہ ایک آدمی اپنی کسی ضرورت کے لئے اللہ سے دس ہزار درہم مانگ رہا ہے۔ سعد بن عبدالعزیز کہتے ہیں آپ نے اس شخص کو دس ہزار درہم بھیج دئے تاکہ وہ اپنی ضرورت پوری کرلے

فانصرف فبعث بها اليه (سیر اعلام النبلاء ص ۳۷ ۱ البدایہ ج ۸ ص ۳۸)

آپ کی سخاوت سے دوست دشمن سبھی فائدہ اٹھاتے تھے ایک مرتبہ ایک شخص مدینہ منورہ آیا وہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا مخالف تھا اس نے لوگوں سے مالی امداد چاہی لوگوں نے بتایا کہ یہاں حضرت حسنؓ سے بڑھ کر کوئی فیاض نہیں ہے ان کے پاس جاؤ وہ حضرت حسنؓ کے پاس آیا آپ کو اس خبر کے باوجود کہ یہ میرے والد کا مخالف ہے آپ نے اس کے لئے سواری اور زاد راہ کا پورا پورا انتظام کر دیا تھا (تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۲۱۴)

یوں بھی حضرت امام حسنؓ بڑے سخی دل کے تھے آپ کے در سے کبھی کوئی خالی نہ لوٹتا تھا اور اس میں امیر و غریب کی بھی کوئی تخصیص نہ تھی آپ کو کسی کے بارے میں معلوم ہوتا کہ وہ محتاج ہے یا وہ کہیں سفر پر جارہا ہے تو آپ نے ہمیشہ اس کی مدد فرمائی ہے۔

ابوہارون کہتے ہیں کہ ہم نے حج پر جانے سے قبل حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں حاضری دی اور دعا سلام کے بعد جب ہم گھر واپس آئے تو حضرت امام حسنؓ نے کسی آدمی کی معرفت ہمارے لئے چار سو درہم بھیج دئے میں نے اس سے کہا کہ اللہ کے فضل سے

Scanned with CamScanner

ہمارے پاس سفر کے لئے مال موجود ہے اس لئے انہیں شکریہ کے ساتھ واپس پہنچادیں تو قاصد نے کہا کہ آپ لوگ حضرت حسنؓ کے اس نیک عمل کو واپس نہ کریں بعد ازاں ہم خود بھی آپ کی خدمت میں آئے اور ہم نے آپ سے پھر گذارش کی تو آپ نے فرمایا کہ

لاترد وا علی معروفی فلو کنت علی غیر هذا الحال کان هذا لکم یسیرا اما انی مزودکم (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۲۷ لابن منظور)

میرے اس نیک عمل کو واپس نہ کرو اگر میں اس سے زیادہ بھی دیتا تو وہ آپ کے حق میں کم ہی ہوتا یہ رقم تو میں نے آپ کے سفر کے اخراجات کے لئے دی ہے

ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اپنی حاجت پیش کر کے مدد چاہی آپ نے فرمایا کہ تیرے سوال کی وجہ سے جو مجھ پر حق قائم ہو گیا ہے وہ میری نگاہ میں بہت اونچا ہے اور تیری مدد جو مجھے کرنا چاہیئے وہ میرے نزدیک بہت زیادہ حقدار ہے اور میری حالت اس مقدار کے پیش کرنے سے عاجز ہے جو تیری شان کے مناسب ہے اور اللہ کے رستہ میں تو آدمی جتنا بھی زیادہ سے زیادہ خرچ کرے وہ کم ہی ہے لیکن میں کیا کروں میرے پاس اتنی مقدار نہیں کہ جو تیرا سوال پورا کر سکے۔ سائل نے کہا کہ اے رسول اللہ ﷺ کے بیٹے آپ جو کچھ بھی دیں گے میں اس کو قبول کرلوں گا اور اس پر شکر گزار رہوں گا اور اس سے زیادہ نہ دینے میں آپ کو معذور سمجھوں گا اس پر حضرت حسنؓ نے اپنے خزانچی سے فرمایا کہ ان تین لاکھ دراہم میں سے جو تمہارے پاس بچ گئے ہوں تو اسے لے آؤ وہ پچاس ہزار درہم لے آیا آپ نے فرمایا کہ وہ پانچ سو اشرفیاں بھی کہیں ہوں گی اسے بھی لے آؤ وہ بھی لے آیا آپ نے سائل سے کہا کہ مزدور ہو تو لے آؤ تاکہ یہ سب چیزیں تمہارے

Scanned with CamScanner

گھر پہنچادی جائے وہ دو مزدور لے آیا آپ نے سب سامان اس کے حوالہ کر دیا اور اپنے بدن مبارک سے چادر اتار کر مرحمت فرمادی کہ ان مزدوروں کی مزدوری بھی تمہارے گھر تک پہنچانے کی میری ہی ذمہ داری ہے لہذا یہ چادر فروخت کر کے ان کی مزدوری میں دے دینا۔ حضرت حسنؓ کے غلام نے عرض کیا کہ ہمارے پاس تو اب کھانے کے لئے ایک درہم بھی نہیں آپ نے تو سب کچھ ہی دے دیا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ شانہ کی ذات سے اس کی قوی امید ہے کہ وہ اپنے فضل سے مجھے اس کا بہت زیادہ ثواب دے گا (احیاء العلوم۔ فضائل صدقات ص ۵۷۸)

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت حسینؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ حج کے لئے نکلے تو راستہ میں سامان سے لدا ہوا اونٹ گم ہو گیا۔ بھوکے پیاسے ایک جگہ پہنچے تو ایک بڑھیا سے کھانے پینے کا سامان مانگا تو اس نے ایک بکری کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے پاس یہ ایک ہی بکری ہے اس کا دودھ نکال کر تھوڑا تھوڑا پی لو اور کھانے کی طلب ہو تو اسے ذبح کر کے کھالو چنانچہ انہوں نے اس کا دودھ پیا اور بعد ازاں اسے ذبح کر کے اپنے پیٹ بھر لیا جب وہ چلنے لگے تو انہوں نے بڑھیا سے کہا کہ ہم ہاشمی لوگ ہیں حج کے لئے جارہے ہیں جب واپس مدینہ منورہ واپس پہنچ جائیں تو ہمارے پاس آنا تیرے اس احسان کا بدلہ ضروری دیں گے۔ یہ کہہ کر وہ روانہ ہو گئے کچھ عرصہ بعد جب بڑھیا غربت کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تو اپنے شوہر کے ساتھ مدینہ منورہ آئی تاکہ کچھ مزدوری کر کے اپنا پیٹ بھر سکے۔ ایک دن بڑھیا کہیں کام کر رہی تھی کہ حضرت امام حسنؓ کی اس پر نظر پڑ گئی اور آپ نے اسے پہچان لیا اور اسے اپنے پاس بلوایا اور فرمایا کہ میں تیرا وہی مہمان ہوں دودھ بکری والا۔ بڑھیا نے آپ کو نہ پہچانا اور کہا کہ کیا آپ وہی ہیں؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ہاں میں وہی ہوں

Scanned with CamScanner

یہ فرما کر آپ نے اپنے غلاموں سے کہا کہ اس کے لئے ہزار بکریاں خریدی جائیں چنانچہ وہ خرید کر ان کے حوالہ کر دیں اور فرمایا کہ ان کو ایک ہزار اشرفیاں بھی نقد دی جائیں پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ اسے حضرت حسینؓ کے پاس لے جاؤ جب وہ حضرت حسینؓ کے پاس آئیں تو انہوں نے پوچھا کہ میرے بھائی حسنؓ نے کیا دیا ہے بڑھیا نے کہا ایک ہزار بکریاں اور ایک ہزار اشرفیاں یہ سن کر حضرت حسینؓ نے بھی ہزار بکریاں اور ہزار اشرفیاں دیں پھر اسے حضرت عبداللہ بن جعفر کے پاس بھیج دیا انہوں نے ساری تفصیل سن کر فرمایا کہ اسی دو ہزار بکریاں اور دو ہزار اشرفیاں دی جائیں اور فرمایا کہ اگر تو میرے پاس پہلے آجاتی تو میں اس سے بھی زیادہ دیتا۔ بڑھیا چار ہزار بکریاں اور چار ہزار اشرفیاں لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ اس ضعیف اور کمزور بکری کا بدلہ ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۳۶۵)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) اور علامہ عزالدین ابن اثیرؒ لکھتے ہیں

وكان حليما كريما ورعا دعاه ورعه وفضله إلى أن ترك الملك والدنيا رغبة فيما عندالله تعالى وكان يقول ماأحببت أن إلى امر أمة محمد ﷺ على أن يهراق فى ذلك محجمة دم وكان من المبادرين إلى نصرة عثمان بن عفان والذابين عنه (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۰ اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸)

سیدنا حضرت حسنؓ بہت ہی بردبار کریم اور پرہیزگار تھے ان کی پرہیزگاری نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے اللہ کے یہاں کی ناز و نعیم پر قناعت کر کے دنیا اور اس کی سلطنت چھوڑ دی اور فرمایا کرتے تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ

Scanned with CamScanner

میں امت محمد ﷺ کا حاکم بن جاؤں اور میری حکومت میں کسی کو خون پینے سے بھی گرایا جائے۔ حضرت عثمان بن عفانؓ کی مدد میں سبقت کرنے والوں میں سے تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ آپ کا سخاوت میں بڑا مقام تھا

وقد كان من الكرم على جانب عظيم (البدایہ ج ۸ ص ۳۷)

حافظ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

كان رضى الله عنه سيدا كريما حليما زاهدا ذا سكينة ووقار وحشمة جوادا ممدوحا (صواعق محرقہ ص ۱۳۹)

آپ سید کریم حلیم زاہد پر سکون باوقار صاحب حشمت اور قابل تعریف سخی تھے

آپ ایک مرتبہ مدینہ منورہ کے کسی باغ کی طرف سے گزر رہے تھے کہ وہاں ایک نوجوان حبشی غلام کو بیٹھا دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک روٹی تھی اور سامنے کتا بیٹھا تھا وہ لڑکا ایک لقمہ خود کھاتا اور ایک لقمہ کتے کو کھلاتا۔ حضرت حسنؓ نے یہ منظر دیکھا تو کہا تم نے اس روٹی میں کتے کو آدھے حصہ کا شریک بنالیا خود زیادہ حصہ کیوں نہیں کھایا؟ اس نے کہا کہ میری آنکھیں اس کی آنکھوں کو دیکھ کر شرم محسوس کرتی ہیں کہ میں زیادہ کھا جاؤں اور وہ اسے کم ملے۔ حضرت حسنؓ نے پوچھا کہ تم کس کے غلام ہو کہا عثمان بن ابان کا۔ پوچھا کہ یہ احاطہ کس کا ہے کہا اسی کا ہے۔ آپ نے کہا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ جب تک واپس نہ آجاؤں تم یہیں بیٹھے رہنا چنانچہ آپ گئے اور اس غلام اور اس چار دیواری کو خرید لیا اور واپس آکر غلام سے کہا میں نے تم کو خرید لیا ہے اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول اور ان کے بعد میں آپ

Scanned with CamScanner

کی باتوں کو سننے والا اور فرمانبردار ہوں گا۔ حضرت حسنؓ نے اس کی بات سنی اور فرمایا کہ جاؤ میری طرف سے آزاد ہے اور یہ چار دیواری تجھے ہبہ کرتا ہوں۔ (البدایہ ص ۳۸)

یک مرتبہ آپ کا گذر ایسی قوم پر ہوا کہ وہ لوگ غربت کے سبب زمین پر ہی بیٹھ کر کھا رہے تھے اور یہ مانگنے والے لوگ تھے حضرت حسنؓ نے ان کو سلام کیا انہوں نے کہا کہ حضرت غریبوں کا کھانا حاضر ہے آپ تشریف لائیں تو زہے نصیب حضرت حسنؓ نے کہا بہت اچھا بہت بہتر اللہ متکبروں کو پسند نہیں کرتا یہ کہہ کر گھوڑے سے نیچے اترے اور زمین پر بیٹھ کر ان کے ساتھ کھانا کھایا جب واپس جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ اگر آپ لوگ ایک دن میرے ساتھ کھالیں تو مجھے خوشی ہوگی۔ چنانچہ وہ ایک دن آئے تو آپ نے ان سب کا بڑا اکرام کیا انہیں اچھے اچھے کھانے کھلائے اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانے لگے۔ (آداب الصالحین ص ۲۵ از شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ)

☆.....ایک مرتبہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے دوران خطبہ فرمایا کہ تمہارے بھائی حسنؓ نے مال جمع کیا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ وہ مال لوگوں میں تقسیم کردیں چنانچہ لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ اعلان عام ہے حضرت حسنؓ کے پاس آگئے حضرت حسنؓ ان میں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں نے یہ مال تمہارے فقراء کے لئے جمع کیا ہے سب کے لئے نہیں تو اس مجمع میں سے آدھے لوگ کھڑے ہوگئے پھر آپ نے ان میں اپنا مال تقسیم کردیا ان لینے والوں میں پہلا آدمی اشعث بن قیس تھا۔ (المصنف ج ۱۱ ص ۱۴ لابن ابی شیبہ۔ طبقات ج ۱ ص ۲۷۸)

حضرت امیر معاویہؓ کی جانب سے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک لاکھ بھیجا تو آپ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے والوں میں تقسیم کردیا چنانچہ ان میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار ملا (

Scanned with CamScanner

التاریخ الاسلامی ج ۷ ا ص ۱۳۶)

حضرت امام حسنؓ ایصال ثواب کے پوری طرح قائل تھے حضرت علی مرتضیٰؓ کے انتقال کے بعد آپ اور حضرت امام حسینؓ نے ان کے ایصال ثواب کے لئے غلاموں کو آزاد کرنے کو اپنا معمول بنایا ہوا تھا۔ حضرت امام محمد باقرؒ کہتے ہیں

ان الحسن والحسین کانا یعتقان عن علی بعد موته (المصنف ج ۳ ص ۳۸۸)

حضرت حسنؓ بہت متواضع شخص تھے آپ میں تواضع اور مسکنت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی آپ صرف غرباء کی خدمت ہی نہیں بلکہ غرباء و فقراء کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کو ہمیشہ پسند کیا ہے

ایک مرتبہ آپ اصحاب صفہ کے پاس سے گزرے تو دیکھا کہ وہ کھا رہے ہیں انہوں نے آپ کو کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ بیٹھ جایئے چنانچہ آپ اسی وقت اپنی سواری سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ کھانے میں شامل ہوئے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا لو میں نے تو تمہاری دعوت قبول کر لی اور بیٹھ گیا اب تم لوگ میری دعوت بھی قبول کرو اور میرے ساتھ بھی ایک دن شریک طعام ہو جانا چنانچہ صفہ کے فقراء آپ کے گھر آئے تو آپ نے ان کے لئے جو کچھ بھی تھا پکا کر کھلایا (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۲۹)

آپ کے نزدیک کسی مسلمان کی حاجت روائی کرنا بڑی نیکی اور ثواب کا عمل تھا ایک مرتبہ تو آپ نے کسی کی حاجت روائی کے لئے طواف کعبہ ترک کر دیا تھا اور اس کی حاجت روائی کے لئے چل پڑے تھے ایک شخص نے آپ سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ

Scanned with CamScanner

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کسی مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کے لئے گیا اور اس کی وہ ضرورت پوری ہو گئی تو اس کے حق میں حج اور عمرہ کا ثواب لکھا جاتا ہے اور اگر وہ ضرورت پوری نہ ہوئی تو اسے عمرہ کا ثواب تو ضرور ملتا ہے سو میں نے حج اور عمرہ کا ثواب تو پالیا ہے اور میں واپس بھی آگیا ہوں اور طواف کعبہ کر لوں گا۔ (ایضاح ۷ ص ۲۷)

آپ تو یہاں تک فرماتے تھے کہ کسی مسلمان کی خالصۃ اللہ کے لئے حاجت روائی کرنا ایک ماہ کے نفلی اعتکاف سے زیادہ پسندیدہ ہے

فقال الحسن لقضاء حاجة أخ لی فی الله أحب من اعتكاف شهر (کتاب الزہد ص ۲۵۸ روایت ۷۴۶ لابن المبارکؒ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کا اس قدر ادب واحترام کرتے تھے کہ آپ حضرت حسنؓ کو کہیں جاتا دیکھتے تو بڑھ کر گھوڑے کی رکاب تھام لیتے اور اسے اپنے لئے شرف سمجھتے تھے جبکہ سب مسلمان آپ سے دیوانہ وار محبت کرتے اور سلام ومصافحہ کے لئے آپ پر ٹوٹ پڑتے تھے (البدایہ ج ۸ ص ۳۹)

مروان بن حکم کہتے ہیں کہ آپ بہت بردبار شخص تھے (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۳۵)

ملک شام کے رہنے والے ایک شخص کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ آیا تو میں نے خچر پر سوار ایک شخص کو دیکھا جو بہت خوبصورت اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھا وہ مجھے بہت اچھے لگے میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ حضرت علیؓ کے بیٹے حسنؓ ہیں یہ سن کر مجھے بہت غصہ آگیا اور مجھے علیؓ پر حسد آیا کہ ان کا اس طرح کا کوئی بیٹا ہے میں اس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا تم علیؓ بن ابی طالب کے صاحبزادے ہو؟ انہوں نے ہاں کہا۔ یہ سن کر میں نے انہیں برا بھلا کہنا شروع کر دیا جب میری بات ختم ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ

Scanned with CamScanner

معلوم ہوتا ہے کہ آپ یہاں کے رہنے والے نہیں ؟ میں نے کہا ہاں میں باہر سے آیا ہوں انہوں نے کہا آپ ہمارے پاس آئیں رہنے کے لئے جگہ کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں رقم کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں اس کے علاوہ بھی کوئی اور ضرورت ہے تو آپ ہمیں بتائیں ہم اسے پورا کریں گے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ جب میں ان کے پاس سے واپس ہونے لگا تو مجھے روئے زمین پر ان سے زیادہ کوئی پسندیدہ نہ تھا میں نے ان کے ساتھ جو کیا اور انہوں نے میرے ساتھ جو اچھا برتاؤ کیا اسے سوچ کر مجھے بہت ندامت ہوئی (وفیات الاعیان ج ۲ ص ۶۸)

حضرت مقداد بن الاسودؓ نے تو اپنے انتقال کے وقت وصیت کی تھی کہ ان کے مال میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ۳۶۰۰۰ ہزار درہم دئے جائیں جبکہ امہات المؤمنین کو سات ہزار درہم دئے جائیں (سیر اعلام النبلاء ج ا ص ۲۸۰)

آپ کو مسلمانوں کا اتحاد بہت عزیز تھا اور آپ اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لئے بھی تیار تھے آپ جنگ وجدل سے کوسوں دور تھے مسلمانوں کے درمیان لڑائی کو ایک بڑی آفت سمجھتے تھے چنانچہ ایک وقت آیا کہ آپ نے چند شرائط پر حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا پھر آپ کوفہ تشریف لے گئے حضرت امیر معاویہؓ سے ملاقات ہوئی اور سب معاملات طے کر لئے گئے حالانکہ اس وقت آپ کے پاس ہزاروں کے قریب جانثار موجود تھے مصالحت کی یہ تقریب ربیع الاول ۴۱ھ میں ہوئی تھی

علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ عجلیؒ (۲۶۱ھ) بتاتے ہیں کہ اس وقت آپ کے قریب ستر ہزار جانثار موجود تھے آپ لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

بايع الحسن بعد وفاة أبيه سبعون ألفا فزهد فى الخلافة فلم يردها وسلمها لمعاوية وقال لا يهراق على يدى محجمة من دم (تاريخ الثقات ص ۱۱۶)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا

خشيت أن يجى ء يوم القيامة سبعون ألفا أو ثمانون ألفا أو أكثر أو أقل كلهم تنضح أوداجهم دما كلهم يستعدى الله فيم هريق دمه (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۱۰۴)

میں ڈر گیا کہ قیامت کے دن ستر ہزار یا اسی ہزار یا کم وبیش افراد اس حال میں آئیں کہ ان کی رگوں سے خون بہہ رہا ہو اور وہ سب کے سب اللہ کے دربار میں فریاد کر رہے ہوں کہ ہمارا خون کس لئے بہایا گیا

حضرت حسنؓ کے ہاتھوں پر ان ستر اسی ہزار افراد نے بیعت کی تھی تاہم حضرت حسنؓ زاہد شخص تھے آپ نے خلافت کے بارے میں زہد کو پسند کیا اور اسے چھوڑ دیا اور خلافت حضرت معاویہؓ کے سپرد کر دی اور فرمایا کہ میں اپنے ہاتھوں سینگی کے برابر بھی خون گرانا پسند نہیں کرتا علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

تسليم الحسن بن على الخلافة اليه مع أن معه أكثر من أربعين ألفا بايعوه على الموت فلم لم يكن أهلا لما سلمها السبط الطيب إليه وحاربه كما حاربه أبوه رضى الله عنه (الناهیۃ ص ۲۶ طبع استنبول)

میں اپنے نفع نقصان کو جانتا ہوں سو تم سب اپنے اپنے علاقوں کو واپس لوٹ جاؤ (دیکھئے تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۸۹)

Scanned with CamScanner

اور اس طرح حضور ﷺ کی آپ کے حق میں دی ہوئی درج ذیل پیش گوئی پوری ہو گئی۔

☆ حضرت حسنؓ کا لسان نبوت سے سید کا لقب پانا

ابو بکرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ منبر پر تھے اور حضرت حسن آپ کے ایک طرف بیٹھے تھے حضور ﷺ ایک نظر لوگوں پر ڈالتے اور پھر ایک محبت بھری نظر حضرت حسنؓ پر ڈالتے آپ نے ارشاد فرمایا

ان ابنی هذا سید ولعل الله ان یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین (البدایہ ج ۸ ص ۱۷۔ سنن کبری للنسائی ج ۵ ص ۴۹)

بیشک یہ میرا بیٹا سید ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کے ہاتھوں مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح صفائی کرادے گا

مؤرخ احمد بن علی بن حسین شیعی نے عمدۃ الطالب میں یہ روایت نقل کی ہے (دیکھئے ص ۴۶)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

وتواترت الآثار الصحاح عن النبی علیه الصلاة والسلام انه قال فی الحسن بن علی ان إبنی هذا سید وعسی الله أن یبقیه حتی یصلح به بین فئتین عظیمتین من المسلمین رواه جماعة من الصحابة (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۰ تحت الاصابہ)

حضرت نواب قطب الدین محدث دہلویؒ (۱۲۸۹ھ) مذکورہ حدیث پر لکھتے ہیں

اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ دونوں جماعتیں ملت اسلام پر تھیں

Scanned with CamScanner

باوجودیکہ ان میں ایک گروہ مصیب تھااور دوسرا مخطی اور اہل سنت والجماعت کے لئے امام حسنؓ کی صلح دلیل ہے امارت امیر معاویہؓ کی حقیت پر (یعنی حق اور درست ہونے پر)۔ اور اختیار کیا ہے سلف نے ترک کلام کرنا مشاجرات صحابہ میں اور کہا ہے کہ جب اللہ تعالی نے ہمارے ہاتھوں کو ان خون سے پاک رکھا ہے تو ہم اپنی زبان کو کیوں اس میں آلودہ کریں اور حضرت امام حسنؓ کے شرف و فضل میں کفایت کرتا ہے حضور ﷺ کا یہ فرمان کہ امام حسنؓ سید ہیں (مظاہر حق ج ۵ ص ۱۴۹)

حضرت علامہ عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

نکتة .....اذا نظرت فی قوله ﷺ فئتین عظیمتین من المسلمین وجدت ان کلا من الفئتین معظمة ومکرمة (الناهیة عن طعن امیر المؤمنین معاویة ص ۳۳ طبع استنبول)

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) بہت پہلے یہ بات اس طرح لکھ آئے ہیں

دل الحدیث علی أن معاویة وأصحابه کانوا مؤمنین کما کان الحسن وأصحابه مؤمنین وان الذی فعله الحسن کان محمودا عندالله تعالی محبوبا مرضیا له ولرسوله (فتاوی ج ۴ ص ۴۶۷)

اللہ تعالی نے آپ کے اس اخلاص کو اس شان کی قبولیت عطا فرمائی کہ قرب قیامت یہ خلافت پھر سے آپ کی اولاد کے ہاتھ آجائے گی حضرت امام مہدی حضرت سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے ہوں گے علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

الخلیفة الراشد المهدی الذی هو آخر الخلفاء یکون من ذریة

الحسن (فضل اھل البیت وحقوقھم ص ۷۴ طبع کویت)

حافظ ابن کثیرؒ کی رائے بھی یہی ہے

کثیر الاحادیث دالة علی أن المهدی یکون من أهل البیت من ذریة فاطمة رضی الله تعالی عنها من ولد الحسن لا الحسین (تعلیق الصبیح ج۶ ص۱۹۶)

محدث شہیر ملا علی قاریؒ اور محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنیؒ لکھتے ہیں کہ امام مہدیؒ باپ کی جانب سے حسنی ہونگے جبکہ ماں کی جانب سے حسینی ہونگے

والاولی ان یقال من ولدهما بان یکون من جهة الاب حسنیا ومن جهة الام حسینیا(بذل المجهود ج ۱۷ ص ۱۹۳۔ مرقات ج۱۰ص ۱۷۴۔ مظاہر حق ج۵ ص۴۰)

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ آپ حسنی اور حسینی نسبتوں کے حامل اور جامع ہونگے

ویمکن ان یکون جامعا بین النسبتین الحسنین (مرقات شرح مشکوۃ ج۱۰ص ۱۷۴)

علامہ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) نے حضرت امام مہدی کے حضرت امام حسنؓ کی اولاد ہونے میں ایک سر لطیف یہ بتایا ہے

وفی کونه من ولد الحسن سر لطیف وهو ان الحسن ترك الخلافة لله فجعل الله من ولده من یقوم بالخلافة الحق المتضمن الذی یملاء الارض وهذه سنة الله فی عباده انه من ترك لاجله شئیا اعطاه الله او اعطی ذریته افضل منه (المنار المنیف ص۱۳۹)

Scanned with CamScanner

حضرت مہدی کے امام حسنؓ کی اولاد میں سے ہونے میں ایک غامض نکتہ یہ ہے کہ آپ نے اللہ کی رضا کیلئے خلافت چھوڑ دی سو اللہ تعالیٰ نے عالمی خلافت حقہ ان کی نسل میں ٹھہرائی۔ اللہ کی یہی سنت اس کے بندوں میں چلی آرہی ہے کہ جو کوئی اس کی رضا کے لئے کوئی چیز ترک کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے یا اس کی ذریت میں سے کسی کو اس سے بہتر چیز عطا فرما دیتے ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم کے بیٹے حضرت اسحاق کی اولاد میں انبیاء و رسل کی بڑی تعداد ہوئی ہے اور ان کی نبوت اپنے علاقوں اور قوموں تک محدود رہی جبکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں صرف حضور اکرم جناب محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے آپ کی نبوت و رسالت کسی خاص علاقے اور قوم کے لئے نہیں بلکہ پورے عالم کو محیط ہے سو یہاں بھی دیکھئے کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ائمہ کرام کی کثرت رہی اور وہ اپنے اپنے زمانہ میں مرجع خلائق رہے جبکہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں امام مہدی آئیں گے اور ان کی خلافت کسی خاص علاقے یا شہر کے لئے نہیں ہو گی آپ اس وقت دنیا بھر میں موجود تمام مسلمانوں کے خلیفہ ہوں گے

فكما ان غالب الانبياء كانوا من ذرية إسحاق فهكذا كان غالب السادة الا ئمة من ذرية الحسين و كما أن خاتم الانبياء الذى طبق أمره مشارق الارض ومغاربها كان من ذرية إسماعيل فكذلك الخليفة الراشد المهدى الذى هو آخر الخلفاء يكون من ذرية الحسن (فصل اهل البيت وحقوقهم ص ۴۷)

حضرت علامہ عبدالرؤف مناویؒ (۱۰۳۱ھ) نے فیض القدیر شرح جامع صغیر پر بھی یہ بات

Scanned with CamScanner

اپنے انداز میں بیان فرمائی ہے

محدث شہیر حضرت ملا علی القاری (۱۰۱۴ھ) نے بھی یہاں ایک بڑی نفیس بات لکھی ہے آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام کو یہ سعادت عطا فرمائی کہ سب انبیاء بنی اسرائیل ان کی اولاد میں سے ہوئے اور ان کے دوسرے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ شرف عظیم نصیب ہوا کہ ان کی اولاد میں صرف خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کے سر پر ختم نبوت کا تاج سجایا گیا اور یہ ایک ہی خوبصورت اور چمکدار روشن ہیرا باقی تمام ہیروں پر فائق وممتاز ہو گیا اسی طرح اللہ تعالی نے حضرت امام حسینؓ کو جب یہ سعادت عطا کی کہ اس امت کے اکثر اولیاء اور ائمہ آپ کی اولاد میں ہوئے تو حضرت امام حسنؓ کو یہ شرف عطا کر دیا کہ ان کی اولاد میں حضرت امام مہدی پیدا فرمایا جو سب کے قائم مقام ہو کر خاتم الاولیاء ہوں گے۔ ملا علی قاری کی نفیس عبارت قابل ملاحظہ ہے

والاظهر انه من جهة الاب حسنى ومن جانب الام حسينى قياسا على ما وقع فى ولدى ابراهيم وهما اسمعيل واسحق عليهم الصلاة والسلام حيث كان انبياء بنى اسرائيل كلهم من بنى اسحق وانما نبئى من ذرية اسمعيل نبينا صلى الله عليه وسلم وقام مقام الكل وعم العوض وصار خاتم الانبياء فكذلك لما ظهرت اكثر الائمة وأكابر الامة من اولاد الحسين فناسب ان ينجبر الحسن بأن اعطى له ولد يكون خاتم الاولياء ويقوم مقام ساء الاصفياء على انه قد قيل لما نزل الحسن رضى الله عنه عن الخلافة الصورية كما فى ورد

Scanned with CamScanner

فی منقبته فی الاحادیث النبیة أعطی له لواء الولایة المرتبة القطبیة فالمناسب أن یکون من جملتها النسبة المهدویة المقارنة للنبوة العیسویة واتفاقهما علی أعلاء کلمة الملة النبویة علی صاحبها ألوف السلام وآلاف التحیة (مرقات ج۱۰ص ۱۷۴)

زیادہ واضح بات یہ ہے کہ حضرت مہدی باپ کی جانب سے حسنی جبکہ ماں کی جانب سے حسینی ہوں گے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادوں میں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام کے بارے میں ہوا کہ بنی اسرائیل کے تمام انبیاء حضرت اسحاق کی اولاد میں پیدا ہوئے جبکہ ہمارے نبی اکرم ﷺ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں پیدا ہوئے اور تمام انبیاء کے (سرتاج اور) قائم مقام بن گئے پس اسی طرح امت کے اکثر اکابر اولیاء ومشائخ حضرت حسینؓ کی اولاد میں سے ہوئے تو مناسب ہوا کہ حضرت حسنؓ کی اولاد میں ایک ایسا فرزند جلیل آئے ہو خاتم الاولیاء ہو کر تمام اولیاء کے قائم مقام ہو جائے

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جب حضرت حسنؓ جب ظاہری خلافت سے علیحدہ ہو گئے جیسا کہ احادیث نبوی میں مذکور ہے تو انہیں مرتبہ قطب کا جھنڈا دیا گیا پس مناسب یہ ہے کہ نبوت عیسویہ کے مقارن ان کو نسبت مہدویہ دی جائے اور پھر ان دونوں سے حضور اکرم ﷺ کے لائے ہوئے دین کی سربلندی ہو۔

حضرت ملا علی القاری رحمہ اللہ الباری ایک اور مقام پر یہی بات ایک اور انداز میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

کہ جب حضرت حسنؓ نے مسلمانوں کو انتشار سے بچانے کے لئے ترک خلافت کی تو اللہ کو ان کی یہ ادا بہت پسند آئی اور اللہ نے اس کے انعام میں آپ اور آپ کی اولاد میں قطبیت کبری کا سلسلہ قائم کر دیا آپ اس سلسلے کے اول ہوئے درمیان میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہوئے اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے آپ لکھتے ہیں

لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الاما الحسن ابن سیدنا علی رضی الله عنهما لما ترك الخلافة لما فیها من الفتنة والافة عوضه الله سبحانه وتعالی القطبیة الکبری فیه وفی نسله وکان رضی الله عنه القطب الاکبر وسیدنا السید الشیخ عبدالقادر هو القطب الاوسط والمهدی خاتمة الاقطاب (نزهة الخاطر الفاتر فی ترجمة سیدی الشریف عبدالقادر ص ٦)

مجھے بعض اپنے بزرگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت امام حسنؓ نے جب مسلمانوں کے درمیان فتنہ اور آفت کے اندیشہ کے پیش نظر خلافت چھوڑ دی تو اللہ تعالی نے اس کے عوض ان میں اور ان کی نسل میں قطبیت کبری رکھ دی حضرت امام حسنؓ خود پہلے قطب اکبر ہوئے اور درمیان میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی ہوئے اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے۔

حضرت امام حسنؓ کے ترک خلافت کا مقصد اللہ کی رضا اور مسلمانوں کو خونریزی سے بچانا تھا آپ نہ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی تلواریں ایک دوسرے پر اٹھیں مگر آپ کی جماعت میں شامل کئی کالی بھیڑیں تھیں جن کی خواہش تھی کہ آپ خلافت سے دست بردار نہ ہوں اور مسلمان آپس میں لڑ پڑیں جب وہ اپنے مذموم مقاصد میں ناکام ہو گئے تو انہوں

Scanned with CamScanner

نے اپنے طعن و تشنیع کے تیر حضرت حسنؓ کی طرف کر دئے یہ وہی لوگ تھے جو کبھی آپ کو اپنا ہیرو سمجھتے اور آپ پر اپنی جان فدا کرنے کا دعوی کرتے تھے اور اب آپ کو ہر سر عام برا کہتے انہیں ذرا حیاء نہ آئی حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

وجعل كلما مر بحى من شيعتهم يبكتونه على ما صنع من نزوله عن الامر لمعاوة وهو فى ذلك هو البار الراشد الممدوح وليس يجد فى صدره حرجا ولا تلوما ولا ندما بل هو راض بذلك مستبشر به وان كان قد ساء هذا خلقا من ذويه واهله وشيعتهم ولا سيما بعد ذلك بمدد وهلم جرا الى يومنا هذا والحق فى ذلك اتباع السنة ومدحه فيما حقن به دماء الامة كما مدحه على ذلك رسول الله ﷺ ولله الحمد والمنة (البدایہ ج ۸ ص ۱۶)

آپ (اس دستبرداری کے بعد) جب کبھی اپنے محلّہ اور شیعوں کے پاس سے گذرتے تو وہ آپ پر ملامت آمیز فقرے کستے کہ آپ نے معاویہؓ کے حق میں کیوں دستبرداری قبول کی آپ ایک عالی ظرف کریم النفس اور ہر دلعزیز شخصیت تھے آپ نے سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا تھا آپ اپنے دل میں نہ کسی کے لئے کوئی کینہ رکھتے تھے اور نہ کسی ملامت کا جواب دیتے تھے اور نہ اپنے کئے پر شرمندہ تھے بلکہ آپ اس سے خوش تھے اگرچہ یہ بات بہت سوں کو اچھی نہ لگی تھی جن میں خاندان کے بعض افراد بھی تھے اور ان کے جانثار و محبّ بھی ۔اور یہ بات اس دن سے آج تک جاری ہے اور اس بارے میں حق یہ ہے کہ آپ نے سنت کی راہ اپنائی اور آپ تعریف کے مستحق تھے اور ہیں کہ امت کے

Scanned with CamScanner

افراد کو خونریزی سے بچایا جیسا کہ حضور ﷺ نے ان کی مدح میں پیشگوئی فرمائی تھی۔

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ کے خلیفہ راشد ہونے میں کوئی شک نہیں۔

والدليل على انه أحد الخلفاء الراشدين الحديث الذى أوردناه فى دلائل النبوة من طريق سفينة مولى رسول الله ﷺ ان رسول الله ﷺ قال الخلافة بعدى ثلاثون سنة ثم تكون ملكا وإنما كملت الثلاثون بخلافة الحسن بن على فانه نزل عن الخلافة لمعاوية فى ربيع الاول من سنة احدى وأربعين وذلك كمال ثلاثين سنة من موت رسول الله ﷺ فانى توفى فى ربيع الاول سنة احدى عشرة من الهجرة وهذا من دلائل النبوة صلوات الله وسلامه عليه وسلم تسليما (البدایہ ج ۸ ص ۱۶)

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

آخر الخلفاء بنصه (ازالۃ الخفاء ص ۱۴۴)

حافظ ابن حجر مکیؒ (۹۷۳ھ) لکھتے ہیں

هو آخر الخلفاء الراشدين بنص جده ﷺ (صواعق محرقہ ص ۱۳۶)

آپ اپنے جد امجد حضور ﷺ کی نص کے مطابق آخری خلیفہ راشد ہیں

حضرت حسنؓ کی مدت خلافت تقریباً چھ ماہ کے قریب رہی اور اس پر حضور ﷺ کی یہ پیشگوئی پوری ہو گئی کہ میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی

ولى الخلافة بعد قتل أبيه بمبايعة أهل الكوفة فاقام بها ستة أشهر

Scanned with CamScanner

وأياما خليفة حق وإمام عدل وصدق تحقيقا لما أخبربه جده الصادق المصدوق ﷺ بقوله الخلافة بعدى ثلاثون سنة فان تلك الستة الأشهر هى المكملة لتلك الثلاثين فكانت خلافته منصوصا عليها وقام عليها إجماع من ذكر فلا مرية فى حقيتها۔ (صواعق محرقہ ص ۱۳۶)

اپنے والد (حضرت علیؓ) کی شہادت کے بعد اہل کوفہ کی بیعت سے آپ خلیفہ ہوئے اور چھ ماہ اور کچھ دن تک خلیفہ رہے آپ خلیفہ بر حق امام عادل اور صادق ہیں اور اپنے جد امجد کی پیش گوئی کو پورا کرنے والے ہیں جو آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی اگر یہ چھ ماہ ان تیس سالوں کی تکمیل کرنے والے ہیں تو آپ کی خلافت منصوص ہے اور اس پر اجماع ہو چکا ہے اور اس کے بر حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

مفسر شہیر علامہ ابوبکر محمد بن العربی المالکیؒ (۵۴۳ھ) نے کیا خوب لکھا ہے

فنفذ الوعد الصادق فى قوله ﷺ الخلافة فى أمتى ثلاثون سنة ثم تعود ملكا وكانت لأبى بكر وعمر وعثمان وعلى وللحسن منها ثمانية أشهر لاتزيد ولا تنقص يوما فسبحان المحيط لا رب غيره (احکام القرآن ج ۴ ص ۱۷۲)

حضور اکرم ﷺ کا یہ سچا وعدہ صحیح ثابت ہوا کہ خلافت میری امت میں تیس سال رہے گی پھر ملوکیت ہوگی چنانچہ خلفائے راشدین اور حضرت حسنؓ کی خلافت کا دور شمار کریں تو تیس سال سے نہ ایک دن زیادہ ہوتے ہیں اور نہ کم

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہو کر اپنے گھر والوں کے ساتھ مدینہ آگئے اور مدینہ منورہ ہی میں گوشہ عافیت اختیار کر لیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد یہاں آپ کے علم و فضل سے فیضیاب ہوتی رہی اس دوران حضرت امیر معاویہؓ آپ کو ہر سال ایک لاکھ درہم بھیجا کرتے تھے

وأجرى عليه معاوية فى كل سنة الف الف درهم (اصابہ ج ۱ ص ۳۳۰)

امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

وكان عطاؤه فى كل سنة مائة الف (البدایہ ج ۸ ص ۴۰ ۔ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

حضرت معاویہؓ آپ کو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ بھیجا کرتے تھے

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو حضرت معاویہؓ نے ان سے کہا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ پر کچھ قرض ہے حضرت حسنؓ نے کہا کہ ہاں میں مقروض ہوں آپ کے پوچھنے پر انہوں نے قرض کی رقم ایک لاکھ درہم بتائی چنانچہ حضرت معاویہؓ نے آپ کو تین لاکھ درہم دئے اور فرمایا

مائة ألف لقضاء دينك ومائة الف تقسيمها فى أهل بيتك ومائة الف لخاصة بذانك (کتاب الانساب والاشراف ص ۸۴)

ایک لاکھ آپ کا قرض اتارنے کے لئے ایک لاکھ اپنے گھر والوں میں تقسیم کریں اور ایک لاکھ خاص آپ کی اپنی ذات کے لئے ہے۔

عبداللہ بن بریدہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسنؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آج میں آپ کو اتنا دوں گا کہ اس سے پہلے کسی نے آپ کو نہ دیا ہو گا اور نہ کوئی اس کے بعد آپ کو دے گا چنانچہ آپ نے انہیں چار لاکھ دئے

Scanned with CamScanner

لاجيزنك بجائزة لم اجز بها أحدا قبلك ولا اجيز بها أحدا بعدك من العرب فأجازه بأربع مائة الف فقبلها (النامیۃ ص ۲۷ طبع استنبول المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۸۸۔ سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۶۹)

ایک سال آپ کا کسی وجہ سے حضرت معاویہؓ کے پاس جانا نہ ہوا اور نہ ان کی جانب سے سالانہ تحفہ موصول ہوا تو آپ نے چاہا کہ انہیں خط لکھ کر متوجہ کیا جائے اس دوران آپ کو نیند آگئی خواب میں نانا جان رسول اللہ ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ نے فرمایا اے حسن کیا تم اپنی ضرورت کے لئے ایک مخلوق کو خط لکھنا چاہتے ہو تم اپنے رب سے کیوں طلب نہیں کرتے ؟انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول مجھ پر قرض بہت بڑھ گیا ہے اس پر پریشان ہوں آپ ﷺ نے انہیں فرمایا کہ یہ دعا پڑھو

اللهم انی اسئلك من كل أمر ضعفت عنه قوتی وحيلتی ولم تنته إليه رغبتی ولم يخطر ببالی ولم يبلغه أملی ولم يجر علی لسانی من اليقين الذی أعطيته أحدا من المخلوقين الأولين والمهاجرين والآخرين إلا خصصتنی يا أرحم الراحمين

اے اللہ میں آپ سے ہر وہ چیز مانگ رہا ہوں جو میری طاقت اور وسائل سے باہر ہے اور ہر وہ چیز جس تک میری رغبت نہیں پہنچ سکتی اور نہ وہ میرے دل میں کھٹکی ہے اور ہر وہ چیز جس تک میری امید نہیں پہنچی اور نہ وہ میری زبان پر آئی ہے (اے اللہ) جو یقین تو نے کسی بھی مخلوق کو دیا ہے چاہے وہ پہلے لوگوں میں ہو یا مہاجرین میں یا دوسرے لوگوں میں اے ارحم الراحمین وہ مجھے بھی عطا فرما۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ کھل گئی تو وہ دعا مجھے اچھی طرح یاد تھی میں یہ دعا

Scanned with CamScanner

پڑھتا رہا اور اس دوران حضرت معاویہ کو میری یاد آگئی اور ان کو بتایا گیا کہ حضرت حسنؓ ایک سال نہیں آئے تو انہوں نے دو لاکھ درہم دینے کا حکم دیا (تاریخ دمشق ج ۱۴ ص ۸)

ایک مرتبہ جب آپ حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے تین لاکھ درہم دینے کا حکم فرمایا وأمر له بثلاث مائة الف (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۷)

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ مدینہ منورہ تشریف لائے آپ کے پاس تقسیم کے لئے نقدی موجود تھی مدینہ پہنچ کر آپ نے حضرت حسنؓ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں لوگوں نے بتایا کہ آپ مکہ مکرمہ گئے ہوئے ہیں چنانچہ آپ وہ ساری نقدی لے کر مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے وہاں آپ نے حضرت امام حسنؓ سے ملاقات کی اور کہا کہ ابو محمد (حضرت حسنؓ کی کنیت) میں مدینہ منورہ آیا تھا کچھ نقدی بھی موجود تھی میں اسے تقسیم کرنا چاہتا تھا لیکن جب پتہ چلا کہ آپ مکہ مکرمہ آئے ہوئے ہیں تو وہ سب نقدی لے کر میں یہاں آگیا آپ اسے جہاں مناسب سمجھیں خرچ کریں حضرت امام حسنؓ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین۔ اللہ آپ کی قرابت داری میں مزید صلہ رحمی پیدا فرمائے اور آپ کو جزائے خیر دے (ماخوذ از سیرت حضرت امیر معاویہ ج ۱ ص ۵۵۶)

مناقب شہر بن آشوب شیعی (ھ) سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ سے سالانہ ۵۰ لاکھ درہم لیا کرتے تھے (دیکھئے کتاب مذکور ج ۴ ص ۳۳)

معروف شیعہ مؤرخ احمد بن داؤد الدینوری (۲۸۲ھ) کا اعتراف دیکھئے

ولم یر الحسن ولا الحسین طول حیاة معاویة منه سوء فی أنفسهما ولا مکروها ولا قطع عنهما شیئا مما کان شرط لهما ولا تغیر لهما عن بر (الاخبار الطوال ص ۲۲۵)

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے پوری زندگی حضرت معاویہؓ سے اپنے حق میں کوئی بد خواہی نہ دیکھی نہ ان کا اپنے بارے میں کوئی ناپسندیدہ عمل دیکھا نہ حضرت معاویہؓ نے کوئی ایسی بات جس پر آپ نے انہیں عہد دیا تھا توڑ دی اور نہ ہی ان دونوں کے ساتھ آپ نے کسی نیکی میں دریغ کیا (ماخوذ از عبقات ص ۳۹۰)

شیعہ عالم علامہ ابن الحدید نے شرح نہج البلاغۃ میں اور ملا باقر مجلسی شیعی نے جلاء العیون میں امام جعفر صادق کے حوالہ سے بھی ان تحائف کا ذکر کیا ہے جو حضرت امیر معاویہؓ کی جانب سے سیدنا حضرت حسنؓ کو ملتے رہے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہؓ نے کوفہ کے خزانے میں سے پچاس لاکھ درہم سیدنا حضرت حسنؓ کو ادا کئے اسی طرح دارابجرد کے علاقے کی سالانہ آمدنی بھی ان کے نام مقرر کر دی اور یہ سب کچھ انہیں ان کی وفات تک ملتے رہے (دیکھئے البدایہ ج ۸ ص ۴۲)

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ آپ کے خلافت سے دستبرداری کے فیصلے پر لکھتے ہیں

حضرت حسنؓ نے معاویہؓ سے صلح اور ان کے حق میں خلافت سے دستبرداری کا جو فیصلہ فرمایا وہ بر محل اور بر وقت تھا جس طرح کہ حضرت حسینؓ نے یزید بن معاویہؓ کے معاملہ میں جو موقف اختیار کیا وہ بھی اپنی جگہ اور اپنے وقت پر بالکل حق بجانب تھا کیونکہ حالات ماحول زمان و مکان جن میں حوادث پیش آتے ہیں وہ اپنے اندر ایک خاص ڈگری کی گرمی یا سردی رکھتے ہیں اور حالات و ماحول اور وقت کی نزاکت اور حالات کی شدت دیکھ کر انسان کسی فیصلہ پر پہنچتا ہے اور وقت کے تقاضے کو پورا کرتا ہے ہر جگہ اور ہر حالت میں ایک ہی عمل روا نہیں

Scanned with CamScanner

رکھا جاسکتا حضرت معاویہؓ اور ان کے بیٹے یزید کے درمیان سیرت واخلاق رسول اللہ ﷺ کا زمانہ دیکھنے صحبت اٹھانے اور اسلام میں ان کی خدمات کو سامنے رکھا جائے تو زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا۔

حضرت معاویہؓ سے جنگ جاری رکھنے کا نتیجہ صرف مسلمانوں کے درمیان خون ریزی اور کبھی نہ ختم نہ ہونے والی جنگ ہوتا اسلامی معاشرہ جو اس وقت تک اندرونی انتشار اور بیرونی خطروں سے دوچار تھا کشیدگی اور کشمکش کا شکار رہتا اور ہر وقت امکان تھا کہ بغاوت پھر بد عہدی اور دھوکہ بازی کی صورت پیش آئے حضرت حسنؓ دوسروں کی بہ نسبت عراقی فوجوں کی نفسیات سے زیادہ واقف تھے جن کو ان کی اور ان کے والد ماجد کی حمایت کرنے کا دعوی تھا ایک سے زیادہ بار یہ فوج ان کے عظیم المرتبت والد ماجد کا عین وقت پر ساتھ چھوڑ چکی تھی اور مستقل مزاجی اور پامردی سے جنگ کے بجائے فرار و فریب کا راستہ اختیار کر چکی تھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں کے ہاتھ جو جھیلا اور جس طرح یہ لوگ نافرمانی خودرائی اور نفس پرستی کی راہ پر لگے رہے حضرت حسنؓ کے سامنے کل کی بات اور عینی مشاہدہ تھا (المرتضٰی ص ۳۴۷)

سیدنا امام حسنؓ نے مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کو کس خوبصورتی سے دور کرنے کی کوشش کی اور ان میں پھر سے پیار اور محبت کا چراغ کس خوبصورت انداز میں روشن کیا اس کی ایک مثال ملاحظہ کیجئے

شعیب بن یسار کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت حسنؓ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کے بیٹے کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ میں ایک خاص ضرورت کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں امید ہے کہ

Scanned with CamScanner

آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے انہوں نے کہا فرمایئے آپ نے کہا کہ میں آپ کی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ یہ رشتہ قبول فرمالیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت معاویہؓ نے اپنے بیٹے یزید کے لئے یہ رشتہ طلب کیا ہے۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ جب میں آپ کی خدمت میں آگیا ہوں تو مجھے ناکام نہ لوٹائیں۔ چنانچہ انہوں نے یہ رشتہ منظور کرلیا جب اس بات کی خبر حضرت معاویہؓ کو ملی تو انہوں نے مروان کو لکھا کہ انہیں اختیار دے دو وہ جہاں چاہیں رشتہ طے کریں چنانچہ انہوں نے حضرت حسنؓ کو پسند کیا اور حضرت معاویہؓ نے اس رشتہ کو بر قرار رکھا (طبقات ج ا ص ۲۹۲)

حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں جنگ جمل میں آپ حضرت علی مرتضیٰؓ کے فریق مقابل تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے باوجود بہت سے لوگ اس کوشش میں لگے رہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت طلحہؓ کو ایک دوسرے کے خلاف دکھایا جائے اور نفرت وعدوات کی کہانی گھڑی جائے مگر حضرت حسنؓ نے حضرت طلحہؓ کی صاحبزادی سے شادی کر کے ان کی ان ساری کوششوں پر پانی پھیر دیا اور حضرت امیر معاویہؓ نے بھی اس رشتہ کو بخوشی بر قرار رکھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ اہل بیت اور صحابہ کے درمیان نفرت وعداوت دکھاتے ہیں وہ جھوٹ کہتے ہیں۔

☆..... سیدنا حضرت حسنؓ کی شہادت

عبداللہ بن طلحہؓ کہتے ہیں کہ حضرت حسنؓ نے خواب دیکھا کہ ان کی دونوں آنکھوں کے

Scanned with CamScanner

درمیان قل هو الله احد لکھا ہوا ہے آپ نے گھر والوں کو یہ خواب سنایا تو وہ اس خواب سے خوش ہوئے لیکن حضرت سعید بن مسیبؒ نے خواب سن کر کہا کہ اگر آپ کا خواب درست ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ آپ کی زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں چنانچہ آپ اس کے تھوڑے دنوں بعد انتقال فرما گئے۔

فقال مابقی من أجله فما بقی إلا أیام حتی مات (البدایہ ج ۸ ص ۴۲ تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸)

کہا جاتا ہے کہ آپ کی وفات زہر دئے جانے کی وجہ سے ہوئی تھی علامہ عزالدین ابن اثیرؒ کا کہنا ہے کہ یہ زہر ان کی بیوی جعدہ بنت اشعث نے دیا تھا۔ (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۰) تاہم حافظ ابن کثیرؒ نے (البدایہ ج ۸ ص ۴۳) علامہ ابن خلدونؒ نے (مقدمہ ج ۲ ص ۵۲۷) میں اسے من گھڑت بتایا ہے سو یہ بات پختہ طور پر نہیں کہی جا سکتی کہ آپ کو زہر کس نے دیا تھا

حضرت حسینؓ کے بار بار پوچھنے کے باوجود آپ نے کسی کا نام نہیں لیا اور کہا کہ اگر تو وہی ہے جس کے بارے میں میرا گمان ہے تو اللہ اس سے خود بدلہ لے گا اور اگر وہ نہیں ہے تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ پکڑا جائے (دیکھئے مروج الذھب ج ۳ ص ۵ للمسعودی شیعی) آپ کی وفات زہر دئے جانے کی وجہ سے ہوئی اور آپ مقام شہادت پر فائز ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں

انه مات مسموما وهذا شهادة له وكرامة فی حقه لكن لم يمت مقاتلا (منہاج ج ۴ ص ۴۲)

تاہم شیعہ عالم احمد بن علی بن حسین (۸۲۸ھ) کا بیان ہے کہ آپ کی وفات بیماری کے

Scanned with CamScanner

باعث ہوئی تھی اور آپ نے ۴۰ دن اسی بیماری میں گزارے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے

فبقی علیه السلام مریضا أربعین یوما (عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب ص ۴۶)

آپ کا انتقال ۵ ربیع الاول ۴۹ ہجری (یا ۵۰ھ) کا ہوا اس وقت آپ کی عمر ۴۷ سال کی تھی

حضرت حسنؓ کی خواہش تھی کہ وہ حضور ﷺ کے قریب دفن ہوں آپ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اجازت مانگی حضرت عائشہؓ نے اجازت مرحمت فرمادی تو آپ نے فرمایا کہ مرنے کے بعد دوبارہ پوچھ لینا اگر اجازت مل جائے تو ٹھیک۔ نہ ملے تو جنت البقیع میں سپرد خاک کر دینا مجھے خطرہ ہے کہ کہیں بنو امیہ مزاحم نہ ہوں

جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ پر کچھ گھبراہٹ سی طاری ہوئی حضرت حسینؓ پاس ہی تھے انہوں نے پوچھا کہ یہ گھبراہٹ کیسی ؟ آپ تو حضور ﷺ اور اپنے والد حضرت علیؓ کے پاس جارہے ہیں آپ اپنی نانی حضرت خدیجہؓ اپنی والدہ حضرت فاطمہؓ اپنے ماموں قاسم وطاہر اور اپنے چچا حضرت حمزہؓ و جعفرؓ سے ملنے جارہے ہیں یہ سن کر آپ کو کچھ سکون ملا (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۰) پھر آپ نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے کہا

أی أخی انی داخل فی أمر الله من أمر الله تعالی لم أدخل فی مثله وأری خلقا من خلق الله لم أر مثله قط (تہذیب الکمال ج ۶ ص ۲۵۴ للمزی۔ تاریخ ص ۱۴۸)

اے میرے بھائی میں اس امر الٰہی میں داخل ہو رہا ہوں جہاں پہلے کبھی جانا نہیں ہوا اور میں اس مخلوق الٰہی کو دیکھ رہا ہوں کہ اس جیسی مخلوق اس سے پہلے

Scanned with CamScanner

نہیں دیکھی۔

آپ نے اس وقت گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے گھر کے صحن میں لے چلو تاکہ میں آسمانوں کی بادشاہت میں غور کروں لوگوں نے آپ کا بستر صحن میں نکالا آپ نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور فرمایا

اللهم إني أحتسب نفسي عندك فانها أعز الأنفس علي قال فكان مما صنع الله له أنه أحتسب نفسه عنده (البدایہ ج ۸ ص ۴۳)

اے اللہ میں اپنے نفس کے متعلق تجھ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں بلاشبہ وہ مجھے سب سے عزیز تر ہے۔ راوی کہتا ہے کہ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ نے اپنے نفس کے متعلق اللہ سے ثواب کی امید لگائی۔ (ج ۸ ص ۷۹۸۔ حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۷۹ ۳)

انتقال کے بعد حضرت حسینؓ نے حسب ارشاد حضرت عائشہؓ سے دوبارہ اجازت چاہی آپؓ نے اجازت مرحمت فرمادی اور فرمایا کہ مجھے یہ بات بہت خوشی سے منظور ہے

فقالت نعم و كرامة (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۰)

تاہم سیدنا حسنؓ کا اندیشہ درست ثابت ہوا گورنر مدینہ مروان نے اس بارے میں مزاحمت کی حضرت ابوہریرہؓ کو معلوم ہوا تو آپ سامنے آگئے اور کہا کہ کیا ظلم ہے کہ حضرت حسنؓ کو اپنے نانا کے پہلو میں دفن ہونے سے روکا جارہا ہے دونوں طرف بات بڑھنے لگی تھی کہ حضرت حسنؓ کی وصیت یاد کرائی گئی کہ میری وجہ سے مسلمانوں میں انتشار نہ ہو چنانچہ حضرت حسینؓ نے بات وہیں روک لی اور آپ کی وصیت کے پیش نظر آپ کو جنت البقیع میں آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کر دیا گیا۔

Scanned with CamScanner

آپ کی نماز جنازہ سعید بن العاصؓ نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کے گورنر تھے حالانکہ حضرت امام حسینؓ وہاں موجود تھے آپ نے کہا کہ میں حضرت حسنؓ کی نماز جنازہ پڑھاتا مگر چونکہ سنت یہ ہے کہ امیر شہر پڑھائے اس لئے وہی پڑھائیں گے

عن اسماعیل بن رجاء عمن رأی الحسین بن علی یقدم سعید بن العاص لیصلی علی أخیه وقال لولا أنه من السنة ما قدمتك (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۷۲ لابی بشر الدولابی المتوفی ۳۱۰ھ)

لما مات الحسن بن علی قدم اخوه الحسین بن علی أمیر المدینة للصلاة علیه وقال لو لا انها السنة لما قدمتك والحسین أفضل من ذلك الامیر الذی أمره أن یصلی علی أخیه لکن لما کان هو الامیر

(منہاج السنہ ج ۴ ص ۲۸۱)

آپ کے جنازہ پر پورا مدینہ امنڈ آیا تھا لوگوں نے اتنا بڑا جنازہ اس سے پہلے نہ دیکھا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ اگر اوپر سے سوئی بھی پھینکی جاتی تو وہ کثرت ازدحام کی بناء پر زمین پر نہ گرتی (تہذیب الکمال ص ۸۹ للمزی)

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نے معلوم نہیں کہاں یہ منظر دیکھ لیا کہ

جمیع زنان آنحضرت جن کو طلاق دی تھیں عقب جنازہ پابرہنہ آئی تھیں اور گریہ وزاری کرتی تھیں (جلاء العیون ج ۱ ص ۳۹۹)

حضرت حسنؓ کے انتقال سے مدینہ منورہ پھر ایک بار رنج و غم میں ڈوب گیا حضرت ابوہریرہؓ مسجد میں کہہ رہے تھے کہ لوگو آج خوب رولو کہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب دنیا سے رخصت ہو گیا ہے (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۳۰۱)

Scanned with CamScanner

حضرت ابو ہریرہؓ کو آپ سے بہت محبت تھی ایک مرتبہ آپ نے ان سے کہا کہ آپ اپنا کپڑا ہٹایئے میں اس جگہ بوسہ دوں جس جگہ کا حضور ﷺ نے بوسہ لیا تھا چنانچہ حضرت حسنؓ نے کپڑا ہٹایا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اس جگہ بوسہ دیا۔ (مستدرک ج ۳ ص ۱۸۴ البدایہ ج ۸ ص ۳۶)

حضرت امام حسنؓ کے انتقال کی خبر جب حضرت معاویہؓ کو ملی تو آپ کو اس کا بہت افسوس اور دکھ ہوا اس وقت حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت معاویہؓ نے ان سے حضرت حسنؓ کے انتقال پر بہت اچھی طرح تعزیت فرمائی (یعنی ان کے انتقال پر غم اور افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے لئے دعا فرمائی) اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی اس تعزیت پر ان کا شکریہ ادا کیا

لما جاء الكتاب بموت الحسن بن على اتفق كون ابن عباس عند معاوية فعزاه فيه بأحسن تعزية ورد عليه ابن عباس ردا حسنا كما قدمناه (البدایہ ج ۸ ص ۳۰۴)

آپ نے ان سے یہ بھی کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر طرح کی مصیبت سے محفوظ رکھے اور آپ پر یہ غم ہلکا کر دے اس کے جواب میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ جب تک آپ امیر المؤمنین ہیں اللہ ہم پر کوئی غم نہ لائے گا اور نہ ہمیں کوئی تکلیف و مصیبت ہو گی

لا يحزنني الله ولا يسوء ني ما أبقى الله أمير المؤمنين (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۸)

حضرت حسنؓ کے کثیر الازواج ہونے کے باوجود آپ کی اولاد بعض نے چھ اور بعض نے دس لکھیں ہیں جن میں آٹھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

Scanned with CamScanner

☆..... حضرات خلفائے ثلاثہ سیدنا حضرت امام حسنؓ کی نظر میں

حضرت امام حسنؓ نے جب سے شعور سنبھالا ہے اس وقت سے آپ نے یہی منظر دیکھا کہ حضرات خلفائے ثلاثہ ہمیشہ حضور ﷺ کے منظور نظر رہے ہیں اور آپ ﷺ نے اپنی امت کو ان بزرگوں کا اکرام واحترام کرنے اور اپنے دلوں میں ان کی محبت و عقیدت رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ تو ان حضرات کی محبت اور اکرام کی تعلیم دیں اور حضرت سیدنا حسنؓ اس تعلیم کو پس پشت ڈال دیں اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل پر ان بزرگوں کی عظمت پوری طرح کھول دی تھی ابو مریم کہتے ہیں کہ میں کوفہ میں تھا حضرت امام حسنؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور انہوں نے خطبہ میں کہا

یا ایها الناس رأیت البارحة فی منامی عجبارأیت الرب تعالی فوق عرشه فجاء رسول الله ﷺ حتی قام عند قائمة من قوائم العرش فجاء أبوبکر فوضع یده علی منکب رسول الله ﷺ ثم جاء عمر فوضع یده علی منکب أابی بکر ثم جاء عثمان فکان بیده رأسه فقال رب سل عبادك فیم قتلونی قال فانثعب من السماء میزابان من دم فی الارض قال فقیل لعلی ألا تری مایحدث به الحسن قال یحدث بما رأی (حجۃ اللہ البالغۃ ج ا ص ۴۰۰ بحوالہ محدث ابو یعلی موصلی)

اے لوگو کل رات میں نے ایک نہایت عجیب خواب دیکھا میں نے اللہ تعالیٰ کو عرش پر دیکھا پھر دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور عرش کے ایک پایہ کے پاس کھڑے ہو گئے پھر ابو بکر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ رسول اللہ

ﷺ کے شانہ پر رکھ لیا پھر عمر آئے اور انہوں نے اپنا ہاتھ ابوبکر کے شانہ پر رکھ دیا پھر عثمان آئے اور (اس ہیئت کے ساتھ کہ) ان کے ہاتھ میں ان کا سر تھا اور انہوں نے کہا اے اللہ اپنے بندوں سے پوچھ کہ انہوں نے مجھے کس جرم میں قتل کیا؟ پس آسمان سے دو پرنالے خون کے زمین کی طرف جاری کر دئے گئے۔

(حضرت علی مرتضیٰؓ اس خطبہ میں موجود تھے) کسی نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ نہیں دیکھتے کہ حسنؓ کیا بیان کر رہا ہے آپ نے فرمایا جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہی تو بیان کر رہا ہے حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے کاموں کو وہ قبولیت و مقبولیت عطا فرمائی تھی کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے دور خلافت میں ان کو جوں کا توں باقی رکھا تھا

لا أعلم عليا خالف عمر ولا غير شئيا مما صنع حين قدم الكوفة (ایضاص ۴۰۱)

میرے علم میں حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی مخالفت نہیں کی اور نہ کوفہ میں آکر انہوں نے ان باتوں کو بدلا جو حضرت عمرؓ نے رائج کئے تھے۔

(نوٹ) سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کے آپس میں مخلصانہ تعلقات راقم الحروف کی کتاب ﴿ سیرت سیدنا عمر فاروقؓ ﴾ کی دوسری جلد میں ملاحظہ فرمایئے)

شیعہ علماء یہ بات بتاتے ہوئے کیوں ڈرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دو پوتیوں حضرت حفصہؓ اور حضرت ہندؓ کے ساتھ یکے بعد دیگرے شادیاں کیں تھیں ملا باقر مجلسی شیعی لکھتا ہے

Scanned with CamScanner

تزوج الحسن حفصة بنت عبدالرحمن بن ابی بکر (بحار الانوار ج ۴۴ ص ۱۲۶)

نہج البلاغۃ کے شارح ابن ابی الحدید شیعی نے زوجات امام حسنؓ کے بیان میں لکھا ہے

وتزوج هند ابنة عبدالرحمن بن ابی بکر (شرح ابن حدید ج ۴ ص ۸)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بیٹے حضرت عبدالرحمٰن کے داماد تھے نیز یہ بات بھی شیعہ علماء سے مخفی نہیں کہ حضرت امام حسنؓ کی ایک صاحبزادی ام الحسن کا نکاح حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نواسے (حضرت اسماءؓ کے بیٹے) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے ہوا تھا اس سے شیعہ علماء کا یہ جھوٹ کھل جاتا ہے کہ یہ دونوں خاندان ایک دوسرے سے بہت دور دور تھے اور ان کے درمیان کبھی محبت کی رمق نہیں دیکھی گئی (معاذ اللہ)

حضور ﷺ نے حضرت حسنؓ کے ساتھ اپنے جس تعلق کی خبر دی ہے اس کا تقاضا ہے کہ ہم آپ کو اسی محبت و عظمت کی نگاہ سے دیکھیں آپ ﷺ نے حسنین کریمینؓ کو اس دنیا کے مہکتے اور معطر پھول اور جنت کے جوانوں کے سردار فرمایا ہے۔ اور حضرت حسنؓ کو بطور خاص سید فرما کر ان کے عظیم اور بلند مقام کی خبر دی ہے اللہ تعالیٰ پوری امت کی جانب سے آپ کو بہترین جزا دے اور اپنی رضا سے نوازے آمین

Scanned with CamScanner

نور العین من حیات سیدنا الحسین رضی اللہ عنہ

شہید کربلا

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى..... اما بعد

شہید کربلا سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشہ ہیں۔ امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) آپ کے تعارف میں لکھتے ہیں

الحسين الشهيد الامام الشريف الكامل سبط رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم وريحانته من الدنيا ومحبوبه ابوعبدالله الحسين ابن أمير المؤمنين ابى الحسن على بن أبى طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصى القرشى الهاشمى (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۸۶)

حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (۴۳۰ھ) آپ کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں

ريحانة رسول الله وشبيهه أذن رسول الله فى أذنه حين ولد سيد شباب أهل الجنة خامس أهل الكساء وابن سيدة النساء أبوه الزائد عن الحوض وعمه ذو الجناحين غذته أكف النبوة ونشاء فى حجر

Scanned with CamScanner

الاسلام أرضعته ثدیی الایمان کان یشبه رسول الله ﷺ من عنقه الی کعبه خلقا ولونا وسماه حسینا (معرفۃ الصحابۃ ج ۲ ص ۹)

علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۳۰ھ) آپ کا تعارف اس طرح کراتے ہیں

الحسین بن علی بن أبی طالب بن عبدالمطلب بن هاشم بن عبد مناف القرشی الهاشمی أبوعبدالله ریحانة النبی ﷺ وشبهه من الصدر الی ما أسفل منه ولما ولد أذن النبی ﷺ فی أذنه وهو سید شباب أهل الجنة وخامس أهل الکساء أمه فاطمة بنت رسول الله سیدة نساء العالمین إلا مریم علیها السلام (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۴)

آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت عباسؓ کی اہلیہ ام الفضل لبابۃ بنت الحارث ہلالیہؓ نے خواب دیکھا کہ حضور ﷺ کے بدن کا ایک حصہ کٹ کر ان کی گود میں آگرا ہے وہ اس خواب سے سخت پریشان ہوئیں اور حضور ﷺ کی خدمت میں گھبرائے ہوئے آئیں اور اپنا خواب سنایا حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اچھا اور مبارک خواب ہے فاطمہ کے گھر لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں آئے گا

رأیت خیرا تلد فاطمة إن شاء الله غلاما فیکون فی حجرك

(مستدرک ج ۳ ص ۱۱۹۴)

اسد الغابۃ کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ خواب سیدنا حضرت امام حسنؓ سے متعلق تھا (دیکھئے ج ۲ ص ۱۴)

کچھ دنوں کے بعد حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسینؓ کی پیدائش ہوئی یہ شعبان ۴ ہجری کا واقعہ ہے آپ حضرت حسنؓ سے ایک سال بعد پیدا ہوئے شیعہ علماء کہتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

حضرت حسینؓ حضرت حسنؓ کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے

وولدت فاطمة الحسن والحسين وبينهما ستة أشهر (بحار الانوار ج ۴۳ ص ۴۸ ملا باقر مجلسی شیعی)

کوئی فرزند ششماہی متولد نہیں ہوا کہ زندہ رہا ہو بغیر عیسیٰ بن مریم اور حسین بن علی کے (جلاء العیون ج ۲ ص ۹۹۔ مجلسی شیعی)

حضور ﷺ کو جب حضرت علی مرتضیٰؓ کے ہاں دوسرے بچے کی پیدائش کی خبر ملی تو آپ تشریف لائے بچے کو دیکھ کر خوش ہوئے کان میں اذان دی (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۱۸) تحنیک فرمائی (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰) نام پوچھا تو کہا گیا کہ حرب۔ فرمایا کہ نہیں اس کا نام حسین ہوگا پھر آپ نے بچے کا عقیقہ کرنے (المصنف ج ۴ ص ۳۳۱) اور سر کے بال اتار کر اس کے ہم وزن چاندی خیرات کرنے کی ہدایت دی (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۶۶)

بعد ازاں آپ کو حضرت ام فضلؓ کے حوالہ کیا گیا اور جب تک آپ نے چلنا نہیں سیکھا تھا حضرت ام فضلؓ ہی ان کو دودھ پلاتی رہیں (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۴۶۹ للبیہقی) مستدرک حاکم کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو جناب یقطر کی اہلیہ نے بھی دودھ پلانے کا شرف حاصل کیا تھا (طبری ج ۵ ص ۲۸۲)

(نوٹ) شیعہ علماء کے ہاں حضرت حسینؓ کی خوشخبری اور پیدائش کے متعلق حضرت فاطمہؓ پر کیا گزری اسے ان کی عجیب و غریب روایات میں دیکھئے۔ شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) امام جعفر کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت جبرئیل حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ اللہ آپ کو ایک مولود کی بشارت دیتا ہے جو فاطمہ سے پیدا ہوگا اور تمہاری امت اس کو قتل کرے گی یہ سن کر حضور ﷺ نے کہا کہ اللہ سے کہو

Scanned with CamScanner

کہ مجھے ایسے بچے کی ضرورت نہیں ہے ﴿ لا حاجة لی فی مولود ﴾ حضرت جبرئیل نے یہ بات خدا تک پہنچادی خدا نے دوبارہ وہی بشارت بھیجی حضور ﷺ نے پھر سے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ تیسری مرتبہ پھر اللہ نے وہی بشارت بھیجی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ خدا اس مولود کی اولاد میں امامت ولایت اور وصیت مقرر کرے گا تو حضور راضی ہوگئے پھر حضور نے یہ بات حضرت فاطمہ کو سنائی حضرت فاطمہ نے سن کر کہا کہ مجھے ایسے بچے کی حاجت نہیں حضور نے کہا کہ اللہ نے اس بچے کے ساتھ یہ دوسری بشارت بھی دی ہے تب حضرت فاطمہ راضی ہوئیں (اصول کافی ۲۹۴)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جب حضرت فاطمہؑ حاملہ ہوئیں تو ان کو یہ حمل ناپسند لگا اور انہیں ان کی پیدائش بھی اچھی نہیں لگی

فلما حملت فاطمة بالحسین کرهت حمله وحین وضعته کرهت حمله (ایضا)

امام جعفر اس پر کہتے ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی گئی جس کو اپنے بچے کی ولادت ناگوار گزری ہو سوائے حضرت فاطمہؑ کے کہ ان کو حضرت حسین کی ولادت ناگوار گزری تھی

لم تر فی الدنیا أم تلد غلاما تکرهه ولکنها کرهته (ایضا)

قرآن کریم کی آیت ﴿حملته أمه کرها ووضعته کرها﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ آیت اسی سلسلے میں نازل ہوئی تھی

فیه نزلت هذه الایة حملته أمه کرها ووضعته کرها (ایضا)

نیز اصول کافی کی روایت میں یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ حضرت حسینؑ نے نہ تو اپنی ماں

Scanned with CamScanner

کا دودھ پیا تھا اور نہ ہی کسی دوسری عورت کا۔ حضور جب اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں رکھتے تو وہ ان انگوٹھوں کو چوس لیا کرتے تھے اور یہ ان کو دو تین دن کے لئے کافی ہو جایا کرتا تھا

ولم یرضع الحسین من فاطمة علیها السلام ولا من انثی (ایضا)

ہم شیعہ علماء کے ان بیانات سے ہر گز اتفاق نہیں کرتے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کو حضرت حسینؓ کی ولادت ناگوار گزری تھی اور انہوں نے حضرت اپنی والد محترمہ کا دودھ پینے سے بھی انکار کر دیا تھا شیعہ علماء کو اس قسم کی روایات بیان کرنے سے پہلے کچھ تو سوچ لینا چاہئے حضرت حسنؓ حضور ﷺ کے چہرہ انور سے بہت مشابہ تھے تو حضرت حسینؓ حضور ﷺ کے جسم مبارک سے مشابہ تھے۔ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے دونوں شہزادوں کا اس طرح نقشہ کھینچتے ہیں

من أراد أن ینظر إلی وجه رسول الله ﷺ من رأسه إلی عنقه فلینظر إلی الحسن ومن أراد أن ینظر إلی مالدن عنقه إلی رجلیه فلینظر إلی الحسین اقتسماه (رواہ الطبرانی فی الکبیر۔ موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۲۳۰)

☆..... سیدنا حسنؓ اور سیدنا حسینؓ نانا جانؐ کی نگاہ محبت میں

حضور ﷺ آپ کی پیدائش سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں آتے تو صرف حضرت حسنؓ سے کھیلتے اور انہیں پیار کرتے اور دعا دیتے جب حضرت حسینؓ پیدا ہوئے تو اب آپ دونوں بچوں کو دیکھنے کے لئے آیا کرتے ان کی خیر خیریت دریافت کرتے ان کو شفقت اور

Scanned with CamScanner

روحانیت سے بھر پور پیار عطا فرماتے ان سے کھیلتے ان کو گلے لگاتے سینہ مبارک سے چمٹاتے اور ان کو بوسے دیتے تھے

حضرت ابو ایوب انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حسنؓ و حسینؓ حضور ﷺ کے سینہ مبارک پر چڑھے کھیل رہے تھے جب میں نے پوچھا کہ یہ دونوں آپ کو اتنے عزیز ہیں تو فرمایا کیوں نہیں یہ دونوں دنیا میں میرے پھول ہیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۰)

حضور ﷺ ان بچوں کے رونے کی آواز پر تڑپ جاتے اور جب تک بچے چپ نہ ہوتے آپ کو بھی قرار نہ آتا تھا ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو حضرت حسینؓ کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم نہیں کہ ان کا رونا مجھے بے چین کر دیتا ہے (ایضا) پھر آپ ﷺ نے انہیں اٹھالیا اور پیار کیا جب تک وہ چپ نہ ہوئے آپ گھر سے باہر نہیں نکلے (طبرانی ج ۳ ص ۱۱۶)

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات سے فرما رکھا تھا کہ انہیں (یعنی حضرت حسینؓ کو) رلانا نہیں۔ ایک دن حضور ﷺ حضرت ام سلمہؓ کے ہاں تھے کہ حضرت جبرئیل امین تشریف لے آئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اب کسی کو اندر نہ آنے دینا اس دوران حضرت حسینؓ آگئے اور دروازہ بند دیکھ کر رونا شروع کر دیا حضرت ام سلمہؓ کو جب ان کے رونے کی آواز آئی تو انہوں نے فوراً دروازہ کھول دیا حضرت حسینؓ اندر گئے اور سیدھے اپنے نانا ﷺ کی گود میں جا بیٹھے (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۲۸۹)

حضرت ام الفضل کہتی ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس آئی حضرت حسنؓ اس وقت بچے تھے اور آپ کی گود میں تھے اتنے میں حضرت حسن نے پیشاب کر دیا تو میں نے اسے ہلکا سا ہاتھ مارا (جس طرح ماں اپنے بچے کو پیار میں ہلکا ہاتھ مارتی ہیں) حضور ﷺ یہ

Scanned with CamScanner

دیکھ کر تڑپ اٹھے اور کہا کہ چلو رہنے دو اللہ تجھ پر رحم کرے اسے نہ مارو تکلیف ہو گی (مستدرک ج ۱ ص ۱۶۶)

ایک مرتبہ حضور ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو دیکھا کہ حضرت حسینؓ رو رہے ہیں آپ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ کیا تمہیں پتہ نہیں کہ حسینؓ کے رونے سے مجھے تکلیف ہوتی ہے

ألم تعلمی أن بکاء ہ یؤذینی (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۸۷)

حضرت علی مرتضیٰؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک دن ہمارے گھر میں آرام فرما تھے اور دونوں بچے بھی سو رہے تھے اتنے میں حضرت حسینؓ کو پیاس لگی وہ بیدار ہو کر پانی مانگنے لگا حضور ﷺ فوراً اٹھ گئے اور مشکیزہ سے پانی لے کر حضرت حسینؓ کو پلانے ہی لگے تھے کہ حضرت حسنؓ بھی اٹھ گئے اور پانی پینے کے لئے آگے آئے اور کہا کہ مجھے پہلے پلائیں آپ ﷺ نے کہا بیٹا پہلے بھائی نے پانی مانگا ہے اسے پینے دو حضرت فاطمہؓ نے جب یہ منظر دیکھا تو کہا کہ کیا آپ کو حسینؓ زیادہ پیارے ہیں آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو دونوں ہی پیارے ہیں البتہ پانی پہلے حسینؓ نے مانگا تھا اس لئے اسے دیا ہے (تاریخ ابن عساکر ج ۴ ص ۳۱۷)

حضرت ابو ہریرہؓ کی وفات کا وقت قریب تھا اتنے میں آپ کے ہاں مروان آیا اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی ایک بات سے خفا ہوں اور وہ یہ کہ تم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی محبت و عقیدت میں حد سے بڑھ جاتے ہو (یعنی بہت زیادہ محبت کرتے ہو) راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ اس کی یہ بات سن کر اٹھ بیٹھے اور فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ میں ان سے اتنی محبت کیوں رکھتا ہوں میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ

ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسنؓ

Scanned with CamScanner

و حسینؓ بھی ہمارے ہمراہ تھے دوران سفر حضور ﷺ کو بچوں کے رونے کی آواز آئی تو آپ نے اپنی سواری تیز کرلی اور حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے اور فرمایا کہ میرے بیٹے کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا کہ انہیں پیاس لگی ہے آپ ﷺ نے مشکیزہ کی جانب ہاتھ بڑھایا تو اس میں پانی نہ تھا آپ نے قافلہ میں موجود لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی اپنے مشکیزوں کو دیکھا مگر ان میں بھی پانی نہ تھا سب ختم ہو چکا تھا

حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ ان دو بچوں میں سے ایک بچہ مجھے دو حضرت فاطمہؓ نے تعمیل حکم کیا اور ایک بچہ آپ کو پکڑا دیا حضور ﷺ نے اس بچہ کو اپنے سینہ مبارک سے چمٹا لیا مگر بچہ کا رونا کم نہ ہوا تو حضور ﷺ نے اپنی زبان مبارک اس کے منہ میں رکھ دی جسے بچے نے چوسنا شروع کر دیا یہاں تک کہ بچہ خاموش ہو گیا اور اس کی پیاس جاتی رہی پھر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے دوسرا بچہ طلب کیا اور اس کے ساتھ بھی ایسا عمل کیا یہاں تک کہ اس کی بھی پیاس جاتی رہی اور اس کا رونا ختم ہو گیا (درالسحابۃ فی مناقب القرابۃ والصحابۃ ص ۳۰۶ للشوکانی طبع لاہور)

ایک مرتبہ آپ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اتنے میں دونوں بچے گرتے پڑتے مسجد میں آگئے آپ ﷺ نے انہیں دیکھا تو منبر سے نیچے اتر آئے اور دونوں کو اٹھا کر منبر پر اپنے ساتھ بٹھا لیا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

ایک مرتبہ آپ نماز ادا کر رہے تھے اور دونوں بچے قریب سے کھیل رہے تھے جب آپ سجدے میں گئے تو حضرت حسینؓ اپنی جگہ سے اٹھ کر حضور ﷺ کی پیٹھ پر بیٹھ گئے حضور ﷺ نے اس وقت تک سر نہ اٹھایا جب تک وہ آپ کی پیٹھ سے نیچے نہ اتر آئے (سنن نسائی ج ۱ ص ۱۷۲)

Scanned with CamScanner

ایک مرتبہ حضور ﷺ کہیں جارہے تھے رستے میں دیکھا کہ حضرت حسینؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں آپ نے انہیں پکڑنے کے لئے ہاتھ آگے کیا تو حضرت حسینؓ دوڑ پڑے آپ ﷺ یہ دیکھ کر مسکرا اٹھے اور ان کے پیچھے دوڑنے لگے اور جب وہ پکڑے گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سے گلے لگالیا اور ان کا منہ چوم لیا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۹۵)

اور فرمایا

حسین منی وأنا من حسین أحب الله من أحب حسینا حسین سبط من الاسباط (سنن ابن ماجہ ص ۱۴)

حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ نکلے حال یہ تھا کہ حضور کے ایک کندھے پر حضرت حسنؓ اور دوسرے کندھے پر حضرت حسینؓ سوار تھے یہ منظر دیکھ کر ایک شخص کہنے لگا کہ آپ ان دونوں سے کس قدر محبت رکھتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جس نے ان دونوں سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۲)

ایک مرتبہ آپ حضرت فاطمہؓ کے ہاں آئے تو دونوں بچے موجود نہ تھے آپ نے حضرت فاطمہؓ سے پوچھا کہ بچے کہاں ہیں عرض کیا کہ وہ حضرت علیؓ کے ساتھ باہر نکلے ہیں چنانچہ حضور ﷺ ان دونوں کو ڈھونڈنے کے لئے نکلے اور پھر ان دونوں کو اس طرح کھیلتے ہوئے پایا کہ ان کے ہاتھ میں کھجور کا ایک ٹکڑا تھا (ایضاً ص ۱۸۱)

آپ ﷺ حضرت حسینؓ کے بارے میں فرماتے تھے کہ حسینؓ مجھ سے اور میں حسینؓ سے ہوں اللہ اس شخص سے محبت کرے جس نے حسینؓ کو محبوب رکھا حسینؓ تو اولاد میں سے ایک فرزند ارجمند ہے

Scanned with CamScanner

حسین منی وأنا من حسین أحب الله من أحب حسینا حسین سبط من الاسباط (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ کا کیسا تقدس ہے کہ حضور کے نور سے ان کو خاص تلبس ہے (الافاضات ج ۳ ص ۳۲)

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے سامنے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپس میں کشتی لڑ رہے تھے حضور ﷺ نے اس وقت فرمایا شاباش حسین ﴿ھی حسین﴾ حضرت فاطمہؓ نے سنا تو پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کہا آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات حضرت جبرئیل کہہ رہے تھے

فقالت فاطمة لم تقول هی حسین فقال ان جبرئیل یقول هی حسین (الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۲)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ روزانہ اپنے نانا جان ﷺ کی خدمت میں آجاتے تھے اور شام تک آپ کے پاس رہتے جب اندھیرا چھانے لگتا تو آپ حضرت ابو ہریرہؓ سے فرماتے کہ جاؤ ان کو ان کی والدہ کے پاس پہنچادو

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ اندھیرا چھا گیا تھا تو میں نے حضور ﷺ سے کہا کہ کیا میں ان دونوں کو گھر پہنچا آؤں اتنے میں بجلی چمکی میں ان دونوں کو لے کر نکلا میں نے دیکھا کہ بجلی کی چمک اس وقت تک باقی رہی جب تک کہ بچے اپنی والدہ کے پاس اندر داخل ہو گئے

﴿قال فمکث ضوء ها حتی دخلا (مسند احمد ج ۲ ص ۵۱۳ دلائل

Scanned with CamScanner

النبوۃ ج ا ص ۷۶ للبیہقیؒ۔ مرقات ج ۹ ص ۳۹۷۰ طبع بیروت)

☆..... حضرت حسین شرف صحابیت سے مشرف ہیں

حضرت امام حسینؓ حضور ﷺ کی صحابیت کے شرف سے بھی پوری طرح مالا مال تھے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے جو فضائل و خصائص حضرات صحابہ کرام کے بیان فرمائے ہیں حضرت حسینؓ ان سب فضیلتوں اور خصوصیات کے حامل تھے سو جو لوگ سیدنا حضرت حسینؓ کو صحابیت سے خارج کرنے کی تگ ودو میں لگے رہتے ہیں اور مختلف بہانوں سے آپ پر کیچڑ اچھالتے ہیں یاد رکھئے اس قسم کے لوگ ضرور کسی روحانی مرض کا شکار ہیں ان کی بات پر ہرگز دھیان نہ دینا چاہئیے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمہ اللہ تعالیٰ (۱۴۰۳ھ) لکھتے ہیں

> حضرت حسینؓ کی صحابیت قرآن کی دلالت حدیث کی صراحت محدثین ومؤرخین اور اصولیین وغیرھا تمام طبقات کے اتفاق سے ثابت شدہ ہے تو قرآن وحدیث میں صحابہ کے جو مناقب وفضائل اور احوال ومقامات قلب وارد ہوئے ہیں وہ سب کے سب حضرت حسینؓ کے لئے بھی ثابت ہوں گے نیز صحابہ کے جو حقوق کتاب وسنت نے امت پر عائد کئے ہیں وہ سب کے سب حضرت حسینؓ کے بھی ماننے پڑیں گے اسی کے ساتھ صحابہ کے خلاف اور مخالف اقدام کرنے والوں کا جو حکم ہے وہ بھی بلاشبہ مخالفین حسینؓ پر عائد ہونا ناگزیر ہوگا سو جہاں تک مقام صحابیت کا تعلق ہے اسکی عظمت وجلالت کے

Scanned with CamScanner

ثبوت میں اللہ اور رسول سے زیادہ سچا کون ہو سکتا ہے (شہید کربلا ص ۵۲)

☆..... حضرت حسینؓ خلفائے راشدین کے دور میں

حضرت حسینؓ سات سال کے تھے کہ حضور ﷺ کا سایہ ان کے سر سے اٹھ گیا آپ حضرت ابوبکرؓ کے دور خلافت میں بہت کم عمر تھے تاہم حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ سے ان کے بارے میں اکثر پوچھا کرتے تھے اور جب ملاقات ہوتی تو آپ ان کو پیار فرماتے تھے اور کبھی کبھی ان کے ذریعہ سے حضرت سیدہ فاطمہؓ تک اپنا ہدیہ بھی بھیج دیتے تھے عہد صدیقی میں حضرت خالدؓ بن ولیدؓ کے ہاتھوں مقام حیرہ فتح ہوا وہاں سے بہت سا مال حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں آیا ان میں طیلسان کی قیمتی چادریں بھی تھیں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت حسینؓ کو ان میں سے ایک چادر عنایت کی

فوهب الطيلسان للحسين بن علىؓ (فتوح البلدان ص ۲۵۴)

(نوٹ) مزید تفصیل کے لئے راقم الحروف کی کتاب ﴿ إزالة الضيق بسيرة سيدنا أبى بكر الصديقؓ ﴾ ملاحظہ کیجئے

☆..... حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت کے آخری ایام میں آپ سن شعور کو پہنچ چکے تھے حضرت عمر فاروقؓ ان کا خاص خیال رکھتے تھے اور ان کا دوسروں کی بہ نسبت بہت اکرام کرتے تھے آپ کے دل میں قرابت نبوی کی عظمت بہت زیادہ تھی

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے کہا کہ والد صاحب کسی ضروری کام میں مصروف ہیں خود مجھے بھی ملاقات کی

Scanned with CamScanner

اجازت نہیں ملی ہے حضرت حسینؓ واپس تشریف لے گئے جب آپ کی حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حسینؓ نے صورت حال عرض کی اور کہا کہ اس وجہ سے میں بھی واپس چلا آیا تھا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا آپ ابن عمرؓ کے درجہ میں ہیں؟ یعنی کیا تم اور ابن عمرؓ برابر کے درجہ میں ہو؟ نہیں..... تمہارا مقام اور ہے اس کا اور ہے جو کچھ ہمیں عزت ملی ہے یہ سب کچھ آپ کے گھرانے سے حاصل ہوئی ہے آپ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مقام کیسے حاصل ہوتا؟ ہمیں اس گھر کی غلامی پر ہی تو فخر ہے

وأنت عندی مثله وهل انبتت الشعر علی الرأس غیر کم (تاریخ عمر لابن جوزی ص ۱۶۴)

(نوٹ) امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور سیدنا حضرت حسینؓ کے درمیان محبت وعظمت کے رشتے کے سلسلے میں راقم الحروف کی کتاب ﴿ **نور القمر بسیرة سیدنا عمرؓ** ﴾ کی دوسری جلد ملاحظہ کیجئے

☆..... سیدنا حضرت عثمان غنیؓ بھی حضرات حسنین کریمینؓ کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے یوں بھی آپ ان کے خالو تھے کہ حضرات حسنین کریمینؓ کی دو خالہ حضرت عثمان غنیؓ کے نکاح میں تھیں حضرت عثمان غنیؓ ان پر صرف شفقت ہی نہیں حضور ﷺ کے نواسہ ہونے اور ان سے خصوصی محبت فرمانے کی بناء پر ان کی تعظیم بھی فرماتے تھے

حضرت عثمان غنیؓ ایک مرتبہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ساتھ حضرت حسینؓ کو بھی لے لیا تھا ان کے ہمراہ حضرت جعفرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی تھے راستہ میں حضرت حسینؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ نے چاہا کہ وہیں ان کے

Scanned with CamScanner

ساتھ رہیں مگر حضرت حسینؓ نے آپ کو قسم دے کر جانے کو کہا تو پھر آپ عمرہ کے سفر پر نکل پڑے اور حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی

حضرت امام حسینؓ نے عہد عثمانی میں ہونے والے بہت سے غزوات میں بھرپور حصہ لیا تھا اور آپ نے حضرت عثمان غنیؓ اور ان کی خلافت پر بھرپور اعتماد رکھا تھا آپ حضرت عثمانؓ کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے تھے اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے اور خلیفہ اسلام کی جانب سے جو کچھ بھی ملتا تھا آپ اسے خوشی سے قبول فرماتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ میں خلافت عثمان کو غلط جانتا ہوں اس لئے نہ تو کسی غزوہ میں جاؤں گا اور نہ کوئی ساز و سامان اور وظائف لوں گا اور نہ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا

☆..... ۲۶ ہجری میں طرابلس اور افریقہ کے علاقوں میں معرکہ لگا اس میں حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پوری طرح شریک تھے اس معرکہ میں عبداللہ نام کے چھ بزرگ بھی شریک تھے (۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ (۲) حضرت عبداللہ بن عباسؓ (۳) حضرت عبداللہ بن جعفرؓ (۴) حضرت عبداللہ بن زبیرؓ (۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ۔ اس فوج کے سالار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ تھے

☆..... ۳۰ ہجری میں خراسان اور پیرستان کے علاقوں میں جہاد ہوا حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس میں بھی پوری طرح شریک رہے اس معرکہ میں بھی عبداللہ نام کے پانچ بزرگ شریک تھے (جن کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں) اس قافلہ کے امیر حضرت سعید بن العاص الاموی تھے

اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ دل کی گہرائیوں سے حضرت عثمان غنیؓ کو خلیفہ راشد سمجھتے تھے اور ان کی اطاعت کو اسلام کی

Scanned with CamScanner

اطاعت ہی جانتے تھے اگر اس باب میں آپ کے دل میں ذرا سا کوئی شک ہوتا تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت امام حسینؓ کبھی ان معرکوں میں حصہ لیتے؟ اور ان فتوحات سے ملنے والے اموال اور وظائف کو کسی صورت لینا پسند فرماتے؟ نہیں.....

شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب خراسان فتح ہوا تو وہاں کے رئیس کی دو لڑکیاں قید ہو کر آئی حضرت عثمانؓ نے ان میں سے ایک حضرت حسنؓ کو جبکہ دوسری حضرت حسینؓ کو دی تھی

البتہ شیعہ علماء کے اس جھوٹ کا کوئی علاج نہیں کہ حضرت امام حسینؓ یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر کرتے رہے یہ آپ کی ہوشیاری تھی کہ آپ نے دوغلی پالیسی اپنائے رکھی کسی کو پتہ نہ چلنے دیا کہ آپ اوپر سے کچھ ہیں اور اندر سے کچھ اور ہیں آپ اوپر سے تو ان کی بات ماننے کا ڈھونگ رچاتے تھے ان سے برابر تحفے اور وظائف لیتے ان کا ادب واحترام کرتے ان سے محبانہ سلوک کا مظاہرہ کرتے تھے مگر اندر سے پوری طرح ادھار کھائے بیٹھے تھے اور سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جب حضرت عثمانؓ سے ہماری جان چھوٹے گی تا آنکہ مرد مجاہد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا میدان میں نکلا اور اس نے اپنے ساتھیوں سے مل کر ہمارے لئے سامان نجات پیدا کیا..... شیعہ علماء کے اس عقیدہ اور اس سوچ کو اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو خود ہی غور کر لیں کہ اس سے حضرت امام حسینؓ کی تصویر کیا نظر آتی ہے؟

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ حضرت عثمانؓ کے خلاف برپا کی گئی بغاوت کے وقت حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ان کی حفاظت پر مامور کیا تھا اور انہوں نے اپنی ممکنہ حد تک حضرت عثمانؓ کی حفاظت کی اس میں وہ زخمی ہوئے مگر باغی اپنے مذموم مقاصد

Scanned with CamScanner

تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور حضرت عثمانؓ شہید کر دیے گئے اس پر حضرت علیؓ کو بہو
رنج تھا اور آپ نے اپنے دونوں بیٹوں سے اس پر سخت باز پرس بھی کی تھی اور حضرت حسنؓ
کو طمانچہ بھی مارا اور حضرت حسینؓ کے سینہ پر بھی مارا تھا۔ شیعہ مؤرخ مسعودی لکھتا ہے

قال لابنیہ کیف قتل أمیر المؤمنین وأنتما علی الباب ولطم الحسن
وضرب صدر الحسین (مروج الذھب ج ۲ ص ۳۴۵)

☆ ..... حضرت امام حسینؓ کا خلفائے ثلاثہ کی اقتداء کرنا

حضرت امام حسینؓ جب تک مدینہ منورہ میں رہے خلفاء ثلاثہ کی اقتداء میں نمازیں ادا
کرتے رہے اسی طرح بعد میں بھی جو حضرات مسجد نبوی میں بطور ائمہ خدمت سرانجام
دیتے تھے آپ پورے اخلاص کے ساتھ ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے تھے آپ نے کبھی
نہیں کہا کہ ان کی اقتداء جائز نہیں اور نہ کبھی کہا کہ میں یہ نمازیں بطور تقیہ پڑھ رہا ہوں
آپ کی اولاد نے ہمیشہ آپ کو ان کی اقتداء میں نمازیں ادا کرتے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ آپ
نے کبھی گھر آکر جماعت کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں نہیں لوٹائیں۔ حضرت امام باقرؒ اپنے
اور اپنے والد حضرت امام زین العابدینؒ کے بارے میں کھل کر کہتے ہیں

انا لنصلی خلفھم فی غیر تقیة واشھد علی علیّ بن الحسین (زین
العابدین) انه کان یصلی خلفھم فی غیر تقیة (طبقات ابن سعد ج ۵ ص
۱۱۰)

ہم تقیہ کے بغیر یہاں کے ائمہ کے پیچھے نمازیں ادا کرتے ہیں اور میں گواہی

Scanned with CamScanner

دیتا ہوں کہ میرے والد یعنی امام زین العابدین بھی بغیر تقیہ کے ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے

☆..... حضرت امام حسینؓ حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں

حضرت امام حسینؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے دور خلافت میں اپنے والد کے معاون بنے رہے اور آپ کی شہادت کے بعد اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے ساتھ رہے حضرت حسنؓ حضرت امیر معاویہؓ کے حق میں دستبردار ہو گئے تھے لیکن حضرت حسینؓ کا موقف حضرت حسنؓ سے مختلف تھا تاہم آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کے خلاف کبھی کوئی بات نہیں کی آپ ان کے تحت لڑی جانے والی لڑائیوں میں برابر داد شجاعت دیتے رہے ہیں

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت امیر معاویہؓ کی بیعت نہ کی تھی وہ جھوٹ کہتے ہیں معلوم نہیں شیعہ ان روایات کا انکار کرنے پر بھی کیوں تل آئے ہیں جنہیں خود ان کے مستند علماء قبول کر چکے ہیں کیا جھوٹ اور محض انکار سے سے کبھی حقائق چھپ سکتے ہیں شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ حضرت حسنؓ جب بیعت کر چکے تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت حسینؓ سے کہا

قال للحسین قم فبایع فقام فبایع ثم قال یا قیس قم فبایع فالتفت الی الحسین علیه السلام ینظر ما یامره فقال یا قیس انه امامی یعنی الحسن علیه السلام (عوالم العلوم ص ۱۵۰ طبع قم۔ رجال کشی ص ۱۱۰۔ جلاء العیون ج ۱ ص ۳۹۸)

Scanned with CamScanner

کچھ لوگ چاہتے تھے اور دباؤ ڈال رہے تھے کہ حضرت حسینؓ اس بیعت کو توڑ دیں اور اپنے بھائی حضرت حسنؓ کے موقف کو سر عام مسترد کر دیں مگر آپ اس کے لئے تیار نہ ہوئے اور آپ اپنی بیعت پر آخر تک قائم رہے آپ نے ان لوگوں سے کہا

انا قد بایعنا وعاهدنا ولا سبیل الی نقض بیعتنا (اخبار الطوال ص ۲۲۰)

ہم حضرت معاویہؓ کی بیعت کر چکے ہیں ان کے ساتھ عہد ہو چکا ہے اس بیعت کو توڑنے کا ہمارے پاس کوئی جواز نہیں ہے ۔

آپ نے حضرت معاویہؓ کے نام ایک خط لکھ کر بھی انہیں پورا اطمینان دلا دیا تھا

فکتب الیه الحسین أتانی کتابك وأنا بغیر الذی بلغك عنی جدیر والحسنات لا یهدی لها إلا الله وما أردت لك محاربة ولا علیك خلافا (تہذیب ابن عساکر ج ۴ ص ۳۲۷)

حضرت حسینؓ نے لکھا کہ مجھے آپ کا خط ملا جو کوئی بات میری جانب سے آپ تک پہنچی ہے وہ میرے لائق نہیں ہے نیک کاموں کی طرف اللہ ہی ہدایت دیتے ہیں میرا آپ سے لڑائی کا ارادہ ہے نہ ہی آپ کی مخالفت مقصود ہے

جب حضرت حسنؓ وفات پا گئے تو وہی لوگ جو حضرت حسنؓ اور حضرت معاویہؓ کے مابین صلح و مصالحت کو ناپسند کئے ہوئے تھے پھر ایک مرتبہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسینؓ کو خطوط لکھ کر حضرت معاویہؓ کے ساتھ کئے گئے عہد کو توڑنے پر ابھارا مگر آپ ان کی باتوں میں نہ آئے اور اپنے عہد کی پوری پاسداری رکھی آپ نے ان سے کہا ہمارے درمیان عہد معاہدہ ہو چکا ہے اب جب تک حضرت امیر معاویہؓ کی مدت خلافت ختم نہیں ہو جاتی ہم اپنے عہد کو کبھی نہ توڑیں گے۔ شیعہ کے معروف عالم شیخ مفید (محمد بن نعمان ۴۱۳ھ) کا

Scanned with CamScanner

بیان دیکھئے

لما مات الحسن علیه السلام تحرکت الشیعة بالعراق وکتبوا الی الحسین علیه السلام فی خلع معاویة والبیعته له فامتنع علیهم وذکر ان بینه وبین معاویة عهدا وعقدا لایجوز له نقضه حتی تمضی المدة (الارشاد ص ۱۸۲)

ایک مرتبہ کسی نے والی مدینہ کو بتایا کہ حضرت حسینؓ حضرت معاویہؓ کی مخالفت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ نے حضرت معاویہؓ تک یہ خبر پہنچادی حضرت معاویہؓ نے والی مدینہ کے نام خط لکھا کہ آپ فکر نہ کریں حضرت حسینؓ نے اخلاص کے ساتھ میری بیعت کی ہے اور وہ کبھی اپنے عہد سے بے وفائی نہیں کریں گے

لا تعرض للحسین فی شیء فقد بایعنا ولیس بناقض بیعتنا ولا محضر ذمتنا (اخبار الطوال ص ۲۲۴۔ از احمد بن داؤد دینوری شیعی متوفی ۲۸۲ھ)

☆..... حضرات حسنین کریمینؓ حضرت امیر معاویہؓ کی نگاہ میں

حضرت امیر معاویہؓ حضور ﷺ کے ان دونوں نواسوں کے ادب واحترام اور ان کی عقیدت وخدمت میں کبھی پیچھے نہیں رہے آپ کی جانب سے ان دونوں شاہزادوں کے لئے ایک بڑی رقم سالانہ بھیجی جاتی تھی اور حضرات حسنین کریمینؓ ان تحائف ووظائف کو خوشی قبول کرتے تھے اور اس سے اپنے گھر کی ضروریات کے علاوہ قرض بھی ادا کرتے اور اس سے غرباء ومساکین کی خدمت بھی کرتے تھے حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

فلما استقرت الخلافة لمعاوية كان الحسين يتردد إليه مع أخيه الحسن فيكرمهما معاوية إكراما زائدا ويقول لهما مرحبا وأهلا ويعطيهما عطاء جزيلا (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰)

جب حضرت معاویہؓ کی خلافت قائم ہو گئی تو حضرت امام حسینؓ اپنے بھائی حضرت سیدنا حسنؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے حضرت معاویہؓ ان دونوں بھائیوں کا بے حد اکرام فرماتے تھے اور انہیں خوش آمدید کہتے تھے اور انہیں بہت زیادہ عطیات دیا کرتے تھے

حضرت سیدنا حسنؓ کے انتقال کے بعد بھی حضرت امام حسینؓ ہر سال حضرت امیر معاویہؓ کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور حضرت معاویہؓ ان کا بہت زیادہ اکرام فرماتے تھے اور ان حضرات کی ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

لما توفی الحسن كان الحسين يفد إلى معاوية فی كل عام فيعطيه ويكرمه (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۱)

ایک مرتبہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت معاویہؓ کے پاس آئے تو آپ نے نہ صرف یہ کہ انہیں خوش آمدید کہا بلکہ آپ کو تیس لاکھ درہم بھی دئے

مرحبا وأهلا يابن رسول الله وأمر له بثلاث مائة ألف (ایضاً ج ۷ ص ۱۳۷)

شیعہ مؤرخ مرزا محمد تقی سپہر (۱۲۹۷ھ) نے بھی اس بات کا کھلا اعتراف کیا ہے

ومقرر داشت كه هر سال هزارهزار درهم ازبيت المال به حضرت او برند وبيرون اين مبلغ همواره خدمتش را به عروض وجوائز متكاثره می داشت (ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۷۸)

Scanned with CamScanner

حضرت معاویہؓ کا معمول تھا کہ وہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے حضرت حسینؓ کی خدمت میں بھیجتے علاوہ ازیں بیش قیمت تحفے تحائف بھی کثرت سے روانہ کرتے تھے

ایک دن حضرت امام حسینؓ کی خدمت میں ایک سائل آیا اور عرض کیا کہ اے فرزند رسول میں بال بچوں والا اور درویش آدمی ہوں آپ مجھے آج کا کھانا عنایت کیجئے حضرت امام حسینؓ نے فرمایا کہ کچھ دیر ٹھہر جاؤ آج ہمارا وظیفہ آنے والا ہے وہ آجائے تو میں آپ کو دوں گا تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ حضرت امیر معاویہؓ کی طرف سے پانچ تھیلیاں (ہر تھیلی میں ایک ہزار دینار تھے) قاصد نے آپ کی خدمت میں لاکر پیش کیں اور عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہؓ معذرت فرمارہے تھے یہ مختصر سی مقدار ہے اسے آپ اپنے استعمال میں لے آئیے حضرت امام حسینؓ نے انہیں قبول فرماکر اس وقت وہ پانچوں تھیلیاں اسی سائل کو دے دیں اور اس سے معذرت بھی کی (سیرت امیر معاویہ ج ا ص ۵۵۹)

مرزا احمد تقی شیعی (۱۲۹۷ھ) لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ یمن سے لدا ہوا بیت المال کا سامان مدینہ سے گزر رہا تھا تو امام حسینؓ نے وہ سارا اتار کر خود رکھ لیا اور امیر معاویہؓ کو لکھا کہ مجھے اس کی ضرورت تھی..... حضرت معاویہؓ نے جواب دیا کہ وہ مال ادھر آتا تو بھی میں آپ کو بھیج دیتا تاہم یقین رکھیں کہ مجھے آپ کے اس عمل سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی ہے میں آپ کا مرتبہ جانتا ہوں اور یہ عمل معاف کرتا ہوں (ناسخ التواریخ ج ۶ ص ۵۷ ماخوذ از ایمانی دستاویز ص ۷۵۶)

☆.....ایک دن حضرت حسینؓ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک فقیر آپ کے دروازہ پر آیا اور اشعار کی صورت میں اپنے حاجت پیش کر کے امداد کا طالب ہوا آپ نماز پڑھ کر فوراً باہر

Scanned with CamScanner

آئے سائل کی حالت دیکھ کر غلام کو آواز دی کہ ہمارے خرچ اخراجات میں سے کچھ بچا کچھا ہو تو لے آؤ اس نے کہا کہ حضور دو سو درہم باقی رہ گئے ہیں جو گھر کی ضروریات کے لئے ہیں آپ نے غلام سے کہا کہ وہ سب لے آؤ ہمارے گھر والوں کی بہ نسبت یہ شخص زیادہ حقدار ہے پھر آپ نے وہ درہم اس سائل کو دے دیئے (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۳۱ لابن منظور)

☆..... مدینہ منورہ کے آس پاس حضرت علی مرتضیٰ کی ملکیت میں بہت سے چشمے تھے جو آپ نے اپنے رشتہ داروں کے لئے وقف کر رکھے تھے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے تھے ان میں سے ایک چشمہ البغیغات کے نام سے مشہور تھا یہ چشمہ جب حضرت امام حسینؓ کے حصہ میں آیا تو آپ نے اسے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کو دے دیا کہ اب وہ اس سے فائدہ اٹھائیں ایک عرصہ کے بعد پھر حضرت عبداللہؓ نے یہ چشمہ حضرت معاویہؓ کو فروخت کر دیا (تاریخ المدینۃ المنورہ ج ۱ ص ۱۳۸ لابن شبہ)

معروف شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے

قطب راوندی نے جناب صادق سے روایت کی کہ ایک روز امام حسنؓ نے امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ سے فرمایا کہ جائزہ (یعنی وظیفہ) معاویہؓ کی جانب سے پہلی تاریخ کو تمہیں پہنچے گا جب پہلی تاریخ ہوئی جس طرح حضرت نے فرمایا تھا جائزہ معاویہ پہنچا ان دنوں امام حسنؓ بہت قرض دار تھے جو کچھ حضرت کے لئے اس نے بھیجا تھا اس سے اپنا قرضہ ادا کیا اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں میں تقسیم کر دیا اور امام حسینؓ نے بھی اپنا قرضہ ادا کیا اور جو کچھ باقی رہا اس کے تین حصے کئے ایک حصہ اہل بیت اور شیعوں کو دیا اور دو حصے اپنے

Scanned with CamScanner

عیال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنا قرض ادا کیا اور جو باقی بچا وہ معاویہ کے ملازم کو انعام میں دیا اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی تو اس نے عبداللہ بن جعفر کے لئے بہت مال بھیجا (جلاء العیون مترجم ج ۱ ص ۲۵۹ لکھنو)

شیعہ عالم عبدالحمید بن بہاء الدین (۶۵۶ھ) (ابن ابی الحدید) لکھتا ہے کہ

معاویہ زمین میں سب سے پہلے آدمی ہیں جنہوں نے دس دس لاکھ درہم لوگوں کو بطور عطیہ دئے وہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہر سال دس دس لاکھ درہم دیتے تھے اسی طرح عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن جعفر کو بھی اتنی ہی رقم دیا کرتے تھے (شرح نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۷۰۵)

☆.....امیر معاویہؓ کے عہد میں حضرت حسینؓ کا جہاد کے لئے جانا

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں جب اور جہاں جہاد کی ضرورت پیش آئی مسلمانوں نے اس میں بھرپور حصہ لیا ان نوجوانوں میں سے ایک حضرت حسینؓ بھی تھے

آپ نے کبھی نہیں کہا کہ میں ان معرکوں میں اس لئے حصہ نہیں لیتا کہ یہ اسلامی جہاد نہیں ہے اور حضرت امیر معاویہؓ مسلمانوں میں سے نہیں (معاذاللہ)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

لما توفی الحسن کان الحسین یفد إلی معاویة فی کل عام فیعطیه ویکرمه وقد کان فی الجیش الذی غزوا القسطنطنیة مع إبن معاویة یزید فی سنة إحدی وخمسین (البدایہ ج ۸ ص ۱۵۰)

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسینؓ ۵۱ ہجری میں غزوہ قسطنطنیہ کے موقع پر یزید بن معاویہؓ کے ساتھ لشکر میں بھی شامل تھے

شیعہ مؤرخ امیر علی حضرت حسینؓ کے متعلق لکھتے ہیں

He (Hazrat Hussain) had served with honour against the Christians in the siege of Constantinople. (History of Saracens P 84)

حضرت امیر معاویہؓ کے دور میں ہونے والے غزوات میں (۴۹ھ کا) غزوہ قسطنطنیہ بہت مشہور معرکہ ہے اس میں حضرت عمر فاروقؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ اور حضرت زبیرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہؓ (البدایہ ص ج ۸ ص ۳۲) جیسے صحابہؓ شریک ہوئے تھے حضرت ابو ایوب انصاریؓ جیسی جلیل القدر شخصیت بھی اس غزوہ میں شریک رہی اور اسی غزوہ میں آپ کا انتقال ہوا تھا حضرت امام حسینؓ بھی اس غزوہ میں شریک تھے

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت حسنؓ کے بعد بھی حضرت حسینؓ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کو صحیح سمجھتے تھے اور ان لشکروں میں پوری طرح شریک رہا کرتے جو مسلمانوں کے سربراہ کی جانب سے مختلف مقامات پر بھیجے گئے تھے

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

اس جہاد میں افواج اسلامی نے مدینہ منورہ سے تقریباً چار ہزار کلو میٹر کا فاصل عبور کیا اس لشکر میں حضرت حسن شامل نہ تھے آپ اس وقت وفات پا چکے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ اپنے بھائی حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد بھی حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت سے برابر تعاون کرتے رہے ہیں

اس سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضرت حسینؓ کوئی ہاشمی اموی تعصب نہ رکھتے تھے اس لئے آپ خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ جو اموی تھے ان کی خلافت کو

Scanned with CamScanner

اسلامی خلافت سمجھتے تھے اور ان کے زیر خلافت کئے گئے جہاد کو اسلامی جہاد یقین کرتے تھے حضرت معاویہؓ بھی اموی تھے ان سے اموی خلافت کا آغاز ہوا آپ نے ان کی خلافت میں بھی جہاد میں حصہ لیا آپ نے ان کے ادوار میں تین معرکوں میں جہاد کرتے ہوئے تقریباً پندرہ ہزار کلو میٹر کے قریب زمین عبور کی (تاریخ کامل ابن اثیر ج ۳ ص ۴۵)

☆.....بنو ہاشم حضرت امیر معاویہؓ کی نگاہ میں

حضرت امیر معاویہؓ پر یہ الزام کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کے لئے بغض تھا سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے آپ بنو ہاشم کی سیادت و عظمت کا کھل کر اقرار کرتے تھے

ایک مرتبہ آپ سے پوچھا گیا کہ عزت و شرافت میں بنو امیہ کا مقام زیادہ ہیں یا بنو ہاشم کا ؟ حضرت امیر معاویہؓ نے اس کے جواب میں کہا

كنا أكثر أشرافا وكانوا هم أشرف فيهم واحد لم يكن فى بنى عبد مناف مثل هاشم فلما هلك كنا أكثر عددا وأكثر أشرافا وكان فيهم عبدالمطلب لم يكن فينا مثله فما مات صرنا أكثر عددا وأكثر أشرافا ولم يكن فيهم واحد كواحدنا فلم يكن إلا كقرار العين حتى قالوا منا نبى فجاء نبى لم يسمع الأولون والآخرون بمثله محمد ﷺ فمن يدرك هذه الفضيلة وهذا الشرف؟ (البدایہ ج ۸ ص ۱۳۸)

ہم بہت زیادہ اشراف والے ہیں اور وہ بھی اشرف ہیں ان میں ہاشم ایک ایسا

Scanned with CamScanner

آدمی ہے کہ بنی عبد مناف میں اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے جب وہ فوت ہوگئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہوگئے اور ان میں جناب عبدالمطلب بھی تھے ان جیسا ہم میں کوئی نہ تھا جب وہ فوت ہوگئے تو ہم زیادہ تعداد اور زیادہ اشراف والے ہوگئے اور ان میں ایک بھی ہمارے ایک کی طرح نہ تھا اور ابھی ہماری آنکھ ٹکی بھی نہ تھی کہ ان میں اعلان ہوا کہ ہم میں نبی ہے اور نبی آیا جس کی مثل اولین و آخرین نے نہ سنا تھا یعنی حضرت محمد ﷺ پس یہ شرف اور فضیلت اب کسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

سو اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے یہ دونوں شہزادے تمام صحابہ کرام بالخصوص خلفاء ثلاثہ کے ہاں ہمیشہ سے ہی قابل احترام و اکرام مانے گئے ہیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اللہ کے رسول ﷺ ان دونوں سے بہت پیار فرماتے تھے اور کھلے عام ان سے محبت رکھنے کو اپنے ساتھ محبت رکھنا فرماتے تھے رہی بات خود اہل بیت کے بزرگوں کی تو انہوں نے بھی حضور ﷺ کے خلفائے کرام سے ہمیشہ عقیدت و محبت کے رشتے قائم رکھے تھے اور کبھی اس رشتہ پر کوئی آنچ نہیں آنے دی تھی۔ شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) ایک شیعہ عالم کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

والنقل الثابت عن جميع علماء أهل البيت من بنى هاشم من التابعين وتابعيهم من ولد الحسين بن على وولد الحسن وغيرهما انهم كانوا يتولون أبابكر وعمرو كانوا يفضلونهما على علّى والنقول عنهم ثابتة متواترة (منہاج السنہ ج ۷ ص ۳۹۶)

بنی ہاشم کے تمام علماء اہل بیت تابعین تبع تابعین جیسے حضرت حسن

Scanned with CamScanner

اور حضرت حسین کی اولاد وغیرہم بلاشبہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت کا دم بھرتے تھے اور انہیں حضرت علی پر فضیلت دیا کرتے تھے اور ان سے یہ بات تواتر کے ساتھ نقل ہو کر ہم تک پہنچی ہے (ترجمہ ج ۲ ص ۳۷۶)

☆..... حضرت امام حسینؓ حضرت ابوہریرہؓ کی نگاہ میں

حافظ الحدیث سیدنا حضرت ابوہریرہؓ حضرت امام حسینؓ کو کس محبت و عقیدت کی نظر سے دیکھتے تھے اسے دیکھئے وہ لوگ جو یہ پراپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے کہ حضرت ابوہریرہ کے دل میں امام حسینؓ کی محبت و عظمت نہ تھی وہ کم از کم یہ واقعہ تو پڑھیں۔

ایک مرتبہ آپ اور حضرت امام حسینؓ دور کسی جنازہ پر تشریف لے گئے واپسی پر ایک جگہ حضرت حسینؓ آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے ابوالمہزم کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوہریرہؓ اپنی چادر سے حضرت حسینؓ کے قدموں میں لگی غبار کو صاف کر رہے تھے (سیر اعلام النبلاء ص ۱۴۸۸)

حضرت حسینؓ نے ان سے کہا کہ آپ ایسا تو نہ کریں؟ حافظ الحدیث حضرت ابوہریرہؓ نے قسم کھا کر فرمایا

فوالله لو يعلم الناس منك ما أعلم لحملوك على رقابهم

اللہ کی قسم آپ کی جو فضیلت مجھے معلوم ہے اگر دوسروں کو اس کا پتہ چل جائے تو وہ آپ کو اپنے کندھوں اور گردنوں پر اٹھالیں (تاریخ طبری ج ۳ ص ۱۹)

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت امام حسینؓ حضرت جابر بن عبداللہ کی نگاہ میں

عبدالرحمٰن بن سابط کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابی حضرت جابر نے فرمایا

من سره أن ينظر إلى رجل من أهل الجنة فلينظر إلى الحسن بن علي فإني سمعت رسول الله ﷺ يقوله (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۴۴۸ بیروت)

جو شخص کسی جنتی شخص کو یہاں دیکھنا چاہے تو وہ حضرت حسینؓ کو دیکھ لے اس لئے کہ میں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ سے سنی ہوئی ہے

☆..... حضرت امام حسینؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی نگاہ میں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں اسے دیکھئے آپ کا حضرت حسینؓ کے ساتھ کیا رشتہ تھا وہ بھی سب جانتے ہیں آپ علم و فضل میں بڑا اونچا مقام رکھتے ہیں اور باعتبار عمر بھی آپ بڑے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت حسینؓ کہیں جارہے تھے اور ان کے لئے سواری لائی گئی تو حضرت عبداللہ بن عباس نے سواری کی رکاب تھام کو بڑے احترام کے ساتھ آپ کو سوار کرایا اس وقت ایک آدمی کہنے لگا کہ آپ تو ان سے عمر میں بڑے ہیں پھر بھی ایسا کر رہے ہیں آپ نے کہا تمہیں پتہ ہونا چاہئے کہ یہ کون ہیں یہ حضور ﷺ کے نواسے ہیں اور یہ مجھ پر اللہ کا احسان ہے کہ میں نے انہیں عزت کے ساتھ سوار کرایا ہے

Scanned with CamScanner

☆..... حضرت حسینؓ حضرت عمرو بن العاصؓ کی نگاہ میں

☆..... حضرت عمرو بن العاصؓ کی قدر و منزلت سے کون واقف نہ ہوگا آپ حضور ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور فاتح مصر ہیں آپ ایک دن خانہ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے اتنے میں حضرت حسینؓ کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت عمرو بن العاصؓ نے انہیں دیکھ کر سب کے سامنے کہا کہ

هذا أحب أهل الارض إلى أهل السماء اليوم (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

اس وقت یہ ہستی زمین والوں میں سے آسمان والوں کے ہاں زیادہ محبوب ہیں

☆..... حضرت امام حسینؓ کا یزید کی بیعت سے انکار کرنا

حضرت امام حسینؓ یزید کے کردار سے سخت نالاں تھے ماہ رجب ۶۰ ہجری میں حضرت امیر معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید نے تخت سنبھال لیا اسے معلوم تھا کہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ مخالفت کی آواز حضرت حسینؓ کی جانب سے اٹھے گی اس نے چاہا کہ حضرت حسینؓ اس کی بیعت کر لیں مگر وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا اس دوران حضرت عبداللہ بن زبیرؓ مدینہ سے مکہ چلے آئے جب حضرت حسینؓ کے بھائی حضرت محمد بن حنفیہؒ کو معلوم ہوا کہ آپ مدینہ سے نکل کر جا رہے ہیں تو انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ میرے نزدیک روئے زمین کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں آپ سے گذارش ہے کہ آپ کسی دوسرے شہر میں جانے کے بجائے دیہات یا کسی ویران علاقے چلے جائیں اور وہیں قیام

Scanned with CamScanner

کریں اور پھر وہاں سے حالات کا جائزہ لیں اگر حالات آپ کے موافق ہوں تو پھر کی شہر چلے جائیں اور اگر کسی شہر جانے کی ہی خواہش رکھتے ہیں تو پھر مکہ مکرمہ تشریف لے جائیں (البدایہ)

چنانچہ دوسرے دن آپ اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینہ سے باہر نکلے اور اپنے بھائی محمد بن حنفیہؒ کے مشورہ پر مکہ مکرمہ روانہ ہوئے آپ نے حضرت محمد بن حنفیہؒ کی رائے کی تصویب فرمائی اور ان کا شکریہ ادا کیا راستہ میں عبداللہ بن مطیع ملے تو انہوں نے کہا کہ آپ بیشک مکہ جائیں مگر کوفہ کبھی نہ جائیں وہ غدار لوگ ہیں وہاں کے لوگوں نے آپ کے والدؓ کو شہید کیا ہے پھر انہوں نے آپ کے بھائیؓ کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کیا آپ عرب کے سردار ہیں حرم مکہ میں قیام کریں چنانچہ آپ کے مکہ پہنچنے پر لوگ دیوانہ وار آپ کے پاس آنے لگے ادھر کوفہ سے بھی آپ پر خطوط کا تانتا بندھ گیا کہ آپ جلد کوفہ آئیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے لئے ہماری گردنیں حاضر ہیں آپ آئیں اور ہمیں سنبھالیں چنانچہ آپ نے عراق جانے کا ارادہ کر لیا اور مکہ مکرمہ سے روانہ ہو گئے

☆..... صحابہ کرام کا حضرت حسینؓ کو کوفہ جانے سے منع کرنا

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (۱۰۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت حسینؓ عراق کا قصد کر کے نکل پڑے ہیں تو آپ ان کے پیچھے گئے تین دن کی مسافت طے کرنے کے بعد ان سے ملاقات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے انہیں روکا۔ حضرت حسینؓ نے کہا کہ میں عراق اس لئے جا رہا ہوں کہ وہاں کے لوگوں نے

Scanned with CamScanner

عہد و پیمان کیا ہے اور مجھے خطوط بھیجے ہیں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ حضرتؓ آپ کبھی ان کے عہد و پیمان پر بھروسہ نہ کریں اور ان کے خطوط پر التفات نہ کریں..... حضرت حسینؓ نے آپ کی بات نہ مانی اور رخصت ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ کو گلے لگالیا اور آپ بہت روئے (آداب الصالحین ص ۱۷۷)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ سے کیا کہا اسے دیکھئے امام ذہبیؒ (۷۴۸ھ) لکھتے ہیں

ان أهل العراق قوم مناكير قتلوا أباك وضربوا أخاك وفعلوا وفعلوا (سیر اعلام النبلاء ۱۴۸۹)

آپ عراق نہ جائیں یہ لوگ اچھے کردار کے نہیں ہیں انہوں نے ہی آپ کے والد کو شہید کیا آپ کے بھائی کو مارا اور ان کے ساتھ نہایت نازیبا سلوک کیا تھا

حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بھی آپ سے یہی بات فرمائی اور کہا کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں آپ کے بالوں کو پکڑ کر آپ کو روک لیتا کہ آپ وہاں نہ جائیں آپ جن کے پاس جارہے ہیں پتہ ہے وہ کون لوگ ہیں ؟

الى قوم قتلوا أباك وطعنوا أخاك (المصنف ج ۱۵ ص ۹۶ کتاب الفتن)

ایسی قوم کے پاس آپ جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کر ڈالا اور آپ کے بھائی کو نیزے کا وار کر کے زخمی کیا ہے

آپ نے ان سے کہا

ان أهل العراق قوم غدر فلا تغترن بهم (البدایہ ج ۸ ص ۱۶۰)

عراقی لوگ غدار ہیں ان سے آپ دھوکہ نہ کھائیں (وہ بلا کر آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے اور آپ سے بے وفائی کر جائیں گے)

Scanned with CamScanner

آپ کے بھائی محمد بن حنفیہؒ نے بھی آپ کی منت سماجت کی کہ وہاں نہ جائیں یہ لوگ غدار ہیں آپ سے کبھی وفا نہ کریں گے اس لئے آپ وہاں جانے سے اجتناب برتیں تاہم آپ اپنے بھائی کی اس رائے سے متفق نہ ہو سکے اور اپنا ارادہ نہ بدلا تو انہوں نے اپنے بچوں کو روک لیا

فأبى الحسين أن يقبل فحبس محمد بن الحنفية ولده فلم يبعث أحدا منهم (البدایہ ج۸ ص ۱۶۵)

علامہ علی بن برہان الدین حلبی (ھ) لکھتے ہیں کہ

حضرت حسینؓ کے پاس کوفہ والوں نے اپنا وفد بھیجا کہ آپ کوفہ آیئے ہم آپ کی بیعت کرنے کو تیار ہیں حضرت حسینؓ نے (کوفہ والوں کی بات پر اعتبار کر کے) وہاں جانے کا ارادہ کر لیا اس پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان کو اس ارادے سے روکا اور ان کو کوفہ والوں کی پچھلی غداریاں یاد دلائیں کہ کس طرح انہوں نے ان کے والد ماجد حضرت علیؓ کو شہید کیا تھا اور کس طرح ان کے بھائی حضرت حسنؓ کو دھوکہ دیا تھا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے بھی ان کو اس ارادے سے روکنے کی کوشش کی مگر حضرت حسینؓ نے ان خطرات کو نہیں مانا یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن عباس رونے لگے اور کہا کہ افسوس میرے عزیز..... حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے آپ سے کہا میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی امان اور حفاظت میں دیتا ہوں۔ ان کے بھائی حضرت حسنؓ نے (اپنی زندگی میں) ان سے ایک دفعہ کہا تھا کہ

کوفے کے شریروں سے بچتے رہنا کہ وہ تمہیں دغا دے جائیں اور دشمنوں کے حوالے کر دیں اور اس وقت تم پچھتاؤ جبکہ تمہیں ضرورت کے وقت کوئی پناہ گاہ

Scanned with CamScanner

اور سہارا نہ ملے۔

حضرت حسینؓ کو اپنے قتل کی رات میں اپنے بھائی کی یہ بات یاد آئی اور انہوں نے اپنے بھائی کے لئے دعائے رحمت کی۔

مکہ مکرمہ میں کوئی شخص ایسا نہیں تھا جو حضرت حسینؓ کے کوفے جانے پر رنجیدہ نہ ہوا ہو (سیرت حلبیہ ج ا ص ۵۳۴)

دوران سفر آپ کی ملاقات عرب کے مشہور شاعر فروزوق سے ہوئی آپ نے اس سے عراق کے حالات معلوم کئے تو اس نے کہا کہ حضور سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر تلواریں آپ کے مخالفین کے ساتھ ہیں اس لئے بہتر ہے کہ آپ اپنا ارادہ ملتوی کر دیں اس دوران آپ کو اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفر کا خط ملا انہوں نے بھی آپ کو آگے جانے سے رکنے کے لئے کہا پھر وہ خود بھی آپ کے پاس پہنچ گئے اور آپ کو آگے جانے سے منع کیا مگر آپ آگے بڑھ گئے

حضرت الاستاذ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ کے وہ خیر خواہ جنہوں نے آپ کو عراق نہ جانے کا مشورہ دیا وہ یہ تھے حضرت عبداللہ بن عمر..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ..... حضرت عبداللہ بن زبیرؓ..... حضرت محمد بن علیؓ..... حضرت عبداللہ بن جعفرؓ..... حضرت عبداللہ بن مطیعؓ..... حضرت عبداللہ بن عیاشؓ..... جناب یزید بن الاصمؓ..... جناب ابو واقد اللیثیؓ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ان خیر خواہوں کو عراق کے لوگوں پر ہرگز کوئی اعتماد نہ تھا جس طرح حضرت علیؓ اپنے پورے دور خلافت میں ان کی

Scanned with CamScanner

شکایت کرتے رہے مدینہ منورہ کے اکثر لوگوں کی بھی یہی رائے تھی کہ حضرت حسینؓ کو وہاں نقل مکانی اور عزلت نشینی کے لئے جارہے ہیں لڑنے کے لئے نہیں لیکن یہ لوگ آپ کو وہاں کسی پیرایہ امن میں نہ رہنے دیں گے .....ان خیر خواہوں میں سے کسی کی زبان سے یہ بات نہ سنی گئی کہ آپ جنگ نہ کریں سب یہی کہتے رہے کہ یہ کوفہ کے لوگ آپ کو وہاں بلا کر دھوکہ دے رہے ہیں

تاہم آپ اپنا ارادہ بدلنے کے لئے تیار نہ ہوئے اور عراق کی جانب چل دئے تاریخ شاہد ہے کہ وہاں پھر وہی کچھ ہوا جس کا اندیشہ ان بزرگوں (بالخصوص آپ کے برادر اکبر حضرت امام حسنؓ) نے کیا تھا وہ لوگ جنہوں نے آپ کو خطوط لکھے اور آپ کی مدد و نصرت کے وعدے کئے انہوں نے ہی آپ کی حمایت سے ہاتھ اٹھادئے اور آپ کو اپنے رفقاء کے ساتھ اکیلا چھوڑ دیا یہ صرف آپ کے ساتھ ہی نہیں ہوا عراق کے ان شیعوں نے حضرت امام حسنؓ کے ساتھ بھی اسی طرح بد سلوکی کی تھی اور آپ کے والد محترم حضرت علی مرتضیٰؓ بھی ان کے ہاتھوں بہت زیادہ تکلیف برداشت کرتے رہے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) شیعہ کی بد عہدی بے وفائی اور مال وزر کی حرص کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے آپ کو خطوط لکھے نصرت کے وعدے کئے آپ نے ان کی باتوں پر بھروسہ کر کے اپنے چچازاد بھائی حضرت مسلم بن عقیلؓ کو وہاں بھیجا مگر ان لوگوں نے انہیں دھوکہ دیا انہوں نے آخرت کے بجائے دنیا کو ترجیح دی اور وہ دشمنوں کے ساتھ مل کر آپ کے خلاف لڑے حضرت علی مرتضیٰؓ کے ساتھ بھی ان لوگوں نے یہی سلوک کیا حتی کہ آپ نے انہیں بد عا دیتے ہوئے کہا اے اللہ میں تو ان سے تنگ آگیا ہوں تو ان کو مجھ سے دور کر دے

Scanned with CamScanner

وأما الشيعة فهم دائما مغلوبون مقهورون منهزمون وحبهم للدنيا وحرصهم عليها ظاهر ولهذا كاتبوا الحسين رضى الله عنه فلما ارسل اليهم ابن عمة ثم قدم نفسه غدروا به وباعوا الآخرة بالدنيا وأسلموه إلى عدوه وقاتلوه مع عدوه فأى زهد عند هؤلاء وأى جهاد عندهم ؟ وقد ذاق منهم على ابن أبى طالب رضى الله عنه من الكاسات المرة مالا يعلمه إلا الله حتى دعا عليهم فقال اللهم قد سئمتهم وسئمونى فأبدلنى بهم خيرا منهم وأبدلهم بى شرا منى وقد كانوا يغشونه ويكاتبون من يحاربه ويخونونه فى الولايات والاموال(منهاج السنہ ج ۲ ص ۹۱)

شیعہ ہمیشہ سے مغلوب و مقہور اور شکست خوردہ رہے ان پر دنیا کی محبت اور اس کی حرص کھلی ہوئی رہی ہے اسی لئے انہوں نے حضرت حسینؓ کے ساتھ خط وکتابت کی آپ نے اپنے چچازاد بھائی کو (وہاں کے حالات معلوم کرنے کے لئے) بھیجا اور پھر خود بھی وہاں آگئے ان خطوط لکھنے والوں نے آپ کو دھوکہ دیا اور دنیا کے بدلے آخرت کو فروخت کر دیا اور آپ کو قاتلوں کے حوالہ کر دیا اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ ہو کر آپ سے جنگ کی تو پھر خود ہی انصاف کریں کہ ان میں کونسا خوف خدا تھا ؟ اور وہ کونسا جہاد کر رہے تھے ؟ ان لوگوں کی انہی زیادتیوں سے حضرت علیؓ بن ابی طالب کو اتنی مصیبتوں سے گزرنا پڑا جن کی حقیقت کا اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں معاملہ یہاں تک جا پہنچا کہ حضرت علی کو دعا کرنی پڑی کہ اے اللہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں تو انہیں

Scanned with CamScanner

مجھ سے ملول کر دے۔ اے اللہ مجھے ان کے بدلے میں بہتر ساتھی عطا فرما اور میرے بدلے میں ان کو برا حکمراں دے۔ یہ لوگ حضرت علیؓ (اور آپ کے خاندان کے ساتھ) خیانت اور دھوکہ دہی کرتے رہے اور ان سے خط و کتابت کرتے جن سے حضرت علی کا مقابلہ جاری تھا یہ لوگ ولایت اور مالوں میں خیانت کے مرتکب ہوتے تھے (ترجمہ ص ۱۷۰)

☆..... حضرت امام حسینؓ نے اپنے اور ساتھیوں کی شہادت کا ذمہ دار کسے بتایا ؟

حضرت مسلمؓ بن عقیلؓ (جنہیں حضرت امام حسینؓ نے ان خطوط کی روشنی میں اپنے سے پہلے عراق بھیجا تھا اور ان سے تعاون کرنے کا حکم دیا تھا مگر عراقیوں نے ان کو دھوکہ دیا اور پھر دشمنوں کے نرغے میں انہیں اکیلا چھوڑ دیا اور آخر کار وہ شہید کر دیے گئے) نے وصیت کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ

میری طرف سے حضرت امام حسینؓ کو لکھ دینا کہ کوفیوں نے مجھ سے بے وفائی کی ہے ان پر اعتماد نہ کرنا (دیکھئے جلاء العیون)

حضرت مسلمؓ نے امام حسینؓ کے نام یہ پیغام بھیجا کہ کوفہ کے لوگ بے وفا اور غدار ہیں ان کی باتوں اور خطوط پر اعتبار نہ کریں اور یہاں نہ آئیں ورنہ یہ لوگ آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو انہوں نے میرے ساتھ کیا ہے

حضرت حرؓ شہید نے بھی کوفہ کے شیعوں کو اس کا ذمہ دار ٹھہرایا اور ان کو برسر عام برا بھلا کہا (دیکھئے خلاصۃ المصائب ص ۶۰)

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسینؓ کے ایک اور جانثار بریری بن حضیر نے بھی اہل کوفہ کو اس کا مجرم بتایا اور کہا کہ تم نے حضرت حسینؓ کو مدد کے وعدے کر کے بلایا اور پھر ان پر پانی تک بند کر دیا (دیکھئے جلاء العیون)

حضرت زینبؓ نے بھی اہل کوفہ کو غدار فریبی اور مکار جیسے الفاظ بر سر عام کہے اور کہا کہ اب تم ہم پر ماتم کرتے ہو حالانکہ ہمارے قاتل تم ہو۔ تم نے جگر گوشہ رسول کو شہید کیا تم نے اہل بیت کی باپردہ عورتوں کو بے پردہ کیا ہے۔ (دیکھئے جلاء العیون)

آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ کا بیان بھی یہی تھا آپ نے کہا

اے اہل مکر و فریب تم نے ہمیں کافر سمجھا اور ہمارے قتل تک کو حلال جانا (احتجاج طبرسی ص ۱۵۷)

خود شہید کربلاء حضرت امام حسینؓ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ

تم لوگوں نے مجھے یہاں بلا کر میرا ساتھ چھوڑ دیا مجھے اس پر کوئی حیرانگی نہیں ہے کیونکہ تم اس سے پہلے میرے بھائی اور میرے والد اور میرے چچازاد بھائی مسلم سے بھی اسی طرح بے وفائی کر چکے ہو (دیکھئے طبری ج ۵ ص ۴۰۳)

آپ نے اہل کوفہ سے کہا کہ

تم لوگوں نے خود مجھے بلایا ہے اور خود ہی میرے ساتھ یہ سلوک کر رہے ہو اللہ تمہیں کبھی سیراب نہ کرے۔ (ناسخ التواریخ ص ۳۳۵)

اے بے وفاؤ غدارو مجبوری کے وقت تم نے اپنی مدد کے لئے ہمیں بلایا اور جب ہم آگئے تو کینے کی تلوار ہم پر چلائی (ایضاص ۳۹۱)

اے اللہ۔ شیعان کوفہ نے مجھے اپنی مدد کے لئے بلایا پھر وہ ہمیں قتل کرنے

Scanned with CamScanner

کے درپے ہیں اے اللہ ان سے میرا انتقام لے اور حاکموں کو کبھی ان سے خوش نہ رکھ (جلاء العیون ص ۴۰۵)

تم پر تباہی ہو حق تعالی دونوں جہانوں میں میرا تم سے بدلہ لے گا خود اپنی تلواریں ایک دوسرے کے منہ پر چلاؤ گے اور اپنا خون خود بہاؤ گے اور دنیا سے نفع نہ پاؤ گے اپنی امیدوں کو نہ پہنچو گے اور آخرت میں تو بدترین عذاب تمہارے لئے تیار ہے (ایضاص ۴۰۹)

حتی کہ جب آپ کے تمام ساتھی کربلاء میں یکے بعد دیگرے شہید کر دئے گئے اور آپ کے ہاتھ میں اپنا چھوٹا بیٹا تھا اس کو ایک تیر لگا اور خون اچھلنے لگا تو آپ خون صاف کرتے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے

أللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا فقتلونا (البدایہ ج ۸ ص ۱۹۷۔ مروج الذہب ص ۷۰ از مسعودی شیعی)

اے اللہ ہمارے اور اس قوم کے درمیان فیصلہ فرما جس نے ہمیں دعوت دے کر یہاں بلایا کہ وہ ہماری مدد کریں گے (مگر انہوں نے بے وفائی کی اور دغا دیا) اور انہوں نے ہمیں قتل کر ڈالا (یعنی ہمیں قتل ہونے کے لئے اکیلا چھوڑ دیا)

حضرت امام زین العابدینؒ نے کوفیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ

تم نے میرے والد کو بلایا اور دھوکہ دیا اور قتل کر دیا..... تم ہلاک ہو گئے (احتجاج طبرسی ص ۱۵۹)

جب آپ کربلاء سے کوفہ آئے تو دیکھا کہ مرد و عورتیں رو رہی ہیں آپ نے انہیں اس طرح روتے دیکھ کر فرمایا

Scanned with CamScanner

ان هؤلاء یبکون علینا فمن قتلنا غیرهم (الاحتجاج ص ۱۵۶)

اب یہ لوگ ہماری شہادت اور ہمارے حال پر ماتم کر رہے ہیں پر یہ تو بتاؤ کہ ان کے علاوہ ہمیں کن لوگوں نے قتل کیا ہے یعنی یہی وہ لوگ ہیں جو ہمارے قاتل ہیں اور اب دنیا کو دکھانے کے لئے ماتم کر رہے ہیں اور منافقانہ اداؤں سے دنیا کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں حضرت امام زین العابدینؒ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ تم لوگوں نے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے

أیها الناس ناشدتکم بالله هل تعلمون إنکم کتبتم إلی أبی وخدعتموه واعطیتموه من أنفسکم العهدوالمیثاق والبیعة قاتلتموه وخذلتموه فتبا لکم (الاحتجاج ص ۱۵۷)

اے لوگو..... تمہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ تم نے میرے والد محترم کو خط لکھ لکھ کر بلایا پھر تم نے ان کے ساتھ فریب کیا تم نے میرے والد کے ساتھ مدد کا پکا وعدہ کیا تھا اور بیعت کے عہد کئے تھے لیکن تم نے ان سے قتال کیا تم لوگوں نے انہیں رسوا اور ذلیل کیا سو تمہارے لئے بربادی ہو

صاحب اعلام الوری شیعی نے قاتلان حسینؓ کی کس طرح نشاندہی کی ہے اسے دیکھئے اہل کوفہ نے آپ کی بیعت کی نصرت کے ضامن بنے پھر بیعت توڑدی اور آپ کو بے یارومددگار دشمن کے حوالے کیا آپ پر خروج کر کے آپ کا محاصرہ کر لیا جہاں حضرت حسینؓ کا کوئی مددگار تھا اور نہ جائے فرار ان لوگوں نے آپ پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا پھر قدرت پاکر آپ کو اس طرح شہید کر دیا جس طرح آپ کے والد اور بھائی شہید ہوئے تھے (اعلام الوری ص ۲۱۹ ماخوذ

از تحفۃ الاخیار ص ۱۴)

بہر حال عراقی شیعہ کے مسلسل خطوط اور ان کی طرف سے تعاون کی یقین دہانیوں کی بناء پر جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں کہ آپ نے پہلے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو بھیجا کہ وہ جاکر وہاں کے حالات دیکھیں اور آپ کو مطلع کریں مسلم بن عقیلؓ مختلف اور دشوار گزار مراحل سے گزرتے ہوئے وہاں پہنچے اور ان لوگوں نے آپ کے ساتھ ظاہرا جس برتاؤ کا مظاہرہ کیا اس سے مسلم بن عقیلؓ متاثر ہو گئے اور حضرت حسینؓ کو کوفہ آنے کا سگنل دے دیا ادھر اہل کوفہ نے حضرت مسلمؓ کو پھر بے یارومددگار چھوڑ دیا حضرت مسلمؓ نے یہ خبر حضرت حسینؓ تک پہنچائی تاہم حضرت حسینؓ رکے نہیں کوفہ جانے کے لئے تیار ہو گئے ہم اوپر بتا آئے ہیں کہ اہل مکہ ومدینہ نے بھی آپ کو کوفیوں کی بے وفائی اور غداری سے خبردار کیا تھا حضرت عمرو بن عبدالرحمٰنؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم نے آپ کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ سب اس میں ناکام رہے اور آپ ذی الحجہ ۶۰ ہجری کو مکہ مکرمہ سے عراق روانہ ہوئے راستہ میں حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی اطلاع بھی ملی تو آپ نے اپنے رفقاء کو جمع کر کے فرمایا

قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصائب ص ۴۹) شیعان ما دست از یاری ما برداشت اند (جلاء العیون از ملا باقر مجلسی وناسخ التواریخ ص ۱۶۳)

بیشک میرے شیعوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میری مدد کرنے سے اپنا ہاتھ اٹھالیا

آپ نے انا للہ پڑھا اور لوگوں نے کہا کہ اب اللہ ہی آپ کا محافظ ہے آپ نے فرمایا ان کے بعد اب زندگی کا مزہ بھی نہیں رہا حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ

حر بن یزید نے آپ سے کہا کہ خدارا واپس چلئے میں نے وہاں آپ کے لئے کوئی

Scanned with CamScanner

بھلائی نہیں چھوڑی پھر آپ کو سارا واقعہ بتلایا آپ نے پلٹنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن مسلمؓ کے بھائی نے کہا کہ جب تک ہم بدلہ نہیں لے لیتے یا قتل نہیں ہو جاتے واپس نہیں جائیں گے چنانچہ یہ لوگ چل پڑے اور آپ کربلا آئے آپ کے ساتھ ۴۵ لوگ سواری پر تھے جبکہ سو کے قریب افراد پیدل چل رہے تھے (الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۳)

حضرت امام حسینؓ نے جب اپنے ہی شیعوں کی بے وفائی کھلی آنکھوں دیکھ لی اور سمجھ لیا کہ یہ لوگ مجھے دھوکہ دے کر یہاں لائے ہیں اور اب مجھے اکیلا چھوڑ گئے ہیں تو آپ نے حالات کے پیش نظر فریق مقابل کے سربراہ عمرو بن سعد سے کہا کہ میں تین باتیں پیش کر رہا ہوں ان میں سے ایک چیز آپ اختیار کر لیں

۱..... میں اسلامی سرحدوں میں سے کسی ایک سرحد پر نکل جاؤں اور وہاں جا کر اسلامی فوج کی حفاظت کروں اور ان کے ساتھ مل کر اعدائے اسلام کا مقابلہ کروں

۲..... میں واپس مدینہ منورہ چلا جاؤں

۳..... یا میں اپنا ہاتھ یزید کے ہاتھ میں دے دوں

چنانچہ عمرو بن سعد نے ان کی بات قبول کر لی اور یہ معاملہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا عبید اللہ بن زیاد نے جواب دیا کہ وہ سب سے پہلے اپنے آپ کو میرے حوالہ کریں پھر بات آگے چلے گی (ایک روایت میں ہے کہ یہ بات شمر نے کہی کہ سب سے پہلے ابن زیاد کی بات مانی جائے گی اور اس کی بیعت کی جائے گی پھر بات آگے بڑھے گی) حضرت امام حسینؓ نے یہ بات قبول نہ فرمائی ظاہر ہے کہ اب جنگ کے سوا اور کون سا راستہ نکل سکتا تھا شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

أراد الرجوع فأدركته السرية الظالمة فطلب أن يذهب إلى يزيد او يذهب إلى الثغور أو يرجع إلى بلده فلم يمكنوه من ذلك حتى يستاسرلهم ولكن هو رضى الله عنه أبى أن يسلم نفسه وأن ينزل على عبيد الله بن زياد وقاتل حتى قتل شهيدا مظلوما رضى الله عنه

(المنتقى ص ۲۶۸ منهاج السنة ج ۴ ص ۵۵۷ وج ۶ ص ۳۴۰)

حضرت حسینؓ نے کربلا سے واپس لوٹ جانے کا ارادہ کیا تو ظالم لشکر نے آپ کو روک لیا آپ نے یزید کے پاس جانے کی مہلت طلب کی یا سرحد کی طرف چلے جانے یا پھر اپنے شہر مدینہ منورہ لوٹ جانے کی پیش کش کی مگر انہوں نے آپ کی ایک بات قبول نہ کی اور کہا کہ پہلے آپ ان کے قیدی بن جائیں مگر آپ نے اپنے آپ کو ان کے حوالہ کرنے اور عبید اللہ بن زیاد کے پاس جانے سے صاف انکار کر دیا اور جنگ کی یہاں تک کہ آپ کو قتل کر دئے گئے اور شہید مظلوم ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ

شارح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں

قال له الحسين إختر منى إحدى ثلاث اما ان الحق بثغر من الثغور واما ان أرجع إلى المدينة واما أن أضع يدى فى يد يزيد بن معاوية فقبل ذلك عمر منه وكتب به إلى عبيد الله فكتب اليه لا أقبل منه حتى يضع يده فى يدى فامتنع الحسين فقاتلوه فقتل معه اصحابه وفيهم سبعة عشر شابا من أهل بيته .....الخ (الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۳)

مؤرخ ابن جریر طبری نے تاریخ میں (دیکھئے ج ۴ ص ۲۰۷) حافظ ابن عساکر نے اپنی

Scanned with CamScanner

تاریخ دمشق میں..... امام شمس الدین ذہبی (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء..... (دیکھئے ج ۳ ص ۲۱۰) میں بھی مذکورہ بیان نقل کیا ہے

شیعہ علماء کو اہل سنت علماء کے ان بیانات سے اتفاق نہ ہو تو وہ کم از کم شیعہ مؤرخین اور محدثین کی بات پر تو یقین کر لیں۔ ابو الفرج الاصفہانی (۳۵۶ھ) نے مقاتل الطالبین (دیکھئے جلد ا ص) میں..... شیخ مفید (۴۱۳ھ) نے اپنی معروف کتاب الارشاد (دیکھئے ص ۲۱۲) میں..... ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار (دیکھئے ج ۱۰ ص ۲۱۱) میں اور شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ) نے منتہی الآمال (دیکھئے ص ۳۳۵ھ) میں بھی اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

☆..... حضرت حسینؓ شہید کر دیئے گئے

حضرت امام حسینؓ نے اپنی بات ان تک پہنچا دی تھی آپ چاہتے تھے کہ یہ معاملہ امن کے ساتھ کسی نتیجہ پر پہنچ جائے ابن زیاد اور شمر نے آپ کے پیغام امن کو جنگ میں بدلنے کی پوری منصوبہ بندی کر رکھی تھی وہ نہ چاہتے تھے کہ یہ مسئلہ پر امن طور پر حل ہو جائے وہ جانتے تھے کہ اگر حضرت حسینؓ اور یزید کے درمیان ملاقات ہو جاتی ہے پھر ان کے ناپاک ارادے اور مکروہ منصوبے ناکام ہو جائیں گے اسی لئے وہ اسی بات پر مصر رہے کہ حضرت حسینؓ اپنے آپ کو پہلے ہمارے حوالہ کریں ہماری بیعت کریں پھر بات آگے چلے گی مگر حضرت امام حسینؓ نے ابن زیاد کی بات قبول کرنے سے انکار کر دیا پھر وہاں تاریخ کا وہ المناک غمناک اور افسوسناک حادثہ رونما ہوا جس کے تکلیف دہ اثرات سے امت مسلمہ اب تک تڑپ رہی ہے آپ کے سامنے آپ کے اہل و عیال اور دوست احباب یکے بعد

Scanned with CamScanner

دیگرے شہید ہوتے گئے چھوٹے بچے آپ کے ہاتھ پر تھے ظالموں نے انہیں بھی اپنے ظلم کا نشانہ بنالیا حضرت حسینؓ اکیلے رہ گئے ظالموں نے آپ پر پے در پے حملے کر کے زخمی کر دیا زیادہ خون بہہ جانے کی وجہ سے آپ کی طاقت جواب دے گئی اور شقی القلب کوفیوں نے آپ کو نہایت ہی بے رحمی سے شہید کر دیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ بدن کے مختلف حصوں پر زخموں کے علاوہ ۳۳ زخم تیروں کے اور ۳۴ زخم تلواروں کے تھے آپ نے دس محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن عصر کے وقت عراق کے شہر کربلاء میں جام شہادت نوش کیا اس وقت آپ کی عمر ۵۷ سال تھی ۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آمین

حضرت حسینؓ کے ساتھ اور ۷۲ حضرات بھی شہید ہوئے حضرت محمد بن حنفیہؒ کا بیان ہے کہ آپ کے ساتھ شہید ہونے والوں میں سترہ افراد حضرت سیدہ فاطمہؓ کی اولاد میں سے تھے (البدایہ ج۹ ص ۱۸۹ ص ۲۱۲)

آپ کی زوجہ محترمہ جناب عاتکہؓ نے آپ کی مظلومانہ شہادت پر کہا

واحسینا فلا نسیت حسینا　　أقصدته أسنة الأعداء

غادروه بكربلاء صريعا　　لاسقى الغيث بعده كربلاء

ہائے حسین ..... میں اپنے حسینؓ کو کبھی نہیں بھلا سکتی جنہیں دشمنوں کی نیزوں کی دھار نے چھلنی کر دیا اور آپ کو کربلاء کے میدان میں شہید کر کے چھوڑا اللہ کرے آج کے بعد کربلاء کو کبھی بارش سیراب نہ کرے

آپ کی ایک اور زوجہ محترمہ جناب رباب نے بھی بڑا رقت انگیز مرثیہ کہا تھا

ان الذى كان نورا يستضاء به　　بكربلاء قتيل غير مدفون

سبط النبى جزاك الله صالحة　　عنا وجنبت خسران الموازين

Scanned with CamScanner

قد كنت لی جبلا صعبا الوذبة　　وكنت تصحبنا بالرحم والدين

من لليتامى ومن للسائلين ومن　　يغنى ويأوى اليه كل مسكين

والله لا أبتغى صهرا بصهركم　　حتى اغيب بين الرمل والطين

یعنی حضرت حسینؓ تو ایک ایسی روشنی کا مینار تھے جن سے روشنی حاصل کی جاتی تھی آج وہ کربلاء کے میدان میں بے گور وکفن پڑے ہوئے ہیں اے نبی ﷺ کے نواسے اللہ تجھے ہماری طرف سے بدلہ عطا فرمائے اور قیامت کے دن تول کی کمی سے محفوظ رکھے آپ تو میرے لئے ایک مضبوط چٹان کی طرح تھے جہاں میں پناہ لیتی تھی اور آپ انتہائی شفقت ودیانت سے پیش آتے تھے اب یتیموں اور سائلین کو سرپرستی کون کرے گا اور کون انہیں تحفے تحائف دے گا اور وہ کہاں پناہ لیں گے۔ اللہ کی قسم مجھے قبر میں جانے تک آپ کی زوجیت کے بعد کسی اور کی بیوی بن کر رہنا مطلوب نہیں ہے

شیعہ علماء اور ان کے ذاکرین ٹی وی پر سجائی جانے والی مجالس میں نہایت ہی جذباتی انداز میں دعوی کرتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ اور آپ کے رفقاء کی لاشوں کی بڑی ہی بے حرمتی کی گئی اور ان کی لاشوں پر گھوڑے ڈورائے گئے تھے ..... یہ سن کر شیعہ عوام دھاڑیں مار کر رونا شروع کر دیتے ہیں سوال یہ ہے کہ کیا واقعی ایسا ہوا تھا؟ شیعہ کی مرکزی کتاب اصول کافی سے پتہ چلتا ہے کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا۔ شیعہ راوی بیان کرتا ہے کہ جب حضرت حسینؓ شہید کر دئے گئے تو دشمنوں نے چاہا کہ ان کے جسم کو گھوڑوں سے روندیں اتنے میں ایک شیر نکل آیا وہاں جناب فضہؓ کھڑی تھیں تو فضہؓ نے شیر سے کہا

يا أبا الحارث فرفع رأسه ثم قالت أتدرى مايريد من أن يعملوا غدا

Scanned with CamScanner

بابی عبدالله یریدون ان یوطئوا الخیل ظهره قال فمشی حتی وضع یده علی جسد الحسین فاقبلت الخیل فما ظهروا إلیه قال لهم عمر بن سعد لعنه الله فتنة لا تثیروها انصرفوا فانصرفوا (اصول کافی ص ۲۹۵)

اے ابوالحارث (شیر کی کنیت ہے) تو شیر نے اپنا سر اٹھایا پھر فضہ نے کہا تجھے معلوم ہے کہ دشمنوں کا کیا ارادہ ہے؟ وہ چاہتے ہیں کہ کل حضرت حسینؓ کے جسم پر گھوڑے ڈورائیں راوی کہتا ہے کہ شیر آگے بڑھا اور اس نے حضرت حسینؓ کے جسم پر اپنا ہاتھ رکھ دیا جب گھوڑے پر سوار لوگ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک شیر ہے عمر بن سعد نے کہا کہ یہ ایک فتنہ ہے اس کو مت چھیڑو اور یہاں سے نکل چلو چنانچہ سب واپس چلے گئے (اور آپ کا جسم محفوظ رہا)

جب یزید کو حضرت حسینؓ..... آپ کے گھر والے اور آپ کے رفقاء کی شہادت کی خبر ملی تو اسے افسوس ہوا اور اس نے ابن زیاد پر لعنت بھی کی اور کہا کہ جب حضرت حسینؓ نے تین باتوں میں سے کسی ایک بات پر اپنی رضا کا ظہار کر دیا تھا تو ابن زیاد نے کیوں ان کی بات نہ مانی اور ان کی جان کیوں لی؟ یزید کا کہنا تھا کہ اسی ابن زیاد کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی نظر میں برا اور قابل مذمت بنا اور ان کے دلوں میں اس کے خلاف نفرت بھر دی گئی خدا اس پر لعنت کرے اس کو رسوا کرے اور اس پر اپنا غضب اتارے امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) نے سیر اعلام النبلاء میں اور حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے البدایہ میں یزید کا یہ بیان اس طرح نقل کیا ہے

لعن الله ابن مرجانة فانه أخرجه واضطره وقد كان سأله أن يخلى

Scanned with CamScanner

سبیله أو یاتینی أو یکون بثغر من ثغور المسلمین حتی یتوفاه الله فلم یفعل بل أبی علیه وقتله فبغضنی بقتله الی المسلمین وزرع لی فی قلوبهم العداوة فابغضنی البروالفاجر بما استعظم الناس من قتلی حسینا مالی ولابن مرجانة قبحه الله وغضب علیه (البدایہ ج ۸ ص ۲۳۲)

شیعہ عالم شیخ احمد بن علی طبرسی (۵۴۸ھ) کا بیان ہے کہ یزید نے یہ بات حضرت حسینؓ کے فرزند محترم حضرت امام زین العابدینؒ سے بھی کہی تھی

فقال له یزید لا یودیهن غیرك لعن الله ابن مرجانة فوا الله ما امرته بقتل ابیك ولو کنت متولیا لقتاله ما قتلته ثم احسن جائزته وحمله والنساء الی المدینة (الاحتجاج)

یزید نے ان سے کہا کہ آپ کے قافلہ کی خواتین کو اب آپ ہی مدینہ طیبہ ساتھ لے کر جائیں گے ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو خدا کی قسم میں نے آپ کے والد حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور اگر اس وقت میں وہاں ہوتا تو میں کبھی انہیں قتل نہ کرتا۔ بعد ازاں یزید نے ان کے حق میں اچھا معاملہ کیا ان سب کے لئے سواری کا انتظام کیا اور انہیں مدینہ منورہ روانہ کیا

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی نقل کرتا ہے کہ جو شخص یہ کہتا ہو ایزید کے پاس آیا کہ اس نے اس شخص (یعنی حضرت امام حسین ؓ) کو شہید کیا ہے جو سب سے افضل ہے تو جواب یزید نے کہا کہ جب تو ان کو اتنا عظیم شخص جانتا تھا تو پھر اسے قتل کیوں کیا؟ بعد ازاں یزید نے اس شخص کے قتل کا حکم صادر کر دیا (دیکھئے جلاء العیون ج ۲ ص ۲۴۸)

Scanned with CamScanner

شیعہ علماء کم از کم لوگوں کو اس دھوکے میں تو نہ رکھیں کہ امام حسینؓ کے قاتلین اہل شام تھے ان میں سے کوئی بھی عراقی نہ تھا اور نہ آپ کے قاتل کوفہ کے شیعہ تھے سچ یہ ہے کہ ان لوگوں کی یہ بات غلط ہے شیعہ کے معروف مؤرخ علی بن حسین مسعودی (۳۴۶ھ) نے کھل کر لکھا ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو دھوکہ دیا آپ سے جنگ کی اور آپ کے قتل سے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سرخ کئے ہیں بطور خاص سب کوفی تھے ان میں شام کے لوگ نہ تھے

وکان جمیع من حضر مقتل حسین من العساکر وحاربه وتولی قتله من أهل الكوفة خاصة لم يحضرهم شامی (مروج الذهب ج ۳ ص ۷۱)

شیعہ کی معروف کتاب خلاصۃ المصائب کا یہ بیان بھی پیش نظر رکھئے

ليس فيهم شامی ولا حجازی بل جميعهم من أهل الكوفة (خلاصة ص ۲۰۱)

حضرت حسینؓ کے قاتل صرف کوفی لوگ تھے ان میں شام اور حجاز کا کوئی شخص نہ تھا

ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) نے بھی یہ بات بحار الانوار میں لکھی ہے (دیکھئے ج ۱۰ ص ۲۳۱)

محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنیؒ (۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں

جھوٹے مدعیان تشیع دولاء کی بے ایمانی اور نفاق نے اہل بیت رسالت کو بذلت وخواری میدان کربلا میں ہلاک کیا جس پر آج تک خود ہی نوحہ خوان اور گریہ کنان ہیں (مطرقۃ الکرامۃ ص ۲۸۶)

یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ حضرت حسینؓ کا کوفہ (عراق) جانا کسی جنگ کے لئے نہ تھا

آپ یہ سمجھ کر نکلے تھے کہ جب وہاں کے لوگ مجھے بار بار بلا رہے ہیں اور میری اطاعت کرنے اور میرے موقف کا ساتھ دینا چاہتے ہیں تو آپ نے چاہا کہ وہاں جا کر حالات کا جائزہ لیں اور پھر اس کی روشنی میں سارے معاملات طے کئے جائیں مگر جب آپ آگے بڑھے تو وہی لوگ جو اپنے آپ کو آپ کے شیعہ کہتے تھے اور آپ کے نام کے نعرے لگاتے تھے بڑی عیاری سے دغا دے گئے اور اب آپ کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہ رہا کہ حالات کا دلیرانہ مقابلہ کیا جائے خواہ اس میں جان ہی کیوں نہ چلی جائے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) ایک مقام پر لکھتے ہیں

والحسين رضى الله عنه ما خرج مقاتلا ولكن ظن أن الناس يطيعونه فلما راى إنصرافهم عنه طلب الرجوع إلى وطنه أو الذهاب الى الثغر أو اتيان يزيد فلم يمكنه أولئك الظلمة لا من هذا ولا من هذا وطلبوا أن ياخذوه أسيرا إلى يزيد فامتنع من ذلك وقاتل حتى قتل مظلوما شهيدا لم يكن قصده إبتداء أن يقاتل (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۴۲)

اور حضرت حسین قتال کے لئے نہیں نکلے تھے آپ کا خیال تھا کہ وہاں کے لوگ آپ کی اطاعت کریں گے جب آپ کو پتہ چلا کہ وہ آپ کو چھوڑ کر جا رہے ہیں تو اس وقت آپ نے فریق مخالف سے تین مطالبات کئے (۱) انہیں وطن واپس جانے دیا جائے (۲) آپ کو محاذ جنگ پر جانے دیا جائے تاکہ وہ دشمن کا مقابلہ کریں (۳) آپ کو یزید کے پاس جانے دیا جائے پس ان ظالموں نے آپ کی ایک بات نہ مانی بلکہ آپ کو گرفتاری پیش کرنے کا کہا گیا

Scanned with CamScanner

تاکہ آپ کو قیدی بنا کر پیش کیا جائے آپ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ لڑتے ہوئے مظلومانہ حالت میں شہید ہو گئے تاہم آپ کا ارادہ شروع میں ہر گز جنگ کا نہ تھا

علامہ ابن تیمیہؒ ایک اور جگہ بھی یہ لکھتے ہیں

الحسین رضی الله عنه لم یقتل إلا مظلوما شهیدا تارکا لطلب الامارة طالبا للرجوع اما الی بلده أو الی الثغر او الی المتولی علی الناس یزید (منہاج ج ۴ ص ۵۳۵)

حضرت امام حسینؓ کے ساتھ آپ کے سوتیلے بھائی جناب ابو بکرؓ اور جناب عثمانؓ بھی کربلاء میں شہید ہوئے تھے مگر آپ نے کسی شیعہ ذاکر کو ان کے نام لیتے نہیں سنا ہو گا۔ حضرات شیخین کریمینؓ اور ان کے ناموں کے ساتھ کینہ اور بغض کی اس سے بری اور بدترین مثال اور کیا ہو گی

آپ کے قاتلوں میں سنان بن انس نخعی اور شمر بن ذی الجرشن کا نام بھی آتا ہے سوال یہ ہے کہ شمر کون تھا؟

جواب یہ ہے کہ حضرت امام حسینؓ کی سوتیلی والدہ ام البنینؓ بنت خرام (جو حضرت علیؓ کی چوتھی بیوی تھی اور وہ) قبیلہ بنی کلاب میں سے تھیں ان کا نکاح عقیلؓ کی تجویز سے ہوا تھا حضرت علیؓ نے عقیلؓ سے کہا تھا کہ میرے نکاح کے لئے کوئی ایسی عورت تجویز کرو جس کے بھائی عرب کے بڑے بہادروں میں سے ہوں (عمدۃ الطالب و منتخب التواریخ ص ۱۲۱ ایران) اس پر حضرت عقیلؓ نے یہ تجویز دی۔ شمر ملعون انہی میں سے تھا اور بنی کلاب میں سے تھا انہی میں سے حضرت عباسؓ علمدار تھے جو حضرت حسینؓ کے بھائی اور

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے بیٹے تھے شمر اس رشتہ کے تعلق سے اپنے بھانجوں کے لئے ابن زیاد سے امان بھی لکھوالایا تھا جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں بہر حال اس لحاظ سے یعنی سوتیلی والدہ حضرت ام البنینؓ کے واسطہ سے شمر حضرت حسینؓ کا رشتہ میں ماموں تھا. واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (عبقات من باب الاستفسارات ص ۲۹۵)

کوفہ کے ان ظالموں نے حضور ﷺ کی حرمت کا کوئی لحاظ نہ کیا اور یہ تک نہ سوچا کہ حضرت امام حسینؓ کا اللہ اور اس کے رسول کے ہاں کیا مقام و مرتبہ ہے اور آپ خاتون جنت کے فرزند ارجمند ہیں ؟ جس سر کو حضور ﷺ بوسہ دیتے تھے چومتے تھے اسی سر کو ظالموں نے تن سے علیحدہ کرنے میں کوئی حیاء نہ کی۔ حضرت حسینؓ اپنے اہل و عیال سمیت میدان کرب وبلاء میں مظلوما شہید کر دئے گئے۔ آپ کی اس مظلومانہ شہادت پر ہر مسلمان دکھی اور غمزدہ ہے اور اسے ہونا بھی چاہئے۔ مفسر شہیر حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

فكل مسلم ينبغي له أن يحزنه قتله رضي الله عنه فانه من سادات المسلمين وعلماء الصحابة وابن بنت رسول الله ﷺ التي هي افضل بناته وقد كان عابدا شجاعا وسخيا ولكن لا يحسن ما يفعله الشيعة من إظهارالجزع والحزن الذي لعل أكثره تصنع ورياء وقدكان أبوه أفضل منه فقتل وهم لايتخذون مقتله ماتما كيوم مقتل الحسين فان أباه قتل يوم الجمعة وهو خارج الى صلاة الفجر في السابع عشر من رمضان سنة أربعين وكذلك عثمان كان أفضل من علي عند اهل السنة والجماعة وقد قتل وهو محصور في داره في ايام التشريق من شهر ذي الحجة سنة ست وثلاثين وقد ذبح

Scanned with CamScanner

من الوريد الى الوريد ولم يتخذ الناس يوم قتله مأتما وكذلك عمر بن الخطاب وهو افضل من عثمان وعلى قتل وهو قائم يصلى فى المحراب صلاة الفجر ويقرء القرآن ولم يتخذ الناس يوم قتله مأتما وكذلك الصديق كان افضل منه ولم يتخذ الناس يوم وفاته مأتما ورسول الله ﷺ سيد ولد آدم فى الدنيا والآخرة وقد قبضه الله الى كما مات الانبياء قبله ولم يتخذ احد يوم موتهم مأتما يفعلون فيه مايفعله الجهلة من الرافضة يوم مصرع الحسين ولاذكر آحد انه ظهر يوم موتهم وقبلهم شئى مما ادعاه هؤلاء يوم مقتل الحسين من الامور المتقدمة مثل كسوف الشمس والحمرة التى تطلع فى السماء وغيرذلك وأحسن مايقال عند ذكر هذه المصائب وأمثالها ماراه على بن الحسين عن جده رسول الله ﷺ انه قال مامن مسلم يصاب بمصيبة فيتذكرها وان تقادم عهدها فيحدث لها استرجاعا إلا اعطاه الله من الاجر مثل يوم أصيب منها رواه الامام أحمد وابن ماجة (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۳)

ہر مسلمان کو چاہئیے کہ وہ آپ کی شہادت پر غمزدہ ہو بلاشبہ آپ سادات المسلمین اور علماء صحابہ میں سے تھے اور حضور ﷺ کی اس دختر نیک اختر کے شہزادے تھے جو آپ کی بیٹیوں میں سب سے افضل تھی آپ عبادت گزار بہادر اور سخی تھے لیکن شیعہ جس طرح ان کی شہادت پر جزع فزع کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے اور ان کی اکثریت تصنع وریاء سے کرتی ہے آپ کے والد

گرامی آپ سے کہیں افضل تھے وہ بھی شہید ہوئے مگر شیعہ کبھی ان کی شہادت کا ماتم نہیں مناتے بلاشبہ آپ کے والد مکرم حضرت علیؓ ۱۷ رمضان ۴۰ھ نماز فجر کو جاتے ہوئے شہید ہوئے تھے اسی طرح حضرت عثمان بھی شہید ہوئے اور اہل سنت والجماعت کے ہاں آپ حضرت علیؓ سے افضل ہوئے آپ ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ کے ایام التشریق میں اپنے گھر میں محصور کئے گئے اور وہیں آپ کو شہید کیا گیا آپ کی شہ رگ کاٹی گئی مگر لوگوں نے آپ کی شہادت والے دن کو کبھی یوم ماتم نہیں بنایا اسی طرح آپ سے پہلے حضرت عمرؓ بن الخطاب بھی شہید ہوئے جو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ سے افضل تھے آپ محراب میں نماز فجر میں قرآن پڑھتے ہوئے شہید کئے گئے مگر مسلمانوں نے کبھی ان کے لئے ماتم کا دن نہیں بنایا اسی طرح آپ سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ تھے جو آپ سے افضل تھے وہ بھی دنیا سے تشریف لے گئے مگر کبھی ان کا یوم ماتم نہیں بنایا گیا اور ان سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ ہیں جو دنیا و آخرت میں سب لوگوں کے سردار ہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے وفات دی جیسے آپ سے پہلے انبیاء نے وفات پائی مگر کسی نے بھی اس دن کو یوم ماتم نہیں قرار دیا اور نہ وہ کام کئے جو جاہل رافضی ماتم حسینؓ میں کرتے ہیں اور نہ ان کی وفات کے دن اور نہ ان سے پہلے کسی نے اس طرح کبھی کیا جس طرح یہ لوگ حضرت حسینؓ کی شہادت پر کرتے ہیں۔ اس طرح کی مصیبتوں کے موقع پر سب سے اچھی بات وہی ہے جو امام زین العابدین نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اس کے قدیم العہد ہونے کے باوجود

Scanned with CamScanner

اسے یاد کرتا ہے اور اس پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس دن کی طرح (صبر کرنے کا) اجر عطا فرماتا ہے (جس دن اسے یہ مصیبت پہنچی تھی)

جناب سلمیٰ کہتی ہیں میں ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئیں تو آپ کو روتا ہوا پایا میں نے رونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا آپ کے سر اور داڑھی مبارک پر گرد و غبار پڑا ہوا ہے میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ

شهدت قتل الحسين آنفا (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۹)

میں ابھی حسین کی شہادت پر ہو آیا ہوں

(نوٹ) ام المؤمنین حضرت ام سلمہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہے بعض نے کہا کہ ۶۲ھ میں ہوئی قول اول صحیح تر ہے اور امام حسین کی شہادت ۶۱ھ میں پیش آئی اگر حضرت ام سلمہؓ کی وفات ۵۹ھ میں ہوئی ہو تو پھر اس کا معنی یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کے وقوع سے پہلے ان کو خواب میں یہ منظر دکھایا ہو اور آنفا یعنی اب کہنا باعتبار تحقیق اس کے کہ ہے اس وقت میں۔ (مظاہر حق ج ۵ ص ۱۵۷)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں بلاشک وشبہ حضرت حسینؓ مظلومانہ شہید ہوئے ہیں اور جن کے ہاتھ آپ کے خون سے رنگین ہوئے وہ سب خدا کے مجرم ہیں

أما الحسين فلا ريب أنه قتل مظلوما شهيدا كما قتل أشباهه من المظلومين الشهداء ولم يكن قصده إبتداء أن يقاتل وقتل الحسين معصية لله ورسوله ممن قتله أو أعان على قتله أورضى بذلك وهو

مصيبة أصيب بها المسلمون من أهله وغيرأهله وهو فى حقه شهادة له ورفع درجة وعلو منزلة فانه وأخاه سبقت لهما من الله السعادة التى لاتنال الا بشى ء من البلاء ولم يكن لهما من السوابق مالاهل بيتهما فانهما تربيا فى حجرالاسلام فى عز وأمان فمات هذا مسموما وهذا مقتولا لينالا بذلك منازل السعداء وعيش الشهداء (منهاج السنة ج۴ص۵۵۰)

الحسين رضى الله عنه لم يقتل الا مظلوما شهيدا (منهاج ج۴ص ۵۳۵ وص۴۲)

رہاحضرت حسینؓ کا معاملہ تواس میں کوئی شک نہیں کہ آپ نہایت مظلومیت کی حالت میں شہید کئے گئے جس طرح کہ آپ جیسے دوسرے بہت سے لوگ مظلومانہ شہید کئے گئے۔ حضرت حسینؓ کا مقصد شروع میں قتال کرنا نہیں تھا۔ حضرت حسینؓ کو قتل کرنایااس پر مدد کرنایااس پر راضی ہونا اللہ اور اس کے رسول کی بڑی نافرمانی تھی۔ حضرت حسین کا قتل مسلمانوں کے لئے ایک بڑی مصیبت تھی جو اپنوں اور غیروں کی وجہ سے پہنچی جبکہ یہ شہادت حضرت حسینؓ کے لئے شہادت درجات کی بلندی اور بڑی منزلت کا سبب بن گئی۔ اللہ تعالی کی جانب سے آپ کے لئے اور آپ کے بھائی کے لئے سعادت اور خوش نصیبی مقدر ہو چکی تھی جو کہ کسی امتحان کے آئے بغیر انہیں نہیں مل سکتی تھی اور اس خاندان میں ان دو بھائیوں جیسی مثال نہیں ملتی۔ انہوں نے اسلام کی گود میں عزت وامان کے ساتھ پرورش پائی پھر ان میں سے ایک کو بذریعہ زہر

Scanned with CamScanner

اور دوسرے کو قتل کر کے شہید کیا گیا تاکہ یہ دونوں حضرات جنت میں شہداء کے درجات حاصل کرلیں۔

آپ یہ بھی لکھتے ہیں

وکان قتله رضی الله عنه من المصائب العظیمة فان قتل الحسین وقتل عثمان قبله کانامن أعظم اسباب الفتن فی هذه الامة وقتلتهما من شرار الخلق عندالله (فتاوی ابن تیمیہ ج ۴ ص ۴۱۱)

سیدنا حسینؓ کی شہادت عظیم مصائب میں سے ہے کیونکہ حضرت حسینؓ اور ان سے پہلے حضرت عثمانؓ کی شہادت اس امت کے اندر فتنوں کا سب سے بڑا سبب ہے اور جن لوگوں نے انہیں شہید کیا وہ خدا کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں (مجموعہ رسائل کبری ص ۳۰۱)

حافظ ابن تیمیہؒ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی نے عاشورا جیسے محترم و معظم دن میں حضور ﷺ کے نواسہ اور جوانان جنت کے سردار حضرت حسین کو بد نصیب فاجروں کے ہاتھوں شہادت کا اعزاز دے کر انہیں عزت و کرامت عطا فرمائی۔ اللہ تعالی نے حضرت حسینؓ کی عزت افزائی اور ان کے درجات کو بلند کرنے اور شہداء کرام کے مقام و مرتبہ تک پہنچانے کے لئے انہیں اس حادثہ سے دوچار کیا اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اس طرح نہیں آزمائے گئے تھے جس طرح ان کے مقدس نانا ﷺ محترم والدہؓ اور قابل احترام چچا (حضرت جعفر اور حضرت عقیلؓ) اللہ کے دین کے لئے آزمائے گئے کیونکہ یہ دونوں شہزادے اسلام کے زمانے میں پیدا ہوئے اور انہوں نے مسلمانوں کے ماحول میں آنکھیں کھولیں اور پرورش پائی اللہ نے چاہا کہ ان دونوں کو مقام

Scanned with CamScanner

شہادت سے سرفراز کریں چنانچہ ان میں سے ایک بذریعہ زہر شہادت کے مقام کو پہنچے جبکہ دوسرے نے میدان کرب وبلاء میں جام شہادت نوش کیا آپ کی شہادت کا واقعہ اسلام میں ہونے والے بڑے مصائب میں سے ایک ہے جن لوگوں نے آپ کو شہید کیا اور جنہوں نے اس بارے میں قاتلوں کی مدد کی اس قتل پر وہ راضی ہوئے وہ سب کے سب بدبخت ہوگئے

ان اليوم الذى هو يوم عاشورا الذى أكرم الله فيه سبط نبيه واحد سيدى شباب أهل الجنة بالشهادة على أيدى من قتله من الفجرة الاشقياء وكان ذلك مصيبة عظيمة من اعظم المصائب الواقعة فى الاسلام وقد روى الامام احمد وغيره عن فاطمة بنت الحسين بن على رضى الله عنهم مامن رجل يصاب بمصيبة يوم اصيب بها فقد علم الله ان مثل هذه المصيبة العظيمة سيتجدد ذكرها مع تقادم العهد فكان من محاسن الاسلام ان روى لهذا الحديث صاحب المصيبة والماب به أولا ولاريب ان ذلك انما فعله الله كرامة للحسين رضى الله عنه ورفعا لدرجته ومنزلته عندالله وتبليغا له منازل الشهداء والحاقا له باهل بيته الذين ابتلوا واصناف البلاء ولم يكن الحسن والحسين حصل لهما من الابتلاء ماحصل لجدهماولامهما وعمهما لانهما ولدا فى عز الاسلام وتربيا فى حجور المؤمنين فاتم الله نعمته عليهما بالشهادة احدهما مسموما والآخر مقتولا لان الله عنده من المنازل العالية فى دار كرامته مالا

ينالها الا اهل البلاء..... وشقى بقتله من اعان عليه او رضى به (
فضل اهل البيت وحقوقهم ص ۳۹ طبع جده)

حضرت حسینؓ کے ساتھ جن ظالموں نے زیادتی کی اس کا سرغنہ عبید اللہ ابن زیاد تھا اس نے جب آپ کے دانتوں کے ساتھ گستاخانہ سلوک کیا تو حضرت زید بن ارقمؓ (یا حضرت انسؓ) نے اسے سختی سے ڈانٹا اور کہا کہ ان کے لب مبارک سے چھڑی ہٹالو میں نے حضور ﷺ کو بارہا ان لبوں کا بوسہ لیتے دیکھا ہے۔

ورأس الحسين حمل إلى قدام عبيد الله بن زياد وهو الذى ضربه بالقضيب على ثناياه وهو الذى ثبتِ فى الصحيح (منہاج ج ۸ ص ۴۰ اور ج ۴ ص ۵۵۷)

ابن زیاد کی اس گستاخی کی سزا اسے اللہ نے اسی دنیا میں دے دی وہ اور اس کے ساتھی ابراہیم بن مالک اشتر کے ہاتھوں (۶۶ھ میں) موصل میں قتل کئے گئے۔ عمارۃ بن عمیر کہتے ہیں

لما جئى برأس عبيد الله بن زياد واصحابه نضدت فى المسجد فى الرحبة فانتهيت اليهم وهم يقولون قد جائت قد جائت فاذا حية قد جائت تخلل الرؤس حتى دخلت فى منخرى عبيد الله بن زياد فمكثت هنيهة ثم خرجت فذهبت حتى تغيبت ثم قالوا قد جائت قد جائت ففعلت ذلك مرتين أو ثلاثا (جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

جب ابن زیاد اور اس کے ساتھیوں کا سر لایا گیا اور ان سب کو مسجد کے ایک صحن میں ساتھ ساتھ رکھا گیا تو میں گیا وہاں لوگ کہہ رہے تھے کہ آگیا آگیا اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سانپ نکلا اور وہ ان سروں کے درمیان سے نکلتا ہوا ابن

Scanned with CamScanner

زیاد کے نتھنوں میں داخل ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد وہ نکلا اور کہیں غائب ہو گیا تھوڑی دیر بعد لوگوں نے پھر کہا وہ آیا وہ آیا چنانچہ دو تین مرتبہ اس طرح سانپ آتا رہا۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ (۱۴۰۳ھ) لکھتے ہیں

یہ در حقیقت چاہ کند را چاہ در پیش کی کھلی ہوئی مثال ہے یعنی اگر اس نے حضرت حسینؓ کے سر کی بے حرمتی اپنی چھڑی سے کی تو خدا نے اس کے سر کی بے حرمتی اس جانور کے ذریعہ کرائی جو حدیث کی نص سے قبروں میں معذبین پر مسلط کیا جاتا ہے بندوں کی بے حرمتی سے خدا کا کسی کی بے حرمتی فرمانا کہیں زیادہ اشد ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ (شہید کربلا ص ۱۳۳)

حافظ ابن کثیر (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں

فانه قل من نجا من أولئك الذين قتلوه من آفة وعاهة فى الدنيا فلم يخرج منها حتى أصيب بمرض اكثرهم أصابهم المجنون (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۲)

جن لوگوں نے حضرت امام حسینؓ کے قتل میں کسی طرح کا بھی کوئی حصہ لیا ان میں سے بہت کم لوگ ایسے تھے جو کسی نہ کسی ناگہانی مصیبت اور آفت میں گرفتار نہ ہوئے ہوں دنیا سے جانے سے پہلے ان میں سے ہر ایک کو کوئی نہ کوئی بیماری نے آپکڑا اور ان میں سے اکثر تو پاگل ہو گئے

یہ عبرتناک سزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کے ساتھ گستاخی سے پیش آتے ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں زیادہ اشد ہے جو اس قسم کے گستاخوں کو اپنی

Scanned with CamScanner

لپیٹ میں لے گا (اعاذنا اللہ تعالیٰ)

أيها القاتلون ظلما حسينا البشر وأبا العذاب والتنكيل

كل أهل السماء يدعوا عليكم من نبي و ملك و قبيل

اے حضرت حسینؓ کے ظالم قاتلو..... تمہیں سخت عذاب اور ذلت کی بشارت ہے تمام آسمان والے تم پر بد عائیں بھیجتے ہیں خواہ ان میں نبی ہوں فرشتے ہوں یا دوسرے طبقے کے لوگ ہوں

ہمیں افسوس ہے کہ بعض بد بخت جو صرف اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا پیرو اور دوسروں کو راہ راست سے ہٹا ہوا کہنے میں کوئی حیاء نہیں کرتے ان کی زبانیں حضور اکرم ﷺ کے اس محبوب نواسہ کے بارے میں کس بے دردی سے چلتی اور کس بد تمیزی سے کھلتی ہے اسے دیکھئے حکیم فیض عالم جہلمی کا تعلق کس مکتبہ فکر سے ہے یہ کسی پر مخفی نہیں ہے دیکھئے وہ حضرت حسینؓ پر کس طرح زبان دراز ہو رہے ہیں

حقیقت یہ ہے کہ آپ (یعنی حضرت حسینؓ) بر سام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کما حقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے (خلافت راشدہ ص ۱۲۴ طبع بکس اینڈ بکس لاہور)

آپ ہی بتائیں کیا یہ زبان کسی اہل سنت کی ہو سکتی ہے ؟ نہیں..... یہ لوگ خارجیت کے مریض ہیں اور اس مرض کے مریض اول مرحلے میں ہی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور پھر جو منہ میں آیا بک دیتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے خاندان اور آپ کے صحابہ کرام کی عزت و ناموس سے کھیلنے والا دنیا اور آخرت میں رسوا ہو کر ہی رہتا ہے

Scanned with CamScanner

حضرت امام حسینؓ یزید اور اس کے کارندوں کے کردار کی کسی صورت حمایت کرنے کے لئے تیار نہ تھے آپ کے نزدیک اس کی حمایت ایک بڑا دینی جرم تھا اور آپ کو معلوم بھی ہو چلا تھا کہ اس راہ میں جان بھی جا سکتی ہے تاہم آپ اپنے موقف سے پیچھے نہ ہٹے کیونکہ آپ کو اپنے موقف کی سچائی اور اس کے حق ہونے کا پورا پورا یقین تھا حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اسی سلسلے میں فرماتے ہیں

اس سے یہ سبق حاصل ہوا کہ دین کے کام میں اگر ایک شخص اپنے نزدیک حق پر ہو تو اسے کسی کی مخالفت کا خوف نہ کرنا چاہئیے چاہے سارے مسلمان اس کا ساتھ چھوڑ دیں اور کچھ لوگ جان و آبرو کے بھی درپے ہو جائیں دین کے مقابلہ میں اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئیے آخر موت تو ایک دن آئے ہی گی پھر دین پر جم کر آجائے تو اس سے کیا بہتر ہے (وعظ۔ حقیقت الصبر ص ۴۱)

مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ (۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں

جب یزید کا معاملہ آیا تو میرے نزدیک حضرت حسینؓ کا اقدام سو فیصد صحیح تھا اور حضرت حسینؓ کو یہی کرنا چاہئیے تھا ورنہ قیامت کے دن تک کے لئے قرن اول کا کوئی نمونہ ہمارے سامنے نہ ہوتا کہ جب کوئی غلط اقتدار قائم ہو جائے اور جب معاشرہ کی سیرت و کردار کے تبدیل ہونے کا خطرہ پیدا ہو جائے جب حکومت بجائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور بجائے تقوی وطہارت پیدا کرنے اور بجائے خدا ترسی اور عبادت کا ذوق بنانے کے سیر و شکار اور تعیش ولذت اندوزی کا ذوق پیدا اور دولت واقتدار کا غلط استعمال ہونے لگے تو ہمارے سامنے نمونہ اس کا بھی ہونا چاہئیے تھا کہ کوئی اللہ کا بندہ اٹھے اور اس کو

Scanned with CamScanner

چیلنج کرے اور اس کے مقابلہ میں آجائے اگر یہ نہ ہوتا تو آپ اسلام کے بعد کی تاریخ میں دیکھتے کہ وہ ساری کی ساری اس مصرعہ کی تعمیل ہوتی۔

چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی (خطبات علی میاں ج ۵ ص ۳۱۸)

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت امام حسینؓ محض اس لئے یزید کے مقابلہ پر نکلے کہ آپ حکومت کے خواہش مند تھے اور کاروبار حکومت کے دلدادہ تھے (جیسا کہ ایک خارجی محمود احمد عباسی کا بیان رسومات محرم اور تعزیہ داری ص ۶۰ پر موجود ہے) ان کا کہنا ہرگز صحیح نہیں ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

ایک شخص ایک روز کہنے لگا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ دنیا کے واسطے لڑے تھے میں نے کہا یہ غلط ہے وہ حضرات دنیا کے طالب ہرگز نہ تھے بہت سے بہت یوں کہہ سکتے ہیں کہ سلطنت تو دنیا نہیں آیت الذین إن مکناهم فی الارض أقاموا الصلوة اس کی واضح دلیل ہے (افاضات ج ۵ ص ۲۲۸)

☆..... حضرت حسینؓ کی تعظیم و توقیر ہر صورت واجب ہے

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ صحابی ہیں اور بلاشبہ صحابی ہیں صاحب روایت صحابی ہیں اور اہل بیت صحابی ہیں تو بلاشبہ وہ تمام آثار و لوازم صحابیت اور تمام حقوق ان کے لئے ماننے پڑیں گے جو کتاب و سنت نے مقام صحابیت کے لئے ثابت کئے ہیں اور ہمیں تاریخی طور پر نہیں بلکہ بطور عقیدہ کے اس پر ایمان لانا پڑے گا

کہ سیدنا حسینؓ بوجہ صحابی ہونے کے متقن عدول پاک باطن صاف ظاہر محبت جاہ ومال سے بری ہوس اقتدار سے بالاتر اور تمام ان رذائل نفس سے پاک تھے جو ان مقدسین سے بنص کتاب وسنت دھودئے گئے پھر حضرت حسینؓ نہ صرف صحابی رسول ہیں بلکہ قرابت نبوی کی خصوصیت سے بھی مالامال ہیں جو اہل بیت کا مخصوص حصہ تھا اور اس کی بناء پر ان کی قلبی تطہیر اور رجس و نجس باطن سے پاکی اور بھی زیادہ مؤکد ہو جاتی ہے ..... اور قلبی تطہیر کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ قلب دنیاوی رذائل حب جاہ ومال اور ہوس اقتدار وریاست سے بری ہو جائے اور آدمی عبدالدینار وعبد الدراہم نہ رہے اس لئے حضرت حسینؓ کے صحابی ہونے کے علاوہ اہل بیت میں سے ہونے کی وجہ سے بھی بلاشبہ ان کا ان رذائل سے قلب پاک اور بری مانا جانا بطور عقیدہ کے ضروری ہے (شہید کربلا ص ۷۸)

اس لئے حضرت حسینؓ کی توقیر و تعظیم واجب ان کے حق میں بدگوئی حرام ان سے حسن ظن اور ان پر اعتماد و ثقہ لازم اور ان سے رضا بلا تخصیص واستثناء بوجہ رضائے الٰہی ورضاء نبوی کے ضروری ہے ان کی بدگوئی کرنا یا ان پر زبان طعن وملامت دراز کرنا یا ان پر نکتہ چینی کرنا ممنوع شرعی ٹھہرا کہ یہی اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے جس پر قدیما وحدیثا علماء عرفاء فقہاء محدثین اور صوفیاء توارث کے ساتھ جمے چلے آرہے ہیں اور اسی کو قرآن وحدیث کی رو سے اپنا قطعی عقیدہ جانتے ہیں (ایضاً ص ۶۲)

حضرت حکیم الاسلام قدس سرہ آگے چل کر لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے جزو رسول ہونے کی وجہ سے انہیں اخلاق نبوت سے جو خلقی اور فطری مناسبت ہو سکتی ہے وہ یقیناً دوسروں کے لحاظ سے قدر تاً امتیازی شان لئے ہوئے ہونی چاہیئے اور اس مناسبت کے معیار سے اگر دوسروں کی رسائی بڑے بڑے مجاہدات وریاضات اور مدتوں کی صحبت ومعیت کے بعد ممکن تھی تو اہل بیت اور بالخصوص حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنھما کے لئے وہ اس خلقی مناسبت کے سبب زیادہ مجاہدہ اور طول صحبت کی متقاضی نہ تھی پھر اور لوگ تو بیرونی مجالس اور مجامع ہی میں اللہ کے رسول کی صحبت سے فائدہ اٹھا سکتے تھے لیکن ان اہل بیت کو اندرون خانہ بھی یہ دولت نصیب تھی اس لئے نبوت کے اخلاقی رنگ سے جس قدر وہ ہم آہنگ ہو سکتے تھے دوسروں کے لئے اتنے مواقع نہ تھے اسی لئے بحیثیت اہل بیت نبوی ہونے کے حضرات حسنین رضی اللہ عنھما کے بارہ میں مخصوص فضائل ومناقب کی روایات بکثرت وارد ہوئی ہیں کہیں ان کو ﴿ سیدا شباب أهل الجنة ﴾ فرمایا گیا کہیں ان کو حضور نے اپنا محبوب ظاہر فرما کر اللہ سے درخواست کی کہ آپ بھی انہیں اپنا محبوب بنالیں کہیں ان سے حضور ﷺ نے اپنی محبت کا برسر منبر اعلان فرما کر دعا مانگی کہ یا اللہ جو ان سے محبت کرے تو بھی اس سے محبت فرما یعنی محبّ حسین کو محبوب خداوندی ہونے کی دعا اور بشارت دی نیز وہ حضور ﷺ کی افضل بنات حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا کے جگر گوشہ ہیں اس لئے ان کی محبوبیت یوں بھی دہری ہو جاتی ہے اور اس لئے ان پر طعنہ زنی اور اتہام تراشی کرنے والا صرف حضرت حسینؓ ہی کو ستانے والا

Scanned with CamScanner

نہیں بلکہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو ایذا پہنچا رہا ہے جو انجام کار اللہ کے رسول کو ایذا رسانی ہے جیسا کہ فاطمة منی من أذاها فقد أذانی (فاطمہ میرا جگر گوشہ ہے جس نے اسے ستایا اس نے مجھے ستایا) سے ظاہر ہے پس جبکہ حضرت حسینؓ کے شرف صحبت وصحابیت قرب وقرابت اور حضور ﷺ سے صورتاو سیرتا شبیہیت کی وجہ سے اور بھی حقوق بڑھ جاتے ہیں تو ان کی ذات گرامی پر مخلصانہ اعتناد واعتقاد اور بھی زیادہ واجب اور ضروری ہو جاتا ہے (ایضاص ۷۹)

آپ مزید لکھتے ہیں

حضرت حسینؓ کی پوری زندگی محبت نبوی کی وجہ سے غیرت وحمیت سے معمور ہے جس سے اخذ حقوق اور دفع مظالم کے افعال کا ظہور ہوا حتی کہ اسی دفع مظالم اور رد منکرات کے کاموں میں اپنی جان پاک بھی جان آفرین کو دے کر شہادت عظمی کے مقام پر جا پہنچے (ایضاص ۱۲۴)

☆..... حضرت امام حسینؓ کی عبادات

حضرت حسینؓ کو اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ کی طرح عبادت کا بھی بہت شوق تھا آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی کو بنایا تھا تمام عبادات میں نماز آپ کو بہت محبوب تھی آپ بکثرت نمازیں پڑھا کرتے تھے کبھی کبھی تو نماز عشاء کے بعد بہت کم سوتے تھے رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے لگ جاتے اور فجر کی نماز پڑھنے کے بعد قرآن کریم کی تلاوت

Scanned with CamScanner

کرتے پھر تھوڑی دیر کے لئے آرام کر لیتے تھے..... آپ روزہ بھی بکثرت رکھتے تھے آپ نے بیس مرتبہ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی ہے عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ میں نے امام حسینؓ کو حج کے دنوں میں لوگوں کو حوض سے پانی پلاتے بھی دیکھا ہے (المصنف لعبدالرزاق ج ا ص ۵۰۵)

آپ ہر نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ اپنے بھائی کی طرح غرباء و مساکین کا بہت خیال رکھتے تھے اور جو کچھ آتا آپ ان پر خرچ کر دیا کرتے تھے

☆.....ایک دن حضرت حسینؓ نماز پڑھ رہے تھے اتنے میں ایک فقیر آپ کے دروازہ پر آیا اور اشعار کی صورت میں اپنی حاجت پیش کر کے امداد کا طالب ہوا آپ نماز پڑھ کر فوراً باہر آئے سائل کی حالت دیکھ کر غلام کو آواز دی کہ ہمارے خرچ اخراجات میں سے کچھ بچا کھچا ہو تو لے آؤ اس نے کہا کہ حضور دو سو درہم باقی رہ گئے ہیں جو گھر کی ضروریات کے لئے ہیں آپ نے غلام سے کہا کہ وہ سب لے آؤ ہمارے گھر والوں کی بہ نسبت یہ شخص زیادہ حقدار ہے پھر آپ نے وہ درہم اس سائل کو دے دئے (مختصر تاریخ ابن عساکر ج ۷ ص ۱۳۱ لابن منظور)

☆.....ایک مرتبہ کسی شاعر نے حضرت حسینؓ کی تعریف کی تو آپ نے اس کو بہت سا مال دیا اس پر کسی نے حضرت حسینؓ سے کہا کہ آپ نے اسے اتنا سارا مال دے دیا حضرت حسینؓ نے کہنے والے کو سمجھایا کہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں وہ یہ نہ کہہ دے کہ تم فاطمہؓ بنت رسولؐ اور علیؓ بن ابی طالب کی اولاد نہیں ہو پھر لوگ خوامخواہ اس کی بات کی تصدیق کرتے اور اسے نقل کرتے پھر یہ بات ہمیشہ کے لئے کتابوں میں رہ جاتی اور بیان کرنے والوں کی زبانوں پر رائج رہتی حضرت حسینؓ کا یہ حکمت بھرا جواب سن کر اس شخص نے کہا

Scanned with CamScanner

اے اللہ کے رسول کے بیٹے خدا کی قسم آپ مدح وذم کی حقیقت کو مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں (الحسن والحسین ص ۲۰)

مدینہ منورہ کے آس پاس حضرت علی مرتضیٰؓ کی ملکیت میں بہت سے چشمے تھے آپ نے اپنے رشتہ داروں کے لئے وہ چشمے وقف کر رکھے تھے اور لوگ ان سے فائدہ اٹھاتے تھے ان میں سے ایک چشمہ البغیبغات کے نام سے مشہور تھا یہ چشمہ حضرت امام حسینؓ کے حصہ میں آیا تو آپ نے اسے چچازاد بھائی عبداللہ بن جعفرؓ کو دے دیا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں ایک عرصہ کے بعد پھر حضرت عبداللہؓ نے یہ چشمہ حضرت معاویہؓ کے ہاتھ فروخت کردیا (تاریخ المدینۃ المنورۃ ج ۱ ص ۱۳۸ الاثر شبہ)

علامہ عزالدین ابن اثیرؒ (۶۰۶ھ) لکھتے ہیں

كان الحسين رضى الله عنه فاضلا كثير الصلوة والصوم والحج والصدقة وافعال الخير جميعها (اسد الغابہ ج ۲ ص ۲۷)

حضرت حسینؓ بہت زیادہ صاحب فضیلت کثرت سے نماز روزہ حج صدقہ اور تمام خیر کے کام زیادہ کرنے والے تھے

حافظ ابو نعیم اصبہانیؒ (۴۳۰ھ) لکھتے ہیں

كان تقيا نقيا فى ذات الله مجدا قويا ذا لسان وبيان ونجدة وجنان (معرفۃ الصحابہ ج ۲ ص ۹)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

وكان الحسين دينا كثير الصوم والصلاة والحج (الاستیعاب ج ۱ ص ۳۷۸)

Scanned with CamScanner

حضرت حسینؓ دیندار صوم وصلوۃ اور حج کی کثرت رکھنے والی ہستی تھے

حضرت امام نوویؒ (۶۷۶ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

الحسین بن علی بن ابی طالب الهاشمی أبوعبدالله سبط رسول الله ﷺ وریحانته ؓ وهوواخوه الحسن سیدا شباب أهل الجنة.....

مصعب قال حج الحسین خمسا وعشرین حجة ماشیا قالوا وکان الحسینؓ فاضلا کثیر الصلاة والصوم والحج والصدقة وأفعال الخیر جمیعها (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۱۶۳)

☆..... حضرت امام حسین صاحب کی کرامت کا ایک واقعہ

☆..... آپ بڑے صاحب کرامت صحابی تھے ابو عون کہتے ہیں کہ جب حضرت حسینؓ مکہ کے ارادے سے مدینہ روانہ ہوئے تو راستہ میں ان کا گزر عبداللہ ابن مطیعؓ کے پاس ہوا اس وقت وہ اپنا کنواں کھود رہے تھے ابن مطیع نے حضرت حسینؓ سے عرض کی کہ میں نے اپنے اس کنوئیں کو اس لئے ٹھیک کیا تاکہ اس میں دوبارہ پانی آجائے لیکن ابھی تک پانی نہیں آیا ہے ڈول خالی ہی نکلا ہے آپ ہمارے لئے اس کنویں کی برکت کے لئے دعا کردیں

فلو دعوت الله لنا فیها بالبرکة قال هات من مائها فأتی من مائها فی الدلو فشرب منه ثم مضمض ثم رده فی البئر فاعذب وأمهی (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۱۰)

حضرت حسینؓ نے فرمایا کنویں کا تھوڑا سا پانی لاؤ چنانچہ ابن مطیع اس میں سے

Scanned with CamScanner

تھوڑا پانی لے کر آپ کے پاس آئے حضرت حسینؓ نے اس سے تھوڑا پانی پیا پھر کلی فرمائی پھر وہ پانی اسی کنویں میں ڈال دیا تو اس کنویں کا پانی میٹھا بھی ہو گیا اور زیادہ بھی ہو گیا

☆..... حضرت حسینؓ کی تواضع

حضرت حسینؓ میں تواضع کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی ایک مرتبہ آپ گھوڑے پر جارہے تھے غرباء کی ایک جماعت کو دیکھا کہ جو زمین پر بیٹھے روٹی کھارہے تھے آپ نے انہیں سلام کیا انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور کہا اے رسول اللہ کے بیٹے تشریف لائیے آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور ان کے ساتھ وہیں زمین پر بیٹھ کر کھانے لگے آپ نے اس وقت یہ بھی فرمایا اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (الجوہرۃ ج ۲ ص ۲۱۳)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں

حضرت امام حسینؓ کی حکایت ہے کہ آپ کے یہاں چند مہمان تھے کھانے کا وقت آیا غلام کھانا لایا اتفاق سے شوربے کا پیالہ لئے ہوئے تھا کہ فرش پر پاؤں پھسلا پیالے میں سے گرم شوربا آپ کے چہرہ مبارک پر گر پڑا آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کیسا منظر تھا اس وقت کے اہل جاہ اپنے دل میں ٹٹولیں کہ ایسے موقع پر وہ کیا کرتے ہیں آپ نے کچھ نہیں کیا مگر مصلحت تعلیم نظر تادیب سے اس کی طرف دیکھا اس کی زبان پر فوراً یہ جاری ہو گیا ﴿والکاظمین الغیظ﴾ اللہ کے خاص کے بندے غصہ کو پینے والے ہیں آپ نے فرمایا ﴿کظمت غیظی

Scanned with CamScanner

﴿ کہ میں نے اپنا غصہ پی لیا پھر غلام نے کہا ﴿والعافین عن الناس﴾ اور وہ لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں آپ نے فرمایا ﴿عفوت عنك﴾ کہ میں نے تجھے معاف کیا پھر اس نے کہا ﴿والله یحب المحسنین﴾ اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے آپ نے فرمایا ﴿قد اعتقتك لوجه الله﴾ کہ میں نے تجھے اللہ کے واسطے آزاد کیا۔ (وعظ۔ الھوی والھدی ص ۲۳)

☆..... حضرت حسینؓ کی روایات

حضرت امام حسینؓ حضور ﷺ کے وصال کے وقت چونکہ سات سال کے تھے اس لئے آپ کو حدیث سننے کے مواقع بہت کم ملے اور اس عمر میں سنے بھی ہوں تو پھر یاد رکھنا بھی کچھ آسان نہیں ہوتا حضرت حسینؓ سے آٹھ روایتیں ملتی ہیں آپ نے حضور ﷺ کی وہ احادیث یاد رکھیں اور اسے آگے پہنچایا (الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۱)

حافظ ابن عبد البرؒ نے آپ سے حضور ﷺ کی روایات نقل کیں ہیں (دیکھئے استیعاب)

آپ نے حضرت علیؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت فاطمہؓ وغیر ہم سے بھی روایات لیں ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے علیؓ اور زیدؒ آپ کے بھائی حضرت حسنؓ صاحبزادی فاطمہؒ اور سکینہؒ اور دیگر حضرات ہیں (دیکھئے تہذیب ج ۴ ص ۳۴۵ الاصابہ ج ۱ ص ۳۳۱)

حضرت امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) نے آپ سے روایت کرنے والوں میں عبید بن حنین۔ ہمام الفرزدق۔ عکرمۃ۔ شعبی۔ طلحۃ عقیلی۔ آپ کے بھتیجے زید بن الحسن اور آپ کے

Scanned with CamScanner

پوتے محمد باقرؒ کا بھی ذکر کیا ہے تاہم مؤخر الذکر کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے آپ کا دور نہیں پایا تھا

محمد بن علی الباقر ولم یدرکه (سیر اعلام النبلاء ج ۴ ص ۱۸۸)

مسند احمد کی ایک روایت دیکھئے یہ روایت آپ کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ آپ سے نقل کرتی ہیں

عن فاطمة ابنة الحسين عن أبيها الحسين بن علیؓ عن النبی ﷺ قال ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها وان طال عهدها قال عباد قدم عهدها فيحدث لذلك استرجاعا الا جدد الله له عن ذلك فأعطاه مثل اجرها يوم أصيب بها (مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۱)

امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بھی یہ روایت آپ سے نقل کی ہے (دیکھئے ص ۱۶۶)

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نے اپنی صحیح میں اور امام احمدؒ (۲۴۱ھ) نے اپنی مسند میں آپ سے مروی روایتوں کو کئی جگہ نقل کیا ہے ان میں آپ حضرت علیؓ اور حضور ﷺ کے مولی ابورافعؓ سے روایت کرتے ہیں تاہم بعض روایات آپ سے براہ راست بھی ملتی ہیں

☆..... عن فاطمة بنت حسين عن أبيها حسين بن علی قال قال رسول الله ﷺ للسائل حق وان جاء علی فرس (مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۰)

(ترجمہ) حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سائل کا حق ہوتا ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر مانگنے آیا ہو

☆..... علی بن حسين عن أبيه (حسين بن علی) أن النبی ﷺ

Scanned with CamScanner

قال البخیل من ذکرت عندہ ثم لم یصل علی صلی اللہ علیہ وسلم

(مسند احمد ج ۱ ص ۳۳۱)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود (ﷺ) نہ پڑھے

☆.....عن حسین بن علی قال قال رسول اللہ ﷺ ان من حسن إسلام المرء قلة الکلام فیما لایعنیه (ایضاص ۳۳۱)

حضور ﷺ نے فرمایا آدمی کے اسلام کی خوبی کم گفتگو اور لایعنی باتوں سے اجتناب کرنا ہے

☆.....عن ربیعة بن شیبان قال قلت للحسین بن علی ماتعقل عن رسول اللہ ﷺ قال صعدت معه غرفة الصدقة فاخذت تمرة فاکلتها فی فی فقال النبی ﷺ ألقها فانها لاتحل لنا الصدقة (ایضا)

ربیعہ کہتے ہیں کہ میں حضرت حسینؓ سے پوچھا کہ آپ کو حضور ﷺ کی کوئی بات یاد ہو تو ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا ایک دن میں بالاخانہ پر چڑھ گیا تھا وہاں صدقہ کے کھجور پڑے ہوئے تھے ان میں سے میں نے ایک کھجور لیا اور منھ میں ڈالا ہی تھا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو باہر نکال لو اس لئے کہ ہمارے لئے صدقہ کا مال جائز نہیں ہے

☆..... عن الحسین بن علی عن النبی ﷺ قال الحرب خدعة (مسند بزار)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنگ ایک دھوکہ ہے (معلوم نہیں کس وقت کہاں

Scanned with CamScanner

ے کیا معاملہ پیش آجائے)

☆..... عن الحسین بن علی عن النبی ﷺ حدیثا فی ابن صائد اختلفتم وأنا بین أظهر کم فانتم بعدی اشد اختلافا (استیعاب ج ا ص ۱۴۵)

حضور ﷺ نے ابن صائد کے ذکر میں (لوگوں کے اختلاف کو دیکھتے ہوئے) فرمایا کہ تم لوگ اختلاف میں پڑ گئے حالانکہ میں ابھی تمہارے درمیان موجود ہوں میرے بعد تم لوگ سخت اختلاف بھی دیکھو گے

☆..... سیرت الرسول ﷺ جاننے کا شوق

☆..... حضرت حسینؓ کو حضور ﷺ کے حلیہ مبارک اور سیرت مبارکہ معلوم کرنے کا بہت شوق تھا آپ زیادہ سے زیادہ حضور ﷺ کے بارے میں جاننے کی طلب رکھتے تھے اور اس بارے میں آپ اپنے بڑے بھائی حضرت حسنؓ پر سبقت لے گئے تھے اس بات کی شہادت خود حضرت حسنؓ نے دی ہے آپ کہتے ہیں

سألت خالی هند بن ابی هالة وکان وصافا عن حلیة رسول الله ﷺ وأنا أشتهی أن یصف لی منها شیئا ..... قال الحسن فکتمتها الحسین زمانا ثم حدثته فوجدته قد سبقنی إلیه فسأله عما سألته فوجدته قد سأل أباه عن مدخله وعن مخرجه وشکله فلم یدع منه شیئا (شمائل ترمذی ص ۲۴)

Scanned with CamScanner

میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالۃ سے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک پوچھا اور وہ حضور ﷺ کے حلیہ مبارک کو بہت کثرت اور بہت اچھی طرح بیان کرتے تھے مجھے یہ خواہش ہوئی کہ وہ میرے سامنے بھی اس کا بیان کریں چنانچہ آپ نے حضور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کیا..... حضرت حسنؓ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عرصہ تک حضرت حسینؓ سے اس کا ذکر نہیں کیا جب ایک عرصہ کے بعد ان کو یہ بات بتلائی تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اس بات کو سن چکے تھے اور یہی نہیں کہ انہوں نے ماموں سے سنا بلکہ حضرت علیؓ سے حضور ﷺ کے گھر جانے اور واپس آنے اور اس کا طرز و طریقہ بھی تفصیل سے معلوم کر چکے تھے

☆..... حضرت حسینؓ علم و فضل کے اعلیٰ مقام پر

☆..... ارباب سیر اس پر متفق ہیں کہ حضرت حسینؓ علم و فضل میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے بہت سے لوگ آپ سے مسئلہ پوچھتے اور آپ ان کے فقہی سوالات کے جوابات دیتے تھے حافظ ابن قیم حنبلیؒ (۷۵۱ھ) نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دان لوگوں میں شمار کیا ہے جو فتوی دیتے تھے تاہم ان کی تعداد کم روایت ہوئی ہے

والباقون منهم مقلون فى الفتيا لايروى عن الواحد منهم إلا المسئلة والمسئلتان ..... وهم أبوالدرداء وأبوعبيده بن الجراح وسعيد بن زيد والحسن والحسين إبنا علّى ..... الخ (دیکھئے اعلام

الموقعین ج ا ص ۱۱)

☆..... حضرت حسینؓ اپنے وقت کے بڑے خطیب تھے اور آپ کو یہ فن اپنے والد محترم سے ملا تھا آپ کے بعض خطبات اس کے شاہد ہیں مسجد نبوی میں آپ کی مجلس لگا کرتی تھی جس میں دور دور سے لوگ آتے اور آپ سے فیض لیتے تھے ایک مرتبہ حضرت معاویہؓ نے ایک آدمی کسی کام کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تو اس سے کہا کہ جب تم مسجد نبوی جاؤ گے تو وہاں دیکھو گے کہ ایک علمی مجلس قائم ہے اور وہ مجلس اس قدر پروقار اور پر سکون ہو گی کہ جیسے پرندے ان سب کے سروں پر بیٹھے ہوں تو سمجھ لینا کہ یہ حضرت حسینؓ کا حلقہ ہے (تہذیب تاریخ ابن عساکر ص ۳۲۲ لابن بدران) شمس الائمہ امام سرخسی نے سیر کبیر میں آپ سے کئے گئے سوالات کے جوابات نقل کئے ہیں

☆..... حضرت امام حسینؓ کے اہل وعیال

☆..... حضرت امام حسینؓ نے متعدد شادیاں کیں اور ان سے اولادیں بھی ہوئیں آپ کے تین صاحبزادے آپ کے ساتھ کربلاء میں شہید ہوئے حضرت امام زین العابدینؒ (حضرت علی بن الحسینؓ) باقی رہ گئے ان سے آپ کی نسل آگے چلی اور اللہ نے اس نسل میں برکت ڈالی۔

☆..... حضرت علی بن حسینؓ (امام زین العابدینؒ) خاندان نبوت کے چشم وچراغ اور کثیر الحدیث محدث اور فقیہ ہیں کثرت عبادت کی وجہ سے آپ کو زین العابدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت اونچا رتبہ اور مقام عطا فرمایا تھا اور علماء اسلام کے ہاں

Scanned with CamScanner

آپ بہت زیادہ مناقب وفضائل کے حامل بزرگ ہوئے ہیں علامہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں

وأما ثناء العلماء على علی بن الحسین ومناقبه فكثيرة (منہاج ج ۷ ص ۵۳۴)

حضرت سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ میں نے زین العابدینؒ سے زیادہ خشیت الٰہی رکھنے والا شخص نہیں دیکھا (حلیۃ الاولیاء)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوقات میں بہت برکت اتاری تھی حضرت امام مالکؒ کا بیان ہے کہ آپ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل نماز پڑھتے تھے آپ کا یہ معمول موت تک رہا

انه كان يصلي في كل يوم وليلة ألف ركعة إلى أن مات (تہذیب ج ۷ ص ۳۰۶ سیر اعلام النبلاء ج ص ۲۷۷۰)

امام زہریؒ کا بیان ہے کہ آپ بڑے اونچے درجہ کے فقیہ تھے تاہم آپ بہت کم گو تھے (ایضاً) آپ کو صدقہ خیرات کرنا بہت محبوب تھا اور آپ کبھی تو اپنا سارا مال اللہ کے رستے میں خرچ کر دیا کرتے تھے (حلیۃ الاولیاء ج ۳ ص ۱۴۰)

شعبہ بن نعامہ کا بیان ہے کہ آپ کی وفات پر لوگوں کو پتہ چلا کہ آپ تو مدینہ منورہ کے سو سے زائد گھرانوں کی کفالت کیا کرتے تھے (طبقات ج ۵ ص ۲۲۲ منہاج ج ۴ ص ۴۹)

آپ خود اپنی کمر پر اناج وغیرہ لے کر جایا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کی کمر پر کچھ نشانات بھی پڑ گئے تھے (حلیۃ الاولیاء)

محمد ابن سعد آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

كان ثقة مامونا كثير الحديث عاليا رفيعا ورعا (سیر اعلام النبلاء ۲۷۶۸۔ تہذیب ج ۷ ص ۳۰۵)

Scanned with CamScanner

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

وأما علی ابن الحسین فمن کبار التابعین وساداتهم علما ودینا (منهاج السنة ج۴ ص۴۹)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) تقریب میں لکھتے ہیں

ثقة ثبت عابد فقیه فاضل مشهور (تقریب التهذیب)

آپ کی حدیث کی مجلس مسجد نبوی میں منعقد ہوتی تھی آپ کے قریب حضرت عائشہ صدیقہؓ کے مولی حضرت سلیمان بن یسار ہلالی کی مجلس حدیث رہتی سلیمان بن یسارؒ مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ہیں یزید بن حازم اس مجلس میں جایا کرتے تھے اور اس مجلس کے عینی شاہد تھے وہ فرماتے ہیں

رأیت علی بن حسین وسلیمان بن یسار یجلسان بین القبر والمنبر یتحدثان إلی أن ارتفاع الضحی ویتذاکرون فإذا أراد أن یقوما قرء علیهم عبدالله بن أبی سلمة سورة فإذا فرغ دعوا (طبقات ابن سعد ج۵ ص۲۱۷)

میں نے حضرت علی بن حسینؒ اور حضرت سلیمانؒ کو دیکھا ہے دونوں مسجد نبوی میں حضور ﷺ کے روضہ اطہر اور منبر شریف کے درمیان بیٹھتے تھے اور دن چڑھے تک حدیث کی روایت اور اس کا مذاکرہ کرتے تھے اور جب مجلس سے اٹھنے کا ارادہ کرتے تو عبداللہ ابن ابی سلمۃ قرآن کی کوئی سورت تلاوت کرتے اس کے بعد یہ دونوں حضرات دعا کرتے تھے

آپ روزانہ نماز عشاء کے بعد مسجد نبوی کے آخر حصہ میں بھی بیٹھا کرتے تھے آپ کے

Scanned with CamScanner

ساتھ حضرت عروہ بن زبیرؒ بھی ہوتے تھے (طبقات ابن سعد) اور لوگ آپ کی اس مجلس سے مستفید ہوا کرتے تھے

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ آپ ان لوگوں کی مجلس میں کیوں بیٹھتے ہیں جو مرتبہ میں آپ کے برابر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھتا ہوں جن سے مجھ کو دینی نفع ملتا ہے

إنی أجالس من انتفع بمجالسته فی دینی (تہذیب ج ۷ ص ۳۰۵)

آپ کے شیوخ حدیث میں آپ کے والد محترم اور حضرت عبداللہ بن عباس مسور بن مخرمۃ ابورافع ام المؤمنین حضرت عائشۃ ام المؤمنین حضرت ام سلمۃ ام المؤمنین حضرت صفیۃ مروان بن حکم سعید بن مسیّب عبداللہ بن عثمان بن عفان ذکوان وغیرہم ہیں (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۴۸)

فضیل بن مرزوق نے حضرت زین العابدینؒ سے پوچھا کہ کیا اہل بیت میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کی اطاعت امت پر فرض قرار دی گئی ہو آپ نے کہا نہیں اہل بیت میں کوئی ایسا نہیں جو مفترض الطاعت ہو جو شخص ایسی باتیں کرتا ہے وہ پرلے درجہ کا جھوٹا آدمی ہے فضیل نے پوچھا کہ روافض یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کے لئے اور حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کے لئے اور حضرت حسنؓ کے حضرت حسینؓ کے لئے ..... (علی ھذا القیاس) امامت کی وصیت کی تھی (کہ ان کے بعد یہ اور ان کے بعد وہ امام ہوں گے) آپ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم میرے والد کا اس حال میں انتقال ہوا کہ انہوں نے اس باب میں دو حرف کی بھی وصیت نہ کی تھی جو لوگ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں وہ ہماری طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اہل بیت کے نام پر اپنا پیٹ بھرتے

Scanned with CamScanner

ہیں (تہذیب الکمال ج ۲۰ ص ۳۹۶)

ایک مرتبہ کسی نے آپ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں پوچھا کہ آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہے آپ نے حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی طرف اشارہ فرمایا اور کہا کہ ان کے مقام و مرتبہ کے لئے بس یہی کافی ہے کہ وہ سرور دو عالم رسول اکرم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آرام فرما ہیں (سیر اعلام النبلاء ص ۲۷۷۰ تہذیب ج ۷ ص ۳۰۶)

حضرت زین العابدینؒ کے صاحبزادے حضرت امام محمد باقرؒ کہتے ہیں میں اپنے والد حضرت زین العابدینؒ کے بارے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ بنی امیہ کی اقتداء میں بغیر کسی تقیہ کے نمازیں پڑھا کرتے تھے اور ہمارا بھی یہی معمول ہے (طبقات ج ۵ ص ۲۱۷) آپ کی وفات ۹۴ھ کو مدینہ میں ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کی تدفین عمل میں آئی

(نوٹ) جس طرح حضرت حسینؓ کی شہادت کے بعد شیعہ گروہ امامت کے عنوان پر ایک دوسرے کے مقابل آگیا اور ہر کوئی اپنی پسندیدہ شخصیت کو امام بتانے لگا اسی طرح حضرت علی بن حسینؒ کی وفات کے بعد بھی امامت کے مسئلہ پر ایک طوفان کھڑا ہو گیا تھا۔ شیعہ روایات بتاتی ہیں کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کے صاحبزادہ حضرت زیدؒ نے دعوی امامت کر دیا (ان کی امامت کے قائلین کو زیدیہ کہا جاتا ہے) اور وہ چالیس ہزار کا لشکر لے کر عراق کے حاکم کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مگر ان میں سے تیس ہزار نے عین موقع پر آپ سے بے وفائی کر لی اور حضرت زیدؒ شہید کر دیئے گئے..... انہی دنوں کچھ لوگ حضرت حسن مثنی بن حضرت حسن بن علیؓ کی امامت کے قائل ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ محضؒ پھر ان کے بعد ان کے پوتے محمد نفس زکیہؒ کی امامت کے قائل ہوئے اور انہوں نے

Scanned with CamScanner

آپ کو امام مہدی سمجھا ..... ایک گروہ حضرت زین العابدینؒ کے بعد آپ کے دوسرے بیٹے حضرت محمد باقرؒ کی امامت کا قائل ہوا اس گروہ میں چار لوگ ایسے تھے جن کے بارے میں حضرت جعفر صادقؒ کہتے ہیں کہ وہ اگر نہ ہوتے تو ہمارا کہیں ذکر بھی نہ ہوتا۔ زرارہ ابوبصیر۔ محمد بن مسلم۔ بریدبن معاویہ (دیکھئے رجال کشی ص ۱۳۶)

ہم اس وقت اس تفصیل میں نہیں جاتے کہ ان چاروں نے اہل بیت نبوت کے نام پر کس قدر شرمناک تماشا برپا کیا اور ان بزرگوں کے نام سے کتنی شرمناک روایات وضع کر ڈالیں یہ بات خود شیعہ علماء بھی تسلیم کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ جب ان بزرگوں کو ان کی خرافات کا پتہ چلتا تو وہ ان پر لعنتیں بھیجا کرتے تھے اور ان کو پرلے درجے کا جھوٹا کہتے تھے

☆..... حضرت حسینؓ کی ایک بیٹی فاطمہؒ کا نکاح حسن مثنیٰؒ سے ہوا جو آپ کے بھتیجے تھے ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے عبداللہ بن عمروؓ سے ان کی شادی ہوئی۔

آپ کی دوسری صاحبزادی حضرت سکینہؒ کی شادی عبداللہ الحسنؓ سے ہوئی تھی مگر رخصتی سے قبل عبداللہؓ فوت ہو گئے پھر ان کا نکاح مصعب بن زبیرؓ سے ہوا ان کے بعد حضرت عثمانؓ کے پوتے حضرت زید بن عمروؓ سے ان کا نکاح ہوا۔

یاد رہے کہ حضرت حسنؓ کی دونوں بیٹیاں بھی حضرت عثمانؓ کے خاندان میں بیاہی گئیں ان نکاحوں کی تصریح شیعہ کی معتبر کتابوں تذکرہ بن سبط جوزی اور منتخب التواریخ ص ۲۴۱ طبع ایران میں موجود ہے اور شیعہ مؤرخ امیر علی نے بھی اپنی کتاب تاریخ صحر انشیناں (ص ۲۰۲ حاشیہ) پر سیدہ سکینہ بنت الحسینؓ کے حضرت عثمانؓ کے پوتے کے نکاح میں آنے کو صریح لفظوں میں تسلیم کیا ہے (عبقات ۲۱۶)

حضور ﷺ نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی پیشگوئی پہلے ہی فرمادی تھی چنانچہ آپ کی

Scanned with CamScanner

شہادت دس محرم ۶۱ھ جمعہ کے دن ہوئی اس وقت آپ کی عمر مبارک ۵۷ سال اور ساڑھے چھ ماہ تھی۔ آپ کا مزار مبارک عراق میں مرجع خلائق ہے اور ہزارہا لوگ دن رات آپ کے مزار پر سلام کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور آپ کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں علامہ عزالدین ابن اثیرؒ لکھتے ہیں

وقبره مشهور يزار (اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۷)

آپ کی قبر مشہور اور زیارت گاہ خلائق خاص وعام ہے

وقبره مشهور يزار به ويتبرك به وحزن الناس عليه كثيرا واكثروا فى المراثى (تہذیب الاسماء ج ۱ ص ۱۶۳)

اللہ تعالیٰ نواسہ رسول جگر گوشہ بتول حضرت حسینؓ کی قبر مبارک کو نور سے منور فرمائے آپ کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور سب مسلمانوں کی جانب سے آپ کو بہترین جزاء عطا فرمائے آمین

Scanned with CamScanner

حضرات حسنین کریمین کے فضائل و مناقب

حضور ﷺ کو اپنے دونوں نواسے بہت عزیز تھے اور آپ دونوں سے بہت محبت کرتے تھے

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ فرماتے تھے کہ

اہل بیت میں مجھ کو حسنؓ اور حسینؓ سب سے زیادہ محبوب ہیں (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۵)

☆..... حضور ﷺ جب نماز میں ہوتے اور آپ سجدہ میں جاتے تو بچے آپ کی پشت پر چڑھ جاتے تھے اور آپ انہیں منع نہ کرتے تھے اور آپ نماز سے فارغ ہوتے تو بچوں کو اپنی گود میں لے لیتے ایک مرتبہ آپ نے اسی موقع پر فرمایا کہ جو مجھ سے محبت رکھتا ہے اسے چاہیئے کہ ان دونوں سے بھی محبت رکھے

من أحبنی فلیحب هذین (مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۲۶ و ص ۱۶۲ نسائی کبری ج ۵ ص ۵۰)

ابوبریدہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ حسنؓ اور حسینؓ کھیلتے ہوئے ادھر آنکلے اور لڑکھڑاتے ہوئے حضور ﷺ کی جانب بڑھے انہیں دیکھ کر حضور ﷺ منبر سے نیچے اتر پڑے ان دونوں کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور فرمایا اللہ نے سچ کہا ہے تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں میں نے ان دونوں کو لڑکھڑاتے ہوئے آتے دیکھا تو مجھ سے نہ رہا گیا یہاں تک کہ میں نے اپنا خطبہ منقطع کر دیا اور ان دونوں کو اٹھالیا۔

فلم اصبر حتی قطعت حدیثی و رفعتهما (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹۔ اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶)

☆..... حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ گھر گئے تو بچے نہ تھے تھوڑی

Scanned with CamScanner

دیر میں دونوں گھر آئے تو آپ نے ان دونوں کو اپنے گلے سے لگایا اور فرمایا اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو ان سے محبت رکھتا ہے تو ان سے بھی محبت رکھ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۲ بخاری ج ۱ ص ۲۸۵)

☆..... حضرت یعلی بن مرہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ تک پہلے پہنچنے کے لئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ دوڑ رہے تھے اور جب وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان دونوں کو اپنے بدن سے چمٹالیا اور ان کو بوسے دئے اور فرمایا کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں اس لئے تم لوگ بھی ان سے محبت کرو..... الحدیث (مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۲)

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو حسنؓ اور حسینؓ سے محبت رکھے اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا (مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۴۴۹ ابن ماجہ ص ۱۳)

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں اس دن سے ان کو محبوب رکھتا ہوں جب سے میں ان کو حضور ﷺ کی گود میں دیکھا ہے یہ آپ کی ریش مبارک سے کھیلتے تھے اور حضور ﷺ اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دے کر فرماتے تھے کہ اے اللہ میں ان کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی انہیں محبوب رکھ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۵)

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ گھر آئے تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ آپ سے لپٹ گئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دونوں اس امت کے مہکتے پھول ہیں ریحانتی من هذه الامة (سنن نسائی کبری ج ۵ ص ۴۹)

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں ایک رات میں حضور ﷺ کے پاس ایک ضرورت کے سلسلے میں آیا

Scanned with CamScanner

آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی چادر میں کوئی چیز چھپی ہوئی تھی میں نے اپنی ضرورت کی بات کی اور جاتے وقت پوچھا کہ حضور اس چادر میں کیا ہے آپ نے چادر ہٹائی تو حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ چادر میں سے باہر آئے آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دو بچے ہیں میری بیٹی کے بیٹے ہیں اے اللہ میں انہیں محبوب رکھتا ہوں آپ بھی انہیں محبوب رکھیں ۔(اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۶ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸)

☆..... حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ آپ کو اپنے گھر والوں میں کون سب سے زیادہ عزیز ہے آپ نے کہا حسنؓ اور حسینؓ آپ حضرت فاطمہؓ سے کہتے کہ ان دونوں کو بلاؤ جب وہ آتے تو آپ انہیں سونگھتے اور گلے سے چمٹا لیا کرتے تھے۔(مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۲۱۹ درر فرائد ترجمہ جمع الفوائد ص ۳۳۵)

☆..... حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا اور ہم دونوں خاموش چل رہے تھے اتنے میں بنی قینقاع کے بازار سے گزرے کہ حضور ﷺ واپس ہو کر حضرت فاطمہؓ کے گھر آئے اور فرمایا کہ کیا بچہ (یعنی حضرت حسنؓ) یہاں ہے اس پر تھوڑی دیر گذری اور ہم سمجھے کہ وہ شاید غسل کر رہے ہیں یا انہیں ان کی والدہ کپڑے پہنا کر لا رہی ہے پھر وہ دوڑے ہوئے آئے حضور ﷺ نے انہیں اپنے سینے سے چمٹا لیا اور فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں پس آپ بھی اس سے محبت رکھنا اور اس سے بھی محبت رکھنا جو اس سے محبت رکھے (درر فرائد ص ۳۳۶)

☆..... حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اپنے دوش مبارک پر حضرت حسنؓ کو لئے جا رہے تھے ایک شخص نے دیکھا تو کہا صاحبزادے بڑی اچھی سواری پر بیٹھے ہو رسول اللہ ﷺ نے سنا تو فرمایا ﴿ ونعم الراکب ھو ﴾ کہ سوار بھی تو بہترین ہے

Scanned with CamScanner

(اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۷ ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹)

☆..... حضرت سلمانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ام ایمنؓ آئیں اور کہا یارسول اللہ ﷺ حسنؓ اور حسینؓ معلوم نہیں کہاں ہیں مل نہیں رہے ہیں اس وقت دن چڑھ چکا تھا حضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ چلو میرے دونوں بچوں کو تلاش کریں چنانچہ ہر شخص ان دونوں کی تلاش میں نکل پڑے میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا یہاں تک کہ ہم ایک پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے تو دیکھا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ ایک دوسرے کو چمٹے ہوئے کھڑے ہیں اور ان کے قریب ایک کالا سانپ اپنی دم پر کھڑا ہے حضور ﷺ جلدی سے ناگ کی طرف بڑھے اس نے جب حضور ﷺ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ مڑ کر چل پڑا اور ایک سوراخ میں داخل ہو گیا حضور ﷺ ان دونوں کے قریب ہوئے اور دونوں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں تم دونوں اللہ کے ہاں کتنے قابل احترام ہو پھر آپ نے ایک کو دائیں اور دوسرے کو بائیں کندھے پر بٹھالیا میں نے کہا کہ تم دونوں کو بشارت ہو کہ تمہاری سواری بہت ہی عمدہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں بہت عمدہ سوار ہیں اور ان کے والدین ان دونوں سے بہتر ہیں (حیاۃ الصحابہ ج ۲ ص ۸۶۹ مجمع الزوائد ج ۵ ص ۱۸۲)

☆..... یعلی بن مرہؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حسینؓ مجھ سے ہیں اور میں حسینؓ سے ہوں جو شخص حسینؓ کو دوست رکھتا ہے خدا اس کو دوست رکھتا ہے (صحیح بخاری)

☆..... حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک فرشتہ اترا جو اس سے پہلے کبھی نہ آیا تھا اس نے مجھے سلام کے بعد یہ بشارت پہنچائی کہ

فاطمہؓ جنت کی عورتوں کی اور حسنؓ و حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

Scanned with CamScanner

(رواہ الترمذی البدایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

☆..... حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا

الحسن والحسین سیدا شباب أهل الجنة (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۵۸ سنن نسائی کبری ج ۵ ص ۵۰)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اہل جنت کے جوانوں کے سردار ہیں

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں

امام حسین رضی اللہ عنہ سے زیادہ کون ولی ہوگا جو حضور ﷺ کے نواسے اور حد درجہ محبوب تھے جن کے بارے میں پیشن گوئی ہے حسنؓ اور حسینؓ دونوں نوجوان جنت کے سردار ہیں (وعظ۔ حقیقت الصبر ص ۴۲)

☆.....ایک شبہ اور اس کا جواب

سوال..... دونوں امام (یعنی حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ) جب کہولت کو پہنچ کر شہید ہوئے ہیں تو شباب کس طرح کہلائے؟

جواب..... حدیث میں جو مضمون ہے ﴿ سیدا شباب أهل الجنة الحسن والحسین وسیدا کهول أهل الجنة أبوبکر وعمر ﴾ اس میں خدشہ ہوا کرتا ہے کہ عمر ہر دو امامین کی بھی تو کہولت (سن رسیدہ) کو پہونچی ہے کیونکہ حضرت حسنؓ کا انتقال قریبا ۴۵ سال کی عمر میں ہوا اور حضرت حسینؓ قریبا ۵۶ برس کی عمر میں شہید ہوئے پھر ان کو شباب کیسے فرمایا؟

اگر اس کا جواب یہ دیا جائے کہ یہاں شباب شیخوخت کے مقابلہ میں ہے چونکہ امامین کی عمر سن شیخوخت تک نہیں پہنچی اس لئے ان کو شاب (نوجوان) فرمایا تو اس کی توجیہ تو ہو جائے

Scanned with CamScanner

گی مگر یہ وجہ حضرات شیخین میں بھی مشترک ہے پھر ان کو کہول (سن رسیدہ) کہنے کی کیا حکمت ہے؟

سو توجیہ اس کی یہ مناسب معلوم ہوتی ہے کہ حضرات شیخین وفات کے وقت کہول تھے ان کے مجموعہ وفاتین کے وقت یعنی حضرت عمرؓ کی وفات ہوئی ہے حضرات حسنینؓ شاب تھے پس لفظ شاب اپنے معنی پر رہے گا (وعظ۔راس الربیعین ص ۵۲)

☆..... حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں

حضرات حسنین خاتون جنت کے لخت جگر لاڈلے اور آنحضرت ﷺ کے پیارے نواسے ہیں کہ نسل انہیں سے چلی جو سادات کہلاتے ہیں ان کے فضائل بے شمار ہیں اور جس کو ذرا بھی محبت ہو گی محبوب خدا کے ساتھ وہ سمجھے گا کہ آپ کے نواسوں کے ساتھ محبت کس قدر بڑی نعمت ہے (درر فرائد ص ۳۳۵)

☆..... آنحضرت ﷺ حضرات حسنین کریمینؓ کے لئے ہمیشہ دعا گو رہتے اور ان کی حفاظت کے لئے پڑھ کر انہیں دم کر دیا کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں حضور ﷺ یہ دعا پڑھ کر حسنؓ حسینؓ کو اللہ کی پناہ میں دیتے تھے

أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ هَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۸۳)

میں اللہ کے کلمات تامہ کے ذریعہ وہم میں ڈالنے والے شیطان اور نظر بد سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں

حضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا

Scanned with CamScanner

كان أبو كم يعوذ بهما إسماعيل وإسحق (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۳۰۴)

تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کے لئے ان کلمات سے پناہ مانگا کرتے تھے (یعنی ان کلمات کو پڑھ کر دم کرتے تھے)

☆..... حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جس نے جنتی آدمی دیکھنا ہو وہ حضرت حسینؓ کو دیکھ لے کہ میں نے حضور ﷺ سے ان کے بارے میں یہ بات سنی ہے۔ (مسند ابی یعلی ج ۲ ص ۳۴۸ البدایہ ج ۸ ص ۲۰۶)

☆..... ایک مرتبہ حضرت حسنؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا وعلیك السلام یاسیدی۔ پوچھنے پر انہوں نے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ سید ہیں (مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۹۱)

☆..... ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حالت احرام میں مچھر مارنے کے بارے میں مسئلہ پوچھا تو آپ نے ان سے کہا تم کہاں سے ہو؟ اس نے کہا عراق سے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے دیکھو یہ ایک مچھر کے قتل کے بارے میں مسئلہ پوچھتا ہے جبکہ اان لوگوں نے حضور ﷺ کے نواسہ کو شہید کر دیا اور میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ میرے دنیا کے پھول ہیں

الحسن والحسین ریحانتای من الدنیا

(مسند ابی یعلی ج ۵ ص ۲۸۷ اسد الغابۃ ج ۲ ص ۲۶)

☆..... حضرت زید بن اسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں کسی کو حضرت حسنؓ جیسا نہیں پایا

ما جالست فی أهل بيته مثله يعنى الحسن (المصنف لابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۸۶)

Scanned with CamScanner

☆..... شیخ صدوق شیعی کہتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے یزید کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا حضرت حسینؓ کے بارے میں تو تمہیں معلوم ہی ہے کہ انہیں حضور ﷺ سے قرابت کی نسبت ہے اور وہ حضور ﷺ کے جسم مبارک کا ٹکڑا ہیں اور ان کا جسم حضور ﷺ کی طرف سے پرورش یافتہ ہے اور میں جانتا ہوں کہ اہل عراق ضرور انہیں اپنی طرف بلائیں گے اور پھر ان کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں گے اور ان کو اکیلا چھوڑ دیں گے اگر تجھے ان پر غلبہ ملے تو ان کی عزت کے حق کو پہچاننا اور حضور ﷺ کے ساتھ ان کی قرابت کے مرتبہ کو یاد رکھنا اور ان کے اعمال کا مؤاخذہ نہ کرنا اور میں نے ان کے مابین جو روابط اس مدت میں قائم کر رکھے ہیں ان کو قطع نہ کرنا۔ خبردار انہیں کوئی مکروہ اور تکلیف دہ چیز نہ پہونچانا

ویاری اونخواهند کرد واورا تنهاخواهند گزاشت اگر باوظفریابی حق حرمت او را بشناس ومنزلت وقرابت او را باپیغمبر ﷺ آورد او را بکرده هائے او را مؤاخذه مکن وروابطی که من باو در ایں مدت محکم کرده ام قطع مکن زنهار که باو مکروهے وآسیے مرساں (جلاء العیون ص ۳۸۸)

افسوس صد افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا اور امام حسینؓ مرتبہ شہادت پاکر ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے

ٹوٹا یزیدیت کی شب تار کا فسوں　　آئی حسینیت کی سحر کربلا کے بعد

☆..... حضرت محسن بن علی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ایک اور بیٹے کا نام محسن تھا جو بچپن ہی میں فوت ہو گیا تھا (نسب

Scanned with CamScanner

قریش ص ۲۵)

حافظ ابن عبدالبر مالکیؒ (۴۶۳ھ) نے الاستیعاب میں ان کا ذکر کیا ہے کہ جب حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ہاں تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو حضور ﷺ تشریف لائے اور ان کا نام پوچھا تو بتایا گیا کہ ان کا نام حرب رکھا ہے آپ نے فرمایا اس کا نام محسن ہے اور فرمایا کہ میں نے ان سب کے نام ہارون علیہ السلام کے بچوں کے ناموں کی طرح رکھے ہیں ان کے نام شبر شبیر اور مشبر تھے

فلما ولد الثالث جاء النبی ﷺ فقال آرونی ابنی ماسمیتموہ قلت حربا قال بل ھو محسن ثم قال انی سمیتھم باسماء ولد ھارون شبر وشبیر ومشبر (الذریۃ الطاہرۃ النبویۃ ص ۶۸۔ الاستیعاب ج ۱ ص ۳۶۹)

امام حاکمؒ نے مستدرک (ج ۳ ص ۱۸۰) میں اور علامہ عزالدین ابن اثیرؒ نے بھی اسد الغابۃ میں اس کا ذکر کیا ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۲۵)

امام طبرانی اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ سے روایت نقل کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے نہ صرف یہ کہ ان تینوں بچوں کے نام مبارک رکھے بلکہ ان کے بال بھی حلق کئے گئے ان کا عقیقہ ہوا اور ان کے ختنے بھی ہوئے تھے

عن علی أما حسن وحسین ومحسن فانما سماھم رسول اللہ وعق عنھم وحلق رؤوسھم وتصدق بوزنھا وأمر بھم فسروا وختنوا (رواہ الطبرانی فی الکبیر موسوعۃ آثار الصحابۃ ج ۲ ص ۸۲)

اس سے شیعہ علماء کے وہ تمام بیانات اور الزامات غلط ثابت ہوتے ہیں جو انہوں نے

حضرت عمر فاروقؓ پر لگائے کہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کے گھر کا دروازہ گرایا تھا جس سے آپ کا حمل ضائع ہو گیا تھا اور وہ حمل محسن نامی بچہ کا تھا۔ پھر وہ یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے راستے میں حضرت فاطمہ کو ٹھوکر ماری تھی جس سے وہ حمل ساقط ہو گیا(بحار الانوار ص ۱۰۱ کتاب الفتن) سوال یہ ہے کہ اگر وہ ساقط ہونے والا بچہ محسن تھا جو کبھی گھر کا دروازہ گرائے جانے پر فوت ہوا اور کبھی راستے میں ٹھوکر مارنے پر ساقط ہوا تو حضور ﷺ کی حیات مبارک میں حضرت فاطمہؓ کے ہاں پیدا ہونے والا یہ تیسرا بیٹا کون تھا ؟اور حضور ﷺ نے آخر کس بچے کا نام محسن رکھا تھا ؟

☆..... **حضرت سیدہ زینبؓ بنت علیؓ**

آپ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی صاحبزادی ہیں

زینب بنت علی بن أبی طالب بن عبدالمطلب الهاشمية سبطة رسول الله ﷺ أمها فاطمة الزهراء(اسد الغابۃ ج ۷ ص ۱۳۴۔اصابہ ج ۴ ص ۳۲۱)

علامہ عزالدین ابن اثیر لکھتے ہیں

ان کی والدہ جناب خاتون جنت تھیں (اسد الغابۃ ج ۸ ص ۱۳۳)

آپ حضور ﷺ کی حیات اقدس میں (۵ جمادی الاول سن ۶ ہجری میں) پیدا ہوئیں اور خاتون جنت کے سایہ میں پلتی رہیں بڑی ہوئیں آپ بڑی عقلمند ذی فہم اور کریم النفس خاتون تھیں آپ کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفرؓ سے ہوا (اسد الغابۃ ص ۱۳۴) جو

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ کے بھتیجے تھے امام جلال الدین سیوطیؒ (۹۱۱ھ) لکھتے ہیں

واما زینب فتزوجها ابن عمها عبدالله بن جعفر فولدت علیا وعونا الاکبر وعباسا ومحمدا وام کلثوم (الحاوی للفتاوی ج۱ص۳۱)

حضرت امام سیوطیؒ نے آپ کی اولاد اور سلسلہ کے بارے میں ایک مستقل مضمون ﴿العجاجة الزرنبیه فی السلالة الزینبیه﴾ کے عنوان سے تحریر فرمایا ہے آپ کا یہ مضمون (الحاوی للفتاوی ج۱ص۳۱) پر موجود ہے۔

حضرت زینبؓ حادثہ کربلا کے موقع پر حضرت حسینؓ کے ساتھ میدان کربلا میں موجود تھیں اور جب آپ کو گرفتار کر کے یزید کے دربار میں لایا گیا تو آپ نے بھرے دربار میں یزید کو اس کے سوالات کا بڑی ہمت و حوصلہ سے جواب دیا تھا آپ بڑی صابرہ عاقلہ اور باہمت خاتون تھیں

علامہ عزالدین ابن اثیر (۶۰۶ھ) آپ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ بڑی فطین اور دلیر خاتون تھیں

وکانت زینب امراة عاقلة لبیبة جزلة ..... وهو یدل علی عقل وقوة جنان (اسد الغابہ ج۸ ص۱۳۴)

☆.....حضرت سیدہ أم کلثوم بنت علیؓ.

آپ حضرت علی مرتضیٰؓ اور حضرت فاطمہؓ کی حقیقی صاحبزادی ہیں آپ کی ولادت سن ۹ ہجری میں ہوئی (چودہ ستارے ص ۹۸) آپ کو اپنے نانا حضور اکرم ﷺ کی زیارت کا

Scanned with CamScanner

شرف حاصل ہوا تھا چھوٹی بچی ہونے کی وجہ سے آپ سے کوئی روایت مروی نہیں

ام كلثوم بنت علی بن ابی طالب الهاشمية شقيقة الحسن والحسين ولدت فی حدود سنة ست من الهجرة ورأت النبی ﷺ ولم ترو عنه شيئا (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۵۰۱)

آپ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا تھا حضرت عمر فاروقؓ نے آپ سے صرف اس لئے شادی کی کہ آپ کو حضور ﷺ کی رشتہ داری کا شرف حاصل ہو جائے اور آپ نے یہ بات کھلے عام کہی بھی تھی آپ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے جب ان کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے اپنے دونوں صاحبزادوں سے اس بارے میں مشورہ فرمایا انہوں نے بھی اس رشتہ کو خوشی منظور کیا اور حضرت ام کلثوم آپ کے عقد میں آئیں آپ نے اس نکاح کی اصل غرض بتاتے ہوئے حضرت علیؓ سے کہا کہ میں یہ شادی محض خواہش کے تحت نہیں کر رہا ہوں بلکہ اس لئے کر رہا ہوں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا ہے کہ قیامت کے ہر نسب و رشتہ کٹ جائے گا سوائے میرے نسب و رشتہ کے۔ محدث شہیر امام عبدالرزاق عن ہمام صنعانی (۲۱۱ھ) نقل کرتے ہیں

عن عكرمة قال تزوج عمر بن الخطاب أم كلثوم بنت علی بن أبی طالب وهی جارية تلعب مع الجوارى فجاء إلى أصحابه فدعوا له بالبركة فقال إنی لم أتزوج من نشاط بی ولكن سمعت رسول الله ﷺ يقول ان كل سبب ونسب منقطع يوم القيامة إلا سببی ونسبی فأحببت أن يكون بينی وبين نبی الله ﷺ سبب ونسب (المصنف لعبدالرزاق ج ۶ ص ۱۶۴)

Scanned with CamScanner

فقال إنی لم أرد الباءة ولکنی سمعت رسول الله ﷺ یقول کل سبب ونسب منقطع یوم القیامة ماخلا سببی ونسبی وکل ولد اب فان عصبتهم لابیهم ماخلا ولد فاطمة فانی أبوهم وعصبتهم (معرفۃ الصحابۃ ج ۱ ص ۷۸)

کل نسب وصهر منقطع الا نسبی وصهری (ریاض ص ۳۱۹۔ مختصر تاریخ دمشق ج ۱۶ ص ۱۲۰ لمحمد بن مکرم الشهیر بابن منظور ۷۱۱ھ)

(نوٹ) علامہ علی بن عیسی اردبیلی (۶۴۶ھ) نے کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ میں حضرت عمر کا یہ بیان نقل کیا ہے (دیکھئے ص ۱۰)

حضرت امام بیہقی (۴۵۸ھ) نے حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں

انه کان لی صحبة فأحببت ان یکون لی معها سبب (سنن کبری ج ۷ ص ۶۴)

مجھے حضور ﷺ کی صحبت کا شرف تو حاصل ہے ہی میں نے چاہا کہ اس کے ساتھ حضور ﷺ کے خاندان سے رشتہ کا شرف بھی نصیب ہو جائے

علامہ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

امام محمد باقرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم کے لئے پیام دیا حضرت علیؓ نے کہا میں نے جعفر کے صاحبزادوں کے لئے اپنی صاحبزادیاں روک رکھی ہیں حضرت عمر نے فرمایا اے علیؓ ام کلثوم کا مجھ سے نکاح کر دیں اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں جو میری طرح ام کلثوم سے حسن صحابت کا منتظر ہو حضرت علیؓ نے کہا اچھا تو مجھے منظور ہے چنانچہ حضرت عمرؓ مہاجرین کی مجلس میں (جو قبر انور اور منبر کے

(درمیان تھی اور جہاں علی عثمان زبیر طلحہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہم بیٹھا کرتے تھے)
تشریف لائے جب دنیا کے کسی گوشہ سے حضرت عمرؓ کے پاس کوئی چیز آتی تو حضرت عمرؓ
ان حضرات کے پاس آکر اس کی خبر دیا کرتے تھے اور انہیں سے عموماً مشورہ لیا کرتے تھے۔
حضرت عمرؓ نے ان اکابر سے جاکر کہا مجھے شادی کی مبارکباد دو۔ انہوں نے پوچھا کہ امیر
المؤمنین آپ کی کس سے شادی ہوئی؟ بولے علیؓ ابن ابی طالب کی صاحبزادی سے۔ ان
سب نے آپ کو مبارک باد دی۔ پھر حضرت عمرؓ ان سے حدیث بیان کرنے لگے کہ
نبی ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ہر نسب وسبب کٹ جائے گا البتہ میرا نسب وسبب باقی
رہے گا میں آپ کے ساتھ رہا اور اب آپ سے میرا نسب بھی جڑ گیا ہے

وكنت قد صحبته فأحببت أن يكون هذا أيضا (طبقات ج ۷ ص ۲۳۹)

حضرت عمرؓ کی شہادت تک ام کلثوم ان کے نکاح میں رہیں (ایضا)

حضرت عمر فاروقؓ سے آپ کے ہاں دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہوئے تھے محدث
عبدالرزاق بن ہمام صنعانیؒ (۲۱۱ھ) لکھتے ہیں

قال عبدالرزاق..... وأم كلثوم من فاطمة بنت رسول الله ﷺ ودخل عليها عمر وأولد منها يقال له زيد فبلغني أن عبدالملك بن مروان سمها فماتا وصلى عليهما عبدالله بن عمر وذلك أنه قيل لعبد الملك هذا إبن على وإبن عمر فخاف على ملكه فسمها (المصنف ج ۶ ص ۱۶۴)

حضرت عمر فاروقؓ کے انتقال کے بعد آپ خواجہ ابو طالب کے پوتے عون بن جعفرؓ کے
نکاح میں آگئیں اور ان کے انتقال کے بعد آپ نے ان کے بھائی محمد بن جعفرؓ سے شادی کی

Scanned with CamScanner

وهو الذی تزوج أم کلثوم بنت علی بعد عمر بن الخطاب (اسد الغابۃ ج ۵ ص ۷۹)

جب حضرت محمد بن جعفرؒ کی وفات ہو گئی تو کچھ عرصہ بعد آپ نے ان کے بھائی عبداللہ بن جعفر سے نکاح کر لیا۔ شیعہ عالم مرزا محمد بن معتمد خان البدخشی (۱۱۲۶ھ) لکھتے ہیں

واما أم کلثوم فزوجها أبوها من عمر بن الخطاب لما مات عمر تزوجها عون بن جعفر بن أبی طالب وبعد فوته تزوجها أخوه محمد بن جعفر فلما توفی محمد تزوجها عبدالله بن جعفر وماتت عنده فی الوقت الذی مات فیه ابنها زید بن عمر بن الخطاب صلی علیهما عبدالله بن عمر أو سعد بن ابی وقاص (نزل الابرار فی مناقب اهل البیت الاطهار ص ۷۸)

آپ کی وفات ۴۹ھ میں ہوئی آپ کی وفات والے دن آپ کے بیٹے (حضرت عمر فاروق کے صاحبزادے) حضرت زید نے بھی وفات پائی اور دونوں کی نماز جنازہ ایک ہی وقت میں ادا کی گئی حضرت عبداللہ بن عمرؓ (بروایت دیگر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ) نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور یہ حضرت امام حسنؓ کے کہنے پر پڑھائی گئی تھی شیعہ مؤرخ مرزا عباس قلی خان لکھتا ہے

درجنازه آن مخدره محترمه حضرت امام حسن وامام حسین علیهما السلام حضور داشتند وجماعتی از مشائخ بزرگ واعیان آن زمان چون ابن عباس وعبد الله بن عمر وابوهریره حاضر شدند وبفرمان امام حسن علیه السلام عبدالله بن عمر در نماز تقدم

Scanned with CamScanner

گرفت (طراز المذہب مظفری ص ۵۲ طبع بمبئی)

کسی بھی روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے اپنی بہن کا جنازہ اس لئے نہ پڑھا کہ حضرت عمرؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ اس نماز کے امام تھے اور نہ کسی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی بہن سے اس لئے علیحدگی اپنائی تھی کہ وہ حضرت عمر فاروقؓ کے عقد میں تھیں۔

جو دوست یہ کہتے ہیں کہ اہل بیت کی عزت واپس خواجہ ابو طالب کے گھر تو آگئی تھی اور حضرت علیؓ کے بھائی کے بیٹے سے ان کی شادی ہو گئی تھی وہ حضرت عمرؓ کے پاس تو نہ رہی ؟ مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ عزت حضرت عمر فاروقؓ کے انتقال تک آپ کے گھر ہی رہی انہیں یہ تسلیم کرنے میں کیوں تکلیف ہوتی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ حضرت علی مرتضیٰؓ کے داماد تھے حضرت عمرؓ کے بغض میں حضرت علی مرتضیٰؓ اور آل رسولؐ کی عزت سے کھلواڑ کیا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے ؟۔ علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان علیا رضی اللہ عنہ أنکح عمر ابنتہ أم کلثوم من فاطمۃ رضی اللہ عنہا فی إمامتہ وأولدھا زید بن عمر وھذا مما یدل علی الوداد بین علی وعمر رضی اللہ عنھما وصحۃ إمامۃ عمر رضی اللہ عنہ الذی ھو منصوص أبی بکر رضی اللہ عنہ وأنھما لم یکونا علی باطل (الحجج الباھرۃ ص ۱۶۸)

حضرت ام کلثومؓ کا حضرت فاطمہؓ کی حقیقی صاحبزادی ہونا اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ آپ کا نکاح اہل سنت کی مستند کتابوں میں موجود ہے اور شیعہ علماء نے بھی اسے کھلے

Scanned with CamScanner

بندوں تسلیم کیا ہے راقم الحروف نے کتاب ﴿نور القمر بسیرۃ سیدنا عمرؓ﴾ کی دوسری جلد میں اس پر مفصل گفتگو کی ہے۔ شیعہ عالم محمد بن علی بن شہر آشوب (۵۵۸ھ) لکھتا ہے

فولد من فاطمة الحسن والحسين والمحسن وزينب الكبرى وأم كلثوم (مناقب آل ابی طالب ص ۸۹ عراق)

ملاباقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) حضرت علی مرتضیٰؓ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

كان له سبعة وعشرون ذكرا وأنثى الحسن والحسين وزينب الكبرى وزيب الصغرى المكناة بام كلثوم من فاطمة بنت رسول الله (بحار الانوار ج ۹ ص ۲۱۶)

شیعہ علماء مختلف بہانوں سے حضرت ام کلثومؓ کی اس تزویج کا انکار کرتے ہیں ہم ان کی اس پریشانی کو سمجھتے ہیں مگر کیا کیا جائے وہ جس شدت سے اس تزویج کا نکار کرتے ہیں شیعہ کتابیں اسی شدت (بلکہ اس سے زیادہ شدت) سے اس نکاح کو ثابت مانتی ہیں کاش کہ شیعہ علماء علامہ خمینی کے ممدوح ملاباقر مجلسی کا یہ فیصلہ کن بیان پڑھ لیں

فبعد ورد تلك الاخبار وماسياتی باسانيد أن عليا لما توفی أتی أم كلثوم فانطلق بها إلى بيته وغير ذلك مما أوردته فی كتاب بحار الانوار إنكار ذلك عجيب (مراۃ العقول فی شرح الفروع والاصول ج ۳ ص ۴۴۹)

سو ان احادیث کے ملنے پر اور جو (روایات) آگے آئیں گی کہ حضرت عمرؓ کی وفات پر حضرت علیؓ ام کلثومؓ کے پاس آئے اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور کئی

Scanned with CamScanner

دوسری احادیث جو میں نے کتاب بحار الانوار میں لکھی ہیں اس نکاح کا انکار
بہت حیران کن ہے

شیعہ علماء کی ہمیشہ سے کوشش رہی ہے کہ وہ حضرت فاطمہؓ کے ذمہ یہ بات منسوب کریں کہ آپ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور حضرت عائشہؓ سے بد گمان رہیں اور آپ نے آخر وقت تک ان سے قطع تعلق رکھا اور پھر حضرت علیؓ اور آپ کے دونوں صاحبزادوں اور خاندان نبوت کے روشن ستاروں نے بھی ان حضرات کے لئے کبھی کوئی کلمہ خیر نہیں کہا..... یاد رکھئے یہ سب جھوٹ ہے اور اس باب میں جتنی بھی داستانیں وضع کی گئیں ان کا موجد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا یہودی تھا جو شروع دن سے ہی اس عزم کے ساتھ مصر سے نکلا کہ حضور اکرم ﷺ جو دین لے کر آئے ہیں اسے اختلافی بنادیا جائے اور آپ ﷺ نے جن لوگوں کو یہ دین حوالہ کیا ان کے بارے میں انتہائی غلیظ ترین پراپیگنڈا کیا جائے تاکہ لوگوں کا اس دین کی حقانیت سے اعتماد ختم ہو جائے اس نے اس سلسلے میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور نتیجۃً ایک ایسا گروہ وجود میں آگیا جس نے اسلام کی شکل مسخ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ دین اور حاملین دین کو بے اعتبار کرنے کے لئے جس قدر جھوٹ الزامات بہتانات اور اتہامات ہو سکتے تھے اس گروہ نے وہ سب کے سب ان پر لگائے مگر وہ یہ بات بھول گئے کہ اس دین کا محافظ اللہ رب العزت ہے اس نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس دین کی حفاظت کرے گا اور حضور ﷺ کے لائے ہوئے چراغ کو قیامت تک روشن کئے رکھے گا خواہ کافروں اور مشرکوں کو کتنا ہی برا لگے اور اس سے انہیں کیسی ہی تکلیف پہنچے

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) کے اس بیان پر شیعہ عوام کو ضرور

Scanned with CamScanner

غور کرنا چاہیئے

یہ نکتہ محفوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ اگر حضرت علیؓ مسلمان ہیں اور کامل الایمان ہیں تو حضرت عمرؓ ضرور باایمان ہیں کہ ان کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور حضرت عمرؓ اگر نعوذباللہ کافر ہیں (جیسا کہ شیعہ کے اکابر کہتے رہتے ہیں) تو حضرت علیؓ بھی نعوذباللہ پہلے ہیں۔ کافر نہیں فاجر سہی کہ اپنی صاحبزادی کا نکاح ان سے کر دیا اپنے آپ (مرضی سے) کیا تو کفر میں کچھ شک نہیں اور زبردستی کر دیا تو باوجود اس استطاعت کے اتنی بے عزتی نعوذباللہ کہ ادنی چمار بھی گوارا نہ کرے حضرت علیؓ تو درکنار۔

الٰہی تو خوب جانتا ہے کہ میں اس عقیدہ سے بدل وجان ناخوش ہوں اور حضرت زہرا کی صاحبزادی کا یہ قصہ بناچاری لکھتا ہوں کہ کسی طرح شیعہ عالم مولوی عمار حضرت علی کی طرف سے بدظن نہ رہیں (هدية الشيعه ص ۲۱۸)

آپ اس سے پہلے یہ بھی لکھ آئے ہیں

افسوس کہ ایک حضرت عمرؓ کی عداوت کے سبب خاندان نبوی کی عزت کو تو اتنا بٹہ لگا دیا پر یہ نہ ہو سکا کہ بتصدق اہل بیت حضرت عمرؓ ہی کو شامل رحمت اور مغفرت خداوندی سمجھ لیتے (ایضاص ۲۲۱)

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراءؓ اور آپ کے دونوں صاحبزادگان کے حضرات شیخین کریمین کے ساتھ تعلقات کس طرح کے تھے۔ راقم الحروف نے خلفائے راشدین پر لکھی گئی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ اس پر گفتگو ہے تاہم مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب میں بھی اس کا خلاصہ لکھ دیا جائے تاکہ وہ دوست جن کے پاس راقم الحروف

Scanned with CamScanner

کی دوسری تالیفات نہیں کم از کم وہ ہماری ان سطور غور کریں اور اپنے شیعہ دوستوں کو ان
حقائق سے آگاہ کریں اللہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ ہماری تھوڑی سے کوشش پر کئی
بھولے بھٹکوں کو راہ ہدایت پر مل جائے اور جو لوگ ہدایت کے نام پر دن رات یہاں
بغاوت کا سبق دیتے ہیں وہ ان کے ان باغیانہ پراپیگنڈے سے آنے سے بچے رہیں

حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما

دوش نبی کے شاہسواروں کی بات کر
کون ومکان کے راج دلاروں کی بات کر
جن کے لئے کوثر وتسنیم موجزن
ان تشنہ کام بادہ گساروں کی بات کر
خلد بریں جن کے تقدس کی سیر گاہ
ان خوں میں غرق غرق نگاروں کی بات کر
کلیوں پہ کیا گزری پھولوں کو کیا ہوا
گلزار فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر
جن کے نفس نفس میں تھے قرآن کھلے ہوئے
ن کربلا کے سینہ فگاروں کی بات کر
شمر لعین کا ذکر نہ کر میرے سامنے
شیر خداؓ کے مرگ شعاروں کی بات کر

عارف باللہ حضرت سید شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

Scanned with CamScanner

حضرات فاطمۃ الزاھراءؓ اور حسنین کریمینؓ حضرات شیخینؓ کی نگاہ میں

حضرات حسنینؓ حضور اقدس ﷺ کے نواسے خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے شاہزادے اور علی مرتضیٰؓ کے لخت جگر ہیں تو وہ جنت کے نوجوانوں کے سردار بھی ہیں حضور ﷺ سے محبت اور آپ کی ہدایت کے پیش نظر حضرات شیخینؓ حضرت فاطمہؓ اور ان کے دونوں صاحبزادگان کو نہایت محبت اور عظمت کی نظر سے دیکھتے تھے حضرت عمرؓ تو حسنین کریمینؓ کے بھنوئی بھی تھے (کہ ان کی سگی بہن حضرت ام کلثومؓ حضرت عمرؓ کے نکاح میں تھی) تاہم آپ کی نظر میں وہ رشتے سب سے اہم تھے جو حضور ﷺ کے واسطے سے تھے اور آپ اس رشتہ کو نہایت قدر واحترام کی نگاہ سے دیکھا کرتے تھے

ایک مرتبہ یہ دونوں بھائی بیمار ہوئے تو حضور ﷺ انہیں دیکھنے کے لئے آئے آپ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ شیعہ عالم علی بن عیسی اردبیلی لکھتا ہے

مرض الحسن والحسین فعادھما جدھما رسول اللہ ﷺ ومعہ ابوبکر وعمر (کشف الغمہ ص ۳۰۲)

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ حضرت علی مرتضیٰؓ سے حضرت فاطمہؓ کی بھی خیر خیریت دریافت کیا کرتے تھے حضرت علیؓ کے شاگرد سلیم بن قیس ہلالی (۹۰ھ) کہتے ہیں

وکان علی علیہ السلام یصلی فی المسجد الصلوات الخمس

فلما صلی قال ابوبکر وعمر کیف بنت رسول اللہ ﷺ الی ان نقلت فسالا عنہا (کتاب سلیم بن قیس ص ۲۵۳ مطبوعہ قم ایران۔ بحار الانوار ج ۳ ص ۱۹۹)

حضرت ابوبکرؓ کو حضرت علیؓ کے دونوں شہزادوں کے ساتھ بڑی محبت تھی اور آپ انہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے ایک مرتبہ آپ نماز عصر پڑھا کر نکلے حضرت علیؓ بھی ساتھ تھے دیکھا کہ حضرت حسنؓ کھیل رہے ہیں آپ نے حضرت حسنؓ کو اٹھا کر پیار کیا اور کندھے پر سوار کر لیا اور حضرت علیؓ سے کہا کہ یہ تو میرے نبی کے مشابہ ہیں تمہارے مشابہ نہیں حضرت علیؓ یہ بات سن کر ہنس پڑے۔

حضرت ابوبکر صدیق حضور ﷺ کے ان دونوں شہزادوں کا خصوصی خیال رکھتے تھے آپ کے دور میں اگر کہیں سے کوئی مال غنیمت آتا تو آپ ان دونوں کو بھی عطا فرمایا کرتے تھے دور صدیقی میں حضرت خالد بن ولید کو حیرہ کے مقام پر فتح میں بہت مال ملا آپ نے اسے حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان میں سے حضرت حسینؓ کو طیلسان کی ایک قیمتی چادر عطا فرمائی تھی

فوھب الطیلسان للحسین بن علی (فتوح البلدان ص ۴۵۲ للبلاذری)

☆..... حضرت عمر فاروق ان بچوں کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اسے بھی ملاحظہ کیجئے ایک مرتبہ حضرت حسینؓ حضرت عمرؓ کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے کہا کہ والد صاحب کسی ضروری کام میں مصروف ہیں خود مجھے بھی ملاقات کی اجازت نہیں ملی ہے حضرت حسینؓ واپس تشریف لے گئے جب آپ کی حضرت عمرؓ سے ملاقات ہوئی تو حضرت حسینؓ نے صورت حال عرض کی اور کہا کہ اس وجہ سے میں بھی

Scanned with CamScanner

واپس چلا آیا تھا آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ کیا آپ ابن عمرؓ کے درجہ میں ہیں یعنی کیا تم اور ابن عمرؓ برابر کے درجہ میں ہو؟ نہیں..... تمہارا مقام اور ہے اس کا اور ہے جتنی کچھ ہمیں عزت ملی ہے وہ سب کچھ آپ کے گھرانے سے حاصل ہوئی ہے آپ لوگ نہ ہوتے تو ہمیں یہ مقام کیسے حاصل ہوتا؟

وانت عندی مثله وهل انبتت الشعر علی الرأس غیرکم (تاریخ عمر لابن جوزی ص ۱۶۴)

حضرت عمر فاروقؓ اسی تعلق کی بناء پر حضرات حسنین کریمینؓ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتے اور ہمیشہ بزرگانہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب مسلمانوں کے لئے وظیفہ جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ نے اس کے لئے ایک فہرست تیار کی آپ نے حضرات حسنین کریمینؓ کے لئے ان کے والد حضرت علیؓ کے حصہ کے مطابق وظیفہ مقرر فرمایا جو پانچ ہزار درہم تھے حضرت امام طحاویؒ (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں کہ

لقرابتهما من رسول الله ﷺ (شرح معانی الاثار ج ۲ ص ۱۸۱)

یہ اس لئے تھا کہ یہ دونوں حضور اکرم ﷺ سے بہت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں

علامہ محمد بن سعدؒ (۲۳۰ھ) لکھتے ہیں

وفرض الابناء البدريين الفين الفين إلا حسنا وحسينا فانه ألحقهما بفريضة أبيهما لقرابتهما برسول الله ﷺ ففرض لكل واحد منهما خمسة آلاف درهم وفرض للعباس بن عبدالمطلب خمسة آلاف درهم لقرابته برسول الله ﷺ (طبقات ج ۳ ص ۲۲۵)

علامہ احمد بن یحیٰی بلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لئے رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی بناء پر اتنا ہی مقرر کیا جتنا ان کے والد کے لئے مقرر کیا یعنی دونوں کے لئے پانچ پانچ ہزار (فتوح البلدان ص ۴۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں جب اللہ تعالی نے بے شمار فتوحات عطا فرمائیں اور مال ومتاع آیا تو وہ سب مسجد میں رکھا گیا جب سارے صحابہ آگئے تو سب سے پہلے حضرت حسن بن علیؓ آگے بڑھے اور کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمیں ہمارا وہ حق عطا فرمائیں جو اللہ نے مسلمانوں پر عائد کئے ہیں آپ نے کہا خوش آمدید۔ چنانچہ آپ نے انہیں ہزار درہم دینے کا حکم دیا پھر حضرت حسین بن علیؓ آگے بڑھے اور انہوں نے بھی اسی طرح عرض کیا حضرت عمرؓ نے انہیں بھی ہزار درہم دینے کا حکم دیا جب عبداللہ بن عمرؓ کی باری آئی تو آپ نے انہیں پانچ سو دینے کا حکم دیا انہوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین مجھے پانچ سو کیوں؟ میں نے تو حضور ﷺ کے ساتھ جہاد بھی کیا ہے جبکہ اس وقت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ بچپنے میں تھے آپ نے فرمایا کہ بیٹا یہ بات درست ہے لیکن جا مجھے ایسا باپ لاکر دکھا جس طرح ان دونوں کا ہے ایسی ماں لاکر دکھا جیسی ان کی ہے ایسا نانا لاکر دکھا جیسے ان کے تھے تو ایسا نہیں کر سکے گا کیونکہ ان کا باپ حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں ان کی والدہ فاطمۃ الزہراءؓ ہیں ان کی نانی حضرت خدیجہ الکبریٰؓ ہیں ان کے چچا حضرت جعفرؓ ہیں ان کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ ہیں اور ان کی خالہ رقیہ اور ام کلثوم ہیں جو حضور ﷺ کی صاحبزادیاں ہیں (ریاض النضرۃ ص ۳۴۰)

حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو ہزار درہم ودینار دینا اور اپنے بیٹے کو اس کا نصف دینا بتاتا

ہے کہ آپ کے دل میں قرابت رسول کا بہت زیادہ احترام تھا اور یہ صرف اسی لئے تھا کہ یہ حضور ﷺ کے شہزادے اور نواسے ہیں

جب حضرت عمرؓ کے پاس کسری کے خزانے لائے گئے تو آپ ان خزانوں کو دیکھ کر رو پڑے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ حضور آج تو شکر اور خوشی کا دن ہے آپ رو رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں جس قوم کو اس طرح کی چیزیں ملتی ہیں انجام کار ان میں بغض وعداوت بھی آجاتا ہے میں اسی کے خوف سے لرز گیا ہوں آپ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ بتائیں ہم وزن سے دیں یا بھر بھر کر دیں حضرت علیؓ نے فرمایا بھر بھر کر دیں چنانچہ آپ نے سب سے پہلے حضرت حسنؓ کو بلایا اور انہیں بھر بھر کر دیا پھر حضرت حسینؓ کو بلایا اور انہیں بھی خوب بھر کر دیا پھر دوسرے لوگوں کو دیا

فقال علی بل احثوا لهم ثم دعا حسن بن علی أول الناس فحثا له ثم دعا حسینا ثم أعطی الناس (المصنف لعبدالرزاق ج ۱۱ ص ۱۰۰)

آپ نے حضرات حسنینؓ کو یہ اس لئے دئے کہ وہ حضور ﷺ کے قریبی عزیز یعنی نواسے تھے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کو حضور ﷺ کے قرابت دار کتنے عزیز تھے اور یہ سب حضور ﷺ کی ہی محبت و تعلق کا نتیجہ تھا جو آپ کے ہر عمل اور ہر فیصلہ میں نمایاں نظر آتا تھا

حضرت عمر فاروقؓ کے دل میں ان دونوں بھائیوں کے لئے اس قدر پیار تھا کہ آپ نے یمن سے خاص طور پر ان کے لئے اچھے کپڑے سلوا کر منگوائے اور جب ان دونوں کو پہنائے تو فرمایا کہ اب مجھے خوشی ہوئی ہے حضرت عمرؓ اپنے لڑکوں سے زیادہ حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کا خیال و لحاظ رکھتے تھے حضرت امام باقرؒ کہتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

جب حضرت عمرؓ کے پاس یمن کے کپڑے آئے تو ان کو مہاجرین وانصار میں تقسیم فرمایا
ان میں سے کوئی ایسا کپڑا نہ تھا جو ان دونوں شہزادوں کی شان کے لائق ہوتا تو آپ نے
صاحب یمن کو لکھا کہ

ان یعمل لهما علی قدرهما ففعل وبعث بها علی عمر فلبساها فقال
عمر لقد کنت اراها علیهم فما یهنئنی حتی رایت علیهما مثلهما (
ریاض ج ۱ ص ۳۴۱ ازالۃ ج ۳ ص ۲۸۹)

ان دونوں شہزادوں کے لئے ان کے قدر کے مطابق کپڑے تیار کر کے بھیجے چنانچہ انہوں
نے ایسا ہی کیا حضرت عمرؓ نے ان دونوں کو بلایا اور ان کو پہنایا اور کہا کہ انہیں پہلے جو کپڑے
پہنائے گئے وہ مجھے پسند نہیں آئے تھے یہاں تک کہ اب ان پر ایسے کپڑے ہیں جن کو دیکھ
کر میرا جی خوش ہو گیا فقال الان طابت نفسی (سیر اعلام النبلاء ج ۳ ص ۱۹۱)

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں کہ

وجئی مرة بحلل من الیمن فقسمها بین أبناء الصحابة ولم یعطها
منها شیئا وقال لیس فیها شئی یصلح لهما ثم بعث إلی نائب الیمن
فاستعمل لهما حلتین تناسبهما (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

(اس کی تفصیل راقم الحروف کی کتاب حضرت عمر فاروقؓ کی دوسری جلد میں ملاحظہ کیجئے)

یہی حال حضرت عثمان غنیؓ کا بھی تھا حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ اور
حضرت عثمانؓ حضرت حسینؓ کا بہت اکرام واحترام کرتے تھے

کان الصدیق یکرمه ویعظمه وکذلك عمر وعثمان (البدایہ ج ۸ ص
۱۵۰) وقد ثبت ان عمر بن الخطاب کان یکرمها ویحملها

Scanned with CamScanner

ویعطیھما کما یعطی أباھما (البدایہ ج ۸ ص ۲۰۷)

حافظ ابن کثیرؒ کے بیان سے شیعہ دوستوں کو اتفاق نہ ہو تو وہ اپنے ملا باقر مجلسی سے سن لیں

درایام خلافت خود ظاہر اور ااعزاز واکرام آنحضرت و حضرات حسنین علیہم السلام نہایت مبالغہ مے نمودند (حق الیقین ص ۱۷۷ طبع لکھنؤ)

حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اپنے زمانہ خلافت میں حضرت علی مرتضیٰ حضرت حسن اور حضرت حسین کے اعزاز واکرام میں بہت زیادہ مبالغہ فرماتے تھے

حضرت علی بن حسینؓ (امام زین العابدینؒ) کی والدہ محترمہ کون ہیں ؟ اور یہ خاتون محترم کس طرح حضرت امام حسینؓ کے عقد میں آئیں ہیں اس کے لئے شیعہ محدث علامہ کلینی کی یہ روایت دیکھئے موصوف امام جعفر صادقؒ کے والد امام محمد باقرؒ سے نقل کرتے ہیں کہ عجم کی فتوحات میں سے جو کچھ آیا اس میں یزدجرد بادشاہ کی بیٹی بھی تھی جو اپنے حسن وجمال میں بہت معروف تھی اور مدینہ کی عورتیں اس کو دیکھنے لئے چھتوں پر چڑھ گئیں تھیں..... حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ آپ اسے مسلمانوں میں کسی ایک شخص کو پسند کرنے کا اختیار دے دیں جس کو وہ پسند کرلے وہ اس کے غنیمت کے حصہ میں شمار کرلی جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے اس لڑکی نے حضرت حسین بن علیؓ کے سر پر ہاتھ رکھ دیا

﴿فجاء ت حتی وضعت یدھا علی راس الحسین علیہ السلام﴾

اس طرح وہ حضرت حسینؓ کے حصہ میں آگئی حضرت علیؓ نے اس کا نام پوچھا تو اس نے اپنا نام شاہ جہاں بتایا حضرت علی نے کہا تیرا نام شہربانو ہوگا۔ حضرت امام زین العابدینؒ اسی کے بطن سے ہیں۔ (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۵۶)

Scanned with CamScanner

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام زین العابدینؒ کی والدہ مکرمہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں اسلامی فتوحات میں آئی تھیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے کہنے پر وہ امام حسینؓ کے حصہ میں آئیں اور پھر آپ نے اسے ان کے مال غنیمت میں شمار کیا۔

شیعہ کی کسی ایک روایت سے معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت علی مرتضیٰؓ نے اسے اپنی بہو بنانے سے یہ کہہ کر انکار کیا ہو کہ یہ حضرت عمرؓ کا دور خلافت ہے اور ہم اس خلافت کو درست نہیں سمجھتے۔ اور نہ کسی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے اس خاتون کو یہ کہہ کر اپنے سے دور کر دیا کہ میں چھینی ہوئی خلافت سے کوئی حصہ نہیں لینا چاہتا حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ وقت تھے حضرت علی مرتضیٰؓ نے ان سے اپنی ایک خواہش کا اظہار فرمایا حضرت عمرؓ نے اسے شرف پذیرائی بخشا حضرت حسینؓ نے اس کو قبول کیا اور اسے اپنے حرم محترم میں لے آئے۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کو خلافت غاصبہ سمجھتے تھے؟ اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ایسے ملکی معرکوں میں حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی موجود ہوتے تھے ورنہ وہ موقع پر حضرت عمرؓ کو یہ مشورہ کیسے دے رہے تھے؟

کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ ان بزرگوں کے درمیان آپس میں کوئی رنجش تھی اور ان دونوں کے راستے جدا جدا رہے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حضرت مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیر مرحوم نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے آپ بھی پڑھیں

شیعہ سادات اگر احسان فراموش نہ ہوں تو حضرت عمرؓ کے بار منت سے وہ قیامت تک سبک دوش نہیں ہو سکتے اگر حضرت عمرؓ بجمال ایثار حضرت شہربانو امام حسینؓ کو نہ بخش دیتے نہ زین العابدین کا وجود مسعود ظہور پذیر ہوتا نہ اس کی پشت سے

Scanned with CamScanner

سادات پیدا ہوتے یہ بھی معلوم ہو کہ معاذ اللہ اگر حضرت عمرؓ مسلمان نہ تھے تو ان کا منشا ہو اموال غنیمت حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کو لینا حلال نہ ہوتا پھر حضرت شہر بانو کا نکاح بھی جائز نکاح نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس امر کے جواب وہ شیعہ سادات ہیں کہ جب معاذ اللہ تزویج ہی صحیح نہیں تو اولاد کیسے رشید ہو سکتی ہے غرض ہمارے شیعہ بھائی سوچیں کہ یہ برا عقیدہ کہ حضرت عمرؓ کو معاذ اللہ کافر و منافق سمجھنا کیا کچھ خرابیاں پیدا کرتا ہے خوب غور کرو (آفتاب ہدایت ص ۱۱۸)

اللہ کرے کہ شیعہ علماء کو یہ بات سمجھ آجائے اور وہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف بد گمانیوں اور بد زبانیوں سے باز آجائیں۔

(نوٹ) پیش نظر رہے کہ حضرت امام حسینؓ کے صاحبزادے (حضرت علی مرتضیٰؓ کے پوتے) امام زین العابدینؒ حضرت عمر فاروقؓ کے پوتے سالم بن عبداللہؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد آپس میں خالہ زاد بھائی تھے مولانا وحید الزمان حیدر آبادی اس رشتہ کی بابت لکھتے ہیں

> یزدجرد ایران کا بادشاہ تھا اس کی تینوں بیٹیاں مسلمان قید کر کے لائے حضرت عمرؓ کی خلافت میں ایک بیٹی حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دی گئی اس سے سالمؒ پیدا ہوئے دوسری محمد بن ابی بکرؓ کو دی گئی اس سے قاسمؒ پیدا ہوئے تیسری امام حسین کو دی گئی اس سے امام زین العابدینؒ پیدا ہوئے یہ تینوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے (لغات الحدیث ج ۲ کتاب ز ص ۹)

داماد نبی حضرت عثمان غنی حضرات حسنین کریمین کو کس نگاہ شفقت و محبت سے دیکھتے تھے اسے ملاحظہ کیجئے

Scanned with CamScanner

حضرت عثمان غنیؓ بھی حضرات حسنین کریمین کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ فرماتے تھے یوں بھی رشتے میں آپ ان کے خالو تھے کہ آپ کی دو خالہ حضرت عثمان غنی کے نکاح میں تھیں حضرت عثمان غنیؓ ان پر صرف شفقت ہی نہیں حضور ﷺ کے نواسہ ہونے اور ان سے خصوصی محبت فرمانے کی بناء پر ان کی تعظیم و تکریم بھی فرماتے تھے ہم پہلے حافظ ابن کثیر کے حوالہ سے یہ بات پہلے بتا آئے ہیں

حضرت عثمان غنیؓ جب ایک مرتبہ عمرہ کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے اپنے ساتھ حضرت حسینؓ کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا ان کے ہمراہ حضرت جعفر کے بیٹے حضرت عبداللہ بھی تھے راستہ میں حضرت حسینؓ بہت زیادہ بیمار ہو گئے حضرت عثمانؓ نے چاہا کہ وہیں ان کے ساتھ رہیں مگر حضرت حسینؓ نے آپ کو قسم دے کر جانے کو کہا تو آپ عمرہ کے سفر پر نکل پڑے اور حضرت علیؓ کو اس واقعہ کی اطلاع دے دی

حضرت امام حسینؓ نے عہد عثمانی میں ہونے والے بہت سے غزوات میں بھرپور حصہ لیا تھا اور آپ کا حضرت عثمان غنی اور ان کی خلافت پر بھرپور اعتماد تھا آپ حضرت عثمان کی خلافت کو خلافت حقہ سمجھتے تھے اور ان کے احکامات کی تعمیل کرتے اور خلیفہ اسلام کی جانب سے جو کچھ بھی ملتا تھا آپ اسے خوشی سے قبول فرماتے تھے آپ نے کبھی نہیں کہا کہ میں خلافت عثمان کو غلط جانتا ہوں اس لئے نہ تو کسی غزوہ میں جاؤں گا اور نہ کوئی ساز و سامان اور وظائف لوں گا

☆.....۲۶ ہجری میں طرابلس اور افریقہ کے علاقوں میں معرکہ لگا حضرت حسین اس میں پوری طرح شریک تھے اس فوج کے سالار حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھے

☆.....۳۰ ہجری میں خراسان اور پیرستان کے علاقوں میں جہاد ہوا حضرت حسینؓ اس

میں بھی شریک رہے اس قافلہ کے امیر حضرت سعید بن العاص الاموی تھے

اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت امام حسینؓ حضرت عثمان غنی کو دل کی گہرائیوں سے خلیفہ اسلام سمجھتے تھے اور ان کی اطاعت کو اسلام کی اطاعت ہی جانتے تھے اگر آپ کے دل میں کہیں بھی اس باب میں کوئی شک ہوتا تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت امام حسینؓ کبھی ان معرکوں میں حصہ لیتے؟ اور کیا ان فتوحات سے ملنے والے اموال اور وظائف کو کسی صورت لینا پسند فرماتے؟ نہیں..... البتہ ہمارے پاس شیعہ علماء کے اس جھوٹ کا کوئی علاج نہیں کہ حضرت امام حسینؓ یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر کرتے رہے یہ آپ کی ہوشیاری تھی کہ آپ نے دوغلی پالیسی اپنائے رکھی اور کسی کو پتہ نہ چلنے دیا کہ آپ اوپر سے کچھ ہیں اور اندر سے کچھ ہیں آپ اوپر سے تو ان کی بات مانتے ہیں ان سے وظائف لیتے ہیں ان کا ادب واحترام کرتے ہیں ان سے محبانہ سلوک کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر اندر سے آپ پوری طرح ادھار کھائے بیٹھے تھے اور سوچ سوچ کر پریشان ہو جاتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جب حضرت عثمان سے ہماری جان چھوٹے گی تا آنکہ مرد مجاہد شیخ الروافض عبداللہ بن سبا میدان میں نکلے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مل کر ہمارے لئے سامان نجات پیدا کیا..... شیعہ علماء کے اس عقیدہ اور اس سوچ کو اگر آپ صحیح سمجھتے ہیں تو خود ہی غور کر لیں کہ اس سے حضرت امام حسینؓ کی تصویر کیا نظر آتی ہے؟ کیا آپ واقعی ایسے ہی تھے؟ نہیں ہرگز نہیں آپ کا ظاہر و باطن ایک تھا اور آپ کے دل میں حضور ﷺ کے خلفاء عظام کی قدر و عزت پوری طرح موجود تھی۔

رہی بات خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے ساتھ تعلقات کی تو آیئے ہم اسے بھی ایک نظر دیکھتے چلیں

Scanned with CamScanner

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ
اور
خاتون جنت حضرت سیدۃ فاطمہ الزہراءؓ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی دختر نیک اختر اور سرور دو عالم ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہیں اور سب مؤمنوں کی ماں ہیں آپ گو حضرت سیدہ فاطمہؓ سے عمر میں چھوٹی ہیں لیکن حضور ﷺ کی اہلیہ محترمہ ہونے کے باعث آپ حضرت فاطمہؓ کی روحانی ماں بھی ہیں ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی رحلت کے بعد جب حضرت فاطمہؓ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں تو حضرت عائشہؓ بھی ان کے ہمراہ تھیں پھر مدینہ منورہ میں بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کے ہاں کثرت سے جاتیں اور ان کا خیال رکھتی تھیں حضرت فاطمہؓ بھی اپنی روحانی والدہ کے آنے سے بہت خوش ہوتی تھیں

خاتون جنت اس بات سے بے خبر نہ تھی کہ حضور اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کس نگاہ محبت سے دیکھتے ہیں آپ نے بارہا ان کے عند اللہ مقام و مرتبہ کی خبر دی تھی اور امت کو ان کا ادب و احترام کرنے کی خصوصی ہدایت بھی فرمائی تھی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ میرے ہاں آرام فرما رہے تھے حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں ان کو یہاں دوسری ازواج مطہرات نے بھیجا تھا حضرت فاطمہؓ اجازت لے کر اندر آئیں اور کہا کہ حضور مجھے آپ کی ازواج نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ ان میں اور حضرت عائشہؓ میں الفت و ہدایا و تحائف وغیرہ میں مساوات فرمائیں۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں

Scanned with CamScanner

خاموش اس بات کو سن رہی تھی حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا

ای بنیۃ الست تحبین ما احب قالت بلی قال فاحبی ھذہ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۵)

اے میری بیٹی میں جس سے محبت رکھتا ہوں کیا تو اس سے محبت نہیں رکھتی حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا جی ہاں میں محبت رکھتی ہوں حضور ﷺ نے فرمایا ان سے (یعنی حضرت عائشہؓ سے) محبت رکھا کرو

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور ﷺ نے بطور خاص حضرت فاطمہؓ کو اپنی روحانی والدہ حضرت عائشہؓ سے محبت رکھنے کی تعلیم فرمائی تھی اور حضرت فاطمہؓ نے ہمیشہ اس ہدایت کو پیش نظر رکھا اور اپنی روحانی ماں سے محبت رکھی اور بسا اوقات آپ کو اپنے راز کی باتیں بھی سناتی تھیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ دونوں ماں بیٹی کے تعلقات بڑے خوش گوار تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو حضرت فاطمہؓ کو حضرت عائشہ سے محبت رکھنے کی ہدایت فرمائیں اور حضرت فاطمہؓ ان سے دور دور رہیں اور ان سے بات چیت تک نہ کریں جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں حضور ﷺ کے گھر والوں اور آپ کے اہل وعیال میں دشمنی کے قصے سنانے والے کبھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے

علامہ حمیری نے اپنی سند کی ساتھ ذکر کیا ہے کہ حضرت فاطمہؓ جب کبھی کوئی کھانا تیار کرتی تو اس میں سے حضرت عائشہؓ کے لئے بھی ایک حصہ رکھ لیتی تھیں اور آنے جانے والے ہاتھ انہیں بھیج دیتی (دیکھئے قرب الاسناد ص ۱۳۷ للحمیری)

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کا حضرت عائشہ سے محبت و عقیدت کا رشتہ اتنا گہرا تھا کہ آپ نے اپنی وفات کے وقت ان کے لئے چاندی دینے کی وصیت بھی کی تھی

Scanned with CamScanner

شیعہ عالم ابن رستم طبری (محمد بن جریر بن رستم) بیان کرتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے جب وفات پائی تو وہ حضرت عائشہؓ سے بہت خوش تھیں اور انہوں نے حضرت عائشہ کے لئے بارہ اوقیہ چاندی کی وصیت کی تھی (دلائل الامامۃ ص ۲۶۰)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت محبت تھی اور کیوں نہ ہوتی کہ وہ حضور ﷺ کی سب سے چہیتی صاحبزادی تھیں آپ حضرت فاطمہؓ کی بڑی عزت کرتی تھیں حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر آپ نے ان کے گھر کا کام کاج کیا تھا وہ خاص حدیث جس میں حضرت فاطمہؓ کے اہل بیت اور آل عباء میں ہونے کا ذکر ہے وہ حضرت عائشہؓ ہی کے ذریعہ سے مروی ہے (صحیح مسلم) آپ خود ہی سوچیں کہ اگر حضرت عائشہؓ کے دل میں حضرت فاطمہؓ کے خلاف ذرا بھی (معاذ اللہ) بوجھ ہوتا تو کیا آپ یہ حدیث روایت کرتیں ؟ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کسی کو حضرت فاطمہؓ سے افضل نہیں دیکھا سوائے حضور ﷺ کے۔

مارأيت قط أحدا أفضل من فاطمة غير أبيها (اصابہ ج ۴ ص ۳۷۸)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ اور میرے درمیان کس بات پر اختلاف ہوا تو میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ حضرت فاطمہؓ سے پوچھ لیں کیونکہ وہ جھوٹ نہیں بولتیں

قالت عائشة ما رأيت أحدا قط أصدق من فاطمة غير أبيها وكان بينهما شيء فقالت يا رسول الله سلها فإنها لا تكذب (مسند ابی یعلی ج ۴ ص ۳۶۳)

ایک مرتبہ آپ نے حضرت فاطمہؓ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا

Scanned with CamScanner

مارأيت أحدا كان أصدق لهجة منها إلا أن يكون الذى ولدها (مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۷۵)

میں نے حضرت فاطمہ سے زیادہ سچ بولنے والا کسی کو نہیں دیکھا سوائے ان کے جن کی وہ صاحبزادی تھی

ملاباقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) بھی نقل کرتا ہے

عن عائشة وذكرت فاطمة عليها السلام مارأيت أصدق منها إلا أباها (بحارالانوار ج ۴۳ ص ۵۳)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت فاطمہؓ سے بڑھ کر سچا ان کے والد کے علاوہ اور کوئی نہیں دیکھا

حضرت عائشہ صدیقہؓ حضرت فاطمہ زہراءؓ کو کس محبت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں اسے دیکھئے شیعہ عالم ملاباقر مجلسی اور مرزا محمد تقی سپہر نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے کچھ اشعار نقل کئے ہیں جو آپ نے حضرت فاطمہ زہراءؓ کی محبت میں کہے۔

يا نسوة استترن بالمعاجر ... واذكرن ما يحسن فى المحاضر
والحمد لله على أافضاله ... و اذكرن رب الناس قد خصنا
والشكر لله العزيز القادر ... بدينه مع كل عبد شاكر
سرن بها والله اعلى ذكرها ... و خصا منه بطهر طاهر

(بحارالانوار ج ۴۳ ص ۱۱۶۔ ناسخ التواریخ ج ۱ ص ۶۲)

اے عورتو! پردہ کے پیچھے چھپ جاؤ اور اپنی مجلسوں میں اچھی اچھی باتوں کیا کرو اور اس پروردگار کو یاد کرو جس نے اپنے ہر شکر گزار بندے کے ساتھ

Scanned with CamScanner

ہمیں بھی اپنے دین سے خاص کر دیا اللہ عزیز و قادر کا شکر ہے اس کی بخشش پر
۔فاطمہؓ کے ساتھ رہنا اللہ نے ان کا ذکر بلند کیا ہے اور خوب طہارت کے
ساتھ ان کو مخصوص فرمایا ہے۔۔

ان واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ اور خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے درمیان ہمیشہ محبت والفت کے تعلقات رہے ہیں کسی ایک روایت سے بھی پتہ نہیں چلتا کہ ان دونوں کے درمیان کبھی لڑائی جھگڑا ہوا ہو اور ان کے آپس کے درمیان کبھی نفرت کی باتیں سنی گئی ہوں

آپ کو حضرت فاطمہؓ کے بچوں سے بھی بڑی محبت تھی اور آپ کے دل میں ان کا بڑا احترام تھا حضرت حسنؓ نے جب ان کے گھر (یعنی حجرہ شریفہ) میں دفن ہونے کی خواہش کی اور آپ سے اس کی اجازت مانگی تو آپ نے خوشی سے اس کی اجازت مرحمت فرمادی تھی۔

خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ کے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے بھی بہت اچھے مراسم تھے اور ان کا روزانہ آپ کے ہاں آنا جانا تھا آپ حضرت فاطمہؓ کی بہت خدمت کرتی تھیں اور آخری وقت تک آپ ان کے ساتھ رہیں حضرت فاطمہؓ نے انہیں غسل دینے کی بھی وصیت فرمائی تھی اور انہوں نے ہی آپ کو غسل بھی دیا تھا

یہ واقعات بتاتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ کے گھرانے میں کسی قسم کی کوئی رنجش نہیں تھی ان کے درمیان مؤدت و محبت اور اکرام واحترام کا رشتہ برابر قائم تھا اور یہ سب ایک تھے ان کے درمیان رنجشوں کی کہانی دشمنوں کی ہوائی ہے جو انہوں نے اڑائی ہے اور یہ راہ انہیں شیطان نے دکھائی ہے افسوس کہ انہوں نے ہمیشہ منہ کی کھائی ہے۔اور دنیا و آخرت میں اپنی عزت گنوائی ہے

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمۃ الزہراءؓ اور آپ کے اہل و عیال کی سیرت آپ کے سامنے ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو بڑی شان سے نوازا تھا حضور ﷺ نے انہیں اپنے جگر کا ٹکڑا اور خاتون جنت فرمایا حضور ﷺ کی مبارک نسل آپ ہی کے گھر سے چلی آپ کے دونوں بیٹے جنت میں جوانوں کے سردار ہوئے اور وقت آئے گا کہ اللہ اسی حسنی اور حسینی گھرانے سے امام مہدی کو پیدا فرمائیں گے اور دنیا پھر ایک مرتبہ اسلام کی بہار دیکھے گی یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہتا ہے

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کا خاندان نہایت ہی قابل اکرام و احترام خاندان ہے اور صحابہ کرامؓ نے آپ کے خاندان کو ہمیشہ اسی احترام کی نظر سے دیکھا ہے حضور ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰؓ حضرت فاطمہؓ حضرات حسنین کریمینؓ کے جو مناقب و فضائل بیان فرمائے صحابہ کرام نے ان فضائل کو اسی عقیدت سے روایت کیا تاکہ ان کے بعد آنے والے یہ جان سکیں کہ حضور ﷺ کے خاندان اور آپ کے اہل و عیال کو اللہ نے بلند مقام عطا فرمایا ہے مگر افسوس کہ ایک گروہ اب تک اس مذموم کوشش میں لگا ہوا ہے کہ حضور ﷺ کے اہل و عیال اور صحابہ کرام میں فاصلہ دکھایا جائے اور انہیں ایک دوسرے کے مدمقابل لا کر امت کو انتشار و افتراق کی نذر کیا جائے اس گروہ نے بطور خاص حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ فاروق کو اپنے طعن کا نشانہ بنا رکھا ہے اور یہ لوگ بات بات پر یہ پراپیگنڈہ کرتے نہیں تھکتے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ سے ناراض رہیں کیونکہ انہوں نے حضرت فاطمہؓ کا حق دبالیا تھا اور حضرت عمرؓ نے ان کا گھر جلادیا تھا..... لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔ آیئے ہم رافضی گروہ کے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر لگائے ان دو مایہ ناز الزام کا جائزہ لیں اور دیکھیں کہ ان دو الزاموں کی حقیقت کیا ہے ؟

Scanned with CamScanner

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف شیعہ علماء کے پراپیگنڈہ کی حقیقت

(۱)..... حضرت فاطمہؓ کے حضرت ابوبکر سے ناراض رہنے کی بات غلط ہے

حضور ﷺ کے وصال کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلافت سنبھالی تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس کسی کو بھیجا کہ وہ آپ سے حضور ﷺ کی وراثت کے لئے کہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قاصد کو بتلایا کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ انبیاء کرام کی میراث مال میں نہیں چلتی وہ جو کچھ بھی چھوڑ جاتے ہیں سب کا سب صدقہ ہوتا ہے چنانچہ جب حضرت فاطمہؓ کو یہ بات معلوم ہو گئی تو پھر آپ نے حضرت ابوبکرؓ سے اس بارے میں کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ آپ اللہ کو پیاری ہو گئیں۔

شیعہ علماء اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر نہایت ہی غلیظ قسم کے الزام لگاتے رہے ہیں اور ان کے مجتہد اور ملا یہ کہتے نہیں تھکتے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا حق وراثت چھین لیا تھا اور انہیں ان کی جائداد سے محروم کر دیا تھا حضرت فاطمہؓ یہ دنیوی مال نہ ملنے پر اس قدر ناراض ہوئیں کہ انہوں نے پھر حضرت ابوبکرؓ سے زندگی بھر کوئی بات نہ کی۔

آیئے ہم اس واقعہ کی حقیقت پر نظر کریں اور دیکھیں کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کے دل میں دنیوی مال سے محبت کیا واقعی اس درجہ کی تھی کہ اس کے لئے انہوں نے اپنے والد محترم

Scanned with CamScanner

ﷺ کے عمر بھر کے رفیق اور جانثار کو چھوڑ دیا تھا اور ان لوگوں کی یہ بات کہاں تک درست ہے؟

☆☆☆.....الجواب

خاتم النبیین حضور اکرم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں یہود کی ایک بڑی تعداد موجود تھی اور ان کے اپنے باغات اور زمینیں تھیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قوت و شوکت عطا فرمائی اور آس پاس کے علاقے یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے جب بنو نضیر بنو قریظہ اور خیبر کے بعض قبائل نے مسلمانوں کا رعب و جلال دیکھا تو انہوں نے بغیر کسی لڑائی کے اپنی زمینیں مسلمانوں کے حوالہ کر دیں ان میں فدک نامی جگہ بھی تھی حضور ﷺ نے یہ زمینیں اپنی تحویل میں لے لیں یہ مال فئی تھا معروف شیعہ مترجم ملا مقبول احمد دہلوی امام باقر اور امام جعفر صادق کے حوالہ سے لکھتا ہے

تہذیب الاحکام میں جناب باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر علیہ السلام سے فئے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ جو زمین اس طرح ہاتھ آئے کہ اس میں خون نہ بہایا گیا ہو (اور نہ ہی جہاد کی نیت سے گھوڑے دوڑائے گئے ہوں) بلکہ کسی قوم سے مصالحت کی گئی ہو اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے کچھ دیا ہو اور جو زمین غیر آباد پڑی ہو یا پانی کی تہہ میں ہو یا پانی کے راستے میں ہو یہ سب کی سب فئے اور انفال میں داخل ہے (ضمیمہ مقبول نوٹ نمبر ۳ ص ۱۵۶)

(نوٹ) یہی بات تفسیر صافی ج ۱ ص ۶۳۶ اور دوسری کتب شیعہ میں بھی موجود ہے

پیش نظر رہے کہ فدک مال فئی میں سے تھا یہ ایک گاؤں تھا جو مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر تھا جس میں پانی کا چشمہ اور کچھ کھجور کے درخت تھے اور یہ بغیر کسی جنگ کے

Scanned with CamScanner

صلح کے طور پر حضور ﷺ کے قبضہ میں آیا تھا اور خود علماء شیعہ بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ فدک اموال فئی میں سے تھا۔ نہج البلاغۃ کے شارح سید علی نقی لکھتے ہیں

اہل فدک نصف آں را بقولے تمام را بصلح وآشتی تسلیم نمودند (فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ ص ۹۵۹)

فدک کے لوگوں نے اس کا نصف حصہ یا ایک قول کے مطابق تمام فدک بغیر کسی لڑائی کے حضور ﷺ کے سپرد کر دیا

صاحب درۃ نجفیہ لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق باغ فدک میں کھجور کے کل گیارہ درخت تھے جو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے لگائے تھے

انه كان فيها احدى عشر نخلة غرسها رسول الله ﷺ بيده (درہ نجفیہ ص ۳۳۲)

مگر افسوس کہ شیعہ علماء نے اپنے عوام کو یہ بتانے میں کوئی حیاء محسوس نہ کی کہ فدک درحقیقت ایک بہت ہی وسیع وعریض ملک تھا حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں چاہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کو اتنا بڑا ملک اور سلطنت مل جائے اور وہ دولت مند بن جائیں شیعہ کتابوں میں فدک کا کل رقبہ کتنا دکھایا گیا ہے اسے بھی دیکھتے جایئے

شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب روایت کرتے ہیں کہ جب خلیفہ مہدی نے امام موسیٰ کاظم سے پوچھا کہ فدک کا کل رقبہ کیا تھا اس کا حدود اربعہ تو بتائیں آپ نے اس کے جواب میں کہا

حد منها جبل أحد وحد منها عريش مصر وحد منها سيف البحر وحد منها دومة الجندل فقال له كل هذا قال نعم يا أمير المؤمنين

هذا كله ان هذا كله مما لم يوجف على اهله رسول الله ﷺ بخيل ولا ركاب ۔(الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۱۹۲)

(ترجمہ) اس کی حدود اربعہ یہ ہے ایک طرف جبل احد دوسری طرف عریش مصر تیسری سیف البحر اور چوتھی دومۃ الجندل۔ اس نے کہا یہ ہے کل علاقہ۔ فرمایا ہاں اس علاقہ پر لڑائی نہیں ہوئی۔

امام موسی کاظمؒ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک کسی باغ یا گاؤں اور شہر کا نام نہیں تھا ایک بڑا وسیع و عریض کوئی ملک تھا کہ اس کا ایک کنارا جبل احد تھا تو دوسرا عریش مصر تھا ادھر سے سیف البحر تھا تو دوسری طرف دومۃ الجندل اس کی حد تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام موسی کاظمؒ کو خود پتہ نہ تھا کہ فدک کس چیز کا نام ہے اور اس کا حدود اربعہ کیا ہے کسی نے ان سے کہہ دیا کہ آپ تو آدھی دنیا کے مالک ہیں اور آپ اس کو سچ سمجھ بیٹھے اور خلیفہ مہدی سے آدھی دنیا کا مطالبہ کر دیا۔ (استغفر اللہ)

ملا باقر مجلسی امام جعفر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ

حضور ﷺ نے کہا کہ جبرئیل نے فدک کی حدود بتانے کے لئے اپنے پروں سے ایک لائن کھینچی اور مجھے حکم دیا کہ یہ سلطنت تمہارے (یعنی حضرت فاطمہؓ کے) حوالہ کر دوں (حیات القلوب ص ج ۲ ص ۵۰۳)

اسی مضمون کی ایک اور روایت ملا باقر مجلسی نے نقل کی ہے اس میں فدک کی حدود یہ بیان ہوئیں ہیں

ایک حد عدن دوسری سمرقند تیسری افریقہ چوتھی سمندر کا کنارہ جو آرمینیا سے ملا ہوا ہے (بحار الانوار ج ۸ ص ۱۰۱)

Scanned with CamScanner

اسی کتاب کی ایک اور روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک میں بے شمار قلعے اور اموال تھے اور آخر کار ان قلعوں اور اموال کی چابیاں حضور کے پاس آگئیں (ایضا)

ان تمام روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فدک تقریباً آدھی سے زیادہ دنیا پر محیط تھا اور یہ ایک ایسی سلطنت کا نام تھا جو آرمینیا سے لے کر مصر تک پھیلی ہوئی تھی اس کی ایک حد مدینہ میں احد پہاڑ کو بھی لگتی تھی (دیکھئے انوار نعمانیہ ج ا ص ۱۶ للجزائری)

یعنی فدک ایک بہت عریض وو سیع سلطنت کا نام ہے جس میں کئی ملک تھے کئی بڑے بڑے قلعے تھے اور حضرت جبرئیلؑ نے اپنے پروں سے اس کا حدود اربعہ مقرر کر دیا تھا اور یہ سارا مال و متاع اسباب و جائداد حضور ﷺ نے اکیلے حضرت فاطمہؓ کے لئے رکھا تھا اور حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ سے اسی عریض وو سیع سلطنت کا مطالبہ کر رہی تھیں اور بقول شیعہ لمبے چوڑے خطبے دے رہی تھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جیسا کہ ہم اوپر عرض کر آئے ہیں کہ فدک اموال فئی میں سے تھا اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مال فئی کی آمدنی کے مصارف بھی بتا دئے کہ وہ کن مصارف میں خرچ کی جائے گی۔ یہ آٹھ مصارف ہیں جس کا ذکر سورہ حشر کی آیت نمبر (۷۔۸۔۹) میں موجود ہے اور وہ یہ ہیں..... (۱) اللہ کے نام پر (۲) رسول کے لئے (۳) رسول کے قرابت داروں کے لئے (۴) یتیموں (۵) مسکینوں (۶) مسافروں (۷) مہاجرین کے لئے (۸) انصار کے لئے

شیعہ عالم محمد بن مرتضیٰ المعروف فیض کاشانی نے امام جعفر صادق کے حوالہ سے اموال فئی کے متعلق نقل کیا ہے کہ

هی لله وللرسول علیه السلام ولمن قام مقامه بعده (تفسیر صافی ص ۲۱۰)

Scanned with CamScanner

یہ اللہ اور اس کے رسول کا حق ہے اور جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اس کا قائم اور جانشین بنے اس کا حق ہے

اس سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ مال فئی کسی کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتا اور نہ یہ کسی کی وراثت میں چلتا ہے جب فدک مال فئی میں سے تھا تو پھر اس پر وراثت کا دعویٰ خود شیعہ مفسرین کے نزدیک بھی غلط ہے۔ معلوم نہیں یہ لوگ حضرت فاطمہؓ پر کیوں غلط الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی چیز کا مطالبہ کیا جس پر ان کا کوئی حق ہی نہیں تھا۔ اس قسم کی باتوں سے حضرت فاطمہؓ کی عزت ہوتی ہے یا آپ کے بارے میں کوئی اور تصور پیدا ہوتا ہے اس پر شیعہ عوام بھی کبھی غور کر لیا کریں

حضور ﷺ اس آیت کی روشنی میں اس کی آمدنی اپنے اہل و عیال اور قرآن کے بیان کردہ دوسرے مصارف پر خرچ کرتے تھے حضرت عمر فاروقؓ نے حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ سے یہ بات کہی بھی تھی اور ان دونوں بزرگوں نے اس کا کبھی انکار نہیں کیا

فكان النبی ﷺ ينفق على أهله من هذا المال نفقة سنة ثم ياخذ مابقی فيجعله مجعل مال الله فعمل بذلك رسول الله ﷺ فی حياته (صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۷۶)

حضور ﷺ اس مال سے اپنے گھر والوں کا سالانہ خرچ نکالتے تھے اور باقی مال کو اللہ تعالیٰ کی بتائی جگہوں پر خرچ کر دیتے تھے حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں اس پر عمل کیا تھا

مؤرخ احمد بن یحییٰ بلاذری (۲۷۹ھ) لکھتے ہیں

فكان نصف فدك خالصا لرسول الله ﷺ وكان يصرف مايأتيه

منها إلى أبناء السبيل وفي رواية أن فدك كانت للنبي ﷺ فكان ينفق منها ويأكل ويعود على فقراء بني هاشم ويزوج إليهم (فتوح البلدان ص ۳۱)

آدھا فدک خالص حضور ﷺ کے قبضہ میں تھا اس سے جو آمدنی آتی اسے مسافروں پر خرچ کر دیتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ اس سے خود بھی خرچ کرتے تھے اس میں سے اپنے کھانے کے لئے لیتے اس میں سے بنی ہاشم کے فقراء کو دیتے اور ان کی شادیاں کراتے تھے۔

☆.....فدک دور صدیقی میں

حضور ﷺ جب سفر آخرت پر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے جانشین ہوئے تو یہ زمینیں حضرت ابوبکرؓ کی تحویل میں آگئی اور آپ نے اس کی آمدنی کو انہی مصارف میں صرف کیا جو آپ ﷺ کا طریقہ رہا تھا اس دوران حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ایک قاصد بھیجا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۹۱۔ صحیح بخاری ج ۲ ۶۰۹۔ ج ۱ ص ۵۲۶) اور کہا کہ فدک نامی علاقے کی جائداد یا باغ جس کی آمدنی سے ہمیں بھی حصہ ملتا تھا چونکہ حضور ﷺ کی وفات ہو چکی ہے اس لئے وہ ہمیں دے دیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بتایا کہ اگر ہم یہ آپ کو دے دیں تو یہ وراثت کی شکل بن جائے گی جبکہ پیغمبر کی وراثت جاری نہیں ہوتی یہ بات حضور ﷺ نے فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ پیغمبر جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ سب کا سب صدقہ ہوتا ہے البتہ میں اس بات کی پوری ذمہ داری لیتا ہوں کہ آپ کو

Scanned with CamScanner

خرچ کے لئے اس کی آمدنی سے برابر اسی طرح ملتا رہے گا جس طرح حضور ﷺ زندگی میں آپ کو (اور دوسرے گھر والوں کو) دیا کرتے تھے حضور ﷺ کی قرابت مجھے بہت عزیز ہے اور اس میں کوئی کمی کوتاہی نہیں ہوگی تاہم میں وہ کام کبھی نہیں کروں گا جو حضور ﷺ کے طریقے کے خلاف ہوگا اور اگر میں نے ایسا کیا تو میں راہ راست سے بہک جاؤں گا حضرت فاطمہؓ نے یہ پیغام سنا تو آپ خاموش ہو گئیں اور پھر آپ نے آئندہ اس موضوع پر کوئی بات نہیں کی یہاں تک کہ کچھ ماہ بعد آپ اللہ کو پیاری ہو گئیں (فرضی اللہ تعالیٰ عنہا)

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد سے حضرت فاطمہؓ کی وفات تک (جو زیادہ نہ تھا) آپ کے گھر کا خرچہ اسی مال سے آتا رہا اور آپ اسی مال سے اپنے گھر کا خرچ چلاتی رہیں

شیعہ عالم ملا باقر مجلسی (۱۱۱۱ھ) لکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ سے کہا

اموال واحوال خود را از تو مضائقه ندارم آنچه خواہی بگیر تو سیده امت پدر خودی وشجره طیبه از برائے فرزندان خود انکار فضل تو کسے نمی تواند کرد وحکم تو نافذ است درمال من اما در اموال مسلمانان مخالفت گفته پدر تو نمی توانم کرد (حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم)

میں اپنے حالات اور اپنے مالوں کو تمہیں دینے میں کوئی تنگی محسوس نہیں کرتا آپ اس میں مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں آپ اپنے والد کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے بچوں کے لئے شجرہ طیبہ کی طرح ہیں آپ کے فضل کا کوئی انکار نہیں کر سکتا میرے مال پر آپ کا حکم نافذ ہے تاہم مسلمانوں کے مالوں سے

Scanned with CamScanner

معاملہ میں آپ کے والد گرامی ﷺ کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔

حضرت امام بخاریؒ (۲۵۶ھ) نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی

خدمت میں عرض کیا کہ

لست تارکا شیئا کان رسول اللہ ﷺ یعمل بہ إلا انی عملت بہ

فانی اخشی أن ترکت شیئا من أمرہ أن أزیغ (صحیح بخاری ج۱ ص ۴۳۵)

میں کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑ سکتا جس پر حضور اکرم ﷺ عمل پیرا تھے میں تو

ضرور اسی عمل کو جاری رکھوں گا کیونکہ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر میں

نے کوئی چیز آپ کے عمل سے ترک کر دی تو میں راہ راست سے ہٹ جاؤں گا

☆..... ولم اترک أمرا رأیت رسول اللہ ﷺ یصنعہ فیہا إلا صنعتہ

(صحیح بخاری ج۲ ص ۶۰۹)

☆.....أعمل فیہا بما عمل رسول اللہ ﷺ (صحیح بخاری ج۲ ص

۹۹۶)

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کو کہا کہ میں حضور ﷺ کے خلاف کچھ نہ کروں گا

یہ اموال مسلمانوں کے معاملات میں صرف ہونگے مسلمان اس سے سامان جنگ بھی

خریدیں گے اور کافروں کے ساتھ مقابلہ کریں گے پھر آپ نے کہا

وایں راباتفاق مسلماناں کردہ أم ودریں أمر منفرد وتنہا

نبودہ ام (حق الیقین ا ص ۱۲۶)

یہ فیصلہ میں نے تنہا نہیں کیا مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے۔

یہاں یہ بات لائق غور ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی حیات مبارک میں اپنے گھر والوں میں

Scanned with CamScanner

سے کیا کسی کو اس بات کا ذمہ ٹھہرا دیا تھا کہ وہ باغ فدک کا یہ نظام اپنے ہاتھ میں لے لیں کر یہ زمین یا باغ اب ان کی ملکیت ہے ؟ کیا آپ نے کبھی حضرت علی مرتضیٰؓ کو یہ بات کہی کہ وہ اس کے ذمہ دار بن جائیں ؟ نہیں۔ حضور ﷺ نے قرآنی ہدایات کے مطابق اس کی آمدنی ان مصارف میں خرچ کیں مگر اپنے گھر والوں میں سے کسی کو بھی اس کا مالک نہیں بنایا اور نہ کسی کو اس کا حصہ دار قرار دیا اور نہ اسے کسی کی ملکیت میں دیا۔

شیعہ علماء لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ آپ میرے دو بچوں کے لئے کچھ دے جائیں حضور ﷺ نے اس وقت بھی کسی مال و جائداد کا ذکر نہیں کیا بلکہ آپ نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ کو تو میرا رعب و دبدبہ اور حضرت حسینؓ کو میری بہادری اور سخاوت ملے گی۔ ابن بابویہ قمی شیعی نے یہ بات خصال میں لکھی ہے

أما الحسن فان له هيبتى وأما الحسين فان له جرأتى (دیکھئے ص ۳۹ طبع ایران)

حضرت مغیرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت فاطمہؓ نے باغ فدک کے بارے میں حضور ﷺ سے گفتگو کی تھی مگر حضور ﷺ نے انہیں بتادیا کہ یہ کسی کی تملیک میں نہیں دی جاسکتی

وان فاطمة سالته أن يجعلها لها فأبى (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۵۹)

حضور ﷺ اپنی زندگی میں اس کی آمدنی ان قرآنی مصارف میں خرچ کرتے تھے اور آپ کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اپنے اپنے زمانے میں اسی سنت نبوی کے مطابق عمل کیا

فلما ان ولى ابوبكر عمل فيها بما عمل النبى ﷺ فى حياته حتى

مضی لسبیله فلما أن ولی عمر عمل فیها بمثل ما عملا حتی مضی لسبیله (ایضا)

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس مال کو اسی طرح خرچ کیا جس طرح حضور ﷺ خرچ فرماتے تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ امہات المؤمنین میں سے کسی نے یا حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ نے یا بنی ہاشم کے کسی فرد نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ کہا ہو کہ حضور ﷺ ہمیں اتنا دیتے تھے آپ نے ہمیں اس سے کم کیوں دیا؟ حضرت ابوبکرؓ کے بارے میں ایک حکایت بھی شیعہ کی کسی کتاب میں بھی نہیں ملتی حضرت ابوبکر صدیقؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ٹھیک ٹھیک اسی پر عمل کروں گا جو حضور اکرم ﷺ کا طریقہ رہا تھا

أنا ولی رسول الله ﷺ فقبضتها فعمل بما عمل به رسول الله ﷺ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۶)

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے بھی یہی بات کہی تاہم کسی ایک نے بھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چیلنج نہیں کیا کہ آپ یہ بات غلط کہتے ہیں یہ آواز صحابہؓ کے مجمع میں سے آئی نہ ہی اہل بیت نبوت میں سے کسی نے اس وقت حضرت ابوبکرؓ کو آپ کے اس فیصلہ پر چیلنج کیا تھا اور نہ ہی بعد میں کسی نے حضرت ابوبکرؓ کے اس بیان سے اختلاف کیا۔ اختلاف تو دور کی بات ہے انہوں نے آپ کے اس فیصلے کی بھرپور تائید و توثیق کی ہے

سید علی نقوی شیعی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اناج غلہ اور دیگر آمدنی لے کر حضور ﷺ کے گھر والوں (ازواج اور حضرت فاطمہؓ وغیرہم) کو پورے خرچ کی مقدار دیا کرتے تھے

أبوبکر غله وسود آنرا گرفته بقدر کفایت باهلبیت علیهم السلام مے داد وخلفاء بعد ازوهم برآن اسلوب رفتار نمودند تازمان

معاویہ (فیض الاسلام شرح نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۹۶۰)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کے طریقہ سے سر مو انحراف نہیں کیا تھا نہ کسی حقدار کا مال روکا اور نہ کسی کو غلہ اناج دینے سے منع کیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے اس طرز عمل سے حضور ﷺ کا سارا گھرانہ خوش تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے جو بات پہلے دن کہی تھی اس پر آپ نے پورا پورا عمل کر دکھایا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہؓ سے بھی آپ نے جب یہ بات کہی تھی انہوں نے بھی اس پر کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہ کیا

نہج البلاغۃ کے شارح علامہ میثم بن علی بن میثم بحرانی (۶۷۹ھ) لکھتے ہیں

كان رسول الله يأخذ من فدك قوتكم ويقسم الباقى ويحمل منه فى سبيل الله ولك على الله أن أصنع بها كما يصنع فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به وأن ياخذ غلتها فيدفع إليهم منها مايكفيهم ثم فعلت الخلفاء بعده كذلك إلى أن ولى معاوية (منہاج السالکین ماخوذ از فتاوی عزیزی ص ۸۳۔ شرح نہج البلاغۃ ص ۴۳۲)

☆..... فدک دور فاروقی اور دور عثمانی میں

حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ان کے بعد حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد حضرت علیؓ کا دور خلافت آیا اور یہ سب حضور ﷺ کے طریقہ کے مطابق اس آمدنی کو خرچ کرتے رہے۔ شیعہ عالم ابن ابی الحدید عبدالحمید بن بہاء الدین مدائنی (۶۵۶ھ) بھی لکھتے ہیں

كان أبوبكر ياخذ غلتها فيدفع اليهم منها مايكفيهم ويقسم الباقى

وکان عمر کذلك ثم کان عثمان کذلك ثم کان علی کذلك (
شرح نہج البلاغۃ ج ۲ ص ۲۹۶)

حضرت علیؓ کے بعد حضرت حسنؓ کا دور آیا پھر حضرت حسینؓ بھی مدینہ منورہ میں رہے مگر ان میں سے کسی ایک نے بھی نہ تو کسی قسم کا کوئی مطالبہ کیا اور نہ انہوں نے اس آمدنی کو لینے سے انکار کیا حتی کہ جو کچھ ان خلفاء کرام کی جانب سے ملتا رہا اہل بیت نبوت اس کی آمدنی برابر لیتے رہے اور کبھی یہ نہ کہا کہ آپ ہمیں اتنا کیوں دیتے ہیں سب پر ہمارا حق ہے سب کچھ ہمیں دے دو

ان حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ فدک کی زمین اور اس کی آمدنی خود حضور ﷺ نے بھی اپنی کسی اولاد و ازواج اور عزیزوں کو نہ دی تھی البتہ ان کا تصرف آپ کے ہاتھ میں تھا اور آپ قرآن کی روشنی میں اسے ان کے مصارف میں خرچ کرتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے اس سے سر مو تجاوز نہیں کیا اگر آپ حضرت فاطمہؓ کی بات سن کر انہیں یہ سب کچھ دے دیتے تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کیا حضور ﷺ کے طریقہ پر رہتے ؟ کیا آپ ان لوگوں کا سامان روک کر ظلم نہ کرتے جنہیں حضور ﷺ عطا فرمایا کرتے تھے ؟

☆.....فدک دور علوی میں

سوال..... سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کا اس باب میں موقف کیا رہا؟ کیا آپ نے اپنے دور خلافت میں خلفائے ثلاثہؓ کے اس موقف مسترد کر دیا تھا اور فدک کو وراثت سمجھتے ہوئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے حوالے کر دیا تھا ؟

Scanned with CamScanner

جواب ..... نہیں۔ حضرت علی مرتضیٰؓ نے بھی اپنے دور میں وہی موقف اختیار کیا جو حضرات شیخینؓ کا تھا اگر یہ حق صرف حضرت فاطمہؓ کا ہوتا تو حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے دور خلافت میں ضرور بالضرور اس پر قبضہ کر لیتے اور حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو دے کر ہمیشہ کے لئے یہ قضیہ ختم کر دیتے مگر تاریخ گواہ ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا اور آسانی سے حل ہو جانے والے معاملے کی طرف توجہ تک نہ فرمائی اور اسے اسی طرح رہنے دیا جس طرح پہلے سے چلا آرہا تھا آپ نے حضرات شیخین کریمینؓ کے اس فیصلے کی مخالفت نہیں کی جو انہوں نے اپنے دور خلافت میں کیا تھا

مفسر قرآن علامہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں

لما ولی علیؑ لم یغیر هذا الصدقة مما كانت فی أيام الشيخين ثم كانت بعده بيده الحسن ثم بيد الحسين ثم بيد على بن الحسين ثم بيد الحسن بن الحسن ثم بيد عبد الله بن الحسين ثم وليها بنو العباس على ما ذكره الامام البرقانی فی صحيحه ولم يرد عن أحد من هؤلاء انه تملكها ولا ورثها ولا ورثت عنه (تفسیر قرطبی منقول از عمدۃ القاری ج ۷ ص ۱۷۳ فیض الباری ج ۴ ص ۴۶)

جب حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے تو فدک کے معاملے میں جو نظام حضرات شیخینؓ کے دور میں تھا اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی پھر یہ معاملہ حضرت حسنؓ کے پاس آیا پھر حسینؓ کے پاس پھر حضرت زین العابدینؒ کے پاس پھر حسن بن حسنؓ پھر زید بن حسنؓ پھر عبداللہ بن حسینؓ پھر بنو عباس اس کے متولی ہوئے جیسا کہ امام برقانی نے اپنی صحیح میں اس کا ذکر کیا ہے اور یہ بات کسی نے نہیں

Scanned with CamScanner

تھی کہ یہ حضرات فدک کے مالک بن گئے تھے یا یہ انہیں وراثت میں ملا تھا

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ اگر حضرت علیؓ یہ سمجھتے کہ فدک حضرت فاطمہ کا حق تھا تو آپ کے لئے یہ بات کوئی مشکل نہ تھی کہ آپ اسے حضرت فاطمہ کی اولاد کو لوٹا دیتے مگر دنیا جانتی ہے کہ آپ نے ایسا نہیں کیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ حقیقت حال کیا ہے

وقد تولى عليّ بعد ذلك وصار فدك وغيرها تحت حكمه ولم يعطها لأولاد فاطمة ولا من زوجات النبي ولا ولد العباس شيئا من ميراثه فلو كان ذلك ظلما وقدر على إزالته لكان هذا أهون عليه من قتال معاوية وجيوشه (منہاج السنۃ ج ۶ ص ۳۴۷)

ان حضرات (یعنی خلفائے ثلاثہؓ) کے بعد حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ بنے اور آپ کے دور خلافت میں فدک اور دوسرے اموال آپ کے زیر تصرف رہے مگر آپ نے فدک حضرت فاطمہؓ کی اولاد کو واپس نہیں دیا اور نہ حضور ﷺ کی میراث کو ورثاء میں تقسیم کیا اگر (خلفائے ثلاثہ کا اپنے عہد خلافت میں) ایسا کرنا ظلم تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں اس کا ازالہ کیوں نہ فرمایا حالانکہ اس ظلم کا ازالہ کرنا حضرت معاویہؓ اور ان کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی بہ نسبت بہت آسان تھا

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فدک کا معاملہ جس طرح شیخینؓ کے دور میں رہا حضرت علیؓ اور ان کے بعد جن حضرات نے بھی یہ ذمہ داری سنبھالی ان سب نے شیخین کریمینؓ کے طریقے پر ہی اسے باقی رکھا سب اس کے متولی تو ہوئے مگر کسی کو بھی اس کا

Scanned with CamScanner

مالک نہیں بنایا گیا اور نہ اسے میراث میں دیا گیا اس حقیقت کے ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شیعہ عالم حضرت ابوبکرؓ پر ظلم کی تہمت لگاتا ہے تو وہ اپنی اس تہمت میں حضرت علی مرتضیٰ کو شریک کرتا ہے کہ معاذاللہ آپ نے بھی زیادتی کا ارتکاب کیا تھا۔

علامہ قاضی عیاضؒ (۵۴۴ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو جب حضور ﷺ کی حدیث کا پتہ چل گیا تو آپ اپنی رائے سے پیچھے ہٹ گئیں اور آپ نے اور نہ ہی آپ کی اولاد نے آئندہ کبھی اس کا مطالبہ کیا جب حضرت علی مرتضیٰؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی وہی موقف اختیار کیا جو حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کا رہا تھا

ثم لم يكن منها ولا من أحد من ذريتها بعد ذلك طلب الميراث ثم ولى على الخلافة فلم يعدل بها عما فعله أبوبكر وعمر رضى الله عنهما (شرح مسلم للنووی ج ۲ ص ۹۰)

اس سلسلے کا ایک واقعہ ملاحظہ کیجئے محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری قدس سرہ السامی (۱۳۵۲ھ) فرماتے ہیں

والحال ان عليا وعثمان ايضا يمشيا على مافعله الشيخان وحكى ان رافضيا ذهب عند السفاح الخليفة العباسى فقال انى مظلوم فأجرنى قال الخليفة من ظلمك قال أبوبكر وعمر فى تركة النبى ﷺ فسأل الخليفة عند من الفدك بعدهما قال عند عثمان قال ثم عند من ؟ قال عندعلى وهكذا قال الخليفة فاى خصوصية أبى بكر وعمر فسكت الرافضى الملعون..... (العرف الشذی بشرح الترمذی ص ۴۸۵)

Scanned with CamScanner

حقیقت حال یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ بھی حضرات شیخینؓ کے طریقہ پر ہی چلے ہیں اس بارے میں ایک حکایت نقل کی گئی ہے کہ عباسی خلیفہ سفاح کے سامنے ایک شیعہ اپنی فریاد لے کر آیا اور کہا کہ میں مظلوم ہوں میری مدد کی جائے خلیفہ نے پوچھا کہ بتا تجھ پر کس نے ظلم کیا ہے اس نے کہا ابوبکر و عمر نے میراث کے معاملے میں مجھ پر ظلم کیا ہے خلیفہ نے کہا اچھا یہ بتا کہ ابوبکر اور عمر کے بعد فدک کس کے پاس آیا اس نے کہا عثمانؓ کے پاس ۔ خلیفہ نے پوچھا اس کے بعد ؟ اس نے کہا علیؓ کے پاس..... علی ھذا القیاس..... خلیفہ نے کہا کہ بتا پھر اس ظلم میں ابوبکر و عمر کی کونسی خصوصیت رہی اس میں تو پھر حضرت علیؓ بھی شریک ہو گئے ہیں چنانچہ وہ رافضی چپ ہو گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا

علامہ عبدالرحمٰن بن جوزیؒ (۵۹۶ھ) اس واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں

قال ابن عقیل الظاھر ان من وضع مذھب الرافضة قصد الطعن فی اصل الدین والنبوة .....الخ (تلبیس ابلیس ص ۹۸ طبع دمشق)

ابن عقیل کہتے ہیں کہ یہ بات ظاہر ہے کہ جس نے رافضی مذہب بنایا ہے اس کا اصل مقصد دین اسلام اور نبوت محمدی میں طعن کرنا تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ جو اعتقاد حق لائے وہ ہماری نظر سے غائب چیز ہے (اور ہم نے آپ کی زبان سے کچھ بھی نہیں سنا) بلکہ ہمارا اعتماد فقط سلف صالحین یعنی صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کے نقل کرنے اور دیکھنے والوں کی جودت نظر پر ہے یعنی ان بزرگوں نے اپنی خوبی نظر سے ان کو بزرگ پیغمبر پایا تھا تو ان کی جودت نظر پر

Scanned with CamScanner

بھی ہمارا بھروسہ ہے ان دونوں باتوں سے ہمارا یہ حال ہے کہ گویا ہم خود دیکھتے ہیں جبکہ ہمارے لئے ایسے اکابر نے دیکھ لیا تھا جن کی بزرگی دین و کمال عقل وجودت نظر پر ہمارا کامل اعتماد ہے پس رافضی مذہب کے بانی نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جن پر تم یہ اعتماد کرتے ہو انہوں نے پیغمبر کی وفات کے بعد پہلا کام یہ کیا کہ ان کے خاندان پر خلافت کا ظلم کیا (یعنی خلافت ان سے چھین لی) اور ان کی صاحبزادی پر میراث کا ظلم کیا (فدک چھین لیا) تو یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ جس کے حین حیات میں اس کی نبوت کے متعلق یہ اعتقاد تھا وہ ان کی نظر میں ٹھیک شخص نہ تھا (معاذاللہ)

أول مابدأوا بعد موته بظلم أهل بيته فى الخلافة وابنته فى إرثها وماهذا إلا لسوء إعتقاد فى المتوفى (ایضاص ۹۸)

خصوصا انبیاء کے بارے میں تو یہ واجب کرتا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد ان کے قوانین مقررہ کی حفاظت لازم سمجھی جائے خصوصا ان کے اہل و عیال کے حق میں اس کے قواعد کے موافق احترام ضروری ہوتا ہے

پس جب رافضی گروہ نے یہ عقیدہ رکھا کہ صحابہؓ نے حضور ﷺ کے بعد یہ سب کام (ظلم) جائز سمجھے تو اس گروہ نے صاف صاف یہ اقرار کیا کہ ہم تک جو شریعت پہنچی ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے کہ حضور ﷺ کی جانب سے ہم تک پہنچنے میں سوائے منقول طریقہ کے اور کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے (یعنی صحابہؓ نے ہم تک یہ بات نقل کی اور ہم نے ان کی اس نقل پر اعتماد کیا) اب جب صحابہؓ پر ہی اعتماد ختم ہو گیا تو ان کی جانب سے منقول

Scanned with CamScanner

اعتقادات وشریعت پر کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں اور جن کے اتباع پر اعتماد کرتے ہوئے شریعت پر جزم کیا گیا تھا اس سے بداعتقادی پیدا ہو جائے گی اور یقین ختم ہو جائے گا اور ہمیشہ یہ وسوسہ رہے گا کہ جن کے اعتماد پر شریعت کا انحصار ہے انہوں نے ایسی کوئی بات نہ دیکھی جس سے اتباع اور ایمان فرض ہو اور انہوں نے یہ مصلحت اس (پیغمبر) کی زندگی تک رعایت رکھی اور اس کے فوت ہوتے ہی اس کی شریعت سے منحرف ہو گئے اور ان لوگوں میں سے سوائے ان کے چند گھر والوں کے اور کوئی بھی اس کے دین پر باقی نہ رہا (معاذ اللہ)

ولم نأمن أن يكون القوم لم يروا مايوجب اتباعه فراعوه مدة الحياة وانقلبوا عن شريعته بعد الوفاة ولم يبق على دينه إلا الأقل من أهله (ایضاص ۹۹)

پس رافضی گروہ کے اس مکر و فریب کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہے کہ اصل اعتقاد مٹ جائے اور ان عقائد واعمال کو قبول کرنے میں ہمارا دل ست ہو جائے جو ہمیں صحابہ سے ملے ہیں ..... (دیکھئے تلبیس ابلیس اردو ترجمہ ص ۱۳۰)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۳۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ

ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ عامی سنی سے ایک شیعی کی گفتگو ہوئی سنی نے کہا کہ جب فدک پر جھگڑا تھا تو حضرت علیؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کو کیوں نہ لے لیا؟ شیعی نے جواب دیا کہ جو چیز غصب کر لی جاتی ہے

Scanned with CamScanner

پھر ہم لوگ اس کو نہیں لیتے سنی نے جواب دیا کہ خلافت بھی تو غصب کرلی گئی تھی پھر اس کو کیوں لیا تھا (یعنی آپ چوتھے خلیفہ کیوں بنے) اس جواب پر شیعی دم بخود رہ گیا (الافاضات ج ۴ ص ۸۹)

☆☆☆..... ایک سوال اور اس کا جواب

حضور ﷺ کا ارشاد کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی وہ سب کا سب صد ہوتا ہے کیا یہ حدیث اکیلے حضرت ابوبکر صدیق روایت کرتے ہیں ؟

الجواب..... اس حدیث کے راوی اکیلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نہیں یہ بات اور بھی کئی اور صحابہؓ سے مروی ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ روایت صرف حضرت ابوبکر ہی سے مروی ہے اگر یہ ان کی جہالت نہیں تو پھر وہ جھوٹ بول رہے ہیں شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

ان قول النبی ﷺ لانورث ماترکنا فهو صدقة رواه عنه أبوبكر وعمر وعثمان وعلى وطلحة والزبير وسعد وعبدالرحمن بن عوف والعباس بن عبدالمطلب وأزواج النبى ﷺ وأبوهريرة والرواية عن هؤلاء ثابتة فى الصحاح والمسانيد مشهورة يعلمها أهل العلم بالحديث فقول القائل أن أبابكر إنفرد بالرواية يدل على فرط جهله أو تعمده الكذب (منهاج السنة ج ۴ ص ۱۹۶)

حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ہم وراثت نہیں چھوڑتے جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ

Scanned with CamScanner

حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعیدؓ حضرت عبدالرحمٰنؓ
حضرت عباسؓ حضرت ابوہریرہؓ اور آپ کی ازواج مطہرات نے بھی روایت کی
ہے نیز یہ حدیث صحاح مسانید کتب حدیث میں مشہور ہے جسے محدثین
بخوبی جانتے ہیں اب شیعہ عالم کا یہ کہنا کہ یہ روایت منفرد ہے اس کی انتہائی
جہالت ہے یا پھر عمداً جھوٹ بولنے پر دلالت کرتا ہے

آپ ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث دیگر صحابہ کرام سے بھی مروی ہے اور صحابہ میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس حدیث پر انگلی اٹھائی ہو حتی کہ حضور ﷺ کی ازواج اور آپ کے چچا جو آپ کی وراثت کے حقدار تھے انہوں نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو اور نہ اس حدیث کو کبھی اور کہیں چیلنج کیا تھا اور اسی پر حضرات خلفاء راشدین (جن میں حضرت علی مرتضیٰ بھی شامل ہیں) کا عمل اور فیصلہ رہا حضرت علیؓ نے نہ تو کبھی اس فیصلہ کو تبدیل کیا اور نہ کبھی آپ کے دور میں تقسیم وراثت کی کہیں بحث چلی

ان هذا الخبر رواه غير واحد من الصحابة فى اوقات ومجالس وليس فيهم من ينكره بل كلهم تلقاه بالقبول والتصديق ولهذا لم يصر أحد من أزواجه على طلب الميراث ولاأصر العم على طلب الميراث بل من طلب من ذلك شيئا فاخبر بقول النبى ﷺ رجع عن طلبه واستمر الامر على ذلك على عهد الخلفاء الراشدين الى على فلم يغير شيئا من ذلك ولا قسم له تركة (منہاج ج ۴ ص ۲۲۰)

اس روایت کو کئی صحابہ نے مختلف اوقات اور مجلسوں میں روایت کیا ہے ان میں کوئی ایک بھی ایسا نہیں تھا جس نے اس روایت کا انکار کیا ہو بلکہ ہر ایک نے

Scanned with CamScanner

اسے قبول کیا اور اس کی تصدیق کی۔ اسی لئے حضور ﷺ کی ازواج میں سے کسی نے بھی اور نہ آپ کے چچا نے میراث کے لئے اصرار کیا بلکہ ان میں سے اگر کسی نے میراث مانگی تو اسے جب حضور ﷺ کے اس ارشاد کی خبر دی گئی تو انہوں نے اپنے مطالبہ ترک کر دیا۔ یہ معاملہ خلفائے راشدین کے عہد سے حضرت علیؓ کے دور خلافت تک ایسا ہی رہا اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہ کی گئی اور نہ ہی آپ کا ترکہ تقسیم کیا گیا۔

حضرت امام بخاریؒ نے یہ حدیث ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے (دیکھئے صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۹۶) حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمیؒ (۸۰۷ھ) نے مجمع الزوائد میں حضرت حذیفہؓ سے بھی بیان کی ہے (دیکھئے ج ۴ ص ۲۲۴) اور امام ابو نعیم اصفہانی نے مسند ابی حنیفہ میں حضرت ابو الدرداءؓ سے (دیکھئے ص ۵۷) روایت کی ہے

ہم آگے چل کر بتائیں گے کہ یہ بات خود شیعہ علماء نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے بھی بیان کی ہے۔

یہاں یہ بھی پیش نظر رہے کہ شیعہ علماء کے نزدیک حضرت حذیفہؓ سے مروی روایت قابل قبول ہوتی ہے شیعہ عالم عبد اللہ مشہدی اپنی کتاب اظہار الحق میں لکھتا ہے

﴿ ماحدثتکم به حذیفة فصدقوه ﴾

حضرت حذیفہؓ تم سے جو حدیث بیان کریں تم اس کو سچ جانو

ہم شیعہ علماء کے اس بیان سے ہرگز متفق نہیں کہ حضرت فاطمہؓ نے اپنے مطالبے کے سلسلے میں حضرت علیؓ سے کہا کہ وہ ان کی مدد کریں مگر حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کا ساتھ نہ دیا اور گھر کے ایک کونے میں دبک کر بیٹھ گئے اس پر حضرت فاطمہؓ نے حضرت

Scanned with CamScanner

علیؓ سخت احتجاج کرتے ہوئے کہا

مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائباں در خانہ گریختہ (حق الیقین ج ۲ ص ۱۲۵ احتجاج طبرسی ص ناسخ التواریخ ج ۴ ص ۱۳۱)

اے علی تم ماں کے رحم کے بچے کی طرح چھپ گئے ہو اور ذلیلوں کی طرح گھر میں گھس آئے ہو۔

استغفر اللہ العظیم..... ہم اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتے کہ حضرت فاطمہ الزہراؓ جیسی وفاشعار اور دیندار خاتون کی زبان کبھی اس قسم کے گھٹیا الفاظ سے آلودہ ہوئے ہوں۔ اور خاتون جنت نے اپنے شوہر کو اس طرح طعن و تشنیع کیا ہو

شیعہ علماء خاندان نبوت پر کس قسم کے رکیک اور گھٹیا حملے کرتے ہیں اور ان کے کردار پر کس طرح طعن و تذلیل کرتے ہیں لگے ہاتھوں اسی مسئلہ میں دیکھ لیجئے

ملا باقر مجلسی شیعی (۱۱۱۱ھ) امام جعفر صادق کے نام سے روایت لکھتا ہے کہ جب حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرت فاطمہؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئیں اور فدک کا مطالبہ کیا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حدیث سنائی حضرت فاطمہؓ گھر لوٹ آئیں حضرت علیؓ نے پھر انہیں جانے کو کہا وہ پھر گئیں اور واپس لوٹ آئیں تو حضرت علیؓ نے ایک گدھے پر حضرت فاطمہؓ کو سوار کیا اور ساتھ ہی حسنؓ اور حسینؓ کو بھی لیا اور مدینہ کے ایک ایک گھر کے سامنے فریاد کے لئے انہیں لے گئے اس فریاد میں ان کا سارا دن گزر گیا دوسرے دن حضرت علیؓ نے پھر اسی طرح انہیں لوگوں کو در در پھرایا پھر تیسرے روز بھی یہی کیا اور یہ معاملہ (دو تین کی بات نہیں) پورے چالیس دن..... جی ہاں..... پورے چالیس دن رہا حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ اور ان کے معصوم بچوں کو مہاجرین و انصار کے در

Scanned with CamScanner

در پھراتے رہے کہ فدک پر ہمارا حق ہے تم لوگ فدک دلانے میں ہماری مدد کرو..... الخ
(بحار الانوار ص ۱۰۱ کتاب الفتن)

اب آپ ہی بتائیں کہ کیا کوئی مسلمان یہ سوچ سکتا ہے کہ حضرت علیؓ محض دولت اور جائداد کے لئے خاتون جنت اور حضور ﷺ کے نواسوں کو اس طرح در در کی ٹھوکریں کھلاتے رہے ہیں اور فقیروں کی طرح مدینہ کے ہر گھر کے آگے جاکر جائداد نہ ملنے کی فریاد کرتے رہے اور چالیس دن تک یہ سب تماشا ہوتا رہا۔ (استغفر اللہ)

پھر ہم کیا اس بات کا تصور بھی کر سکتے ہیں کہ خود خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہؓ بھی ایک باغ کے حصول کے لئے اس طرح کی ذلت برداشت کرنے کو تیار تھیں کہ ان کے شوہر (حضرت علی مرتضیٰؓ) ان کے دو بچوں (حضرات حسنین کریمینؓ) کے ساتھ انہیں چالیس دن گلی گلی پھراتے رہیں اور آپ بھی در در جاکر فریادیں کرتی رہیں کہ مجھے فدک دلادو اور میری مدد کرو..... انا للہ وانا الیہ راجعون

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ سب کچھ سبائی ذہن کی پیداوار ہے اور اس کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ حضور اکرم ﷺ اور آپ کی ذریت طاہرہ کو بدنام کیا جائے۔ لیجئے اسی سلسلے کا ایک اور واقعہ بھی دیکھتے جایئے

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ حاکم بن گئے تو حضرت فاطمہؓ نے ان سے میراث مانگا حضرت ابوبکرؓ نے انہیں حدیث سنا کر واپس کر دیا تو حضرت فاطمہؓ اکیلی واپس حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئیں اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے پاس لوگوں کا ایک بڑا مجمع تھا حضرت فاطمہؓ نے اس مجمع کے سامنے ایک طویل خطبہ دیا اس میں علاوہ اور باتوں کے اور کیا کہا؟ اسے آفتاب حسین جوادی شیعی سے سنئے موصوف خطبہ

Scanned with CamScanner

فدک نامی کتاب میں لکھتے ہیں

اپنے شوہر نامدار حیدر کرار کی جانفشانیوں کا تذکرہ اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے وقت کے حکمراں مہاجرین وانصار اور خواتین کے سامنے شدید احتجاج کیا ہے (خطبہ فدک ص ۵ طبع کراچی)

شیعہ علماء نے حضرت فاطمہؓ کے جس احتجاج کا ذکر کیا ہے پیش نظر رہے کہ یہ احتجاج حضور ﷺ کے وصال کے چند روز بعد کا بتایا جاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ملحوظ رہے کہ حضرت فاطمہؓ کے اس احتجاج میں ہمیں ان کے شوہر نامدار حضرت علیؓ نظر نہیں آتے؟ اور نہ ہمیں حضرت عباسؓ کہیں دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی حضرت مقدادؓ حضرت ابوذرؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ حضرت فاطمہؓ کی حمایت میں وہاں کھڑے دکھائی دیتے ہیں شیعہ علماء کے بیان کردہ اس واقعہ سے حضرت فاطمہؓ کی جو تصویر نظر آتی ہے کیا کوئی مسلمان اسے قبول کر سکتا ہے؟ حضرت مولانا سید شاہ ولایت حسین صاحب بہاریؒ (خلیفہ محدث جلیل حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ) لکھتے ہیں

ہم شیعہ علماء سے پوچھتے ہیں کہ اگر مقتضائے محبت نبوی یہی تھا کہ سب لوگ نوحہ وماتم میں آگے رہتے اور ایسے سخت ترین حادثہ کا کم سے کم دس بیس دن تو سوگ اور نوحہ وماتم کرتے تو فرمایئے جناب سیدہؓ جن کے غم والم کی کوئی حد نہیں تھی وہ کیوں طلب میراث کے لئے ایک عام مجمع کے وقت خدمت صدیقی میں وفات کے تیسرے چوتھے روز ہی تشریف لے گئیں اور بہت طول وطویل فصیح وبلیغ خطبہ پڑھا اور حضرت صدیقؓ سے مناظرہ کیا جس کو مجلسی وغیرہ نے بحار الانوار میں نقل کیا ہے کیا تین دن ہی میں سارا غم جاتا رہا اور کیا

یہ حرص دنیا پر دال نہیں ہے ؟ حالانکہ بعد تحقق غلب شئے مغصوب کا لینا آپ کو حسب روایات شیعہ حرام تھا پھر حرام چیز کے لئے ماتم خانہ سے نکلنا اور سارے رنج و غم نوحہ و بکاء کو طاق پر رکھ دینا اور عام مجلس میں لوگوں کے سامنے اس طاقت لسانی سے حضرت صدیقؓ اور تمام لوگوں کو مخاطب کر کے خطبہ پڑھنا بجز بے صبری اور حب دنیا کے اور کیا سمجھا جاسکتا ہے ؟ حالانکہ صراۃ النجاہ از ملا باقر مجلسی میں ہے

از گناہان دعوی و مخاصمات و مطالبات خود را نزد حکام جور بردن

مگر پھر بھی آپ نے دعوی فدک سے اجتناب نہ کیا اور دنیادنی کے لئے گناہ کا بار اپنے سر لیا سچ ہے حب الدنیا رأس کل خطیئة (کشف التلبیس ج ۳ ص ۱۹ طبع بھیرہ)

شیعہ علماء خاندان نبوت کے خلاف جس قسم کے انتہائی نازیبا بلکہ گھٹیا بیانات اور واقعات منسوب کرتے ہیں اس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس گروہ کا اصل مقصد خاندان نبوت کی عزت داغدار کرنا ہے اور شیخ الروافض عبداللہ ابن سبا مصری کی روحانی ذریت سے ہم اس کے سوا اور کیا توقع رکھیں۔ علامہ عبدالرحمٰن بن جوزیؒ (۵۹۶ھ) نے سچ کہا ہے

غلو الرافضة فی حب علیؓ حملهم علی أن وضعوا أحادیث کثیرة فی فضائله أکثرها تشنیه وتؤذیه (تلبیس ابلیس ص ۹۹)

رافضی گروہ نے حب علی میں اس قدر غلو کر لیا کہ ان کے فضائل میں بے شمار ایسی روایتیں گھڑ لیں جن میں سے اکثر ایسی ہیں جن سے حضرت علیؓ کی برائی اور ایذا نکلتی ہیں

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہؓ نے حضرت عباسؓ کو حضور ﷺ کی وراثت نہ دی

شیعہ علماء حضور ﷺ کی مالی وراثت کے متعلق فدک کی بحث کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیقؓ پر نہایت ہی گھٹیا قسم کے الزام لگاتے نہیں شرماتے مگر وہ اپنے عوام کو یہ بات کبھی نہیں بتاتے کہ جب حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ سے حضور ﷺ کی وراثت مانگی تو حضرت سیدہؓ نے ان سے کیا کہا تھا؟

شیعہ علماء تسلیم کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس جو سات باغات تھے وہ حضرت فاطمہؓ کی نگرانی میں تھے اور ان کے معاملات آپ دیکھتی تھیں جبکہ حضرت علیؓ کی املاک اور ان کے باغات اور دیگر زمینیں اس کے علاوہ تھیں حضور ﷺ کے انتقال کے بعد آپ کے چچا حضرت عباسؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں حضور ﷺ کے ان باغات پر وراثت کا حق رکھتا ہوں حضرت علیؓ اور حضرت سیدہ فاطمہؓ نے ان سے کہا کہ نہیں یہ مجھے دے دیا گیا ہے اس لئے ان میں وراثت جاری نہیں ہو سکتی چنانچہ ان میں سے حضرت عباسؓ کو کچھ نہ ملا شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) لکھتے ہیں

عن احمد بن محمد عن ابی الحسن الثانی علیه السلام قال سالته عن الحطان السبعة التی کانت میراث رسول الله ﷺ لفاطمة علیها السلام فقال لا إنما کانت وقفا کان رسول الله ﷺ یاخذ إلیه منها ماینفق علی أضیافه فلما قبض جاء العباس یخاصم فاطمة فیها فشهد علی علیه السلام وغیره إنما وقف علی فاطمة علیها السلام وهی الدلال والعفاف والحسنی والصافیة ومالام إبراهیم

Scanned with CamScanner

والمبیت والبرقة (فروع کافی ج ۳ ص ۲۷)

احمد بن محمد نے امام موسی کاظم سے ان سات باغات کے بارے میں سوال کیا کہ جو حضرت فاطمہؓ کے پاس حضور ﷺ کی میراث تھے تو امام موسی کاظم نے کہا کہ وہ میراث نہ تھے وہ تو وقف تھے حضور ﷺ ان میں سے اتنا لیتے تھے جتنا مہمانوں کی ضرورت ہوتی تھی جب حضور ﷺ وصال فرما گئے تو حضرت عباسؓ ان باغات کے متعلق حضرت فاطمہؓ سے جھگڑنے لگے (کہ ان پر ان کا بھی حق ہے) پھر حضرت علیؓ وغیرہ نے اس پر گواہی دی کہ وہ وقف ہیں حضرت فاطمہؓ پر اور وہ سات باغات یہ تھے دلال عفاف.....الخ

ماں یہ بات غور طلب ہے کہ کیا حضور ﷺ نے یہ تمام باغات اور اس کی آمدنیاں اس ری صاحبزادی کو دے دی جن کو خود حضور ﷺ نے انتہائی ضرورت کے موقع پر بھی ب غلام یا لونڈی نہ دی تھی بلکہ اس کے برعکس آپ نے انہیں وظائف تسبیح ارشاد مائے تھے کیا آپ سوچ سکتے ہیں کہ حضور ﷺ کو اپنی صاحبزادی کو مال دینے کی اتنی فکر ا اور آپ انہیں امیر دیکھنا چاہتے تھے نیز حضرت علی مرتضیٰؓ کی اپنی زمینیں اور باغات اس ، علاوہ تھے ۔ مناظر اسلام حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادیؒ لکھتے ہیں

اصول کافی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سات گاؤں بلاشرکت غیرے جناب سیدہؓ کے قبضے میں تھے..... ان سات گاؤں میں (حضور ﷺ کے چچا) حضرت عباسؓ نے میراث کا دعوی کیا تھا مگر جناب سیدہؓ نے ایک حبہ بھی ان کو نہ دیا اور وہی جواب دیا جو خلیفہ اولؓ نے فدک کے معاملہ میں کیا تھا یعنی یہ کہہ دیا کہ یہ وقف ہیں ان میں میراث جاری نہ ہوگی اور پھر حضرت علیؓ نے گواہی

Scanned with CamScanner

دی کہ یہ گاؤں فاطمہ پر وقف ہیں اور ان سات گاؤں کی بہ نسبت جناب سیدہؓ ایک وصیت نامہ لکھ گئی تھیں کہ میرے بعد علیؓ قابض رہیں ان کے بعد حسنؓ پھر حسینؓ پھر جو حسینؓ کی اولاد میں بڑا ہو مقدادؓ اور زبیرؓ کی اس پر گواہی ہے حضرت علیؓ کے ہاتھ کا لکھا ہوا وصیت نامہ ہے جس کی نقل کافی میں موجود ہے۔ اولاد حسنؓ کو جناب سیدہؓ اس جائداد سے محروم کر گئیں (نصیحۃ الشیعہ ج ا ص ۱۰۲ طبع ۱۳۱۲ھ مکتبہ صدیقیہ ملتان)

جب حضور ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ سے کچھ خرچ اخراجات زیادہ مانگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انہیں دنیا کا مال عزیز ہے تو وہ لے کر جا سکتی ہیں اور اگر انہیں خدا اور اس کا رسول عزیز ہے تو اللہ نے ان کے لئے بڑا اجر رکھا ہوا ہے چنانچہ ازواج مطہرات نے دنیاوی مال کو ٹھکرا دیا اور اللہ اور اس کے رسول کو پسند کر لیا۔ سوال یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ کو اپنی صاحبزادی کے متعلق کبھی یہ خیال تک نہ آیا تھا کہ آپ انہیں اس قدر مال (سات باغات اور اور بقول شیعہ علماء آدھی دنیا کی زمینیں یا ایک بہت بڑی جائداد اور پھر ان سب کی آمدنیاں) دے کر جا رہے ہیں؟ حیرت کی بات ہے کہ حضور ﷺ اپنی ازواج کے لئے تو ان چیزوں کو ناپسند فرمائیں اور اپنی صاحبزادیؓ کے لئے نہ صرف یہ کہ بصد شوق سب کچھ پسند کریں بلکہ اسے خدا کا حکم بھی بتائیں۔ فیاللعجب

شیعہ علماء کا حضور اکرم ﷺ کی یہ تصویر پیش کرنا کہ آپ کی نبوت کا مقصد معاذ اللہ اپنی اولاد کو مال دار ہی نہیں آدھی دنیا کا مالک بنانا تھا سوائے اسلام دشمنوں کے اور کس کا کام ہو سکتا ہے؟

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو اس بات

سے بچائے رکھا کہ وہ اپنے پیچھے کسی کو دنیاوی چیزوں کا وارث بنائیں تاکہ کسی کے دل میں یہ خیال ہی نہ آئے کہ نبوت کا مقصد دنیاوی چیزوں کا حصول ہے کہ وہ اسے اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جائیں

والفرق بين الانبياء وغيرهم أن الله تعالى صان الانبياء عن ان يورثوا دنيا لئلا يكون ذلك شبهة لمن يقدح فى نبوتهم بانهم طلبوا الدنيا وخلفوها لورثتهم (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۹۵)

انبیاء کرام اور دوسروں کے درمیان فرق یہ بھی ہے کہ اللہ نے انہیں دنیا کے وارث بننے سے پاک رکھا ہے تاکہ ان لوگوں کے لئے شبہ کی گنجائش نہ رہے جو کہتے ہیں کہ انبیاء نے دنیا اس لئے مانگی کہ اسے اپنے بعد اپنے وارثوں کے لئے چھوڑ جائیں۔

شیعہ علماء آخر اس سوال کا جواب دینے سے کیوں کتراتے ہیں کہ حضور ﷺ کی میراث پر صرف اور صرف حضرت فاطمہؓ کا حق کس طرح تھا؟ قرآن کریم اور حضور ﷺ کی احادیث کی روشنی میں حضور ﷺ کی ازواج اور آپ کے دوسرے عزیز اس سے کیوں کر محروم تھے؟ افسوس کہ ابن سبا کی روحانی اولاد نے حضرت امام باقرؒ کے نام سے ایک روایت وضع کرلی اور کہا کہ حضور کے مال کی وارث صرف اکیلی حضرت فاطمہ ہی ہیں اور کوئی نہیں۔

سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول لاوالله ماورث رسول الله العباس ولا على ولا ورثته إلا فاطمة عليها السلام (من لا يحضره الفقيہ ج ۲ ص ۲۱۷)

Scanned with CamScanner

اللہ کی قسم حضور ﷺ کے چچا حضرت عباس اور چچازاد بھائی حضرت علی اور دوسرے تمام رشتہ دار آپ کے وارث نہ ہوئے آپ کے مال کی وارث صرف اور صرف حضرت فاطمہ علیہا السلام ہی ہوئی تھیں

قرآنی آیت یوصیکم اللہ فی أولاد کم .....الایۃ پڑھ پڑھ کر حضرت ابوبکرؓ کے خلاف بولنے والے شیعہ علماء کی زبانیں اس باب میں کیوں خاموش ہو جاتی ہیں ؟ کیا اسلام اور شریعت نے ازواج اور اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں دوسرے اعزہ واقارب کا حق نہیں بتایا تھا؟

حضور اکرم ﷺ کی میراث کا معاملہ عام امت کی میراث کی طرح ہوتا تو حضرت سیدہ فاطمہؓ کی طرح حضور اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات اور آپ کے دیگر رشتہ دار بھی اس میراث میں برابر کے شریک ہوتے اور ہر ایک کو شریعت کی رو سے ان کا حق ضرور ملنا چاہیئے تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے جس طرح حضرت سیدہ فاطمہؓ کو حضور ﷺ کی حدیث سنا کر مسئلہ واضح کیا اسی طرح آپ نے حضور ﷺ کی ازواج کو (جن میں آپ کی اپنی پیاری صاحبزادی حضرت عائشہؓ بھی ہیں) بھی یہی بات بتادی تھی کہ انبیاء کے چھوڑے ہوئے مال صدقہ ہوتے ہیں ان میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

جناب عمرۃ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد بعض ازواج نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ حضور ﷺ کی میراث کا معاملہ کیا ہے ؟ کیا ہمیں حصہ ملے گا؟ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ کو بلایا اور کہا کہ ان سے جا کر کہو کہ اللہ سے ڈرو۔ کیا حضور ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ہم انبیاء جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب کا سب صدقہ ہوا کرتا ہے حضرت عائشہؓ کی زبانی یہ پیغام سن کر ازواج مطہرات نے سر تسلیم خم کر دیا اور پھر کوئی چیز طلب نہیں کی

Scanned with CamScanner

الم یقل رسول اللہ ﷺ لانورث ما ترکنا صدقة قال فرضین بقولها وترکن ذلك (المصنف لعبدالرزاق ج ۵ ص ۴۷۱)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے فدک نامی علاقہ یا جاگیر حضور ﷺ کی اپنی جاگیر نہ تھی اور اگر آپ کی ہوتی بھی تو آپ ہی کے ارشاد کے مطابق وہ میراث میں تقسیم نہیں ہو سکتی تھی اور اگر واقعی انبیاء کی میراث تقسیم ہوتی تو اس پر صرف اکیلی حضرت فاطمہؓ نہیں آپ ﷺ کی تمام ازواج اور آپ کے دیگر قریبی عزیز بھی اس وراثت کے مستحق قرار پاتے تھے۔

☆.....فدک کے متعلق شیعہ علماء کا دوسرا موقف

شیعہ علماء جب فدک کو میراث بتانے میں کسی پہلو سے کامیاب نہیں ہوتے تو وہ پھر اس دعوی پر آجاتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی فدک اپنی صاحبزادیؓ کو ہبہ کر دیا تھا اب یہ میراث نہیں یہ تو حضرت فاطمہؓ کا اپنا مال تھا جو آپ ﷺ نے انہیں ہبہ کر دیا آیئے ہم شیعہ علماء کے اس دعوی پر بھی ایک نظر ڈال لیں

☆.....کیا حضور ﷺ نے فدک ہبہ کر دیا تھا؟

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں فدک حضرت فاطمہؓ کو ہبہ کر دیا تھا شیعہ عالم حسن بن یوسف بن مطہر حلی (۷۲۶ھ) لکھتے ہیں کہ خود حضرت فاطمہؓ نے یہ

Scanned with CamScanner

بات کہی تھی

ولما ذكرت فاطمة أن أباها رسول الله ﷺ وهبها فدك (منهاج الكرامة)

اسی دور کے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ یہ بات سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے آپ شیعہ علماء سے سوال کرتے ہیں کہ بتایئے حضرت فاطمہؓ کا دعوی کیا تھا؟ میراث کا تھا یا ھبہ کا تھا؟ اگر آپ کا دعوی میراث کا تھا تو ہبہ کا دعوی غلط ٹھہرا اور اگر ھبہ کا دعوی درست ہو تو پھر فدک کو میراث میں لانا کس طرح درست مانا جاسکتا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں کسی کو بھی فدک بطور ہبہ نہ دیا تھا اور نہ مرض الموت میں آپ سے یہ بات ثابت ہے۔ آپ لکھتے ہیں

إن هذاالكلام من الكذب والبهتان والكلام الفاسد مالايكاد يحصى إلا بكلفة .....ان ماذكر من إدعاء فاطمة رضى الله عنها فدك فإن هذا يناقض كونها ميراثا لها فان كان طلبها بطريق الإرث امتنع أن يكون بطريق الهبة وإن كان بطريق الهبة إمتنع أن يكون بطريق الإرث ثم إن كانت هذه هبة فى مرض الموت فرسول الله ﷺ منزه إن كان يورث كما يورث غيره أن يوصى لوارث أو يخصه فى مرض موته باكثر من هقه وإن كان فى صحته فلا بد أن تكون هذه هبة مقبوضة وإلا إذا وهب الواهب بكلامه ولم يقبض الموهوب شيئا حتى مات الواهب كان ذلك باطلا عند جماهير العلماء فكيف يهب النبى ﷺ فدك لفاطمة ولايكون هذا أمرمعروفا عند أهل

بیته والمسلمین حتی تختص بمعرفته أم أیمن أو علی رضی اللہ عنهما ؟(منہاج السنۃ ج ۴ ص ۲۲۹)

رافضی کا بیان کردہ واقعہ جھوٹ بہتان اور گھٹیا باتوں کے سوا کچھ نہیں اسی طرح ان کے اور بھی بے شمار جھوٹ ہیں۔ (غور کریں) رافضی نے حضرت فاطمہؓ کے بارے میں فدک دینے کا جو دعوی کیا ہے یہ ان کے دعوی میراث کے متناقص ہے یعنی اگر آپ فدک کو وراثت میں مانگ رہی تھی تو آپ کا ہبہ کا دعوی درست نہیں اور اگر یہ جاگیر آپ کو ہبہ میں دی گئی تھی تو پھر وراثت کا دعوی باطل ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ حضور ﷺ نے مرض الموت میں اسے ہبہ کر دیا تھا حالانکہ آپ ﷺ اس سے منزہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ دوسروں کی طرح آپ کا ترکہ ورثاء کے مابین تقسیم کیا گیا تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ آپ نے اپنی بیماری کی حالت میں حضرت فاطمہؓ کے لئے ان کے حق سے زیادہ مال کی وصیت کی حالانکہ آپ وارث تھیں جس طرح دوسرے وارث تھے اور اگر آپ نے حالت صحت میں فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا تو وہ ہبہ قبضہ ہونا چاہیئے تھا اس لئے کہ ہبہ کرنے والا اگر کوئی چیز ہبہ کرے اور جس کو وہ ہبہ کرے وہ اس پر قابض نہ ہو یہاں تک کہ ہبہ کرنے والا فوت ہو جائے تو ایسا ہبہ جمہور علماء کے نزدیک باطل ہے عجیب بات ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا اور سوائے حضرت علیؓ اور حضرت ام ایمنؓ کے آپ کے کسی دوسرے اہل بیت اور مسلمانوں کو اس کا علم تک نہ ہوا۔

Scanned with CamScanner

غور طلب بات ہے کہ اگر فدک حضرت فاطمہؓ کے نام ہبہ ہو چکا تھا اور آپ اسے اپنے قبضہ میں لے چکی تھی تو پھر آپ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس اپنا قاصد کس لئے بھیجا؟ یا بھول شیعہ آپ خود وہاں کیوں گئیں تھیں اور حضرت علیؓ کو کیا ضرورت پڑ گئی تھی کہ وہ حضرت فاطمہؓ کو چالیس دن بچوں سمیت ایک گدھے پر سوار کرا کر مدینہ کی گلی گلی پھراتے رہے؟ اگر یہ بات سب کو معلوم تھی فدک حضرت فاطمہؓ کا ہے اور وہ پہلے ہی آپ کے نام ہو چکا ہے تو آپ ہی بتائیں کہ حضرت ابو بکرؓ کو حضور ﷺ کی حدیث سنانے کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی؟

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تو فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا مگر آپ چونکہ اب ہبہ کے نام پر فدک نہیں لے سکتی تھیں اس لئے آپ نے اپنا موقف بدل لیا اور ایک نئے عنوان سے مطالبہ کر دیا اور اب وہ نیا موقف میراث کا تھا فقیر سید محمد حسن قزوینی شیعی نے حضرت سیدہ فاطمہ زہراءؓ کا جو تصور پیش کیا ہے اسے دیکھئے

> حضرت زہراءؓ اپنے والد کی ملک سے ہبہ اور عطا کے عنوان سے فدک نہیں مانگ سکتی تھیں اس لئے انہوں نے میراث کا مطالبہ کر دیا اور صاحب حق کو جائز ہے کہ وہ اپنے حق کو ہر جائز طریقہ سے لینے کی جدوجہد کرے (فدک ص ۳۲ مترجم مطبوعہ تہران)

یعنی یہ بات حضرت فاطمہؓ کو معلوم تھی کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی تاہم انہوں نے محض اس زمین کے حصول کے لئے میراث کا دعوی کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں کسی بھی صحیح روایت میں یہ بات نہیں ملتی کہ حضرت علیؓ نے اپنی پوری زندگی میں

Scanned with CamScanner

کبھی یہ بات اٹھائی ہو کہ حضور ﷺ نے فدک کی زمین اپنی صاحبزادی کو ہبہ کردی تھی ۔اگر واقعی ایسا ہوتا تو آپ ہی بتائیں حضرت علیؓ کیا اس پر چپ رہتے ؟ سوال یہ ہے کہ کیا وہ بھی حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ مل گئے تھے ؟اور کیا وہ بھی نہ چاہتے تھے کہ حضرت فاطمہؓ کو ان کا حق ملے ؟ ہمیں یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰؓ کا دامن اس قسم کی آلودگیوں سے پاک تھا۔ معلوم نہیں یہ بات شیعہ علماء کیوں نہیں سوچتے اور آپ پر اس قسم کا الزام لگاتے کیوں نہیں شرماتے

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کرنے کی روایت کے راوی ابو سعید خدری ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت صحابی رسول حضرت ابو سعید خدریؓ کی نہیں ہے ابو سعید کلبی کی ہے ابو سعید کے ساتھ کلبی کے بجائے خدری کا لفظ صرف فریب دینے کے لئے لگادیا گیا ہے۔ اور یہ حرکت ابو سعید کے شاگرد کوفہ کے عطیہ عوفی کی ہے اس کا شیخ محمد بن سائب کلبی ہے جو کبھی ابو سعید کے نام سے سامنے آتا ہے اور کبھی ابو ہشام اور کبھی ابو نصر کے نام سے اپنا تعارف کراتا ہے۔ اور عطیہ عوفی ابو سعید کہہ کر یہ تاثر دیتا ہے کہ روایت حضور ﷺ کے صحابی ابو سعید خدری کی ہے مگر حقیقت میں وہ ابو سعید کلبی کی ہوتی ہے۔ وہ ایسا کیوں کرتا ہے ؟ صرف دھوکہ دینے کے لئے۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) حضرت امام احمدؒ (۲۴۱ھ) سے نقل کرتے ہیں کہ

قال أحمد بلغنی أن عطیة کان یاتی الکلبی فیاخذ عنه التفسیر کان یکنیه بأبی سعید فیقول قال أبوسعید قلت یوهم أنه الخدری (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۰۱)

مجھے خبر ملی ہے کہ عطیہ ابو سعید کلبی کے پاس آتا اور ان سے تفسیر پڑھتا تھا اور

ان کی کنیت ابو سعید بیان کرتا وہ کہتا کہ ابو سعید نے کہا میں کہتا ہوں کہ وہ اس لئے ایسا کرتا ہے کہ لوگوں کو وہم میں ڈال دے کہ یہ بات ابو سعید خدریؓ نے بتائی ہے (حالانکہ یہ بات ابو سعید کلبی کی ہوتی ہے)

عطیہ کوفی کا شیعی ہونا بہت واضح ہے اور وہ شیعی ہی نہیں مدلس بھی ہے..... یخطئی کثیرا وکان شیعیا مدلسا قال أبوبکر البزاز کان یعده فی التشیع ..... وقال الساجی لیس بحجة..... (تہذیب ۲۲۶۔ تقریب ج ۲ ص ۲۴)

شیعہ علماء نے فدک کے ہبہ کرنے پر جن روایات سے استدلال کیا ہے آپ کو ان سب میں یہ عطیہ عوفی کوفی نظر آئے گا سو فدک کے ہبہ کرنے کی بات اسی عطیہ کوفی اور اس کے شیخ ابو سعید کلبی نے کہی ہے حضرت ابو سعید خدریؓ نے نہیں۔ امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) اس روایت ہبہ پر لکھتے ہیں

قلت هذا باطل ولو کان وقع ذلك لما جائت فاطمة تطلب شیئا هو فی حوزها وملکها ومنه غیر علی من الضعفاء (میزان الاعتدال ج ۵ ص ۱۶۵)

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت باطل ہے اگر حضور ﷺ نے واقعی فدک دے دیا ہوتا تو حضرت فاطمہؓ اس چیز کو مانگنے کیسے آتی جو ان کے قبضہ اور ملکیت میں پہلے سے ہی موجود تھا اس روایت میں علی بن عباس کے سوا اور بھی کئی راوی ضعیف ہیں

مسند الہند حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) شیعہ علماء کے فریب کے ضمن میں لکھتے ہیں

Scanned with CamScanner

شیعہ علماء کی ایک جماعت بڑی چالاکی سے اہل سنت کی تفاسیر اور سیرت کی ان کتابوں میں جو علماء اور طلباء میں زیادہ معروف نہ ہوں یا نادر الوجود ہوں ایسی جھوٹی باتیں ملا دیتے ہیں جو شیعہ مذہب کی تائید اور اہل سنت کے مذہب کی تردید کرتی ہوں چنانچہ فدک کے ہبہ کا قصہ بعض تفسیروں میں شامل کر دیا اور اس طرح بیان کیا کہ جب آیت ﴿ وآت ذاالقربی حقه ﴾ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور فدک ان کو دے دیا مگر اس کو کیا کریں کہ ان کو جھوٹ بولنا بھی نہ آیا اور انہیں یہ تک یاد نہ رہا کہ یہ آیت تو مکی ہے اس وقت فدک ملا ہی کہاں تھا پھر اس آیت میں مساکین اور مسافروں کو بھی دینے کا حکم دیا گیا تھا اس کو اس عطا سے کیوں محروم رکھا آیت کے حکم کے مطابق تو ان کو بھی حصہ ملنا چاہیئے تھا تاکہ پوری آیت پر عمل ہو اسکے علاوہ ﴿ أعطاها فدك ﴾ سے ہبہ و تملیک ثابت نہیں ہوتی اس کے لئے ان کو وهبها کا لفظ گھڑنا چاہیئے تھا۔ (تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۰۲ مترجم)

حضرت الاستاذ ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں

یہ امر صحیح نہیں کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی میں باغ فدک حضرت سیدہؓ کو ہبہ کر دیا تھا ہبہ کی تمام روایات اسنادا صحیح نہیں اور بیشتر وضاع و کذاب قسم کے راویوں پر مشتمل ہیں (عبقات مکن باب الاستفسارات ج ۱ ص ۱۸۹)

ملحوظ رہے کہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سر السامی نے ﴿ هدية الشيعه ﴾ میں اس پر تفصیلی بحث فرمائی ہے اور آپ نے شیعہ علماء کی ہر دلیل کا بڑا مدلل اور مسکت جواب دیا ہے۔

Scanned with CamScanner

قرآن میں تحریف کا شیعی دعوی

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے جب یہ آیت ﴿وآت ذی القربی حقه﴾ نازل فرمائی تو حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو بلا کر فدک ان کو دے دیا ملا مقبول دہلوی شیعی لکھتا ہے

تفسیر قمی ہے کہ یہ آیت جناب فاطمہ زہرا کی شان میں ہے پس جناب رسول خدا نے فدک ان کے لئے مخصوص فرمادیا تھا (ترجمہ مقبول ص ۵۶۷)

شیعہ علماء کا یہ کہنا درست نہیں کہ حضور ﷺ نے اس آیت کی روشنی میں حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا اس لئے کہ یہ آیت مکی ہے اور فدک کا معاملہ مدینہ منورہ میں پیش آیا تھا جب ایک واقعہ وجود میں ہی نہیں آیا تو قبل از وقت اس کو ہبہ کر دینا کس طرح درست مانا جاسکتا ہے

شیعہ علماء اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بجائے کہ اس آیت سے معاملہ فدک کا کوئی تعلق نہیں الٹا وہ اس دعوی پر آجاتے ہیں کہ موجودہ قرآن ناقص اور نامکمل ہے ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے دور میں جب قرآن جمع کیا جارہا تھا تو کچھ لوگوں نے قرآن میں تبدیلی کردی تاکہ اہل بیت کو ان کا حق نہ مل سکے۔ شیعہ عالم ملا حسین نجفی لکھتا ہے

موجودہ قرآن کی ترتیب عثمان کے زمانہ میں دی گئی اور جس ترتیب سے آیات نازل ہوئی ہیں مصحف عثمان کی وہ ترتیب نہیں ہے یہ آیت مدنی ہے اس کے مکی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں شک کی صورت میں اصل قدم بقدم جاری ہوگی (جاگیر فدک ص ۲۴)

یعنی اصل بات یہ ہے کہ یہ آیت مدنی تھی مکی نہیں صحابہ نے اسے مکی بنادیا اور اس طرح

Scanned with CamScanner

انہوں نے قرآن اپنی مرضی سے تیار کر کے اہل بیت کا حق مار دیا اور ان کی زمینیں ہتھیا لیں (استغفر اللہ العظیم)

نجفی صاحب ہماری نہیں مانتے کم از کم وہ اپنے گھر کی شہادت تو تسلیم کر لیں اور امام باقرؒ سے فیصلہ کرا لیں کہ یہ آیت مکی ہے یا مدنی؟ شیعہ محدث علامہ محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۸ھ) امام جعفر صادقؒ کے والد امام محمد باقرؒ سے روایت کرتا ہے

إن الله عزوجل أنزل في سورة بني إسرائيل بمكة (اصول کافی ص ۱۶۰)

اصول کافی کی فارسی شرح صافی میں ہے

چوں آیت وآت ذی القربیٰ حقہ در مکہ نازل شدہ (الصافی ج ۱ ص ۳۵۹)

اس سے یہ بات کھل جاتی ہے کہ قرآن کی اس آیت کا فدک سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس جھوٹ کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں کہ حضور ﷺ نے قرآنی ہدایت کی رو سے فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا تھا

شیعہ علماء اس پر غور کیوں نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں قرابت داروں کو ان کا حق دینے کا حکم فرمایا ہے تو سوال یہ ہے کہ فدک صرف حضرت فاطمہؓ کا حق تھا جسے اللہ تعالیٰ نے دینے کا حکم دیا؟ اگر واقعی فدک حضرت فاطمہؓ ہی کا حق تھا تو پھر میراث اور ہبہ کی تمام روایتیں باطل ٹھہرتی ہیں اور اگر ہبہ اور میراث کی روایتیں درست مانی جائیں تو شیعہ علماء کا اس آیت سے استدلال غلط ہوتا ہے

☆.....فدک کے بارے میں شیعہ علماء کا تیسرا موقف

شیعہ علماء جب میراث اور ہبہ کے دعوی کو دلائل سے ثابت نہیں کر سکتے تو پھر وہ ایک اور

Scanned with CamScanner

ہنا موقف اپنا لیتے ہیں..... ان کا وہ تیسرا موقف کیا ہے ؟ اسے دیکھئے۔ ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

کہ جب اللہ نے آیت ﴿وآت ذی القربی حقه﴾ نازل فرمائی تو حضور ﷺ نے حضرت

جبرئیل سے پوچھا

حضرت پرسید از جبرئیل کہ ذاالقربی کیست و حق او چیست گفت ایں را بفاطمۃ

بدہ کہ میراث اوست از مادرش خدیجہ و خواہرش ہندہ دختر ابی ہالہ (حیات

القلوب ج ۲ ص ۵۰۳)

ذاالقربی کون ہیں ؟ (جس کو حق دینے کا حکم ہے) اور ان کا حق کیا ہے ؟ کہا کہ یہ

فاطمہؓ کا حق ہے ان کو دے دیجئے کہ یہ ان کی ماں خدیجہ اور ان کی خالہ ہندہ کی

جانب سے میراث ہے

حضرت جبرئیل نے کہا تمہاری قرابت دار فاطمہ ہیں اور تمام فدک ان کا حق

ہے یہ سن کر جناب رسول خدا نے جناب فاطمہ کو بلایا اور ہبہ نامہ لکھ کر فدک

جناب فاطمہ کی ملکیت میں دے دیا (حیات القلوب ج ۲ ص ۶۶۶ مترجم)

اگر اس آیت کا تعلق بقول شیعہ فدک سے ہے تو بتایئے کہ کیا فدک حضرت خدیجہؓ اور ان کی بہن ہندہ کی ملکیت تھا جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو دینے کا حکم کیا تھا پھر اس پر بھی غور کیجئے کہ جب حضرت فاطمہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فدک کے معاملہ پر بات کی تو کیا انہوں نے حضور ﷺ کے ہاتھ کی لکھی وہ تحریر دکھائی تھی جس کا اس روایت میں دعوی کیا گیا ہے اگر حضرت فاطمہؓ کے پاس وہ نبوی تحریر موجود تھی جس میں حضور ﷺ کی جانب سے ان کو ہبہ کرنے کی تصدیق تھی تو حضرت فاطمہؓ نے آپ کو وہ کیوں نہیں دکھائی ؟ اور نہ کبھی حضرت علی مرتضیٰ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ نے پوری زندگی

Scanned with CamScanner

اس تحریر کا کہیں ذکر کیا تھا..... ہمارے پاس ان بعض شیعہ جاہلوں کے اس جھوٹ کا بھی کوئی علاج نہیں کہ حضور کی یہ تحریر حضرت فاطمہؓ کے گھر کے دروازے پر لگی ہوئی موجود تھی جب عمرؓ نے ان کے دروازے کو آگ لگادی تو وہ تحریر جل کر راکھ ہو گئی تھی اس لئے آپ اسے نہ دکھا سکیں اور سارا ثبوت جل گیا.....انا للہ وانا الیہ راجعون

☆.....شیعہ علماء کا ایک اور الزام

شیعہ علماء فدک کو حضرت فاطمہؓ کا حق بتانے اور اس موضوع کی آڑ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ظالم ثابت کرنے کے لئے کس طرح جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں اس کی ایک مثال اور لیجئے۔ان کا کہنا ہے فدک درحقیقت حضور ﷺ کا مال تھا مگر آپ نے چونکہ اب تک (حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی وفات کے بھی سالہا سال تک) حضرت خدیجہؓ کا مہر ادا نہیں کیا تھا اس لئے اس کی تلافی کے لئے آپ نے فدک حضرت فاطمہؓ کو دے دیا شیعہ عالم ملا باقر مجلسی یہ کہانی اس طرح بیان کرتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا

ومادر تو خدیجہ مہرے بر من داشت و من فدک را بعض آں بتو بخشیدم کہ از تو باشد وبعد از تو بفرزندان تو باشد (حیات القلوب ج ۲ ص ۲۱۸)

میرے ذمہ تیری ماں خدیجہ کا مہر ادا کرنا باقی تھا سو اس کے بدلے میں نے تمہیں فدک دے دیا اب یہ تیرا ہے اور تیرے بعد تیرے صاحبزادوں کا ہو گا۔

لیجئے فدک کی ایک اور نئی کہانی آگئی کہ فدک نہ تو ہبہ تھا نہ اسے میراث میں طلب کیا گیا تھا نہ وہ حضرت خدیجہؓ اور ان کی بہن کا مال تھا اور نہ ہی کسی دوسرے کا حق تھا بلکہ یہ حضور ﷺ

کا تھا چوں کہ آپ نے سن ۷ ہجری تک حضرت خدیجہؓ کا مہر ادا نہ کیا تھا اس لئے آپ نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور یہ کہہ کر فدک ان کے حوالہ کر دیا کہ یہ در حقیقت حضرت خدیجہؓ کا مہر ہے تم لے لو اور تمہارے بعد یہ تمہارے بچوں کا ہو گا میں یہ مہر اب تک ادا نہیں کر سکا

..... انا للہ وانا الیہ راجعون

کاش کہ شیعہ عوام فدک کے معاملے میں خود اپنے ہی بزرگوں کے طرح طرح کے دعوؤں اور بیانات پر غور کریں تو انہیں خود ہی پتہ چل جائے گا کہ علمی اور تاریخی دنیا میں ان دعوؤں کا کوئی وزن نہیں ہے اس پراپیگنڈے کی غرض محض حضرت ابو بکر صدیقؓ اور آپ کی خلافت کو بدنام کرنا اور صحابہ کرام کی دیانت پر حملہ کرنا ہے راقم الحروف کا خیال ہے کہ یہ در حقیقت امیر المؤمنین خلیفہ بلا فصل سیدنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کی کرامت ہے کہ شیعہ علماء فدک کے باب میں جس قدر آپ کو مطعون کرتے ہیں قدم قدم پر وہ اتنے ہی جھوٹے ثابت ہوتے چلے جاتے ہیں اور وہ کسی جگہ اپنے پیروں پر کھڑے دکھائی نہیں دیتے

..... فاعتبروا یا اولی الابصار

☆.....ایک اہم سوال اور اس کا جواب

☆..... حضرت ابو بکرؓ کے پاس حضرت فاطمہؓ کا قاصد کس بات کا مطالبہ لے کر آیا تھا؟

الجواب..... حضرت ابو بکر صدیقؓ کے پاس حضرت فاطمہ کا مطالبہ کیا تھا اس کی پوری طرح تصریح نہیں ملتی ؟

کیا آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ فدک کی زمینیں چونکہ میرے والد کی ملکیت ہے اور والد کے بعد اس کی وراثت میرا حق ہے اس لئے یہ سب کچھ مجھے دے دیا جائے ؟

Scanned with CamScanner

☆.....کیا آپ کا مطالبہ یہ تھا کہ حضور ﷺ جس طرح اپنی زندگی میں اس کی آمدنی قرآنی ہدایات کی رو سے مختلف مصارف میں صرف کرتے تھے اب میں اس کی ذمہ دار ہوں اور آپ کے بعد میں اب یہ کام کروں گی؟

بعض علماء کی رائے میں حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ میراث کا تھا حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ فدک کی زمینوں پر حضور ﷺ کا مالکانہ قبضہ ہے اور آپ اسی نسبت سے اسے مختلف مصارف پر خرچ کرتے تھے اگر حضرت فاطمہؓ کو یہ معلوم ہوتا کہ ان اموال پر آپ ﷺ کا مالکانہ قبضہ نہیں آپ صرف ان پر تصرف کا اختیار رکھتے ہیں تو آپ کبھی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ مطالبہ نہ کرتیں۔ راقم الحروف کے نزدیک یہ بات درست نہیں اس لئے کہ اگر یہ زمینیں (باغ فدک) حضور ﷺ کی ملکیت تھی تو اس کی وراثت کی مستحق صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ اکیلی نہ تھی حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور حضرت عباسؓ بھی اس وراثت کے مستحق تھے حضرت سیدہ فاطمہؓ اکیلی کس طرح سب کچھ مانگ سکتی تھیں اور کس طرح حضور ﷺ کی ازواج کو اور دیگر اقرباء کو ان کے حق سے محروم کیا جا سکتا تھا۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ حضرت فاطمہ کو یہ تو پتہ تھا کہ یہ اموال حضور ﷺ کی ملکیت نہیں تاہم آپ چاہتی تھیں کہ ان اموال کو ان کے تصرف میں دیا جائے کہ وہ اب اپنی صوابدید کے مطابق انہیں ان کے مصارف میں خرچ کریں (دیکھئے زاد المعاد ج ۲ ص ۱۶۳ لابن قیم)

☆.....ایک شبہ اور اس کا ازالہ

جب یہ بات طے تھی کہ فدک مال فئی میں سے تھا انبیاء کرام اور حضور ﷺ کی کوئی

Scanned with CamScanner

میراث نہیں ہوتی تو حضرت سیدہ فاطمہؓ نے بقول شیعہ خود اور بروایت صحیح بخاری اپنا قاصد حضرت ابو بکرؓ کے پاس کیوں بھیجا تھا اور آپ سے اس سوال کی غرض کیا تھی؟

عمدۃ المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ (۱۳۵۲ھ) نے اس پر لکھتے ہیں

حضرت فاطمہؓ کا حضرت ابو بکرؓ سے سوال کا مقصد ہر گز یہ نہ تھا کہ آپ ان اموال کی مالک بننا چاہتی ہیں کہ اب یہ سب کچھ بطور میراث کے میرا حق ہے اس لئے مجھے دے دیا جائے بلکہ آپ کا مقصد صرف ان اموال فئی اور اموال وقف میں بطور قرابت متولی بننے کے متعلق تھا کہ ان چیزوں کی نگرانی کا شرف مجھے دیا جائے اور بس.....

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس کے جواب میں جو حدیث سنائی تھی وہ ان تمام سوالات اور اشکالات کو دور کرنے کے لئے کافی تھی کہ انبیاء کرام کے اموال متروکہ میں کسی قسم کی وراثت نہیں چلتی نہ مالکانہ اور نہ ہی متولیانہ..... آپ کے حدیث سنانے کا مقصد محض مالکانہ حقوق کی نفی نہ تھی بلکہ متولیانہ وراثت کی بھی اس میں نفی تھی چنانچہ جب حضرت سیدہؓ فاطمہؓ کو یہ بات پہنچی تو پھر آپ نے زندگی بھر اس مسئلہ پر بات نہ کی اور آپ سمجھ گئی کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور ﷺ کی حدیث سنا کر اس مسئلہ کی پوری وضاحت کر دی ہے

مفکر اسلام حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ اس کی ایک توجیہ یہ پیش کرتے ہیں

حضرت فاطمہؓ کا خیال تھا کہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہ ہونے کا مطلب مال منقول (درہم و دینار وغیرہ) میں وراثت جاری نہ ہونا ہے چنانچہ ایک روایت میں بھی آیا ہے ﴿لا یقتسم ورثتی دینارا ولا درھما﴾ لیکن یہاں معاملہ مال غیر منقول (جائداد و زمین) کا تھا اس لئے حضرت فاطمہؓ کا یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے حضرت ابو بکرؓ اس حکم نبوی کو عام سمجھتے تھے اس لئے انہوں نے اس کی تقسیم و حوالگی بھی

Scanned with CamScanner

صحیح نہیں سمجھی (المرتضیٰ ص ۱۴۲ حاشیہ)

ہم حضرت مولانا مرحوم کی اس توجیہ سے اتفاق نہیں کرتے اس حدیث میں درہم و دینار کا لفظ بطور مثال ہے اگر حضرت فاطمہؓ کا نقطہ سوال صرف اس زمین میں وراثت کی طلب ہوتی اور اموال غیر منقولہ میں ان کا اعتقاد وراثت انبیاء نہ چلنے کا ہوتا تو حضرت ابوبکرؓ صدیق اس تفصیل میں اتر کر اس کا جواب نہ دیتے ان کا جواب مقتضائے حال کے مطابق ہوتا پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں یہ سمجھنا کہ وہ محض اپنی سمجھ سے ایک فیصلہ کر رہے تھے کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے صحابہ کرام کی اتنی بڑی تعداد کی موجودگی میں وہ اس پر دوسرے صحابہ سے ضرور مشورہ کرتے جب اس پہلے دور میں اس واقعہ کے ساتھ یہ توجیہ کہیں نہ چلی تھی تو اب اس طرف کسی کا ذہن کیسے جاسکتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد (ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے) میں حضرت فاطمہؓ کے مطالبہ کی وضاحت کردی کہ اگر آپ کا خیال میراث کا ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ پیغمبر بتا چکے ہیں کہ ہمارے چھوڑے ہوئے مال کا وارث کوئی نہیں ہوتا (نہ آپ اور نہ ہی ازواج مطہرات) یہ سب صدقہ ہے اور اگر آپ یہ چاہتی ہیں کہ میں ان اموال کو آپ کے تصرف میں دے دوں تو یہ بھی ممکن نہیں اس لئے کہ جو چیزیں پیغمبر کی تحویل میں ہوتی ہیں ان کے بعد وہ سب ان کے جانشین کی تحویل میں آجاتی ہیں اور اس کے جانشین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان اموال کی نہ صرف یہ کہ حفاظت کرے بلکہ جس طریق سے پیغمبر اپنی حیات میں ان پر تصرف کرتے تھے اس کا جانشین اس سے سر مو بھی انحراف نہ کرے

جب حضرت سیدہ فاطمہؓ کو اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور ﷺ کے

Scanned with CamScanner

طریق سے نہ ہٹیں گے اور تمام حقداروں کو ان کا پورا پورا حق پہلے کی طرح ملتا رہے گا تو آپ کو اطمینان ہو گیا اور آپ نے آئندہ پھر کبھی اس بارے میں کوئی گفتگو نہ فرمائی۔ نہج البلاغۃ کے شارح علامہ میثم بن علی بحرانی (۶۷۹ھ) لکھتے ہیں

ولك على الله أن أصنع بها كما يصنع فرضيت بذلك وأخذت العهد عليه به (شرح نہج البلاغۃ ج ۵ ص ۱۰۷)

حضرت ابو بکرؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس مال کے بارے میں وہی کروں گا جو حضور ﷺ کیا کرتے تھے اس بات سے حضرت فاطمہ خوش ہو گئیں اور اس پر حضرت ابو بکر سے پختہ وعدہ لے لیا

☆.....ایک اور سوال اور اس کا جواب

حضرت علی مرتضیٰ اپنے دور خلافت میں فدک کے پورے علاقے پر قابض تھے جب آپ امیر المؤمنین تھے اور آپ کو بقول شیعہ یہ معلوم تھا کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ کر دیا تھا تو آپ نے اسے حضرت فاطمہؓ کے شرعی وارثوں کو کیوں نہ دیا؟

☆.....الجواب

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایسا اس لئے نہ کیا کہ انہیں معلوم تھا کہ فدک حضور ﷺ کے پاس ایک قومی ملکیت کے طور پر تھا پس اس کے نسبی وراثت میں آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا حضور ﷺ کے بعد یہ قومی ملکیت آپ کے خلیفہ کے سپرد تھی اور وہ اسے اسی طرح برابر خرچ کرتے رہے جس طرح آپ ﷺ اسے صرف فرماتے تھے امام جعفر صادقؒ نے ایسے اموال کے بارے میں ارشاد فرمایا

Scanned with CamScanner

هو للامام من بعده يضعه حيث يشاء (اصول کافی ج ا ص ۵۳۹)

ایسے اموال پیغمبر کے بعد خلیفہ اور امام کے تصرف میں ہیں وہ جس طرح مناسب سمجھے ان کا فیصلہ کرے

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے دور خلافت میں بھی فدک حضرت علیؓ کے ہی تصرف میں رہنا چاہیئے تھا۔ یہ صحیح نہ تھا کہ وہ اسے حضرت فاطمہؓ کے وارثوں میں تقسیم کرتے ۔ حضرت علیؓ کا عمل اپنی جگہ بالکل صحیح تھا

(۲) پیغمبروں کی علمی وراثت تو چلتی ہے لیکن ان کے دوائر عمل میں مالی وراثت کا کوئی سلسلہ نہیں ہوتا انبیاء کی وراثت ہمیشہ علمی رہی ہے نہ ان کے ہاں مالی وراثت کا سلسلہ ہوتا ہے اور نہ باغ فدک حضرت فاطمہ کے وارثوں میں تقسیم نہ کرنے سے حضرت علی کی ذات پر کوئی حرف آتا ہے حضرت علیؓ نے جو کچھ کیا وہ قواعد شریعت اور ارشادات نبوت کے عین مطابق تھا پیغمبروں کی وراثت علمی پر ارشاد رسالت ملاحظہ کیجئے۔ حضرت ام ھانیؓ کہتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

العلم میراثی ومیراث الانبیاء قبلی فمن کان یرثنی فهو فی الجنة (مسند امام ابو حنیفہ ص ۵۷ لابی نعیم الاصفہانی)

حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

ان الانبیاء لم یؤرثوا دینارا ولا درهما وإنما ورثوا العلم فمن أخذه فقد أخذ بحظ وافر (ایضا)

(۳) حضرت علیؓ اپنے عہد خلافت میں سیرت شیخینؓ کے پوری طرح پابند تھے پس باغ فدک کے متعلق بھی حضرت علیؓ نے انہی حضرات کے فیصلوں کی تائید فرمائی اور اسی

Scanned with CamScanner

پالیسی پر رہے جو پہلے سے چلی آرہی تھی اور جس طرح عہد صدیقی میں فدک کی آمدنی حضرات اہل بیت پر خرچ ہوتی رہی عہد علوی میں بھی بالکل اسی طرح عمل درآمد ہوتا رہا

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ نے بھی موافق رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فدک میں عمل کیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے وارثوں پر اس کو تقسیم نہ کیا بلکہ بدستور قدیم فقراء اور مساکین اور ابن سبیل میں تقسیم کرتے رہے (ھدیۃ الشیعہ ص ۲۷۸)

مشہور ایرانی مجتہد سید علی نقی نہج البلاغۃ کی شرح میں لکھتے ہیں

خلاصہ ابوبکر غلہ وسود آں را گرفتہ بقدر کفایت اہل بیت علیہم السلام مے داد وخلفائے بعد چ از او ہم بر اں اسلوب رفتار نمودن تا زمان معاویہ (ج ۵ ص ۹۶۰)

خلاصہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ فدک کی آمدنی اور پیداوار ضرورت کے مطابق اہل بیت پر ہی صرف فرماتے اور ان کے بعد کے خلفاء بھی امیر معاویہؓ کے زمانہ تک اسی طریق کار کے پابند تھے۔ (عبقات ص ۲۴۶)

☆..... حضرت علیؓ اور حضرت جعفر صادقؒ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حمایت میں

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کے نام سے جو روایت پیش کی ہے اگر وہ درست ہوتی تو ائمہ کرام کے ہاں تو معروف ہوتی؟ جواباً عرض ہے کہ حضور ﷺ کی یہ

Scanned with CamScanner

حدیث (جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بیان کی کہ) پیغمبر کی میراث جاری نہیں ہوتی ان کا سب متروکہ صدقہ ہوتا ہے کی تائید خود شیعہ کتابوں میں موجود ہے امام جعفر صادقؒ (۱۴۸ھ) سے روایت ہے

قال رسول الله ﷺ إن العلماء ورثة الانبياء إن الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكن أورثوا العلم فمن أخذ منه أخذ بحظ وافر (اصول کافی ص ۱۸)

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء کے وارث علماء ہیں انبیاء کرام درہم و دینار کا کسی کو وارث نہیں کرتے البتہ علم وراثت میں دے جاتے ہیں پس جس نے ان کے علم سے حصہ لیا اس نے خوب فائدہ اٹھایا

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) اس پر لکھتے ہیں

سبحان اللہ ..... امام جعفر صادقؒ اول انکار کرتے ہیں کہ انبیاء درہم و دینار کا وارث ہی نہیں کرتے جب درہم و دینار کا وارث نہیں کرتے تو زمین کا وارث کیونکر کر سکیں گے اور پھر حصر کر دیا کہ ان کی توریث فقط علم کی ہے پھر جب توریث انبیاء علم میں حصر ہو گئی تو زمین و جائداد کیوں کر میراث میں آگئی؟ (ہدایۃ الشیعہ ص ۲۹)

حضرت علی مرتضیٰؓ نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہؒ سے فرمایا

تفقهه فى الدين فان الفقهاء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما ولكنهم اورثوا العلم (من لایحضرہ الفقیہ ج ۲ ص ۳۴۶)

حضرت امام جعفر صادقؒ کا بیان دیکھئے

Scanned with CamScanner

إن الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وانما ورثوا احاديث من احاديثهم (الشافی ترجمہ اصول کافی ج ا ص ۷۰)

ملاباقر مجلسی امام جعفر صادقؒ سے نقل کرتا ہے

قال ان العلماء ورثة الانبياء وذلك لان الانبياء لم يورثوا درهما ولا دينارا وانما اورثوا أحاديث من أحاديثهم فمن أخذ بشئى منها فقد أخذ حظا وافرا فانظروا علمكم عمن تاخذونه (بحارالانوار ج ۲ ص ۱۵۱)

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (۱۲۹۷ھ) نے اس بحث میں ایک نہایت نفیس نکتہ اٹھایا ہے آپ ایک شیعہ عالم کی تحریر کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

حضرت امام (جعفر صادقؒ) کی بات کی تکذیب نہ کیجئے ہاں اپنی سمجھ اور عقل کی تغلیط کیجئے لیکن اطمینان قلب مؤمنین کے لئے یہ اشارہ مرقوم ہے کہ لم یورثوا کے یہ معنی نہیں کہ آپ دنیا میں کچھ چھوڑ کر ہی نہیں گئے بلکہ مطلب یہ ہے کہ میراث میں نہیں چھوڑ گئے سو اس صورت میں بجز اس کے نہیں بن پڑتی کہ یہ روایت جس کے راوی حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں یعنی حدیث لانورث ماترکناہ صدقة صحیح ہو اور حضرت امام صادقؒ نے بوجہ واقفیت اس وصیت کو حصر کر کے یہ فرمادیا ہو کہ انبیاء نے بجز احادیث کے میراث میں کچھ نہیں چھوڑا بہر حال روایت حضرت امام ہمام جعفر صادقؒ روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس بات میں کہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا کچھ کم نہیں بلکہ بہر نہج زیادہ ہے اول تو آپ نے بطور حصر یوں فرمادیا کہ انبیاء نے بجز احادیث میراث کے لئے کچھ چھوڑا ہی نہیں۔ حدیث ابوبکر صدیقؓ میں یہ بات نہیں

کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت امام کے حصر سے دو باتیں معلوم ہوئیں اول تو یہ کہ یا تو انبیاء علیہم السلام نے کچھ چھوڑا ہی نہیں یا چھوڑا ہے تو وہ میراث کے قابل نہیں۔ دوسرے یہ کہ انہوں نے میراث میں احادیث کو چھوڑا ہے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی روایت سے فقط اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ اموال متروکہ انبیاء قابل میراث نہیں۔ مع ہذا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حدیث میں اس دعوی کے ساتھ کہ ترکہ انبیاء قابل میراث نہیں کوئی دلیل نہیں تھی اور حضرت امام جعفر صادقؒ نے اس کی دلیل بھی فرمادی ہے اور اپنے دعوی کو موجہ کردیا۔ سو سنیوں کی طرف سے تو آپ کو اطمینان ہی تھا (حضرت امامؒ نے) اس وجہ کا طرہ جو ساتھ لگایا تو اسی وجہ سے لگایا ہوگا کہ حضرات شیعہ کی طرف سے آپ کی خاطر جمع نہ تھی ان کے نفاق سے عیاں تھا کہ میری بات سیدھی انگلیوں سے شیعہ ماننے والے معلوم نہیں ہوتے اس لئے اپنے دعوی کو اور موجہ کرکے بیان فرمادیا تھا..... خیر خداوند کریم ان کو سمجھے کہ نہ یہ پیر کے نہ فقیر کے نہ اصحاب کے نہ اماموں کے۔ بالجملہ جائے شرم ہے کہ جن کی آڑ میں یہ اصحاب کرام پر طعن کرتے تھے وہ خود ہمصفیر اصحاب ہیں۔۔ (ھدیۃ الشیعہ ص ۴۲۷)

شیعہ عالم علامہ علی بن عیسی اردبیلی (۶۸۷ھ) کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ مجھے آپ سے وراثت میں کیا ملے گا آپ نے فرمایا

ماورثت الانبياء من قبلی قال وما ورثت الانبياء من قبلك فقال النبی ﷺ عليه الصلاة والسلام من كتاب ربهم وسنة نبيهم (كشف

الغمہ ج ۱ ص ۴۴۷ تفسیر فرات از فرات بن ابراہیم شیعی ص ۸۲ مطبوعہ نجف)

(ترجمہ) جو مجھ سے قبل پیغمبروں کی میراث تھی میں نے پوچھا کہ آپ سے قبل پیغمبروں نے کیا میراث دی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت انہوں نے بطور میراث دی تھی۔

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں

ان داؤد ورث علم الانبیاء وان سلیمان ورث داؤد وان محمد ورث سلیمان وانا ورثنا محمد ﷺ (اصول کافی ج ۲ ص ۱۰۳ مع الشافی)

حضرت داؤد انبیاء کے علوم کے وارث ہوئے اور سلیمان حضرت داؤد کے وارث تھے اور محمد ﷺ سلیمان کے وارث تھے اور ہم محمد کے وارث ہیں

اس سے واضح ہوتا ہے کہ پیغمبر کی اصل میراث ان کا دینی اور علمی ورثہ ہوتا ہے مال ودولت نہیں۔ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضور ﷺ کو اللہ کے نبی حضرت سلیمانؑ کے مال میں سے کتنا ملا تھا؟ اور آپ کس طرح ان کے مال کے وارث بن گئے تھے؟ معلوم نہیں شیعہ ملا کیوں اہل بیت نبوت کو دنیادار سمجھتے ہیں اور ان کو مال ودولت کا حریص بتانے پر تلے ہوئے ہیں اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ لوگ اپنے اس موقف اور اس قسم کے مباحث سے حضرت سیدہ فاطمہؓ کی توہین کے مرتکب ہوتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

عرب کے معروف فاضل الاستاذ محمود عباس عقاد نے بڑے پتہ کی بات لکھی ہے

یہ کوئی سمجھ کی بات نہیں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی جو وفاداری رسول اللہ ﷺ سے تھی اس میں اس لئے شک کیا جائے کہ انہوں نے حضور ﷺ کی

Scanned with CamScanner

صاحبزادی فاطمہؓ کو میراث سے محروم رکھا اگر انہوں نے ان کو محروم رکھا تو خود اپنی لڑکی عائشہ کو بھی اسی طرح محروم رکھا کیونکہ شریعت کی رو سے انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے ابوبکرؓ نے یہ نہیں چاہا تھا کہ میراث محمد ﷺ سے حضور ﷺ کے ورثہ کو محروم کردیں جن میں خود ان کی محبوب ترین اور سرمایہ فخر بیٹی عائشہ بھی تھیں لیکن انہوں نے چاہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے دین اور آپ کی وصیتوں کے معاملہ میں توسع سے کام نہ لیں اور دین کو بچانا خاندان اور مال کے بچانے سے زیادہ ضروری تھا (العبقریات الاسلامیہ ص ۴۴۶)

آپ آگے چل کر لکھتے ہیں

میراث کے معاملے میں جو ابوبکرؓ نے طے کر دیا اس کے سوا کوئی فیصلہ کرنے کا ان کو حق بھی نہ تھا ان کو یہی معلوم تھا کہ انبیاء کرام کسی کو وارث نہیں بناتے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو حضرت عائشہ کو وصیت کی کہ جو کچھ ان کو دیا ہے اس سے مسلمانوں کے حق میں دستبردار ہو جائیں جبکہ وہ مال ان کے لئے عطیہ اور میراث کی شکل میں حلال تھا (ایضاص ۴۴۸ المرتضیٰ ص ۱۴۴)

یہاں اس بات پر بھی غور کیجئے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دل میں حضرت فاطمہؓ اور آل نبی سے کسی قسم کا کوئی بوجھ ہوتا تو کیا آپ حضرت علیؓ کو حق خمس کی تولیت دیتے ؟ حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنی زندگی میں جس طرح خمس کی تقسیم کا والی بنایا تھا کہ وہ اسے بنی ہاشم پر تقسیم کریں حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکرؓ بھی اسی روش پر رہے اور حضرت عمرؓ نے بھی اپنے دور خلافت میں حضرت علیؓ کو اسی پر مامور رکھا تھا حضرت علی

Scanned with CamScanner

مرتضیٰؓ کہتے ہیں

ولانی رسول الله ﷺ خمس الخمس فوضعته مواضعه حياة رسول الله ﷺ وحياة أبي بكر وعمر فاتى بمال فدعانى فقال خذه فقلت لا أريده فقال خذه فانتم أحق به قلت قد استغنينا عنه فجعله فى بيت المال (سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۶۱)

حضور ﷺ نے خمس کے خمس کو میری ولایت میں دیا تو میں اس کے مصارف پر خرچ کرتا رہا اور یہ سلسلہ حضور ﷺ کی حیات تک اسی طرح رہا اور آپ کے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی زندگی تک ایسا ہی ہوتا رہا حضرت عمرؓ کی زندگی کے آخری دنوں میں جب مال آیا تو آپ نے مجھے بلایا اور کہا اس کو لے لو میں نے کہا میں نہیں چاہتا آپ نے کہا اسے لو تم اس کے زیادہ حقدار ہو میں نے کہا اب ہمیں اس کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت عمرؓ نے اسے بیت المال میں جمع کرا دیا

اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کبھی حضور ﷺ کے طریقہ سے نہیں ہٹے تھے اور نہ ان کے دلوں میں حضرت علیؓ اور حضرت سیدہ فاطمہؓ کے خلاف کوئی بوجھ تھا اگر ایسا ہوتا تو آپ ہی سوچیں حضرت علیؓ کبھی یہ بات کہتے ؟

☆☆☆.....ایک اور شبہ کا ازالہ

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا مطالبہ تسلیم کر لیا تھا اور اس پر ایک تحریر بھی لکھ دی تھی اور وہ حضرت فاطمہؓ کو دینے ہی لگے تھے کہ حضرت عمرؓ وہاں پہنچ گئے اور انہوں نے وہ تحریر ان سے لے کر پھاڑ دی اگر حضرت عمرؓ اسے نہ پھاڑتے تو یہ

Scanned with CamScanner

جائداد حضرت فاطمہؓ کو مل جاتی۔ شیعہ کے مرکزی محدث ملا محمد بن یعقوب کلینی (۳۲۹ھ) نے یہ ڈرامہ حضرت موسیٰ کاظمؒ کے نام سے ترتیب دیا (دیکھئے الشافی ترجمہ اصول کافی ج ۳ ص ۱۹۲) اور ملا باقر مجلسی نے اسے امام جعفر صادقؒ کے نام لگادیا ہے

ماهذا الكتاب الذى معك قالت كتاب كتب أبوبكر يرد فدك فقال هلميه إلى فابت ان قد دفعه إليه فضربها برجله و كانت حامله بابن اسمه المحسن فاسقطت المحسن من بطنها ثم لطمها ثم أخذ الكتاب فخرقه فمضت ومكثت خمسة وسبعين يومامريضة مما ضربها عمر ثم قبضت (بحار الانوار ص ۱۰۱)

عمرؓ نے پوچھا کہ آپ کے ہاتھ میں کیا ہے حضرت فاطمہؓ نے کہا یہ ایک دستاویز ہے جس میں ابوبکر نے مجھے فدک واپس کرنے کی تحریر لکھ کر دے دی ہے عمر نے کہا لاؤ اسے مجھے دے دو حضرت فاطمہؓ نے دینے سے انکار کیا تو عمرؓ نے انہیں زور سے لات ماری حضرت فاطمہؓ اس وقت حمل سے تھیں اس مار سے ان کا حمل ساقط ہو گیا پھر عمرؓ نے ان کو طمانچے مارے پھر ان کے ہاتھ سے وہ کاغذ لے کر پھاڑ دیا اور چلے گئے آپ اس واقعہ کے بعد ۷۵ روز حیات رہیں اور اسی مرض میں پھر ان کا وصال ہو گیا

الجواب..... شیعہ علماء ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کر پارہے کہ فدک کے نام پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو کس طرح بدنام کریں کبھی وہ میراث کے نام پر کبھی ہبہ کے عنوان پر اور کبھی وثیقہ کے گمان پر حضرات شیخین کریمین پر طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ ہم یہ بات اوپر بتا آئے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو فدک ہبہ نہ کیا تھا اور نہ یہ میراث میں آنا

Scanned with CamScanner

تھا اس لئے یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ حضور ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر نیا طریقہ اپنائیں گے اور دوسروں کو ان کے حق سے محروم کر کے صرف حضرت سیدہ فاطمہؓ کو اس کا مالک بنا دیں گے اور اس پر کوئی تحریر بھی دے دیں گے

جہاں تک کسی تحریر کا تعلق ہے تو یہ بات سبط ابن جوزی کی کتاب مراۃ الزمان کے حوالہ سے پیش کی جاتی ہے اور اسے اہل سنت کے سر تھوپ دیا جاتا ہے حالانکہ علمائے اہل سنت بہت پہلے سبط ابن جوزی (یوسف بن قزغلی) کی حقیقت سے پردہ اٹھا چکے ہیں۔ اہل سنت کے معروف ماہر فن رجال امام شمس الدین ذہبیؒ (۷۴۸ھ) اور معروف محدث علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) سبط ابن جوزی کے بارے میں لکھتے ہیں

وألف كتابا مرأة الزمان فنراه ياتى فيه بمناكير الحكايات وما أظنه ثقة فيما ينقله بل يجنف ويجازف ثم انه يترفض وله مؤلف فى ذلك نسال الله العافية قال الشيخ محى الدين السوسى لما بلغ جدى موت سبط ابن الجوزى قال لارحمه الله كان رافضيا(میزان الاعتدال ج ۷ ص ۳۰۴ لسان المیزان ج ۶ ص ۳۲۸)

اس نے ایک کتاب مراۃ الزمان لکھی ہے ہم نے اس کتاب میں ایسے قصے دیکھے جو لائق رد ہیں جو کچھ یہ نقل کرتا ہے میں اس کو قابل اعتبار نہیں جانتا بلکہ یہ حق سے ہٹی ہوئی باتیں کرتا ہے پھر وہ رافضیوں کی سی باتیں لکھتا ہے اس نے رافضیت کے حق میں ایک کتاب بھی لکھی ہے ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس سے عافیت میں رکھے شیخ محی الدین سوسی کہتے ہیں کہ جب میرے جد امجد کو اس کی موت کی خبر ملی تو وہ کہنے لگے خدا اس پر رحمت نہ کرے وہ تو

Scanned with CamScanner

رافضی تھا

اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ واقعہ محض ایک من گھڑت قصے سے زیادہ کچھ نہیں جسے رافضیوں نے حضرت عمر فاروقؓ کی عداوت میں پھیلا رکھا ہے۔

پھر شیعہ علماء یہ بھی نہیں بتاتے کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ وثیقہ پھاڑا تھا تو اس وقت حضرت علی مرتضیٰؓ کہاں تھے ؟ اگر وہ اس وقت حضرت فاطمہؓ کے پاس نہ تھے تو کیا بعد میں انہیں اس واقعہ کا پتہ بھی نہ چلا ؟ شیعہ علماء یہ بھی نہیں بتاتے کہ حضرت فاطمہؓ نے بعد میں جب انہیں بتایا تو انہوں نے اس پر کس رد عمل کا اظہار کیا تھا ؟ اپنی اہلیہ مکرمہ خاتون جنت حضرت فاطمہؓ جیسی عظیم المرتبت خاتون کو لات ماری جائے ان کا حمل گرا لیا جائے ان کے منہ پر طمانچے لگیں ان کے ہاتھ سے دستاویز لے کر پھاڑ دی جائے اس کے باوجود حضرت علی مرتضیٰؓ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے نہ انہیں اپنی اہلیہ مکرمہ کی عزت کا کوئی خیال آئے نہ انہیں آقائے دوجہاں اور آپ کی صاحبزادی کی حرمت کی کوئی فکر ہو اس کے لئے نہ آپ کے ہاتھ اٹھے نہ آپ کے پاؤں چلے اور نہ آپ کی زبان کھلی اور نہ وہ اپنی مافوق الفطرت طاقت کے ساتھ حضرت عمرؓ کا مقابلہ کر پائے۔ اسے ہم دیوانے کی بڑ نہ کہیں اور کیا کہیں ؟

شیعہ عوام اس قسم کی کہانی سن کر رونے اور کپڑے پھاڑنے لگ جاتے ہیں مگر انہیں اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ وہ سوچیں کہ ان سب معاملات میں حضرت علی مرتضیٰؓ کا کردار کیا رہا ہے ؟ جب ایک عام آدمی بھی اپنی اہلیہ کی بے عزتی برداشت نہیں کرتا اور کبھی کبھی اس پر جان تک سے گزر جاتا ہے تو شیر خدا حضرت علی مرتضیٰؓ ان تمام بے عزتیوں پر کیوں خاموش رہا کرتے تھے ؟ ایمانداری سے بتایئے کیا یہ اس قسم کے مکروہ ترین واقعات سے

Scanned with CamScanner

یہ لوگ حضرت علی مرتضیٰؓ کی عزت بڑھا رہے ہیں یا آپ کی عزت پنج چوراہے پر نیلام کر رہے ہیں؟ اور آپ کو ایک گئے گزرے شخص سے بھی زیادہ گیا گزرا بناتے ہیں؟..... استغفر اللہ العظیم

سچی بات یہ ہے کہ اس قسم کے تمام واقعات من گھڑت ہیں اور جب فدک کے ہبہ کی روایت ہی من گھڑت نکلتی ہے تو آپ ہی بتائیں نوشتہ فدک کہاں اور کس طرح لکھا گیا ہوگا؟۔

☆.....ایک اور شبہ اور اس کا ازالہ

شیعہ علماء کہتے ہیں کہ اہل سنت کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اسی فدک کے نہ ملنے کی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ سے ناراض تھیں اور انہوں نے آخر حیات تک حضرت ابوبکرؓ سے بات نہ کی؟

الجواب..... مذکورہ واقعہ حدیث کی مختلف کتابوں میں موجود ہے ان میں زیادہ تر روایات حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہیں جبکہ بعض صحابہؓ (حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت ابوالطفیلؓ) نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے صحیح بخاری میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ایک دو روایات میں حضرت فاطمہ کی ناراضگی کے الفاظ ملتے ہیں جبکہ حضرت عائشہ ہی سے مروی دوسری روایتوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں (اور نہ ہی دوسرے صحابہؓ کی روایت میں اس کا کوئی ذکر موجود ہے) جو اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی پر مبنی الفاظ حضرت عائشہؓ (۵۸ھ) کے اپنے نہیں اس کے اگلے راوی ابن شہاب زہریؒ (۱۲۴ھ) کے ہیں۔

Scanned with CamScanner

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ابن شہاب زہریؒ کو یہ بات کس نے بتائی کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئی تھیں؟

روایتوں کا بغور جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ابن شہاب زہریؒ یا ان کے کسی شاگرد کی اپنی ہے۔ ان کو یہ بات کس نے بتائی؟ اس کا پتہ نہیں چلتا اور نہ کسی حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ نے انہیں یہ بات بتائی تھی۔ امام زہریؒ کی ولادت ۵۸ھ کی ہے اور حضرت عائشہؓ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ہے

تاہم اس امر کا امکان ہے جناب ابن شہاب زہریؒ نے واقعہ کے پیش نظر خود ہی قیاس کر لیا ہو اور آپ سمجھے ہوں کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہو گئی تھیں حالانکہ ایسا نہیں تھا سو ابن شہاب زہریؒ کا یہ سمجھنا درست نہ تھا یہ ایسے ہی ہے جیسے حضور ﷺ ایک مرتبہ کسی بات پر اپنے بالاخانہ میں قیام پذیر ہو گئے اور لوگوں میں یہ مشہور ہو گیا کہ حضور ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے پھر جب حضرت عمرؓ تشریف لائے اور باہر پھیلی ہوئی اس خبر کی تحقیق چاہی تو آپ ﷺ نے صحیح صورت حال بتادی اور فرمایا کہ ایسا کچھ نہیں ہوا ہے جس طرح اس وقت بعض لوگوں نے اپنے اندازے سے یہ سمجھ لیا تھا اور یہ ایک بڑا معاملہ تھا اسی طرح اگر ابن شہاب زہریؒ نے اپنے اندازے سے یہ سمجھ لیا ہو تو یہ بعید نہیں ہے

تاہم سچ یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ کی حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ناراضگی اور عمر بھر عدم کلام کی بات درست نہیں ہے اور ابن شہاب زہریؒ کا محض یہ سمجھ لینا درست نہیں ہے

پھر یہ بھی معلوم کیجئے کہ کیا محدث ابن شہاب زہریؒ اس واقعہ کے وقت موجود تھے؟ نہیں ۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے یہ بات کس بنیاد پر کہی کہ حضرت فاطمہؓ آپ سے ناراض گئی تھیں؟

Scanned with CamScanner

خود روایت میں حضرت صدیق اکبرؓ کا کوئی کلام ایسا نہیں جس سے معلوم ہو کہ یہ بات ان کی ہے اور حضرت عائشہؓ سے مروی روایات بھی ایک نہیں سو اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بات ابن شہاب زہریؒ نے اپنے خیال سے کہی ہو گی اور پھر روایت میں قال کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس کا قائل مرد ہے عورت نہیں ہے اگر یہ بات حضرت عائشہؓ سے مروی ہوتی تو یہاں قال کے بجائے قالت ہوتا صحیح بخاری میں لفظ قال صراحتا موجود ہے قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتی مات (ج ۲ ص ۹۹۶) ابن جریر طبری نے تاریخ الملوک والامم میں یہ واقعہ نقل کیا ہے اور اس میں بھی قال کا لفظ مذکور ہے (دیکھئے ج ۲ ص ۴۴۸) اس سے واضح ہوتا ہے کہ ناراضگی کی بات حضرت عائشہؓ کی کہی ہوئی ہرگز نہیں ہے۔ یہ بات ابن شہاب زہریؒ نے اپنے گمان کی بناء پر کہی ہے انہوں نے حضرت فاطمہؓ کی خاموشی کو ان کی ناراضگی سمجھ لیا تھا حالانکہ ایسا نہیں تھا سو ابن شہاب زہریؒ کے اس گمان کی بناء پر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان ناراضگی کا دعوی کوئی مضبوط دعوی نہیں ہے

حضرت فاطمہؓ کی خاموشی کا یہ مطلب کہ آپ ناراض ہو گئی تھیں یا آپ نے ان سے بات کرنی چھوڑ دی تھی ظن راوی ہے جو دوسری روایتوں کی روشنی میں درست نہیں ٹھہرتا ۔ حضرت فاطمہؓ کے خاموش ہونے کا کیا یہ معنی نہیں لیا جا سکتا کہ جب حضرت سیدہ فاطمہؓ پر حقیقت حال کھل گئی تو آپ حضرت ابوبکرؓ کے بیان کے بعد مطمئن ہو گئیں اور پھر انہوں نے کبھی اس موضوع سے متعلق آپ سے کوئی بات نہ کی شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ عمر بن شیبہ کی کتاب میں فلم تکلمہ فی ذلك المال آیا ہے (فتح الباری ج ۶ ص ۲۴۸) یعنی خاص اس مال کے بارے میں آئندہ کوئی گفتگو نہ فرمائی

Scanned with CamScanner

حضرت فاطمہؓ اس واقعہ کے بعد آپ سے ذرا بھی ناراض ہوتیں تو آپ ہی بتائیں انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی جانب سے بھیجے جانے والے اموال انہیں واپس کیوں نہ کئے ؟ آپؓ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ میں آپ کا بھیجا سامان نہیں لیتی کیونکہ یہ بہت تھوڑا ہے جبکہ سب مالوں پر میرا ہی حق ہے ؟ اور وہ (بقول شیعہ) میری میراث ہے فدک بطور ہبہ کے میرا ہے..... یہ میری ماں کا ہے..... اور یہ میری ماں کے مہر میں آیا ہے..... نہیں ہرگز نہیں

حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ (۱۲۲۵ھ) ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

فقیر کے نزدیک صحیح جواب یہ ہے کہ جو واقعہ صحیح بخاری میں مذکور ہے اس میں یہ لفظ وارد ہیں فوجدت ولم تتکلم حتی ماتت۔ اس جگہ وجدت ایک مشترک لفظ ہے اس کے معانی غضبت ندمت اغتمت آتے ہیں اس جگہ اصل راوی نے وجدت بمعنی ندمت یا اغتمت استعمال کیا تھا بعض رواۃ نے سمجھا کہ شاید وجدت بمعنی غضبت کے ہے اور پھر اس نے روایت بالمعنی کرتے ہوئے غضبت روایت کر دیا سو اس حدیث کے صحیح معنی یہ ہیں جب حضرت سیدہ فاطمہؓ نے حضرت ابوبکرؓ کا جواب سنا اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان سن کر پتہ چلا کہ سوال درست نہ تھا تو نادم ہوئیں یا غمگین ہوئیں کہ یہ فعل مجھ سے کیوں ہوا اس صورت میں لم تتکلم حتی ماتت کا مطلب بھی واضح ہو گیا کہ آپ نے اس بارہ میں پھر کوئی بات چیت نہ کی (سیف مسلول ص ۲۹۳)

امام عامر شعبیؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہؓ مرض الموت میں ہیں تو آپ ان کے ہاں تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی حضرت علیؓ

Scanned with CamScanner

نے حضرت فاطمہؓ سے ان کے بارے میں اجازت طلب کی تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا آپ کو پسند ہے کہ وہ اندر تشریف لائیں حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہاں مجھے پسند ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ اندر آئے اور حضرت فاطمہؓ کی خیریت دریافت کی اور دوسرے معاملات میں آپ سے بات چیت کی تو آپ کے دل کا سارا بوجھ جاتا رہا اور آپ ان سے خوش ہو گئیں فرضیت عنه (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۲۲ ریاض النضرة ص ۱۵۶)

یہ نہ سمجھئے کہ حضرت فاطمہؓ کا راضی ہونا آخری اوقات میں ہوا بلکہ آپ نے اسی وقت اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر دیا تھا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ کو گواہ بنا کر آپ سے کہا کہ میں حضور ﷺ کے طریقے کے خلاف ہرگز نہ چلوں گا آپ کا اور آپ کے گھر والوں کا پورا پورا خیال رکھوں گا اس پر حضرت فاطمہؓ خوش ہو گئی تھیں ہم یہ بات پہلے نقل کر آئے ہیں

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان سے یہ بھی کہا تھا

والله ماتركت الدار والمال والاهل والعشيرة إلا ابتغاء مرضات الله ومرضاة رسوله ومرضاتكم أهل البيت ثم ترضاها حتى رضيت ..... وهذا اسناد جيد قوى والظاهر ان عامر الشعبى سمعه من علىؓ أو ممن سمعه من علىؓ وقد اعترف علماء أهل البيت بصحة ما حكم به ابوبكرؓ فى ذلك (البدایہ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۸۹)

خدا کی قسم میں نے اپنا گھر بار اور مال و اولاد صرف اللہ اور اس کے رسول کی خوشی اور تم اہل بیت کی خاطر چھوڑا ہے پھر آپ نے حضرت فاطمہؓ سے رضا چاہی چنانچہ حضرت فاطمہؓ یہ سن کر خوش ہو گئیں

(حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ) اس روایت کی سند جید اور مضبوط ہے اور ظاہر یہ

ہے کہ عامر شعبیؒ نے یہ بیان حضرت علیؓ سے سنا ہوگا یا ان سے جنہوں نے اسے حضرت علیؓ سے سنا ہوگا ائمہ اہل بیت نے بھی یہ بات تسلیم کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس وقت جو فیصلہ فرمایا وہ درست ہی تھا

حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ) اس پر لکھتے ہیں

وأحسن مافيه قولها أنت وماسمعت من رسول الله ﷺ وهذا هو الصواب والمظنون بها والائق بأمرها وسيادتها وعلمها ودينها (ایضا)

اس بارے میں سب سے بہتر حضرت فاطمہؓ کا یہ بیان ہے اے ابوبکر آپ نے حضور ﷺ سے جو کچھ سنا ہے اس پر عمل کریں (میں خوش ہوں) یہی بات درست ہے آپ سے اسی کی توقع ہے اور یہی حضرت فاطمہؓ کے مقام و مرتبہ اور علم و دین کے شایان شان بھی ہے

اگر شیعہ دوستوں کو اس بات پر اصرار ہی ہو کہ حضرت فاطمہؓ ناراض ہوئی تھیں تو بھی ان کا حضرت ابوبکر صدیقؓ پر برسنا ہرگز درست نہیں حضرت فاطمہ کا بالآخر حضرت ابوبکر صدیقؓ سے راضی اور خوش ہو جانا علماء اہل سنت کے ساتھ ساتھ شیعہ علماء نے بھی تسلیم کیا ہے شارح نہج البلاغۃ ابن میثم بحرانی نے شرح نہج البلاغۃ میں اور ملا ابراہیم بن حسین الدنبلی (۱۲۹۱ھ) نے درہ نجفیہ میں تسلیم کیا ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ آپ سے راضی ہو گئی تھیں حضرت فاطمہؓ کے راضی اور خوش ہو جانے کے بعد اب کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں کوئی سخت جملہ اپنی زبان پر لائے اب جو لوگ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اپنے طعن کا نشانہ بنائیں ایسے لوگ حضرت علیؓ حضرت حسنؓ اور حضرت

Scanned with CamScanner

حسینؓ کے طریقے پر ہر گز نہیں ہیں

حضرت امام حسینؓ کے پوتے امام زین العابدین (علی بن حسینؓ) کے فرزند حضرت زیدؒ کا بیان دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ اس مسئلہ میں اہل سنت کا موقف درست ہے یا ان شیعہ ملاؤں کا جو دن رات ٹی وی پر بیٹھ کر حضرات شیخین کریمین پر بلاوجہ الزامات لگاتے رہتے ہیں۔

حضرت زید بن علی بن حسین بن علیؓ بن ابی طالب فرماتے ہیں

أما أنا فلو كنت مكانُ أبي بكر لحكمت بما حكم به أبوبكر في فدك (البدایہ والنہایۃ ج ۵ ص ۲۸۹)

اگر میں ابوبکر صدیقؓ کی جگہ ہوتا تو میں فدک کے بارے میں وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر صدیقؓ نے کیا ہے۔

ابن ابی حدید شیعی نے بھی شرح نہج البلاغۃ میں حضرت زیدؒ کی یہ بات نقل کی ہے

وأيم الله لو رجع الامر إليّ لقضيت فيه بقضاء أبي بكر (شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۸۲)

بخدا اگر یہ معاملہ میرے سپرد کیا جائے تو میں وہی فیصلہ کروں گا جو ابوبکر نے کیا ہے۔

حضرت امام محمد باقرؒ کے زمانے میں کچھ لوگوں نے یہ پراپیگنڈہ کیا کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا حق دبایا تھا اور ان پر ظلم کیا تھا ابو عقیل نے یہ بات امام باقرؒ سے پوچھی تو آپ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں

فقال لاوالذی أنزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ماظلمنا من حقنا مثقال حبة من خردل (شرح نہج البلاغۃ لابن ابی حدید ج ۴ ص ۸۲)

Scanned with CamScanner

اس ذات کی قسم جس نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ نے ہمارے حقوق میں سے رائی برابر بھی ہم پر ظلم نہیں کیا

اہل بیت کے معززین تو ببانگ دہل اعلان کریں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے ہم پر ظلم کیا نہ ہمارے حقوق میں کوئی کمی کوتاہی کی نہ ہمارے ساتھ انہوں نے کسی طرح کی کوئی زیادتی کا ارتکاب کیا اگر یہ معاملہ ہمارے پاس آتا تو ہم بھی وہی فیصلہ کرتے جو انہوں نے کیا تھا مگر آج کل کے شیعہ منہ بنا بنا کر اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ کہتے نہیں شرماتے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ نے ان پر ظلم کیا تھا آپ فیصلہ کریں کہ ایک عام مسلمان اہل بیت کے معززین کی بات مانے یا ٹی وی پر بیٹھ کر غلط بیانی کرنے والے شیعہ ملا اور ذاکر کی؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں بحرین کے سابق شیعہ عالم آیت اللہ ابو خلیفہ علی بن محمد قضیبیؒ کا ایک بیان نقل کر دیں آپ لکھتے ہیں

جن لوگوں نے اس قسم کی روایات کی چھان بین کی اور اس پر تحقیق کی ہے اور اس غلو (اور ظلم و ستم کی کہانیوں) پر نقد کرنے والی جرات مند شخصیتوں کے نام ابھر کر سامنے آئے ہیں ان میں آیت اللہ العظمی ابو الفضل البرقعی اور احمد کسروی علامہ خوئی ڈاکٹر موسی موسوی محمد الیاسروی اور احمد کاتب کے نام شہ سرخیوں میں لئے جاتے تھے اور آج ان کی جگہ آیت اللہ العظمی محمد حسین فضل اللہ نے لے لی ہے سید فضل اللہ نے اس بات کا بخوبی ادراک کر لیا ہے کہ عقائد و تاریخ کے بارے میں (ان کی جانب سے) پیش کئے گئے وہ مقالات جن کی ثقاہت کے حوالے سے ماضی میں وہ انداز اختیار کیا کرتے تھے اور جن کی تاویلات میں وہ اپنا وقت صرف کیا کرتے تھے اور جس کی تبلیغ میں وہ کوشاں

Scanned with CamScanner

رہتے تھے آج ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ اس شخصیت کی جانب سے حقیقت کی نقاب کشائی ہے جس کو شیعوں کے نزدیک جید داعی اور ممتاز رہنما ہونے کا شرف حاصل ہے چنانچہ سید فضل اللہ حضرت فاطمہؓ کے بارہ میں شیعہ کی طرف سے کی گئی دروغ گوئی کے متعلق بحث و تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ یہ سب سراسر تہمت طرازی ہے جن روایات کے مطابق حضرت فاطمہؓ کو زدوکوب کیا گیا اور ان کے حمل کو ساقط کروادیا گیا سید فضل اللہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ سب سراسر تہمت ہے نیز سید فضل اللہ کا یہ انکشاف ہے کہ اس قسم کے بیانات کا حقیقت سے کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت افواہ بازی سے زیادہ اور کچھ بھی نہیں (الحوزۃ العلمیۃ تدین الانحراف ص ۲۷۔ اھل بیت واصحاب رسول ص ۵۶ مترجم از شیخ قضیبی)

☆.....شیعہ علماء کے ایک سوال کا جواب

برطانیہ کے شیعہ علماء اپنے ٹی وی چینل پر اکثر یہ بات کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جب قرآن میں یہ حکم موجود ہے کہ تمہاری وراثت میں سے اولاد کو اس کا حصہ ملنا چاہیئے تو پھر حضرت ابوبکرؓ نے اس قرآنی حکم کی خلاف ورزی کیوں کی؟

☆.....الجواب

یہ صحیح ہے کہ قرآنی حکم کے مطابق فوت والے کے اموال متروکہ میں سے اس کے وارثوں کو حق ملتا ہے تاہم حضور اکرم ﷺ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ خود آپ نے

اپنے آپ کو اس حکم سے الگ کر دیا تھا اور بتا دیا تھا کہ انبیاء کی میراث اس کی اولاد وغیرہ میں نہیں چلتی جب خود پیغمبر ﷺ نے اس آیت میں اپنے آپ کو داخل نہیں کیا اور اس پر کھلا بیان دے دیا تو اب بتایئے اس آیت کی خلاف ورزی کہاں سے ہو گئی؟

کیا شیعہ علماء یہ کہنا چاہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ بات فرما کر خود قرآنی حکم کی مخالفت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ تمہاری اولاد کو میراث ملے اور آپ ﷺ نے کہا کہ میں قرآن کا یہ حکم تسلیم نہیں کرتا میری وراثت کسی کو نہیں دی جائے گی نہ میرے بچوں کو نہ میری گھر والیوں کو اور نہ میرے کسی دوسرے عزیزوں کو..... اللہ کے نبی کو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والا بتانا کیا کسی مسلمان کا کام ہو سکتا ہے..... کچھ تو سوچیں

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں

> آیت میراث کے عموم سے آپ کی وراثت پر استدلال کرنا اس لئے صحیح نہیں کہ انبیاء کی وراثت اس سے مستثنیٰ ہے جس طرح یہ مسائل استثنائی حیثیت رکھتے ہیں کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا اور قتل عمد کا مرتکب ورثہ سے محروم رہتا ہے نیز یہ کہ غلام وارث نہیں ہوتا (المنتقی مترجم ص ۲۸۳)

قرآن کریم میں بہت سے احکام ایسے ملتے ہیں جن میں اللہ نے اپنے نبی کو ان سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بتایا کہ تمہارے لئے بیک وقت چار عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت ہے چار سے زیادہ جائز نہیں اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ کی ازواج بیک وقت چار سے زیادہ تھیں سوال یہ ہے کہ کیا حضور ﷺ نے قرآنی حکم کی خلاف ورزی کی تھی؟ شیعہ بیشک اس بد عقیدگی کا شکار ہوں کہ حضور نے حکم

Scanned with CamScanner

قرآن کی مخالفت کی مگر ہم مسلمان کبھی اس بد عقیدگی کی حمایت نہیں کر سکتے

سو عام امت کے لئے تو یہ ہی قانون ہے مگر اللہ کے نبی کو اس قانون سے مستثنی رکھا گیا اور بیک وقت چار سے زائد ازواج آپ کے نکاح میں رہیں اسی طرح عام قانون تو یہی ہے کہ مال متروکہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہو مگر حضور ﷺ نے خود ہی بتادیا کہ مجھے اس قانون کا پابند نہیں کیا گیا جس طرح انبیاء سابقین کے مال میں وراثت نہیں چلی اسی طرح میرے ترکہ میں بھی وراثت نہیں چلے گی میں جو کچھ بھی چھوڑ کر جاؤں گا وہ سب کا سب امت کا ہو گا اور میری تمام امت اس کا فیض پائے گی

اگر ہم یہ بات نہ مانیں تو سوال پیدا ہو گا کہ کیا حضور ﷺ نے اپنے شرعی وارثوں کو (جن میں آپ کے چچا اور آپ کی ازواج بھی ہیں) محروم رکھ کر اسلام کے احکام وراثت کی خلاف ورزی کی تھی ؟ نیز شیعہ علماء ساتھ ہی ساتھ اس سوال کا جواب بھی دیتے چلیں کہ کیا ان کے نزدیک مسلمان باپ کی کافر اولاد یا باپ کی قاتل اولاد اپنے باپ کے مال میں سے میراث پا سکتی ہے ؟ اگر نہیں تو یہ کیا یوصیکم اللہ کے بیان کے منافی نہیں ہے ؟

شیعہ علماء اگر واقعی سمجھتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وراثت چھین لی تھی تو وہ اپنے عوام کو کم از کم اتنا تو بتادیں کہ شیعہ مذہب میں جائداد منقولہ میں عورتوں کو حصہ بھی ملتا ہے یا نہیں ؟

حضرت امام باقرؒ اور حضرت امام جعفر صادق (فقہ جعفریہ) کا یہ حکم غور سے پڑھئے سمجھ آجائے تو ان دو بزرگوں سے ہی معلوم کر لیجئے اور کم از کم حضرت ابوبکر صدیقؓ کی مخالفت سے تو باز آجایئے فروع کافی میں امام محمد باقرؒ کا بیان یہ ہے

ان النساء لا یرثن من العقار شیئا (کافی کتاب المواریث ج ۷ ص ۱۳۷)

Scanned with CamScanner

ابن بابویہ قمی نے امام جعفر صادقؒ کا قول اپنی کتاب میں نقل کیا ہے

النساء لا یرثن من الارض ولا من العقار شیئا وروی ابن بابویه القمی عن الصادق انه سئل عن النساء ما لهن من المیراث فقال اما الارض والعقارات فلا میراث لهن فیه (من لا یحضره الفقیه ج ۴ ص ۳۴۷)

یعنی زمین اور غیر منقولہ جائداد میں عورتوں کی میراث نہیں ان کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا

☆.....کیا ازواج مطہرات کے حجرے انہیں بطور میراث ملے تھے؟

حضور اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات جن حجرات میں قیام پذیر تھیں شیعہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد انہیں چھوڑ دینا چاہیئے تھا کہ یہ اب امت کا مال تھا نہ کہ ان کا۔ جب ازواج کو حجرات بطور میراث مل سکتے ہیں تو اولاد کو فدک کیوں نہیں مل سکتا؟

☆.....الجواب

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات جن حجرات میں مقیم تھیں وہ انہیں بطور میراث نہیں ملا تھا حضور ﷺ نے خود اپنی حیات مبارک میں ہی انہیں ان کا مالک بنادیا تھا اور یہ گھر اب ان کے تھے جیسے حضور ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ اور حضرت اسامہؓ کو مکان بنا کر دے دئے تھے قرآن کریم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ازواج مطہرات کے یہ حجرات ان کی اپنی ملکیت تھے اللہ نے ان حجرات کو انہیں کی ملکیت بتا کر انہیں مخاطب کیا ہے

Scanned with CamScanner

وقرن فی بیوتکن تم اپنے گھروں میں رہو

اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ گھر ان کے اپنے تھے اس لئے ان حجرات کی وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمیں کسی بھی روایت سے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت فاطمہؓ نے بقول شیعہ جس شدت کے ساتھ فدک پر دعوی دائر کیا تھا آپ نے کبھی ان حجرات کو بھی زیر بحث بنایا ہو اور اس کے بارے میں بھی آپ نے طویل طویل خطبات دیئے ہوں اور ازواج مطہرات کو ان کے گھروں سے نکالنے کی تحریکیں چلائیں ہوں یا حضرت علیؓ نے اپنے دور خلافت میں ان پر قبضہ کر لیا ہو اور حضرت عائشہ صدیقہ سمیت دیگر ازواج کو ان گھروں سے نکل جانے کا حکم دیا ہو اور اس کے لئے گھر گھر دہائی دینے نکلے ہوں

جب کسی عورت کا شوہر فوت ہو جائے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ وہ اس کے گھر میں اپنے ایام عدت گزارے یہ ان کا حق ہے کیونکہ دوران عدت انہیں نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہے

یہاں ایک اور بات پر غور فرمایئے کہ حضور ﷺ کے ازواج کی عدت کیا اس ضابطے میں آتی ہے؟ کیا عدت گزارنے کے بعد انہیں کسی دوسری جگہ گھر بسانے کی اجازت ہے؟ یا وہ سب ازواج اب قیامت تک حضور ﷺ کی ہی ازواج سمجھی جائیں گی اور ان کے ساتھ کسی کو شادی کی اجازت نہیں ہو گی اور ان کی عدت کے ایام بھی اس وقت تک دراز رہیں جب تک کہ وہ حیات ہیں تو پھر انہیں اس کا پورا حق حاصل ہے کہ وہ اسی گھر میں رہیں

یہ جواب ہم نے اس صورت میں دیا ہے اگر کوئی نادان شیعہ ان حجرات کو میراث سمجھتا ہے

سو شیعہ علماء کی اس میں بات میں کوئی صداقت نہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ کے حقوق غصب کئے تھے یا حضرت سیدہ فاطمہؓ ان سے آخر تک ناراض رہیں اور کوئی

Scanned with CamScanner

سلام وکلام نہ کیا۔ سچ یہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہمیشہ قرابت نبوی کا لحاظ وخیال رکھا تھا اور سب لوگوں کو خاص طور پر حکم دیا تھا کہ تم لوگ حضور ﷺ کی قرابت داری میں کوئی کوتاہی اور غفلت نہ برتنا

ارقبوا محمدا ﷺ فی اھل بیتہ (صحیح بخاری ج ا ص ۵۳۰)

اے لوگو..... حضور ﷺ کے گھر والوں کا خاص خیال رکھنا۔

حضرت سیدہ فاطمہؓ آپ سے خوش تھیں حضرت علی مرتضیٰؓ آپ کے ہمیشہ رفیق ومعاون رہے حضرت ابو بکر صدیق کی اہلیہ حضرت اسماء آخر وقت تک سیدہ فاطمہ کے قریب رہیں اور آپ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ کی خواہش پر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پڑھائی۔

فرضی اللہ عنھم اجمعین .

(۲) حضرت عمر فاروقؓ پر حضرت فاطمہؓ کا گھر جلانے کا الزام

شیعہ ذاکرین کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کہیں سے آگ لے کر آئے اور انہوں نے حضرت فاطمہؓ کا گھر جلایا اور ان پر دروازہ اس طرح گرادیا کہ ان کا حمل ساقط ہو گیا اور اس بات پر تمام صحابہ خاموش رہے اس وقت کسی نے بھی ان کو نہیں روکا اور نہ کسی نے اس پر کسی ناراضگی کا اظہار کیا جناب خمینی کے ممدوح ملا باقر مجلسی نے یہ افسانہ اس طرح بیان کیا ہے

اشقیائے امت گلوئے مبارک جناب امیر میں ریسماں ڈال کر مسجد میں لے گئے اور بروایت دگر جب دروازہ پر پہنچے اور جناب فاطمہ مانع ہوئیں اس وقت عمر نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہ پر مارا کہ بازو جناب فاطمہ کا شکستہ ہو گیا اور سوج گیا مگر پھر بھی جناب فاطمہ نے جناب امیر سے ہاتھ نہ اٹھایا اور ان کو گھر

Scanned with CamScanner

میں آنے سے منع کیا یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہ پر گرادیا اور پسلیوں کو شکستہ کیا اور اس فرزند کو جو شکم میں جناب فاطمہ کے تھے شہید کیا (جلاء العیون ص ۵۲ اردو)

☆..... الجواب

ملا باقر مجلسی اور دیگر شیعہ ذاکرین کی جس طرح یہ بات جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ کو رسیاں باندھ کر مسجد میں لے گئے اور حضرت علیؓ بھی چپ چاپ ان کے پیچھے چل دئے اسی طرح ان کا یہ بیان بھی جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کا گھر جلایا تھا اور آپ کے گھر کا دروازہ توڑا تھا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

شیعہ ملاؤں کے اس الزام میں ذرا سی بھی صداقت ہوتی تو اسلامی تاریخ میں تواتر کے ساتھ یہ واقعہ منقول ہوتا جبکہ تاریخ کی کسی بھی مستند کتاب میں اس کا ذکر نہیں ہے

حضرت فاطمہؓ کے گھر جلانے کی کہانی سب سے پہلے معتزلہ فرقہ کے بانی ابراہیم بن سیار نظام نے سنائی۔ نظام معتزلی کی صحابہ دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں اس نے صرف حضرت عمر فاروقؓ ہی نہیں حضور ﷺ کے دیگر اجلہ صحابہ کو بھی اپنے طعن کا نشانہ بنایا ہے اور ان پر طرح طرح کے گھناؤنے الزام عائد کئے ہیں علماء اسلام نظام معتزلی کے صحابہ پر لگائے الزامات کے مدلل جوابات دے چکے ہیں اور اس کے ایک ایک الزام کی حقیقت کھول چکے ہیں معلوم نہیں شیعہ ملاؤں کو نظام معتزلی کے اگلے ہوئے لقمے بار بار چبانے میں کیا لذت ملتی ہے کہ وہ نہایت بے شرمی کے ساتھ ان الزامات کو دہراتے رہتے ہیں ان کی کوئی مجلس اس الزام کے بغیر نہیں جمتی اور کسی ذاکر کی اس کے بغیر کہیں دال نہیں گلتی۔

Scanned with CamScanner

(۲) شیعہ ملا اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ ان کے اس الزام سے حضرت عمر فاروقؓ کی تنقیص کے بجائے حضرت علی مرتضیٰؓ کی توہین زیادہ ہوتی ہے بالفرض یہ الزام درست ہو تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ اپنے اور گھر کی عزت بچانے کے لئے کیوں آگے نہ آئے آپ کی آنکھوں کے سامنے یہ سب کچھ ہوتا رہا مگر افسوس کہ آپ کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی شیعہ روایات بتاتی ہیں کہ حضرت علیؓ تو اتنے بے بس ہو چکے تھے کہ لوگ آپ کے گلے میں رسی ڈال کر لے جا رہے تھے اور وہ سر جھکائے خاموشی سے چل رہے تھے (استغفر اللہ) شیعہ کی کسی روایت میں معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت علیؓ نے اس واقعہ پر کبھی کوئی احتجاج کیا ہو اور مافوق الفطرت طاقت رکھنے کے باوجود انہیں حضرت سیدہ فاطمہؓ کا کوئی خیال آیا اور نہ انہیں اپنے گھر کی عزت کا کوئی دھیان تھا۔ سچ یہ ہے کہ نہ کسی نے حضرت فاطمہ الزہراء کا دروازہ توڑا اور نہ کبھی اس گھر کو آگ لگائی گئی یہ سب ملا باقر مجلسی کی لگائی آگ ہے جس میں کئی بے وقوف اب تک جھلس رہے ہیں بحرین کے سابق شیعہ عالم آیت اللہ ابو خلیفہ علی بن محمد قضیبی ایک اور معروف شیعہ عالم آیت اللہ سید فضل اللہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں

> سید فضل اللہ حضرت فاطمہ الزہراءؓ پر ظلم وزیادتی کے قصہ کا تذکرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ ذرا تم اس بارے میں فہم وادراک سے کام لے کر سوچو کہ اگر کوئی شخص تمہارے پاس آئے اور تمہاری بیوی کی آبروریزی کرے اور اس کو مارنے کی کوشش کرے تو کیا تم اپنے گھر میں حجرے کے اندر بیٹھے تماشہ دیکھتے رہو گے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہتے ہوئے چپ ہو جاؤ گے یا تم بھی اس شخص پر حملہ آور ہو جاؤ گے جو تمہاری بیوی کو مارنے یا اس پر حملہ

Scanned with CamScanner

کرنے کی غرض سے تمہارے گھر میں گھس آیا ہے

حضرت فاطمہؓ کے شوہر حضرت علیؓ ہیں جن کی دلیری کا پوری دنیا میں سکہ بیٹھا ہوا تھا ایسا جوان مرد لوگوں کو حضرت فاطمہؓ پر اس وحشیانہ طور پر آسانی حملہ کے لئے چھوڑ دے گا اور خود گھر میں دم دبا کر نعوذ باللہ بیٹھ رہے گا اور لاحول کہنے پر اکتفا کرے گا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسی صورت حال میں یہ رویہ اپنانا گوارا کرے گا ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جو ایسی صورت حال میں یہ بزدلانہ موقف اختیار کرے گا (الحوزۃ العلمیۃ تدین الانحراف ص ۲۷۔)

سید فضل اللہ مزید لکھتے ہیں کہ

حضرت فاطمہ کیوں دروازہ کھولنے گئیں ..... ذرا ٹھنڈے دل و دماغ سے غور کرو کہ اگر تم گھر میں موجود ہو اور تمہاری بیوی بھی تمہارے ساتھ ہو اور کوئی شخص آکر دروازہ کھٹکھٹائے خاص طور سے اگر تم کو پتہ ہو کہ تمہاری گرفتاری کے لئے آرہے ہیں تو کیا تم اس موقع سے اپنی بیوی سے کہو گے کہ تم نکل کر دیکھو معاملہ کیا ہے ؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ نعوذ باللہ حضرت علیؓ بزدل ہیں اور ان کے پاس غیرت و حمیت کا فقدان ہے اور وہ اسلامی غیرت و حمیت سے عاری ہیں شیعوں کا کہنا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو وصیت کی تھی کہ حضرت علی اپنی خلافت میں کوئی معرکہ سر نہیں کریں گے اور نہ اپنی بیوی کی طرف سے کسی قسم کی مدافعت کریں گے ..... انا للہ وانا الیہ راجعون

(ایضاص ۲۸۔اھل بیت واصحاب رسول ص ۵۶ مترجم از شیخ قضیبی)

Scanned with CamScanner

علامہ جلال الدین محمد بن اسعد دوانیؒ (۹۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہؓ پر دروازہ گرائے جانے کی بات نری جھوٹ ہے

هذا كذب محض ..... هذا كذب من الرافضة

(الحجج الباهرة ص ۲۹۵۔۲۹۷)

آپ فرماتے ہیں کہ تم سوچو کہ کیا ایسا ممکن ہے کہ حضرت علی مرتضیٰؓ جیسے بہادر آدمی کے گھر میں یہ واقعہ پیش آجائے اور حضرت علی مرتضیٰ اس پر خاموش بیٹھے رہیں نہ صرف آپ بلکہ آپ کی پوری برادری (قریش اور بنو ہاشم) بھی اس حادثہ فاجعہ پر خاموشی اختیار کرلیں اور کسی کی طرف سے صدائے احتجاج بلند نہ ہو؟ اور نہ ان کی طرف سے کبھی کسی مدد کی آواز آئے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حضرت علیؓ کی برادری کھلی آنکھوں ان کی اور حضرت فاطمہؓ کی اہانت دیکھیں اور اسے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کرلیں؟ کیا کوئی غیرت مند شخص اور اس کی برادری اس قسم کے واقعہ پر چپ رہ سکتی ہے؟ معلوم نہیں شیعہ علماء اس قسم کے واقعات تراش کر کیوں حضرت علی مرتضیٰؓ کو بدنام کرنے پر تلے بیٹھے ہیں؟

ان ذلك فيه نسبة خساسة وعجز إلى عليؓ وبنى هاشم لان عليا الشجاع الاعظم من الآل والصحب ومعه عصبته القبيلة العظمى من قريش وهم أبطال بنى هاشم قبيلة النبى ﷺ أهل الأنفة والنخوة..... فكيف يجوز أن يصبروا على إهانة مخدومهم وابن مخدومهم (الحجج الباهرة ص ۲۹۶)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) لکھتے ہیں

یہ ساری باتیں ان کی من گھڑت افتراء اور بے اصل و جھوٹ ہیں ان پر عقل کا

Scanned with CamScanner

اندھا اور بے بہرہ ہی یقین کرے گا اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ یہ روایات خود شیعی روایات سے بھی ٹکراتی ہیں اور ان کے جھوٹ کا بھانڈہ پھوڑتی ہیں (تحفہ اثنا عشریہ ص ۹۷)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ

یہ قصہ سراسر بہتان اور بدترین افتراء اور جھوٹ ہے اس کی کوئی اصلیت نہیں اس لئے امامیہ حضرات کی اکثریت اس قصہ کی سرے سے قائل نہیں ان کا کہنا ہے کہ آپ نے ان کا گھر جلانے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ ارادہ عمل میں نہیں آسکا حالانکہ قصد وارادہ دل کی کیفیت ہے جس پر خدا کے سوا اور کوئی مطلع نہیں ہو سکتا (تحفہ اثنا عشریہ ص ۵۶۸)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ (۱۳۲۳ھ) شیعہ علماء کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

اور یہ جو آپ بہتان طوفان افتراء کرتے ہیں کہ صحابہ نے خانہ اہل بیت جلایا تھا یہ بالکل افتراء وکذب اعدائے دوست نما کا ہے اہل سنت کی ایک کتاب میں بھی اس کا کہیں کچھ ذکر نہیں..... ہاں البتہ ہمارے آپ کی کتب معتبرہ حجت ہیں کہ وہ (یعنی صحابہ) عدول اور محبّ اہل بیت وعترت تھے (ہدایۃ الشیعہ ص ۱۶)

مولانا عبدالعزیز فرہارویؒ (۱۳۳۹ھ) شرح عقائد نسفی میں اس الزام کے متعلق لکھتے ہیں

قلنا کذب محض ہم کہتے ہیں کہ یہ محض جھوٹ ہے

آپ یہ بھی لکھتے ہیں شیعوں کا یہ کہنا بھی جھوٹ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت فاطمہؓ کو مارا تھا اور ان کا حمل ضائع کر دیا تھا

Scanned with CamScanner

وان عمر ضربها حتی اسقطت الولد وماتت فمن اکاذیب الروافض

(نبراس ص ۳۲۹)

اگر شیعہ ذاکرین کو اہل سنت کے اس بیان سے اتفاق نہ ہو تو وہ نہج البلاغۃ کے شارح ابن ابی الحدید سے سن لیں موصوف نہج البلاغۃ کی شرح میں لکھتے ہیں

واما ماذکرہ من الھجوم علی دار فاطمۃ الحطب لتحریقھا فھو خبر واحد غیر موثوق بہ لا معمول علیہ فی حق الصحابۃ بل ولافی حق أحد من المسلمین ممن ظھرت عدالتہ (شرح نہج البلاغۃ ج ۴ ص ۲۳۱)

حضرت فاطمہؓ کے گھر لوگوں کا ہجوم اور لکڑیاں لانے کا واقعہ خبر واحد ہے جو قابل اعتماد نہیں ہے اور نہ ہی قابل اعتبار ہے نہ یہ چیز صحابہ کے حق میں جائز ہے بلکہ مسلمانوں میں سے جن کی عدالت ودیانت ظاہر ہے ان میں سے کسی مسلمان کے بارے میں بھی ایسا کہنا سمجھنا جائز نہیں۔

راقم الحروف نے "سیدنا عمر فاروقؓ" کی دوسری جلد میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے اور دلائل سے واضح کیا ہے کہ حضرت عمرؓ پر یہ الزام سوائے جھوٹ کے اور کچھ نہیں ہے سوال یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق پر اتنا گھٹیا الزام لگانے کی وجہ کیا ہے ؟اس کا جواب وقت کے ممتاز عالم حضرت مولانا حیدر علی فیض آبادی (۱۲۴۷ھ) سے سنئے اور بات کی تہہ تک پہنچ جایئے۔ آپ لکھتے ہیں

یہ سب تہمتیں صنعاء کے یہودیوں کے بڑوں کی طرف سے ہیں اور ایران کے مجوسیوں کی پیدا کردہ ہیں جنہوں نے اپنے جگر میں فاروق اعظمؓ کے ہاتھوں کاری زخم کھائے ہوئے تھے اور اپنے سینہ میں دیرینہ عداوت کے تخم کاشت

Scanned with CamScanner

کیے ہوئے تھے (منتہی الکلام ص ۵۳)

اس کا حاصل یہ ہے کہ منافقین اور یہود جب حضرت عمر فاروقؓ کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور انہیں آپ کے ہاتھوں مسلسل ہزیمت اٹھانی پڑیں جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا تو انہوں نے آپ کو بدنام کرنے کے لئے طرح طرح کے قصے وضع کئے اور اس تسلسل اور مہارت کے ساتھ لوگوں میں پھیلائے کہ جھوٹ کو سچ سمجھا جانے لگا اور کسی شیعہ نے اس حقیقت کو تلاش کرنے کی زحمت گوارا نہ کی کہ جب حضرت فاطمہؓ کے خلاف اتنا بڑا جرم اور ظلم ہو رہا تھا اس وقت حضرت علیؓ اور بنی ہاشم کیا کر رہے تھے ؟ کیا وہ سب کے سب بزدل اور بے بس تھے ؟ اور وہ کھلی آنکھوں آل رسول کی حرمت پامال ہوتے دیکھتے رہے اور ان کا جان دینا تو درکنار ان کی زبان پر احتجاج تک کے کوئی الفاظ نہ آئے۔

آپ اس پر جتنا غور کرتے جائیں گے شیعہ پروپیگنڈہ کی حقیقت کھلتی چلی جائے گی اور یہ مانے بغیر چارہ نہیں رہے گا کہ صحابہ کرام بالخصوص خلفائے راشدین کو بدنام کرنے کی یہ مہم اسلام دشمنوں کی اٹھائی ہوئی ہے اور وہ اپنے مذموم عزائم و مقاصد کے لئے ہر ممکن وسائل کا استعمال بھی کرتے ہیں تاہم اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جھوٹ کا پردہ بالآخر چاک ہو کر رہتا ہے اور کاغذ کی ناؤ کبھی ہمیشہ نہیں چلتی۔ یہ لوگ خلفائے راشدین ازواج مطہرات ..... اور بنات الرسول اور صحابہ کرام کے خلاف جس قدر شور مچانا چاہیں مچالیں تاہم ناکامی ہمیشہ ان کا مقدر رہی ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ رہے گی۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

۵ صفر ۱۴۳۱ھ ۲۲ جنوری ۲۰۱۰

Scanned with CamScanner

ادارہ اشاعت الاسلام مانچسٹر کی نادر علمی پیشکش

خلفائے راشدینؓ

کی سیر وسوانح پر مفصل اور مدلل کتابیں

(۶ جلدیں ..... کل صفحات ۳۱۴۸)

☆.....ازالة الضيق بسيرة ابوبكر الصديقؓ

(صفحات ۵۱۶)

☆.....نور القمر بسيرة سيدنا عمرؓ

(دو جلد صفحات ۹۴۸)

☆..... فتح الرحمان بسيرة عثمان بن عفان

(صفحات ۶۰۰)

☆.....زبدة المناقب من حيات علی بن ابی طالب

(دو جلد صفحات ۱۰۴۸)

﴿ از قلم ﴾

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی صاحب دامت برکاتہم

26 Black Street Old Trafford Manchester M16 9LJ (U.K)

TEL: 00 44 161 232 9851

Scanned with CamScanner

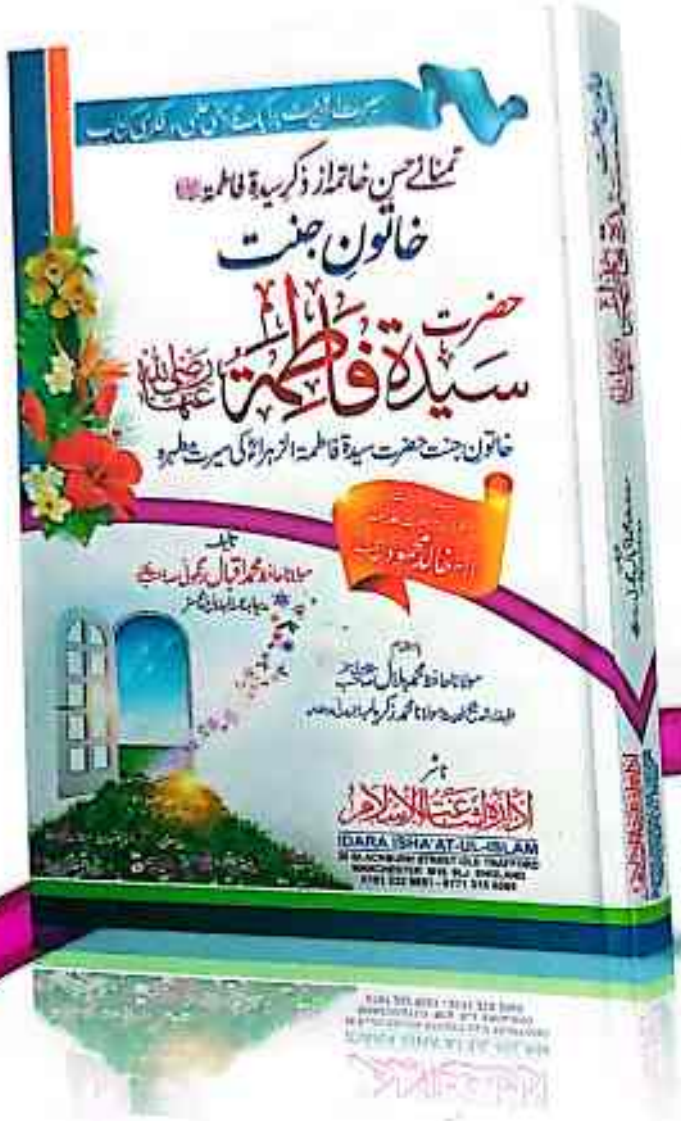
الحیدری میڈیا۔

الحمد اللہ، ہمارا ادارہ اور ہمارے
ادارے کے افراد دن رات محنت کرکے
آپ تک نئی اور معلوماتی کتب،
کیسٹ سے ریکارڈ شدہ پرانا مواد MP3
میں کنورٹ کرکے آپ تک پہنچاتے ہیں۔
اسکے نئے اور پرانے نعتوں نظموں کا مرکز۔
الحیدری میڈیا۔

دعاؤں کی درخواست

3/12/2021

Scanned with CamScanner



ناشر

ادارہ اشاعت الاسلام

IDARA ISHA'AT-UL-ISLAM

26 BLACKBURN STREET OLD TRAFFORD
MANCHESTER M16 9LJ ENGLAND
0161 232 9851 - 0771 315 5565

Scanned with CamScanner